فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذو الجلال والاکرام [illegible]

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصۂ اول

از تالیف فاضل ادیب ناظم لبیب محقق مولوی ابو تراب

محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی

صدر مدرس عربی فارسی مدرسہ

در مطبع رحمانی مطبوع گردید

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ وغیر مطبوعہ مولوی محمد عبد الجبار خاں صاحب

۱ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول۔ در بیان سلاطین بہمنیہ۔ عہ حالی

۲ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ۔ صمہ حالی

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ۔ صمہ حالی

زیر طبع

۳ محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن۔ قریب نصف طبع شدہ

۴ محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزراء دکن۔

۵ محبوب نو وکہن تذکرہ آثار دکن۔

۶ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۷ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مولف

فہرست حصہ اول محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

دکن زنده کردم بدین آرزو — که نامم بماند درین چارسو



ابو تراب محمد عبد الجبّار خان صوفی ملکاپوری براری
حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسہ
اعزہ مؤلف تاریخ دکن

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

بفضل خالق ذوالجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام

باعانت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

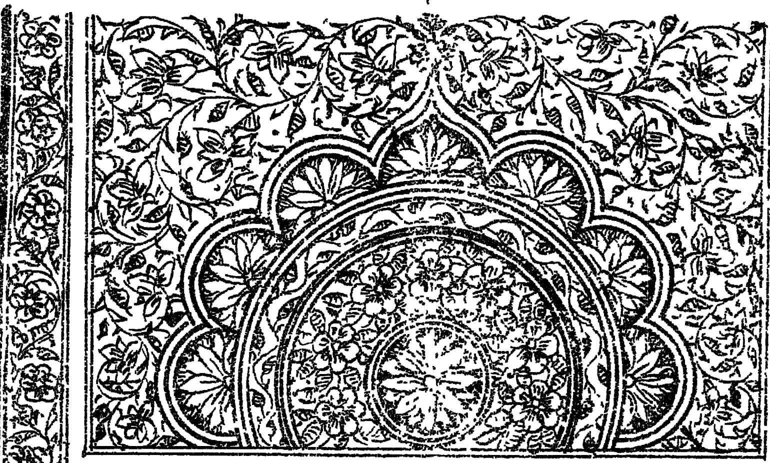
محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی

ابوتراب محمد عبدالجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری براری

حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسۂ اعزہ

در مطبع رحمانی واقع محلہ بالائی گوڑہ گونڈ طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الانسان اشرف المخلوقات بالعلم والعرفان وکرمہ علی الحیوانات بالنطق والبیان ۔ والصلوٰۃ علی افضل الموجودات محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ الطاہرین الکرام وعلی اصحابہ الراشدین العظام اجمعین

حمد و صلوٰۃ کے بعد احقر العباد محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی ارباب سخن کی خدمتمین گزارش کرتا ہے کہ میری مؤلفہ "تاریخ دکن المسمیٰ بہ محبوب التواریخ" متعدد مجلدات پر شامل ہے اور اُسکی ہر ایک جلد بذاتہٖ مستقل ایک ایک کتاب یگانہ ہے اور ہر ایک کے مضامین بھی جداگانہ ۔ ایک دوسرے سے تعلق نہیں ہے بنائےؔ علیہ مین نے ہر ایک جلد کو الگ الگ نام سے نامزد کیا ۔ چنانچہ یہہ جلد شعرائے دکن کے تذکرہ پر شامل ہے ۔ اسکا نام بھی دوسری جلدون کیطرح عالیجناب فلک انتساب خورشید رکاب جمشید قباب صاحب جود و کرم بلند حوصلہ و عالی ہمم رعایا پرور فیض گستر قدردان علم و ہنر مربی شعرائے سخنور اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی میر محبوب علیخان

فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم خلد اللہ ملکہ کے نام نامی سے معنون کر کے محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن کہا۔ اس تذکرہ مین وے شعرا درج کئے گئے جو دکنی المولد والمنشا ہین۔ یا وہ شعرا جو دکن مین آئے۔ خواہ یہان فوت ہوے ہون یا دیگر بلاد مین۔ اور مین نے اس تذکرہ مین شعراسے اُن شعرا کو درج کیا جو مشاہیر سے گذرے خواہ وہ متقدمین سے ہون یا متاخرین سے بترتیب حروف تہجی لکھا تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے حال دیکھنے مین دقت نہو۔ بتوفیق اللہ المستعان و علیہ التکلان

باب الالف

آصف

عالیجناب میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن صانہا اللہ عن الشرور و الفتن

آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے پہنچتا ہے۔ اور حضرت کا سلسلہ خلیفہ امیر المومنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے جد مادری عالیجناب سعد اللہ خان بہادر صاحب قران شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم اور جد پدری حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان بہادر ہے آپکے جد بزرگوار شاہجہان کے آخر عہد مین سمرقند و بخارا سے بتقریب زیارت حرمین شریفین ہند مین آئے۔ شاہجہان سے ملاقات کی۔ بادشاہ نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھہ ملا۔ لب فرش تک مسند سے اُٹھہ کے استقبال کیا۔ اول ہی ملاقات مین چھہ ہزار روپیہ بطور مقدم و دستی پیشکش فرمایا۔ اور مہمان عزیز کو بادشاہی منزل مین اوتارا۔ اور مہمانی کا اہتمام

نہایت تجمل و شان سے ادا کیا گیا۔ آپکے ہمرکاب مریدین و طالبین تقریباً ایک سو سے
زیادہ تھے۔ تمام کے ساتھہ حسن سلوک کیا۔ پھر شاہجہان نے دوسری ملاقات مین
آپسے درخواست کی کہ آپ یہان تشریف رکھین۔ اور اہل ہند کو اپنے فیض سے
سرفراز فرمائین۔ آپ عالم فاضل فقیہ کامل جامع علوم معقول و منقول تھے۔ اور
بخارا مین شیخ الاسلام و صدر الاسلام کے لقب سے ملقب تھے اور بخارا مین مدت تک
نذر محمد خان اور اسکے فرزند سبحان قلی خان کے عہد مین صدر عدالت رہے۔ آپنے
بادشاہ کے اطر سے ہند مین سکونت اختیار کی منصب چار صدی سے سرفراز کر کے شاہزادہ
عالمگیر کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ آپ شاہزادہ کی رفاقت مین رہے۔ شاہزادہ صوم و صلوٰۃ کا
پابند تھا۔ اور خواجہ صاحب بھی دین و اسلام کے آشفتہ۔ شاہزادہ آپکی مصاحبت سے
بہت خوش ہوتا تھا۔ آپکی تعظیم و تکریم مین مبالغہ کرتا تھا۔ جب شاہزادہ دکن مین آیا آپ بھی
ہمراہ آئے۔ خواجہ صاحب باغ فرمان باڑی برہانپور مین باضافہ دو صدی خطاب خانی سے مشرف
ہوکے فراغت کے ساتھہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ۱۰۶۷ھ سنہ ہجری مین دارا شکوہ بسبب بیماری
بادشاہ وکالتاً امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ اور عالمگیر کے وکیل عیسیٰ بیگ کو جو
حضور مین رہتا تھا قید کیا اور اسکا گھر ضبط کر لیا۔ اور جسونت سنگھ اور قاسم خان کو
عالمگیر کے روکنے کیلئے بھیجا۔ عالمگیر دکن سے مع جمعیت بہ بہانۂ عیادت پدر بزرگوار
روانہ ہوا۔ دار الفتح اجین مین دونون سے مقابلہ کیا۔ عالمگیر کامیاب ہوا۔ دونون
شکست پاکے چلے گئے۔ آپنے جسونت کے مقابلہ مین دلیرانہ کام کئے۔ اور مخالفین کو بھگا دیا
منصب ہزاری پانسو سوار سے سرفراز ہوئے۔ پھر اجین مین باضافہ ہزاری و دو صد
سوار دو ہزاری ہفتصد سوار سے سربلند ہوئے۔ پھر آپ ۱۰۷۱ھ سنہ ہجری مین بجائے شیخ میرک صدر کے

صدر ہوئے۔ خواجہ کی پارسائی و پرہیزگاری مشہور تھی۔ عوام الناس خواجہ کے عدل و انصاف سے بیحد خوش تھے۔ پھر آپ سنہ پنجم عالمگیری مطابق ۱۰۷۲ھ ہجری میں با مع اصل اضافہ بمنصب سہ ہزاری پانصدی ہزار و دو صد سوار سے سرفراز ہوئے اور ۱۰۷۵ھ ہجری میں باضافہ ہزار و شش صد سوار و خلعت و فیل صوبہ داری جمیر سے ممتاز ہوئے۔ اور سنہ چہاردہم عالمگیری م ۱۰۸۲ھ ہجری میں صوبہ داری ملتان پر سربلند ہوئے اور سنہ ۱۸ عالمگیری م ۱۰۸۵ھ ہجری میں ملتان سے حضور میں بلائے گئے۔ اسی سال میں آپ امیر حاج ہو کے حج و زیارت کیلئے حرمین شریفین روانہ ہوئے اور ۱۰۹۰ھ ہجری میں غائبانہ مخاطب بہ قلیچ خان ہوئے۔ اور بادشاہ نے ایک اسپ تازی با ساز طلا میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ کے سپرد کیا کہ بندر سورت میں خواجہ کے پاس بھیجو۔ پھر سنہ مذکورہ میں سورت سے آنیکے بعد خلعت صدارت سے سربلند ہوئے اور ۱۰۹۳ھ ہجری میں خلعت خاصہ و اسپ نقارہ سے بلند آوازہ ہوکے عالمگیر کے ہمراہ دکن میں آئے۔ خافیخان نے لکھا کہ سنہ مذکورہ میں عالمگیر نے خواجہ صاحب کو ابوالحسن تانا شاہ کے پاس سفارۃً بھیجا تھا۔ پھر آپ ۱۰۹۶ھ ہجری میں ظفر آباد کے صوبہ دار ہوئے۔ قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ میں پدر و پسر دونوں عالمگیر کے ہمرکاب تھے۔ گولکنڈہ کے معرکہ میں نمایاں کام کئے۔ آخر ۱۰۹۸ھ ہجری میں قلعۂ مذکور کے محاصرہ میں خواجہ کے دہنے ہاتھ پر زنبورک کا گولہ پہنچا۔ خواجہ باستقلال تمام گھوڑے پر سوار خیمہ میں آئے۔ ایسے مستقل مزاج و قوی دل تھے کہ ضرب گولہ کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ جملۃ الملک اسدخان وزیر حسب الحکم بادشاہ آپکی عیادت کیلئے آئے۔ اسوقت جراح استخوان شکستہ کے ریزے زخم سے چن رہا تھا

خواجہ صاحب فراغت سے مسند پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مقربین سے باتیں کر رہے تھے
قہوہ کا دور چل رہا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ جراح ٹانکے لگا ہوا اہو شیار ملگیا ہے
دو تین روز کے بعد بتاریخ چہارم ربیع الاول ۱۰۹۸ ہجری میں اس دار فانی سے
عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ گولکنڈہ کے قریب حیدر آباد سے تین کوس کے فاصلہ
مدفون ہوئے۔ ہزار وں تک ہر سال آپکا عرس ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب سخی المزاج تھے
کہ و مدینہ میں بیشمار روپیہ مجاورین و شرفا کے لئے بھیجتے تھے۔
اور آپ کے والد ماجد یعنی میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر
باپ کی رحلت کے بعد رفتہ رفتہ منصب ہفت ہزاری تک ترقی کی۔ اور غازی الدینخان
فیروز جنگ عالمگیری امرا میں اکبر الامرا شمار کئے جاتے تھے۔ عالمگیر آپ کو بڑی
عظمت و محبت سے دیکھتا تھا۔ دکن کے معرکوں میں آپکی جان نثاری عرق ریزی
و دلیری دیکھکے فرزندوں سے زیادہ چاہتا تھا۔ جب آپکی کوشش و جان فشانی سے
بیجاپور کی فتح حاصل ہوئی۔ اُسوقت آپکے خطاب کے ساتھ فرزند ارجمند کا فقرہ
اضافہ فرمایا۔ رقعات میں لکھتا ہے ذو فرزند بے ریو ور تاگ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر)
بیجاپور کے معرکہ میں دکنیوں نے عالمگیری لشکر میں رسد کی آمد و رفت بند کر دی تھی
لشکر میں بسبب عدم غلہ و دانہ کے کھلبلی پڑی ہوئی تھی۔ تمام بیقرار و جان بلب
ہو رہے تھے۔ عالمگیر رسد کے نہ پہنچنے کی خبر سے نہایت ہی بیچین و بیقرار تھا۔ رات کے
آٹھہ بجے فیروز جنگ کو بلایا اور رسد پہنچانیکی بابت کہا۔ فیروز جنگ بہادر اُسیوقت
مستعد ہوئے مع جمعیت رسد ہمراہ لیکر عالمگیری لشکر میں مخالفین سے قتال و جدال
کرتے ہوئے قریب چار بجے صبح کے پہنچے۔ رسد لشکر میں تقسیم کرکے فی الفور عالمگیر کے پاس آئے۔

از فتحیہ ۱۲ ۱۹۱۰

اور عالمگیر کو رسد پہنچانیکی خبر دی۔ اُسوقت عالمگیر بہت ہی خوش ہوا۔ اور فیروز جنگ کی تعریف و تحسین کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ اور دو رکعت شکرانہ ادا کرکے دعا چاہی۔ خدایا آج تیموریہ خاندان کی جسطرح غازی الدینخان فیروز جنگ نے عزت و آبرو بچائی۔ اُسیطرح تو اُسکے خاندان کی عزت و آبرو قیامت تک قائم رکھہ دیکھو عالمگیر کی اس دعا سے کسقدر آصفیہ خاندان کی عظمت و بزرگی ثابت ہوتی ہے آپ عالمگیر کی رحلت کے بعد شاہ عالم کے عہد مین گجرات کی صوبہ داری پر مقرر ہوئے۔ آخرہ آپنے سنہ ۱۱۲۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاویدانی کیطرف رحلت کی۔ آپ کے خلف الصدق عالیجناب فلک انتساب فردوس آرامگاہ حضرت آصفجاہ بادشاہ دکن ہین۔ آپکا اصلی نام میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر خطاب ہے و آصف تخلص ہے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین ہندوستان مین واقع ہوئی۔ ولادت کی تاریخ بحساب جمل (نیک بخت) سے برآمد ہوتی ہے۔ آپ کا نشو و نما آسائش و آرام کے گہوارہ مین ہوا۔ ناز و نعم کیا تہہ آپکی تربیت ہند کی آب و ہوا کی آغوش مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے آغاز مین آپکی تعلیم و تربیت عرب و عجم و ترک و ہند کے علمائے افاضل و فضلائے اکابر سے شروع ہوئی۔ آپکے والد ماجد عالیجناب میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان بہادر نے تعلیم و تربیت کا عمدہ اہتمام کیا تہا۔ اور اخلاق و آداب کی درستی کیلئے برگزیدہ و پسندیدہ ہوشیار و تجربہ کار عمر رسیدہ اتالیق و ادب آموز متعدد مقرر کئے تہے خلد مکان عالمگیر بادشاہ بہی آپکے حالات و آثار دیکھکے سمجہتا تہا کہ یہہ ہونہار ہے تاکید مزید کرتا تہا۔ کہ تعلیم علوم کا انتظام عمدہ طرح سے ہونا چاہئے۔ اور حکم کیا کہ میر قمر الدین کو

از احکام البلاد و الحکام ۱۲

ہر ہفتہ مین ایکبار سلام و کورنش کیلئے ہمارے پاس بہیجتے رہین۔ چنانچہ فیروز جنگ بہادر ہمیشہ فراغ تحصیل تک حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ جب آپ عالم شباب مین علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوے اور بزرگان سلف کی طرح معقول و منقول و فقہ و اصول مین ایسی لیاقت و مہارت حاصل کی کہ اقران و امثال سے فائق و لائق ہوئے۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہے۔ عربی فارسی و ترکی و ہندی زبان مین استعداد کامل رکہتے تہے۔ فاضل ادیب و عالم لبیب تہے۔ ہر ایک زبان مین نظم و نثر لکہنے مین ملکۂ تامہ و مدرکۂ کاملہ رکہتے تہے۔ فتوحات آصفیہ کے مولف نے تعلیم و تربیت کے محل مین لکہا کہ مولانا احمدیار خان مخاطب بہ ترکی خان آپکے اتالیق تہے ترکی زبان آپکو سکہلاتے تہے۔ مرأت الصفا کے مولف نے لکہا کہ آپ موزون الطبع تہے شعر گوئی و شاعری کے آشفتہ تہے۔ مرزا عبد القادر بیدل سے اصلاح کلام فرماتے تہے ذکاوت و سنجیدگی طبع خداداد تہی جو کچہہ آپکے زبان و قلم سے کلام موزون و مضمون بلاغت مشحون نکلتا تہا۔ نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا تہا۔ اصلاح غیر کا محتاج نہین ہوتا تہا۔ اس فن کے اساتذہ آپکا لوہا مانتے تہے۔ بجز تحسین و آفرین کچہہ نہین کہتے تہے واقعی آپکے دو دیوان فارسی ضخیم جو مطبع سرکار آصفیہ مین اعلیحضرت بندگانعالی متعالی کے حکم سے مطبوع ہوئے ہین اُن سے ہمارے معززین مورخین کے کلام کی تصدیق ہوتی ہے مولف فقیر کے پاس دونون دیوان موجود ہین اُن کے مطالعہ سے محظوظ ہوتا ہون ناظرین کیلئے بطور نمونہ ہر ایک دیوان سے اشعار انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین آپکے تبحر علم و مذاق شاعری سے واقف ہو جائین اور اُن کو اثبات کی پوری تصدیق ہو جائے کہ آپ عالم و حکیم صوفی تہے۔ آپ ابتدا مین شاکر تخلص اشعار مین لکہتے تہے

اس دیوان کے اشعار تقریباً دو ثلث تصوف و معرفت کے مضامین مین ڈوبے ہوئے ہین ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہین۔ اور ہر ایک فقرہ سے فقیری و خاکساری کے کنوز عیان ہین۔ اور بعض اشعار سے اولیاء کرام و اتقیاء عظام کے ساتھہ آپکی حسن عقیدت و ارادت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے نصائح و پند و حکم و امثال پائی جاتی ہین۔ اور ہمدردی و رحم دلی غربائے بے سرو سامان کے ساتھہ معلوم ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے دیوان کے اشعار بھی جسمین آصف تخلص فرماتے ہین مضامین متفرقہ علی الخصوص تصوف کا خزینہ ہے) اور آپنے معشوق حقیقی کے خط و خال و ابروئے رشک ہلال و چشم غیرت غزال و رخسارہ مہ پارہ کی توصیف و تعریف مین عالم عالم مضامین نگین و گلشن گلشن معانی شیرین سے صفحات کتاب کو رشک فردوس برین بنا دیا۔ اور استعارات و تشبیہات کے لباس رنگین سے ایسا آراستہ کیا کہ ارژنگ چین [illegible] دیا۔ آپکے دونو دیوانون کی عبارت فارسی سلیس با محاورہ و شستہ زبان ہے۔ [illegible] ایک گلستان دیگر بوستان ہے۔ [illegible] این زمانہ میرے کلام پر [illegible] اور کہین گے کہ مولوی صاحب نے تو مبالغہ کیا ہے۔ واقع مین [illegible] ملاحظہ کرین منصفانہ [illegible] آپکے دونو دیوانون کی [illegible] جو کچھہ لکھا ہے وہ بھی [illegible] مین بیان سے آپکی [illegible] سلطانی و تعلق سلاطین [illegible] کیفیت [illegible] ناظرین آپکے [illegible] تفصیل و تشریح کا [illegible] آپکا [illegible] شرح و بسط کے ساتھہ [illegible]

تذکرۂ سلاطین دکن کی تیسرے حصہ میں پورے طور سے لکھا ہے جو شائق ہوگا وہاں
ملاحظہ کریگا - احوال الخواقین کے مولف نے لکھا کہ آپ خلد مکان عالمگیر کے عہد میں
عالم شباب میں چین قلیچ خان خطاب و منصب پنجہزاری سے سربلند ہوئے - اور بادشاہ
مغفور کے آخر عہد میں بیجاپور کی صوبہ داری پر سرفراز اور شاہ عالم کے زمانہ میں
خاندوران بہادر خطاب و صوبہ داری اودہ سے ممتاز ہوئے - پہر آپ نے چند روز بسبب
ناواقفیت امرائے سلطنت منصب و امارت ترک کرکے درویشی اختیار کی گوشہ عافیت میں
متمکن ہوئے - یہہ امر آپ نے حکمت عملی و دانائی سے اسلئے اختیار کیا تہا کہ اسوقت
شاہزادگان عالمگیر میں فتنہ و فساد برپا تہا - ہر ایک سلطنت کا مدعی بن رہا تہا - امرا
اغراض نفسانی کے سلاسل میں بندہے ہوئے تہے - کوئی کسیکی نہیں سنتا تہا - فتنہ کا
بازار گرم تہا - ایسے ہنگامہ بیجا میں آپ درویشی و گوشہ نشینی اختیار کرتے تو کیا کرتے
آپ گوشہ میں بیٹہہ کے تاک رہے تہے کہ کیا کرنا چاہئے - آپ اگرچہ ظاہرا گوشہ نشین
و فقیر لباس بنگئے تہے - لیکن منتظر تہے کہ اونٹ کروٹ بدلے - پہر آپ جہاندار شاہ
کے اصرار سے گوشہ ترک کرکے حضور میں آئے - اصل منصب و خطاب سے سرفراز ہوئے
اور محمد فرخ سیر کے سنہ جلوس کے ابتدا میں فتح جنگ نظام الملک بہادر خطاب و ہفت ہزاری
منصب و صوبہ داری دکن سے سربلند ہوئے - چند روز کے بعد دکن کی صوبہ داری
امیر الامرا سید حسین علیخان کے تفویض ہوئی - آپ دار الخلافہ میں پہنچے - مراد آباد کی
حکومت پر مقرر ہوئے - پہر آپ نے رفیع الدرجات کے عہد میں مالوہ کی صوبہ داری پائی
آخر آپ نے امرائے حضور سے نفاق و کینہ کی بو قوت شامہ سے محسوس کی بید ل
و پریشان ہوئے - اور دل میں عزم بالجزم کیا کہ ملک دکن کو جو ایک صوبہ زرخیز ہے -

اور امرائے حضور کی باہمی ناموافقت کی وجہ سے ملک زرخیز مین غنیم مرہٹہ کی مداخلت ہو جائیگی - ایسا زرخیز ملک ہمارے اہل اسلام کے دست قدرت سے چلا جائیگا تسخیر کرنا چاہیے تاکہ اسلام کے قبضہ مین رہے - بناءً علیہ آپ سنہ گیارہ سے بتیس ۱۱۳۲ہجری مین مالوہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے - نربدا سے عبور کرکے اولاً قلعہ آسیر پر پہنچے - اُسوقت سید طالب علیخان سادات بارہ سے قلعدار تہا - آپنے قلعہ کو سید موصوف سے صلحاً مسخر کیا - کشت و خون کی نوبت نہ آئی - اُسیطرح شہر برہانپور کو محمد انور خان صوبہ دار سے تسخیر فرمایا - دونون مقامون سے بیشمار زر و سامان رسد ہمدست ہوا - پہر تیرہ تاریخ ماہ شعبان سنہ مذکورہ مین آپنے سید دلاور علیخان برادرزادہ حسین علیخان امیر الامرا سے جو آپ سے محاربہ کے لئے بترغیب سادات بارہ دار الخلافہ سے مقرر ہوکے آیا تہا موضع حسن پور علاقہ سرکار ہنڈیہ مین قتال و جدال کے بعد فیروزی و کامیابی پائی - دلاور علیخان مقتول ہوا سادات بارہ کی فوج درہم برہم ہوگئی - آپنے کامیابی کے بعد بلدہ برہانپور مین مراجعت کی - پہر چہٹی تاریخ ماہ شوال سنہ مذکورہ مین سید عالم علیخان برادرزادہ امیر الامرا حسین علیخان سے جو صوبہ دکن کا نائب تہا - بالاپور ضلع برار کے اطراف مین سخت معرکہ ہوا - بفضل خدا اس معرکہ مین بہی آپکو فتح و فیروزی حاصل ہوئی - اور عالم علیخان مقتول ہوا - سادات بارہ کا طبقہ درہم برہم ہوگیا - اُن کے اقبال مین زوال آیا - انہین ایام مین اعتماد الدولہ محمد امین خان جو سادات کے بعد محمد شاہ بادشاہ کا وزیر ہوا تہا فوت ہوا - ۱۱۳۳ ہجری مین آپ حضور مین بلائے گئے - آپ حسب الطلب دار الخلافہ مین پہنچے - پانچوین تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے - حاسدین ازنسکہ حسد کی آگ سے جلنے لگے - اور آپ جو انتظام کرنا چاہتے تھے

اسکے مخالف ہوتے تھے اور بادشاہ کو غیر واقع سمجھا کے آپکے نسبت بدگمان کرتے تھے
بعض نے رشک سے وزارت سست تاریخ کہی - آپنے سنتے ہی فی البدیہہ جواب مین
تاریخ قدرے کہا کہ وزارتم بتحمل - انہین ایام مین معز الدولہ حیدر قلیخان اسفراینی
ناظم گجرات نے بغاوت اختیار کی - فردوس آرامگاہ محمد شاہ نے صوبہ داری گجرات
و مالوہ کو وزارت و امارت دکن کا ضمیمہ کرکے آپ کو سرفراز فرمایا - اور حیدر قلیخان کا
مہم آپکے سپرد کیا - آپ حسب الحکم فی الفور جابودہ قریب گجرات مین پہنچ گئے -
حیدر قلیخان مقابلہ کی تاب نہ لا کے مجنون بنگیا مقابل نہین ہوا - پھر آپ اپنے
عم بزرگوار حامد خان بہادر کو نیابتاً صوبہ داری گجرات پر مقرر کرکے صوبہ مالوہ مین
آئے - مالوہ کی صوبہ داری پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے پھوپوزاد بھائی کو نیابتاً معین کرکے
دار الخلافہ مین رجعت کی - بادشاہی امرا آپکی وزارت کے مخالف تھے - لہذا بادشاہ کو
خلاف واقع سمجہا کے ورغلایا اور آپکے جانب سے بدگمان کیا - بادشاہ نے دکن کی
صوبہ داری آپسے تغیر کرکے مبارز خان ناظم حیدر آباد کے تفویض کی - اسوقت
آپنے حضور مین عرض کیا کہ دار الخلافہ کی آب و ہوا میری مزاج کے مخالف ہے - اور
مراد آباد کی ہوا موافق ہے - مراد آباد جانیکی رخصت عطا کیجیے - آپ کی درخواست
حضور مین منظور ہوی - آپ سرعت و عجلت کے ساتھ دکن کے طرف روانہ ہوے
تھوڑی مدت مین دکن پہنچ گئے - ۱۱۳۷ ہجری محرم کی تیسری تاریخ مقام شکر کھیڑہ
برار مین مبارز خان صوبہ دار دکن سے مقاتلہ و مقابلہ ہوا - مبارز خان مع فرزندان
مقتول ہوا تو ملک دکن آپکے قبضہ اقتدار مین آگیا کوئی مانع و مزاحم نہین رہا
بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی صوبہ گجرات پر مبارز الملک سربلند خان تونی -

اور صوبہ مالوہ پر گردھر بہادر کو مقرر فرمایا۔ پھر چند ایام کے بعد فردوس آرامگاہ محمد شاہ
آپ کی دلجوئی و دلداری کرنے لگے۔ سنہ ۱۱۳۹ گیارہ سو اُنتیس ہجری مین آصفجاہ خطاب سے
سرفراز فرمایا۔ پھر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین دوبارہ بمبالغۂ تمام دارالخلافہ مین بلایا۔ آپ حسب الطلب
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ خلف الصدق کو نیابتاً دکن مین مقرر کرکے بادشاہ کے
حضور مین روانہ ہوے۔ آخر ربیع الاول سنہ مذکورہ مین دارالخلافہ مین داخل ہوے
دو مہینے کے بعد بادشاہ نے آپ کو غنیم کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ اور اکبرآباد و مالوہ
کی صوبہ داری عطا کی۔ آپ اکبرآباد آئے محی الدین قلیجخان کو جو سعد اللہ خان
وزیر کے نبائر اور آپکے قرابتداروں سے تھے۔ اکبرآباد کی صوبہ داری پر نیابتاً مقرر فرمایا
اور آپ عازم مالوہ ہوئے۔ رستہ مین دریائے چنبل کے کنارے بہت تکلیف سہنی پڑی
پائین اکبرآباد دریائے جمنا سے عبور کرکے مشرقی جانب روانہ ہوئے۔ اٹاوہ ہوتے ہوے
پائین کالپی دوبارہ دریائے جمنا سے گذر کے ملک بوندیلہ مین آئے۔ بوندیلہ کا
راجہ مع جمعیت ہمرکاب ہوا۔ منازل طی کرتے ہوئے بھوپال مین پہنچے۔ باجی راو
مرہٹہ باافواج سنگین دکن سے برآمد ہوا۔ ماہ رمضان سنہ مذکورہ مین بھوپال کے
اطراف مین باہم جنگ و جدل کی آگ مشتعل ہوئی۔ طرفین مقابلہ مین برابر و ہمپلہ
تھے کسیکی شکست و کشائش نہین ہوئی۔ کہ نادرشاہ کی آمد کی خبر گرم ہوئی۔
آپ نے ایسے وقت مین صلح کو جنگ پر ترجیح دی باہم عہد صلح کرکے دارالخلافہ
مراجعت کی۔ نادرشاہ سے معرکہ ہونیکے بعد آپ ہی کے توسل سے باہم صلح ہوئی
بہ نسبت امرائے دیگر نادرشاہ نے آپ کے ساتھ بہت حسن سلوک فرمایا۔ آپ کی
بزرگی و دانائی کی تحسین کی۔ دہلی کا قتل عام آپ ہی کی عذرخواہی و سفارش سے

معاف ہوا۔ امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران کے مقتول ہونیکے بعد امیر الامرائی کا منصب آپکے دیگر مناصب کا ضمیمہ ہوا۔

آنہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ نے مفسدین کے ورغلانے سے خلاف و بغاوت کا راستہ اختیار کیا۔ آپ حضور بادشاہ سے رخصت لیکر فرزند دلبند کی اصلاح کے لئے ۱۱۵۳ ہجری مین وارد دکن ہوئے۔ بیسوین تاریخ جمادی الاول ۱۱۵۴ ہجری مین اورنگ آباد کے اطراف مغربی جانب پدر و پسر کے فیما بین جنگ واقع ہوا۔ نظام الدولہ زخمی ہوکے پدر مہربان کے ہاتہ آیا۔ پند و نصائح کے بعد قصور معاف کیا۔ ۱۱۵۶ ہجری مین کرناٹک کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا۔ اول ترچناپلی کے قلعہ پر محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ملک رکاٹ کو قوم نواعط سے مسخر فرمایا۔ ۱۱۵۷ ہجری مین قلعہ بالکنڈہ علاقہ حیدرآباد پر محاصرہ کرکے مقرب خان دکنی کے ہاتہ سے مسخر کیا آخر ۱۱۶۱ ہجری مین برہانپور مین آئے۔ بیمار تہے سنہ مذکورہ مین فردوس برین روانہ ہوے نعش مبارک کو برہانپور سے روضہ خلدآباد مین لاکے حضرت شاہ برہان الدین غریب کے پائین قبر دفن کئے۔ یزار و یتبرک۔ آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ فقرا و مشایخ کو طعام دیا جاتا ہے۔ اسی سال محمد شاہ بادشاہ و اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر نے عالم بقا کو رحلت کی۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی[۱] نے تاریخ موزون کی ہے

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند	فتاد حیف سہ دُر یگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہرسہ یافتم تاریخ	نماند شاہ زمان و وزیر آصف دہر

آپ[۲] دولت تیموریہ کے اعاظم امرا سے تہے۔ عالمگیر کے تربیت یافتہ۔ عالمگیر کے زمانہ سے محمد شاہ کے آخر زمانہ تک امارت و وزارت کی صدارت پر صدر نشین رہے

[۱] از سرو آزاد بلگرامی ۱۲ [۲] از تاریخ تحفۃ الخواتین ۱۲

تقریباً تیس برس تک شش صوبجات دکن کی حکومت پر حکمران رہے۔ محمد شاہی دربار مین اکثر امرا آپکے قرابتدار تھے۔ تمام آپکی خدمت مین نیازمندانہ تسلیم بجالاتے تھے۔ دربار شاہی مین عقیل و فہیم و متین باوقار و تمکین اگر تھے تو آپ ہی تھے۔ آپکا نظیر کوئی نہین تہا اکثر امرا آپسے رشک و حسد کرتے تھے۔ آپ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے دوست و دشمن کے ساتھ ہمدردی و مساعدت کرنے مین کوتاہی نہین فرماتے تھے۔ علما و صلحا و فقرا کی بہت ہی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ہر ایک آپکے عطیۂ عام سے بقدر قسمت پاتا تہا۔ عرب و عجم و ماوراء النہر و خراسان و سمرقند و بخارا و ہند و سندھ سے آپکی خدمت مین آتے تھے۔ آپکے خوان کرم سے سیراب و تازہ ہوتے تھے۔

آپکے یادگار دکن مین متعدد عمارات ہین۔ برہانپور کی شہر پناہ جو آپنے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین تیار کی۔ دوم نظام آباد کی آبادی۔ و مسجد و کاروان سرا و دولتخانہ۔ و پل و عمارتہا کو تعمیر کیا کہ رب اجعل ہذا البلد آمنا سے تاریخ ختم تعمیر و آبادی برآمد ہوتی ہے یعنی سنہ ۱۱۴۲ ہجری۔ سوم حیدرآباد کی شہر پناہ کی تکمیل کی۔ چہارم ہرسول کی نہر جو عنبر کے زمانہ سے جاری تہی از سر نو اسکی ترمیم و تعمیر کرائی۔ بعض مورخین نے لکھا کہ آپنے عنبری نہر کے سوا علیحدہ ایک نہر تعمیر کی۔

فہرست امراء آصفجاہی جو دہلی سے دکن مین ہمرکاب آئے ہین

۱ معز الدولہ صلابت جنگ نواب حامد خان عم آصفجاہ۔ ۲ نصیر الدولہ عبد الرحیم خان عم دوم ۳ عوض خان عضد الدولہ قسورہ جنگ شوہر عمہ آصفجاہ۔ ۴ رعایت خان ظہیر الدولہ برادر محمد امین خان اعتماد الدولہ وزیر محمد شاہ۔ ۵ متوسل خان رستم جنگ بہادر داماد آصفجاہ

از تاریخ فتحیہ ۱۲

ہدایت محی الدین مظفر جنگ آصفجاہ بہادر اول ۔ قادر داد خان عرف شیخ نوراللہ انصاری
مرزا اسد خان نبیرۂ سعداللہ خان وزیر برادر علامی متوسلخان ۔ طالب محی الدینخان
نبیرۂ سعداللہ خان وزیر برادر متوسل خان ۔ حسن محی الدین بن محی الدینخان
حفیظ الدینخان ۔ ومحمد سعید خان پسران عنایت خان نبیرۂ لطف اسد خان مرحوم
محتشم خان بہادر حشمت اسد خان ۔ ارادت خان بن میر ہدایت اللہ خان
ہدایت اسد خان ۔ میر حافظ خان بن ہدایت اسد خان ۔ خدا بندہ خان نبیرۂ
شائستہ خان امیر الامرا ۔ محمد عنایت خان ۔ رحیم اسد خان بن عنایت خان
عزیز بیگ خان ۔ خواجہ عبداللہ خان ۔ خواجہ سعدالدین ۔ احمد خان مرزا مہدی
شیخ عاقل خان کنبوہ ۔ محمد انور خان ۔ میر مرزا خان ۔ میر سیف الدینخان ۔ حکیم بیگخان
میر اسمعیل المخاطب میر مسافر خان ۔ برقنداز خان ۔ پورنچند دیوان ۔ مرزا محمد
حکیم عبدالحسین خان ۔ صف شکن خان مجاہد جنگ ۔ میر اعظم ارادت خان
ہاشم قلیخان عرف میر محمد ہاشم جرأت تخلص ۔ شیخ محمد نور مراد آبادی ۔ محمد عاقل خان
عاقل تخلص ۔ محمد امین خان متخلص مطلع ۔ حکیم محمد امین الدین اصفہانی
حکیم محمد جعفر شیرازی ۔ حکیم محمد اصفہانی ۔ حکیم جعفر ثانی ۔ محمد ولایت ۔
محمد بنایت ۔ حشمت خان بن امیر خان ۔ طالب علیخان ۔ حکیم محمد تقی خان
رحیم خان عمل رفیق قدیم ۔ فتح اسد خان بہادر عالمگیری ۔ فتح یاب خان نبیرۂ زادہ
فتح اسد خان ۔ راو دلپت بندیلہ ۔ سید جلال خان بن منصور جنگ ۔ شیخ ابوالخیر خان
محمد عنایت خان بہادر ۔ علی اکبر خان ۔ فدوی خان ۔ سعادت خان ۔ [illegible] خان
اسد اللہ خان [illegible] ۔ محمد جہان ۔ اسد خان ۔ اسمعیل خان مہابت جنگ

[64] کنور جانچند بہادر بن راجہ ستر سال۔ [65] خواجم قلیخان۔ [66] بہادر دلخان قلماق۔
[67] راجہ گوپال سنگہ۔ [68] ہمت یار خان۔ [69] بایزید خان۔ [70] منور خان خویشگی۔ [71] ترکتاز خان
[76] باجیراو۔ [77] راجہ ساہو۔ [78] سید غضنفر علیخان۔ [79] رائے سلطانجی نبالکر۔ [80] عبدالمجید خان
[81] عبداللہ خان۔ [82] طاہر خان۔ [83] عطایار خان۔ [84] محمد یوسف خان تورانی مولف تاریخ فتحیہ
[85] عبدالفتاح خان۔ [86] عبدالعزیز خان۔ [87] میر عبدالرزاق خان۔ [88] میر صفی اللہ خان
[89] میر شمس الدین خان۔ [90] لشکر خان۔ سید شریف۔ میں نے ان تمام امرا کے
حالات چوتھی جلد محبوب الزمن تذکرہ امرائے دکن میں لکھے ہیں۔

مشائخ وقت معاصر آصفجاہ مرحوم

شاہ نظام الدین اورنگ آبادی۔ میاں شیخن۔ شاہ محمود نقشبندیہ۔ شاہ سلیمان
شاہ نوراللہ۔ شاہ محمد علی۔ میر محمد ماہ۔ غلام حسن قادری۔ شاہ یونس درویش
سید شاہ علی۔ میاں یار محمد۔ شاہ رحیم وغیرہم قدس سرہم اجمعین۔

آپ کی اولاد

شش پسر۔ پنج دختر۔ کل (١١)

[1] محمد پناہ المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ ثانی۔ [2] میر احمد المخاطب نظام الدولہ
ناصر جنگ۔ [3] میر محمد خان المخاطب صلابت جنگ۔ [4] میر نظام علیخان اسد جنگ۔
[5] خواجہ شریف خان بہادر بسالت جنگ۔ [6] میر مغل علیخان بہادر۔ [1] دختر اول
مسمی خیر النسا بیگم منکوحہ متوسل خان۔ [2] دوم منسوب با خلاص خان بن سعد اللہ خان
سوم با میر ابراہیم خان بن میر کلان خان قلعدار بیدر۔
ناصر جنگ کی دو ہمشیرہ حقیقی کی نسبت کس سے ہوئی۔ معلوم نہیں ہوا۔

انتظام مملکت

آپ جب دکن مین دلاور علیخان و عالم علیخان و مبارز خان کے مقابلہ و مقاتلہ سے فارغ ہوئے۔ تب انتظام مملکت کے طرف متوجہ ہوئے۔ اُسوقت دکن کے تمام بلاد و قصبات و دیہات مین محمد شاہی امرا و افاغنہ کرنول و شاہنور۔ و بدنور و کڑپا وغیرہا بلاد مذکورہ پر قابض و متصرف تھے۔ مالکانہ تصرف کرتے تھے۔ اگرچہ اونکو ملک سے دیہات و قصبات بصیغہ جاگیر دئے گئے۔ لیکن وے اُسکو جاگیر التمغا یعنی جاگیر نسلاً بعد نسل تصور کرتے تھے۔ اور بادشاہ کو سالانہ بطور پیشکش و نذرانہ کسیقدر رقم بھیجدیتے تھے۔ اور امرا و زرا کو بھی تحائف و نذرانہ معقول دیکے فراغت سے من بہائے حکمرانی کرتے تھے۔ بیچارہ رعایا اُن کے تابع و مطیع تھی۔ رعایا مظلوم کی داد رسی فریاد رسی کی کوئی سبیل نہین تھی۔ افاغنہ سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ آپکو باوجود کامیابی دکن مین امرائے بادشاہی و افاغنہ مرفوع القلم کا تابع کرنا دکن کے معرکون سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ آپنے دانائی و حکمت عملی و بردباری کا طریقہ اختیار کیا۔ ہر ایک فرد امرائے افاغنہ کے ساتھہ خوش خلقی و حسن لطف سے پیش آتے تھے۔ اور اُنکی دلجوئی و دلداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تھے۔ اور اُن کے خواہش کے موافق کاربند ہوتے تھے۔ اور آپ ہر ایک سے یہی فرماتے تھے کہ اے برادران من! مین نے ملک دکن جو زرخیز ہے اس غرض سے تصرف مین لیا۔ کہ اہل اسلام کے ہاتھہ سے غنیم مرہٹہ کے تصرف مین نجائے۔ آپ خوب جانتے ہین کہ امرائے بادشاہی اغراض نفسانی کے شکنجہ مین مبتلا ہین۔ اور حضرت بادشاہ عیش و عشرت مین مصروف ہین۔ علاوہ اسکے امرائے دربار مین باہم اتفاق نہین۔ نفاق کا بازار گرم ہے۔ افاغنہ و امرائے بادشاہی

آپ کی جادو بیانی سے مسخر ہوئے۔ اور آپکے مُطیع و مُعین ہوئے۔ جو نذرانہ و پیشکش بادشاہ کو دیتے تہے۔ آپکی خدمت مین پیش کرنے لگے۔ آپ بہی ہر ایک کو بحسب منصب و خلعت و انعام و خطاب عطا کرتے تہے۔

کرنول و کڑپہ کے افاغنہ اولاً آپ کی اطاعت سے انکار کرتے تہے۔ اور کہتے تہے کہ ہم اور آصفجاہ ایک ہی بادشاہ کے ملازم ہین۔ ہم باہم مساوی درجہ ہین۔ ہان ہم اس شرط پر اطاعت کرین گے۔ اور آصفجاہ کے مُعین و مددگار رہون گے۔ کہ آصفجاہ ہم سے مساوی طریق سے ملین۔ اور ملاقات کیوقت ہمارا استقبال کرین۔ اور ہم کسیقدر جہک کے سلام کرین گے۔ اور دربار مین بازو مین بیٹہین گے۔ آپنے افاغنہ کی تمام شرائط قبول کین۔ اور اونکو اطاعت کے دائرہ مین لیا۔ افاغنہ نہایت خوشی سے مطیع و فرمان بردار ہوئے۔

اسیطرح مچہلی بندر کے صوبہ دار خواجہ عبداللہ خان و خواجہ رحمت اللہ خان دونون بہائی بہی آپ کے حسن اخلاق و اشفاق دیکہکے صلحاً تابع ہوگئے۔ تخمیناً ایک کرور زرِ نذرانہ و پیشکش دیا۔ آپ خواجگان عالی شان سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور خلعت فاخرہ و انعام وافرہ و جاگیر معقول سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے خاندان کی ایک دختر نیک اختر سے شادی کردی۔ خواجگان تا بہ زندگی آپکے مطیع و تابع رہے۔ اور خدمات جلیلہ پر فائز المرام ہوتے رہے۔ چوک کی مسجد خواجہ صاحب کی یادگار ہے۔ مینے خواجگان عالیشان کا حال محبوب انجمن تذکرہ امرائے دکن مین مفصل لکہا ہے۔

علی ہذالقیاس جب آپ دورہ مین نکلے۔ شاہنور پہنچے۔ وہان عبدالمجید خان میانہ حکمران تہا۔ آپ بہرون بلدہ میدان پر فضا مین فروکش ہوئے۔ آپکے ہمراہ

جمعیت پیادگان و سواران ایکہزار سے زاید تہے - علاوہ این نقباء و چوبداران و خدم و حشم بہی تہے - آپنے خانصاحب کو یاد فرمایا - خانصاحب غرور و رعونت مین ڈوبے ہوے تہے - ملاقات کے آنے مین پس و پیش کرنے لگے - لیکن آپکی لطف و مدارات جادو کا اثر کرتی تہی ملنے کیلئے راضی ہوا - اور کہا مین آصفجاہ سے اس شرط پر ملونگا کہ انکا صاحبزادہ میرے لینے کے لئے آئے - اور عند الملاقات آصفجاہ میرا استقبال کرین - آپنے خانصاحب کی درخواست قبول کی - فی الفور ناصر جنگ کو مع جمعیت سواران و پیادگان خانصاحب کے پاس بہیجا - خانصاحب خوشی کے مارے پہولے کہ جامہ مین نہ سمائے - ناصر جنگ کے ہمراہ آپکی خدمت مین آئے - آپنے نہایت خندہ پیشانی سے چند قدم استقبال کرکے خانصاحب سے معانقہ و مصافحہ کیا - خانصاحب آپکی مدارات و خاطرداری سے ممنون و مشکور ہوئے - اور اپنی غلط فہمی کی معافی چاہی - اور پیشکش و نذرانہ پیش کیا - آپنے نہایت ہی مسرت کے ساتھہ منظور فرمایا - اور خانصاحب کو خلعت و جاگیر و منصب بدستور سابق بحال کہا اسیطرح آپنے آہستہ آہستہ دکن کے تمام امرائے بادشاہی و افاغنہ و راجگان و نایکان کو مسخر فرمایا - آپکے مزاج مین تحمل و رحم زائد تہا - تالیف قلوب لطف و مدارات سے کام لیتے تہے - اور ہر کاری امور مین عجلت نہین فرماتے تہے -

مالگذاری کا انتظام

جب آپ ملک کی کشائش و امرائے شاہی کی تسخیر سے فارغ ہوئے - تب زمین مزروعہ و غیر مزروعہ و محاصل کی مالی حیثیت کی طرف رجوع ہوئے - دکن مین زمین کی پیمایش و غلہ کی تقسیم کا کوئی دستور العمل قانون مقرر نہین تہا - ایک جوڑی بیل کی زراعت

تہوڑا سا محصول مقرر کر لیتے تہے - پرگنات و بلاد مین مختلف طور سے لیا جاتا تہا
غلہ کی آمدنی کی کمی و بیشی کی کچہہ باز پرس نہین ہوتی تہی - اور سلاطین چغتائی
و راجگان دکن کے فیما بین معارکے و محاربے ہونیکی وجہ سے دکن کے اکثر پرگنات
و دیہات ویران و خراب ہوگئے تہے - بی چراغ و بی مکین پڑے ہوئے تہے - رعایائے
مالگزار فرار ہوگئی تہی - کوئی زمیندار وطن کیطرف رخ نہین کرتا تہا - روز بروز ویرانی
بڑہتی جاتی تہی - مرشد قلیخان صوبہ دکن عالمگیری نے جو سیاق دان ہوشیار و متصدی
پیشہ تہا دکن مین ٹودر مل اکبری کے طرح ایک دستور العمل مرتب کیا - ملک کی آبادی مین
کوشش کرنے لگا - ہر ایک ضلع مین امنائے فہمیدہ و متدین مقرر کئے - اور زمین
کی پیمایش شروع کی - زمین پیمائش شدہ کو رقبہ کے نام سے ملقب کیا - اور زمین کو
دو حصون پر تقسیم کیا - ایک قابل زراعت دوم غیر قابل یعنے زمین کوہ و ہاموں -
ہر ایک گانو و پرگنہ مین پٹیل مقرر کیا - جس مقام مین اصلی مقدم سابق کے
وارث ہوتے تہے تو انکو بحال کرتا تہا - اور جہان مقدم قدیم مفقود الخبر ہو تو
وہان متدین شخص کو جدید مقدم کرتا تہا - اور زمینداروں کی تالیف قلوب
مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا - زمینداران نادار کی بیلون اور باحتیاج زراعت
سے بطریق تقاوی اعانت و امداد کرتا تہا - اور بموسم فصل پر مقدم کے
ذریعہ سے قسط قسط وصول کرتا تہا -

محصول کے وصول کے طریقے

محاصل کے وصول کے تین طریقہ تہے ایک یہہ غلہ کا تودہ تخمینہ کرکے - ثلث یا نصف
لیتے تہے - یا ثلث و نصف غلہ کی قیمت اندازہ کرکے وصول کرتے تہے -

دوسرا یہہ تہا غلہ کی تقسیم یعنی بٹائی تین قسم پر تہی - اولاً جو غلہ بارش کے پانی سے پیدا ہوا اوس سے نصف لیا جاتا تہا - ثانیاً جو غلہ کوئین و باولی کے پانی سے پیدا ہوا اوسمین سے ثلث لیا جاتا تہا - اور غلہ کے سوا جو چیز مثلاً انگور و انجیر و نیشکر و خشخاش و ہلدی و زیرہ وغیرہا پیدا ہو اوسکا نوان حصہ لیا جاتا تہا - مولف فتحیہ نے لکہا کہ نوین حصہ سے چوتہی تک لیتے تہے - ثالثاً جو چیز ندی و نل و چشمہ کے پانی سے پیدا ہو اوسکا قاعدہ مقامات کے لحاظ سے نوان حصہ یا اوس سے کم و بیش مقرر کیا جاتا تہا - تیسرا طریقہ غلجات و بقولات کے ہر ایک جنس سے ربع لیا جاتا تہا - مزروعہ کا مقدار نرخ مشخص کرکے فی بیگہ دستور العمل مقرر کیا تہا - پچاس کے بعد ہر ایک جنس سے مختلف طور پر محصول لیا جاتا تہا - یہہ قاعدہ دکن کے تین چار صوبجات مین جاری ہوا تہا - اسکو مرشد قلیخان کا دہارہ کہتے تہے

اعلیحضرت آصفجاہ قدس سرہٗ کے

عہد[۱] میمنت مہد مین بموجب دہارہ مرشد قلیخان عمل درآمد رہا - بعد مین مختلف طریقے رہے - اکثر تعلقدارون کو ایک ضلع بالمقطع دیا جاتا تہا - تعلقدار سے ایک معتد بہ رقم سالانہ مقرر کی جاتی تہی - علاوہ این سالانہ پیشکش و نذرانہ حسب موقع و بمقتضائے وقت لیا جاتا تہا - تعلقدار ضلع کے سفید و سیاہ کا مالک مختار ہوتا تہا - جسقدر چاہتا تہا رعایا سے وصول کرلیتا تہا - اسوجہ سے رعایا تنگ حال رہتی تہی - اکثر زمیندار تعلقدارون کی سختی و بیرحمی سے جلاوطن ہو جاتے تہے - دیہات و مواضع ویران و بیچراغ پڑے رہتے تہے - سرکاری محاصل پر نقصان پہنچتا تہا - کوئی اس نقصان کیطرف توجہ نہین کرتا تہا - جاگیرات مین بہی اس قسم کی بدانتظامی

[۱] روضۃ فتحیہ آصفی مولفہ لچھمی نراین ۱۲

رہتی تہی۔ جاگیرداروں کے نائب جو چاہتے تہے کرتے تہے۔ رعایا کے لئے کوئی قانون و دستورالعمل نہین تہا جسکی پابندی ہو۔ اسیطرح سے عالیجناب نواب سالارجنگ بہادر مرحوم اوّل کے زمانہ وزارت تک پریشانی رہی۔ پہر عالیجناب نے از سر نو پیمایش کرائی۔ خراج و محاصل کے قوانین و دستورالعمل مرتب کرائے۔ بالمقطع دہیا بالکلیہ موقوف کیا۔ سرکار انگلشیہ کی طرح زمینداروں کو قول و پیمان سے زمین دینے لگے اور محاصل واجبی مقرر کئے۔ تاکہ کسیکو موقع شکایت نرہے۔ مین نے عالیجناب مدارالمہام کی سوانح عمری تفصیل کے ساتہہ محبوب الجمن تذکرہ وزراء دکن مین لکہی ہے۔ یہان اُسکا موقع و محل نہین ہے صرف بطور نمونہ لکہدیا۔ میرے پاس تین روزنامچے بطور گزیٹیر ایک اورنگ آباد۔ دوسرا بیدر۔ تیسرا برار موجود تہے۔ اُنمین محاصل زمین کی کیفیت مشرحًا مرقوم تہی۔ افسوس صد افسوس وہ تینوں روزنامچے میرے کتبخانہ نوادر کے ساتہہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگئے۔

فہرست خدمات مفوضہ خانساماں یعنی دیوان خانگی

۱ تقرری اہل خدمات شاگرد پیشہ	۲ جواب محاسبات و درخواست مطالبات	۳ دستور کارخانجات و خزانہ
۴ فرمائش حضور	۵ تصفیہ کرایہ و اجرت	۶ ضبط محصول باغات و کرایہ کالین وچلیہا
۷ جواب التماس متصدیان کارخانجات	۸ افراد عرض کارخانجات	۹ دستک انعام
۱۰ روزنامچہ صوبجات و روزنامچہ رکاب	۱۱ دستخط بر عرائض	۱۲ تمسکات مال ضامنی شاگرد پیشہ و متصدیان
۱۳ تصدیقات حاضری داروغہ و اسناد و شرف تحویلداران	۱۴ عرض کارخانجات	۱۵ تشخیص قیمت جنس پیشکش
۱۶ نذر خیرات و سوغات	۱۷ تصدیق انعام جنسی و انعام بصاحب رسالہ تعلقدار	۱۸ جانورونکا یومیہ خوراک مقرر کرنا۔

۱۹	۲۰	۲۱
بار برداری کارخانجات کو تقسیم کرنا۔	دستکات اجناس استعار جو کارخانہ سے دیتے ہین	بادشاہزادونکی شادی کا انتظام و اہتمام
دستک رواتبہ طعام بہ نسبت کمی و اضافہ بدفتر خانسامان	طوامیر تحصیل محاسبات بخشیان بدفتر خانسامان	ضبط اموال بالتعاق خانسامان
طرح عمارات	تعین مقامات رواں	سرانجام کارخانجات
نرخ اجناس		

خدمات مفوضہ میرآتش متعلقہ توپخانہ

جماعت امیدواران بندگی از ہرکہ اسپ بکار آید وسقطی شود و برائے ہر کہ اضافہ باید گرفت استادہ نماید۔ پیش کند	برقندازان تیراندازی و دستخط چہرہ ملاحظہ کند
دستک داغ و تصحیحہ چوکی برقندازان از دفتر میرآتش نوشتہ شود	دستک متصدیان و توپخانہ و افواج و صوبجات و متصدیان داغ تصحیحہ از دفتر میرآتش نوشتہ شود
مطالبہ عرضی عرض کند	دستک تنخواہ اجناس توپخانہ و افواج و قلعجات بمہر میرآتش
سوال تنخواہ حاضری و دیگر مقدمات بدستخط میرآتش	روزنامچہ داغ تصحیحہ بدفتر میرآتش

آپ نے دار الخلافہ مین وزارت کے بعد انتظامات ذیل محمد شاہ بادشاہ کی خدمت مین خیر خواہانہ عرض کئے

حاسدین نے بادشاہ کو آپکے جانب سے بدگمان کیا - وہ انتظامات خارج مین عمل مین آنے نہین پائے

آپ دل مین کشیدہ و رنجیدہ ہوئے ۔ اسی قسم کے اسباب ہان یعنی دربار شاہی سے نکلنے کے مہیّا ہوئے ۔

تفصیل انتظامات

اول ۔ محال خالصہ کا اجارہ موقوف کرنا چاہئے ۔ اس لئے کہ اجارہ و مقطع ملک کی خرابی و تباہی کا باعث ہے ۔

دوم ۔ رشوت جو نامزد پیشکش ہے اوسکو موقوف کرنا چاہئے ۔ اسطرح سے لینا بادشاہون کی شان کے خلاف ہے ۔

سوم ۔ جزیہ ہنود پر بدستور مثل زمانہ خلد مکان عالمگیر جاری رکھنا چاہئے

چہارم ۔ عرض کیا کہ ہمایون بادشاہ شیرشاہ کی وجہ سے ایران گیا تہا ۔ اور شاہ ایران نے اعانت کی تہی ۔ فی الحال افاغنہ ایران پر حملہ کر رہے ہین ۔ اسوقت اگر شاہ ایران کی اعانت کی جائے تو آیندہ تیموریہ خاندان کی نیک نامی ہمیشہ تک باقی رہیگی محمد شاہ نے فرمایا کسکو روانہ کرون ۔ آپنے فرمایا آپ جسکو تجویز کرین وہ حکم کی تعمیل کریگا ۔ ورنہ اس خانہ زاد کو تجویز کرین بدل و جان کوشش کرے گا ۔

ایضاً

آصفجاہ[1] مرحوم نے ۱۱۳۵ ہجری مین دکن کا پورے طور سے بندوبست کیا ۔ اور رعایا کو زمینداران مفسد و مقدمان ظالم و نایکان سرکش کے شکنجہ ظلم سے رہا کیا ۔ تمام سرکشون کو مطیع و مسخر فرمایا ۔ اور واکنکیرہ و پرگنات گدوال و سرکار ایلگندل وغیرہا کے راستون و جہاڑیون کو رہزنون کی تاخت و تاراج سے پاک و صاف کیا ۔ کوئی راہزن باقی نہین چہوڑا ۔ آپ کے اہتمام سے تمام راستے جاری ہوئے ۔ مسافرین تجار کو

[1] از عقیقہ ۱۲ از خافیخان جلد دوم ۹۷۲ صفحہ ۱۲

امن و آرام ملا۔ فراغت سے آمد و رفت کرتے تھے۔ کسیکا مال و اسباب تاراج و غارت نہین ہوتا تہا کسیکی جان ہلاک ہوتی تہی۔ تمام رعایا آپ کے عدل و انصاف سے خوش تہے۔

ایضاً

سادات بارہ نے مرہٹہ کو دکن کے محاصل سے چوتہہ کی سند عطا کی تہی۔ اور جاگیردار چوتہہ سے مستثنیٰ تہے۔ لیکن مرہٹہ کے گماشتے جاگیرداروں سے بہی ظلماً چوتہہ لیتے تہے۔ اور علاوہ چوتہہ فی صدی دس روپیہ حق دیسمکہی بہی رعایا سے وصول کرتے تہے۔ رعایا پر سخت ظلم و ستم ہوتا تہا۔ آپ جب دکن مین حکمرانی کرنے لگے۔ تب آپنے ایسا بندوبست کیا کہ چوتہہ کا معاوضہ زر نقد صوبہ حیدر آباد کے خزانہ سے دیا جائے۔ اور مرہٹہ رعایا و جاگیرداروں سے کچہہ تعلق نرکہے۔ اور آپنے حق دیسمکہی کو موقوف فرمایا۔ اور چوتہہ و حق دیسمکہی کے محصلین کو برخاست کیا۔ تمام رعایا و جاگیرداران دکن آپکے حسن انتظام سے خوش و خرم ہوئے۔ اور مسافرین بہی آپکے شکر گزار ہوئے۔ سر دیسمکہی راہداری کے گماشتے مسافرین تجار کو بہت تنگ کرتے تہے۔ مرہٹہ کے ظلم سے تجارت کا بازار سرد تہا۔ آپ کے عہد میمنت مین تجارت کا بازار گرم ہو گیا۔ سوداگران دولت سے مالا مال بنگئے۔

اس دیوان کے اشعار منتخبہ جسمین آپ آصف تخلص فرماتے ہین مندرجۂ ذیل ہین

آصف

حرف الف

اشتیاقِ دیدنِ آن بیوفا داریم ما	گو کدورت در روش باشد صفا داریم ما

از خزانۂ عامرہ جلد دوم ۔۔ و صفحہ ۱۲

از پناهِ دیگران باشد پناهِ ما قوی　　هرکس اینجا گر کسے دارد خدا داریم ما
در حضورش راست استادن عبار سرورست　　این هنارا در نگاهِ او بپا داریم ما
از یکے ده میشود نقدے که کس را میدهیم　　درمیانِ کینهٔ خود کیمیا داریم ما
توتیائے در ضیا بخشی ازین بهتر کجاست　　در فضائے چشمِ خود آن خاکِ پا داریم ما
سر شبها روزیِ دنیا پرستان باد و بس　　در دلِ خود شیوهٔ تسلیم و رضا داریم ما
از تصور کردنِ روئے چمن پیرائے او　　در نظر آصف چه باغِ دلکشا داریم ما

وله

گریه و نالهٔ شبینهٔ ما　　هست مفتاحِ گنجِ سینهٔ ما
در تواضع نشانِ رفعتهاست　　پستیِ ما شده است زینهٔ ما

وله

با صاحب آنے سروکار است دلم را　　با سرو روانے سروکار است دلم را
شد سینهٔ من چاک ز عشقِ رخِ صافی　　با ماه وکتانی سروکار است دلم را
شد شهرهٔ عالم دلِ بیتاب بهجرت　　با نام و نشانی سروکار است دلم را
آصف شده ام گشتهٔ گفتار نگارے　　با تیغ زبانی سروکار است دلم را

وله

در کارها رعایتِ اسباب لازم است　　باشد کمان ز تیر جدا تیرزن جدا
شبهائے ماه تیره شد از دودِ آهِ ما　　تا گشته ایم آصف ازان سیمتن جدا

وله

درد و سوز و وجد و ذوقِ دل بود سامانِ ما　　عشق نازل کرد این آیات در شانِ ما
می کند آن مه جفا و ما تحمل میکنیم　　شد باحسانش مقابل صورتِ احسانِ ما
در جدائی گرم بیتابی ست اعضا یک قلم　　می طپد دل در رهِ وصلت برنگِ جانِ ما
میرویم آصف بکوئے او سبکتر از نسیم　　هیچ ننشیند غبار راه بر دامانِ ما

وله

رونقی دارد ز عشقِ ماه و بدبینت کارِ ما　　همسری با عرش جوید گوشهٔ دستارِ ما

بسکه پامال نگهم باشد رنگ حسن از عشق تو
کمتر از زلف نباشد رشتهٔ زنار ما

صرف کوی است بوالهوس فهمیده نقد خویش را
جز متاع درد عشقی نیست در بازار ما

هر چه می‌باید ز رنگ عنبر سارا درست
زلف خوشبوی تو باشد طبلهٔ عطار ما

حیف آصف عشق را یک لحظه پنهان نماند
آشکارا می‌کند فریاد دل بربار ما

وله

دعا گفتم از شور جنون امروز طاقت را
که ما دیدیم در جولان آن قامت قیامت را

نه آسانست عاشق گشتن ای دل عمر بخور چندی
در آیین محبت جلوه پرواز نیست محنت را

ز میدان وفا ننگست سر برداشتن از عشق
ازین شیران هر دل کس نه فهمید این قباحت را

هر [illegible] عالم ز [illegible] درس عشق خواندن
ندارد گر کسی همت چه فهمد [illegible] را

بیابان است آصف را بد نقد جانبازی
غنیمت دان برای خود امروز فرصت را

وله

بود [illegible] موج با صد [illegible] ببین تحمل دریا
هوائی گر نباشد حمل شود این مشکل دریا

[illegible] بیرون آید
ز هر موجی باد آماده باشد ساحل دریا

محیط [illegible] و بحر [illegible] باشد در دل آدم
که شد از خاکساریها در اینجا محمل دریا

[illegible] از بحر میگیرد ببین بد [illegible] را
حباب گوهرست و قطره آصف حاصل دریا

وله

در [illegible] دنیا می‌کشی ای دل چرا
چون قناعت [illegible] داری شدی غافل چرا

خودنمائی می‌کند کس را ز [illegible] بی نصیب
همچو خط موج دریا گشته باطل چرا

هستی [illegible] چون سراب بگو
کشت زارست بود پیدا گشت بی حاصل چرا

حرف التاء

وله

چندان نبود معتقد محض توکل
تا بر کمر خویش کسی زاد سفر بست

چون [illegible] بدرین دوران بود
اعتبار [illegible] پا چیگر بست

هرکرا باشد نظر انسان بود / هرکه بشناسد گهر را جوهریست

مغز هر کار است محو او شدن / ورنه کار هر دو عالم سرسریست

وله

... مراد دل آصفا اینکه حافظ گفت / سلامت همه آفاق در سلامت تست

وله

بکوش که مقصود یابی ای دل زار / که دام صید مراد تو ز خاکساری تست

وله

... عفو تو امروز کرد آصف را / گناهگار با مید پرده داریست

پاس مهمان داشتن آمد ضرور / هر نفس خود میهمان دیگراست

حرف دال مهمله

در حال تردد نرسد شخص بجائی / مانده است بره هرکه نگاهی بقفا کرد

وله

عاشق ز موج گریه دلی شاد میکند / بر روی آب خانهٔ آباد میکند

وله

... دوا صحبت نیست قطع دوستی کردن / نمیرسد بار ما گر همنشین می باید کمی پرسد

... ز دماغی نیست میدهد فا هرگز / خوشا یارے که در شادی بها ید در غمی پرسد

وله

... غفلت تواند نشتر تیزی زدن / هرکه مژگان را شب از اشک ندامت ترکند

میرسد از صحبت نیکان بدانرا فیضها / عاقبت آمیزش اکسیر مس را زر کند

فیض چشم اشکبار آصف تماشا کردنیست / آب در گوهر چو باشد قدرش افزونتر کند

عاصیان هم قائل حدت چو نیکامی شوند / بر عرض پیش نظرها جلوهٔ جوهر کند

حرف راے مهمله

تقیدے کن وافزائے جانفشانی ما / که کار پیش نماید بنجو شد لی مزدور

وله

هیچیان کز اینجا جام دلم لبریز هست / کیسهٔ طبع گدا را ز نقد استغناست پر

عفوست گل تازه افشان الٰهی / از شرم عرق ریخته در دامن گیر

بجلوه گاه تو بیگانه گشت دل ز شعور — غبار راه تو گرمی شود بود معذور
چنانکه دل نفسی نیست غافل از یادت — تغافل تو کند کار را برین دستور
بکیسه داشت چو رنگینی لبش شهدی — دمید سبزهٔ خط همچو جستن زنبور
ز گرمی که کشیدست در جوانی طبع — سفید گشتن ریشش است شربت کافور
قوی ز شیوهٔ تدبیر گشته است ضعیف — ز اتفاق چو زنجیر میشود صف مور
ظهور راحت و رنج است در فضای جهان — ز آتش است و زنان بر تمام صحن تنور
تعقدی کنج افزای جانفشانی ما — که کار بیش نماید بخوشدلی مزدور
بحیرتیم ز قرب و بعد جلوهٔ او — که یار ماست بنزدیک و نیست از ما دور
محیط آن نشد چشم ما نمی بینیم — بهار حسن تو در غیبت است و هم بحضور
بشمع قامت او عرض می کند آصف — که بهر سوختنم در تو روشنی است ضرور

وله

دل سراسر ز خیال آن بت زیباست پر — از فروغ صورتش چشم این شیدا است پر
شیشه هائی باده میگردد ز می خوردن تهی — چشم او بینا ولی همواره این میناست پر
نازها چون قطره دریا موج حسن دلبر است — از هجوم قطره صحن خانهٔ دریاست پر
نیست پای جستجو را مانعی در راه عشق — گرچه خار مغیلان دامن صحرا است پر
در دل روشن ندارد جا مه صف غیر یار — از فروغ جلوهٔ او دیدهٔ بیناست پر

وله

درمیان گلرخان دارد تبسم آنی دگر — کعبهٔ مقصود من دارد ازو شانی دگر
گو نمانی گرچه این خوبان بچوگان می کنند — گوی دلها میبرد خوبم بچوگانی دگر
زبان با دل یکی شد لذت توحیدیا — من نگیرم چاشنی را از نمکدانی دگر
در میان طبیبان سود مند آصف نشد — میرساند دردمندیها بدرمانی دگر

ولہ

ای چه پیری زما از درد دوری های یار در پرید نهای رنگ ماست مطلب آشکار
استقامت کی کند بر شعله یک ساعت سپند لیک دل در عشق خوبانست بر آتش سوار
گرد تشویشی نمی یابیم ما در راه عشق در نگاه ما نمی آید بجز خطش غبار
ای بهار خوبی جاوید یک آن جلوه کن تا کجا آصف کشد از بهر دیدن انتظار

ولہ

چون برآرد از میان غرفهٔ خود یار سر [illegible] نه سان بهر تماشا سر کشد بیمار سر
دیدنت مقصود چشم و الفتت محبوب دل جامه را تن خواست ما خواسته دستار سر
مید مد صبح امیدت کمتر از شبنم مباش گر ترا سودای خورشیدش بود دیدار سر
دفع موذی کردنت لازم بود پیش از گزند کوفتن باید چو پیش کس آرد مار سر
دور کن سودای دنیا از سرت آسوده زی موی چون گیرند از سر می شود هموار سر
آصف از درد محبت پیشت آهی زد چه شد نالهٔ بلبل کشد در محفل گلزار سر

ولہ

از رنگ گل آئینهٔ رخسار تو بهتر وز ماه بود پرتو دیدار تو بهتر
خوبان دل و جان برده ز عیاری دیدن زان جمله بود دیدهٔ عیار تو بهتر
نقشی که زمانیست درین صفحهٔ عالم زان سبزهٔ خط لب پرکار تو بهتر
ای دل کشش از رهبری خضر تو منت یادش بود امروز بره یار تو بهتر
ای برهمن از رشتهٔ تسبیح ریائی در پیش نظر رشتهٔ زنار تو بهتر
بی لطف بود رفتنت از پهلوی آصف در آمدنت خوبی رفتار تو بهتر

ولہ

از گل هزار جا رخ یارست خوبتر رنگینیش ز رنگ بهارست خوبتر
جز دل مکن تو روی سوی صید آهوان صید دل از تمام شکارست خوبتر
از سرمه گرچه روشنی آید بچشم کس در جلوه گاه یار غبارست خوبتر

آصف بهار پستهٔ خندان اگرچه خوب — سنجیده ام از ان لب یار است خوبتر

وله

دل از تو چه دید یاد میدارد — بر جان چه رسید یاد میدارد

ابروی تو روز وصل آن شوخ — تیغی که کشید یاد میدارد

تیر تو رسید بر دل و جان — هر جا که رسید یاد میدارد

صید خم زلف تست آصف — دامت چه کشید یاد میدارد

وله

حلقهٔ زلف بتان را دام گیر — در خمش ای صید دل آرام گیر

کار لقمان و فلاطون عشق نیست — پیش عشق این پختگان را خام گیر

کارها کردن بموقع خوشنماست — دامن رخ صبح و ز زلفش شام گیر

در عتاب گلرخان لطفی بود — لذتی از دادن دشنام گیر

گر هوای سیر باغ آصف تراست — دامن عشق بت گلفام گیر

وله

لب پر خنده و خال و قدش آید بنظر — نخل امید دلم کرد گل آورد ثمر

تنگدل می شود آنکس که کند ترک وطن — دست و پا چون بزند قطره بدریاست گهر

وله

بی ثبات است آشنائی یار — مغتنم هر قدر که هست شمار

مزرع وصل سبز اگر خواهی — عرق افشان براه تخم بکار

جهد کن تا مراد دل یابی — مقصد آئینه ایست در کف کار

گفت خذ ما صفا الی آخر — جز محبت ز غیر دل بردار

فرصت خویش را ز دست مده — که بود هر نفس ببرق سوار

وله

این کن و آن مکن نمیگوید مجال آرزو — هرچه خواهی کن تو ای امروز صاحب اختیار

عالم ایجاد باشد نعمتی از خوان حق — شکوهٔ ناشکری بود از کار و بار روزگار

جائی نامحرم فضای محفل اسرار نیست
هرچه آصف غیر یاد اوست از خاطر برار

ولہ

پردهٔ ستاریش جرم مرا افشا نکرد
عفو او در گوش میگوید که باش امیدوار

بسکه از توفیق او یاری دمادم می شود
هر نفس با نفس سرکش هست ما را کارزار

میکند آماده عجز ای دل حیات تازه
خاکساری پیشه کن بار دگر هم سر برار

اصل در اشیاست حلیت غرض ساز و حرام
شرط در شطرنج چو بندد می گردد قمار

دل بدست تست هرجا خواهی ای دلبر ببر
درکفش آصف نمی بیند عنان اختیار

ولہ

آن علامت نه خاکسار آمد
هرکجاے شو و بلند غبار

ولہ

نقش قدم ببین و قدم بر قدم بنه
از رفتگان براه نشان است درنظر

از خوف و رجا کشاکش است درنظر
کیفیت بهار و خزانست درنظر

ولہ

پشیمانی کند ستر گناهان
درین پرده خطای من نگهدار

ولہ

بعد محنت میرسد راحت بپایان غم مخور
عسر دارد آفتاب یسر تابان غم مخور

آشنائیها مبدل شد چو با بیگانگی
ای دل غافل ز بهر آشنایان غم مخور

مانع فیض مربی نیست اسباب حجاب
سائبان ابر دارد موج باران غم مخور

آصف آنکه رخ پریوش در صدف چون گوهر است
گر نشیند در درون پرده پنهان غم مخور

ولہ

در محبت و محنت یک نقطه هست فرقی
زانروی عاشقان را هست اعتبار دیگر

ولہ

بر مخلب نیست این جائے تو
همچنانه باشد جهان دگر

ولہ

محسوس شد به بینه کس ناگزیر لیکن
دنیا بچشم آزاد آید بسی محقر

ولہ

از سینهٔ خاکساری سوز است در دل ما
خاکستریست هرجا پنهان درو اخگر

ولہ

متاع قسمت بها ز نیست
خریدار شو از دکان دگر

ردیف حرف زائے منقوطه

بناز بکشت عدو یار و شد پشیمان ناز — که بعد ازین زکه گیرد سر گریبان ناز

بهار ناز نگارم ز عالم دگر ست — ندیده ام بجهان یک نگار با آن ناز

نشست ثابت زلفت به عیش عارض تو — کند بشیوهٔ هر کافر و مسلمان ناز

ز روز عید بود بیش در نشاط آصف — دمی که در نظر شوق کرد جانان ناز

وله

دست عشق از لوث دنیائے دنی آزاده ست — نیست جز اعجاز چیزے در ید بیضائے ناز

عالم از صوت و صدائے گیرودار او پر ست — شور محشر کند در یوزه از غوغائے ناز

از نیاز آصف بیتاب رشک پری — بایدت پرسید قدر بی نیاز بہائے ناز

وله

در راه طلب همدم حیرت شده بودی — ایدل تو درین بحر چه لنگر زده باز

ای دل پی دلدار شدی گرم تردد — پارا تو درین راه بر اخگر شده باز

قطع طمع از هوش کند مستیت آصف — از دیدن چشمش تو که ساغر زده باز

وله

صبح شد پیر و رخ مهر ندیده است هنوز — دل افسرده گل وصل نچیده است هنوز

از رهِ عشق خبردار دل او نبود — او چه داند که درین ره نه دویده ست هنوز

چشم او طرفه بلائے ست که صد رنگ ورست — نگهم از گل این فتنه چه دیده ست هنوز

وله

گر بود تسخیر یک ست کس با مدار ریا — دانهٔ تسبیح سازد رشتهٔ زنار سبز

چون بموقع هر چه افتد از قدمت سالم ست — نیست بد باشد گر آب تیغ جوهر دار سبز

موج باز است آصفا مگر چمن بهار — کشت امید دلم را کرد آن دلدار سبز

وله

بهار آمد و دلدار چون بهار امروز — برائے باده کشی چیست انتظار امروز

گذشتم از خود و گشتم با دو چار امروز — بزور شور جنون کرده ام دو کار امروز

بیا بیا که ز هر قطرهٔ اشک چشم ترم — پرست دامنم از گوهر نثار امروز
دلم بدام سر زلف یار می گوید — که صید را نبود هیچ اختیار امروز
بهار چهرهٔ رنگین او نگر آصف — شگفته ست چه گلها بباغ یار امروز

ردیف السین المهمله

عاقلان را یک اشارت هم کفایت میکند — گر درون خانهٔ فهم ست کس یک حرف بس
هر که را توفیق باشد احتیاج پند نیست — تازیانه نیست حاجت چیست باشد گر فرس

وله

خاکساری مے کند معمور دل — خانه ها بر پا ز دیوار ست و بس
از سماجت جان من آگاه نیست — در دلم مقصود اظهار ست و بس
دامنش آصف بود تا دست گیر — زندگی یعنی همین کار ست و بس

ردیف الشین المنقوطه

از خاطر ما دوئی بود دور — دریا دلبرت شکر فراموش
آصف نرود بجز در تو — کرده ست در دگر فراموش

وله

از بار فراق تو قدم شد چو کمان خم — از قامت موزون خود امروز عصا بخش
اے جاذبهٔ عشق تو فرا باز نگاه هست — ما هیم خریدار تو این قبله نما بخش
چون ما نبود هیچ گنهگار بعالم — چو تو نبود هیچکس امروز خطا بخش
آصف نکند تا در ره عدل تجاوز — او را ز کرم چاشنئی خوف و رجا بخش

وله

لبها از ذکر نامت نیست خاموش — بجز یادت ز دل جمله فراموش
حضور یار جز مستی مزن دم — بهار آمد بیا دم جام می نوش
مراد دل ز رقت مے بر آید — گرفته مهر را شبنم در آغوش

زبس تاریش چون جوی مرادی
برون از دام گیسویش نمی بینیم صیدی را
زگلزار نگارم نیست واقف غیر دل دیگر
خوبی آزادگی آزاد بیند روشنش
جلوه گاه ناز شوخ ما فضای دل بود
بسالک ره عشقش نبخشد سود همراهی
زخاموشی براحت بود هم آغوش جان آصف
گرد از برق خلعت [illegible] شمشیرش
الهی [illegible] شیرین [illegible] تقریرش
فضای [illegible] شوق [illegible] باشد
دمی که تیغ کشد غمزهای بیباکش
چو کار روبار جهان جلوه کرد پیش نظر
گل صحبت دنیا نمیگذاشت دمی
چو اختیار زمین کرد عجز را آصف
به بنای اعتقادش کافر و گبر و مسلمانست
اساس می برد و می کند نگار زبرون
خاک قدم پاکدلان است چو آصف
هر که بهر خدا طعام دهد
برورش پاشمرده بگذاریم

اگر بینی تو آصف عیب کس پوش
ولہ
تعلق دارد این دنیا و ما فیها بکوشش
صباحی پیدا زمن تا کجا باشد سر کوشش
ولہ
سر شیشها شعله را باشد ز اوج گردش
آن پری آید ولی پا شیشه نتوان ریختش
ولہ
گر همت درین راهی ببیند در گذر از دش
بیاد جور آن بدخو فغان ناله ام واوش
ولہ
مگر خونریزی بسیار گردد عنان گیرش
بود هر حرف دام و دلم بجاست نخچیرش
قلم را نیست طاقت برزند دامان تحریرش
ولہ
خور دو دلم هم آب روست چالاکش
محبت است که کرد اختیار ادراکش
بباغ دهر نبودی چو خار و خاشاکش
بهار رتبه والا شگفت از خاکش
ولہ
بهر مذهب موافق هست شاید خال هندویش
ولہ
جان نیست به تن تا که بیاریم گواهش
نبخشد از این راه مگر جرم گناهش
ولہ
فلک کم بود زیک قالبش
که دهد بار پاس ادائش

ز کرده های خود وقت انکه پشیمان باش		بقدر طاقت خود از بدان گریزان باش
برای به شدن خود بفکر درمان باش		ز هر چه خوب نکردی از آن پشیمان باش
اگر مراد تو باشد به بند احسان باش		بجوهر شیوهٔ آزادگی درین گلشن
مشک باخود دارد و بیرون ز خود هم بوی خویش	وله	کم اساز از سایهٔ دولت نمود بخشش
تیر او را جای باشد هم در پهلوی خویش		آشیانه بیجا هر طایر درین گلشن بود

ردیف صاد مهمله

نیست عطری که بود همدم بوی اخلاص		گل با خوشبوی کجا بوی وفای تو کجا
آب کوثر چو برد رشک بجوی اخلاص		تشنه خضر چو آب ز هم رسالت زند

ردیف طاء مهمله

شد منکر صفای لبت پایمال خط	وله	گر است بچشم عدو کار میکند
رفت آشنا زکار کجائی تو ارتباط	وله	بیگانه گشت یار و دلم می طپید زغم
را هم نما که رهنمائی تو ارتباط		بیگانگی گرفته ره کوی یار را
بخشد شفای تازه به بیمار احتیاط	وله	گر داروی طبیب بود موجب شفا
مانند تندرست سبکبار احتیاط		بیمار را ز بار مرض بی دوا کند
شد جلوه گر در آینه ام چهرهٔ نشاط	وله	روشن نبود ست دلم را سحر وصل
جان بلب رسیده بود نقد در بساط		روز وصال بهر تماشای روی نگار

ردیف ظاء منقوطه

دل برد حسن معنی خوب نگار لفظ		در اتفاق کار جهان راست معنی
گردد نهند پیش نظر تا غبار لفظ		در لفظ معنی چو نباشد مکدر است

ردیف حرف عین مهمله

حرف هر یکی لبری با هم مشابه بوده است
هر یکی را مطلب آسودگی در دل بود

گفتگوئی دلبر ما هست بر لب مخترع
در دل عشاق محنت چو ست مطلب مخترع

ردیف حرف غین منقوطه

کی توان بردن به پیش رنگ خوبان نام باغ
فرق باشد در میان ناقص و کامل عیان
گذشت عمر با میدِ وصل یار افسوس
بجستجوئی تو فرسوده شد سراپایم
سخن ز لعل لبش سر نزد هزار افسوس
بغیر آه زا جزائی ما نماند اثر
دم فراق ندیده ست چشم خونبار م
رسید بر تن بیجان و دل نگار آصف

وله

رنگ می بازد ز رشک چهرهٔ گلفام باغ
میوه‌هائی پخته خوبست فیض تام باغ
بیا مده ست بت شوخ در کنار دریغ
ندو نگرد یکی هم بوقت کار دریغ
پیاله‌ای اگر نیست در بهار دریغ
نشد رفیق بما کس هزار بار دریغ
نگرد سیر گل و موج آبشار دریغ
کنون که نیست بکف این گل نثار دریغ

ردیف حرف فا

آن مژه سینه زند ناوک اگر بهر طرف
دل چه بحر ص بسته واکن و قدر خود نگر
ناوک غمزه اش چه شد کز دل و جان ما گذشت
حاصل عمر و زندگی دیدن یار آشناست
جنبشش هست در دعا گز تو هست بی ریا
صدق بقین جان ما میکند آصفا این سخن

ای دل غمزه جوئی او سینهٔ خود نما هدف
نیست بگوهری عیان قیمت خویش در صدف
هر مژهٔ سیاه او هست بجائی او خلف
بی تو دمی که بگذرد ضایع و حیف هم تلف
گوهر هر مراد تو بوسه دهد بهر دو کف
یار کسی ست هر کسی حامی ما شه نجف

عالم ز دل پرست و لی آگهی کجاست — آئینه هست و جلوهٔ دیدار نیست حیف

هیئت عیان که کیست مسلمان که کافرست — در دست یار رشتهٔ زنار نیست حیف

در جلوه هست یار و ندارد کس آگهی — وقت سحر که دیده بیدار نیست حیف

آصف ازون آمدنم یار منکرست — خود گفته است و قائل اقرار نیست حیف

وله

جمال عصمتی چون دید چشم روشن یوسف — نشد آرائش حسن زلیخا رهزن یوسف

فضائے عالم از شادی و غم خالی نمی باشد — که در زندان و چاه و تخت آمد مسکن یوسف

ندارد کار دنیائے دنی جز افترا آصف — از انرو پاک از تهمت نیامد دامن یوسف

حرف ردیف قاف

آن دل که زنده نیست بود بی نیاز عشق — در عالم حیات بود امتیاز عشق

نسبت مکن بشور قیامت که در جهان — صوت و صدائے تازه بود یار ساز عشق

از زیب لفظ رتبهٔ معنی بود زیاد — انسان چو لفظ و معنی آن سرفراز عشق

آصف بجنبشش جهت که بجنبش نمود دل — جز درد نیست پیش نظر کارساز عشق

حرف ردیف کاف

از فروغ ماه می باشد کف دریا نمک — ماهتاب از چهرهٔ یارم کند پیدا نمک

در ادائے شکر آصف بند لذت می دهد — بر لب هر یک بود در خامشی گویا نمک

وله

درد ما را توئی دوا عینک — دیدن تست مدعا عینک

تا کجا انتظار تو بکشم — نور چشمی بیا بیا عینک

از برائے خدا تو روئے نما — بر زبانم بود خدا عینک

همچو آصف در انتظار تو ماند — مردم چشم ما بیا عینک

حرف ردیف کاف فارسی

محمود از صفات پسندیده است ذات		بخشد بسرگ نازک گل اعتبار رنگ
گر بنگری به آصف گوئی سخن بجاست		بوئی خوش است در گل هم در کنار رنگ

حرف ردیف لام

کامل آن است که نقصان نپذیرد گاهی		ماه هم نیست درین دائره از اهل کمال
شده است نشو و نما آصفی درین گلشن	وله	گزیده است خزان از ربا بهار قبول
عمل ز دیدهٔ اغیار چون بود دستور		ز بی ریائی خود وار داشتها ر قبول
ولت بدست تو سر رشته عمل بدهد		اگر برشتهٔ تسبیح نیست تار قبول
سخن چگونه شود سبز در جهان آصف		اگر به همدمیش نیست اعتبار قبول
خنده گل لب گل هست گل خوبی گفتار گل	وله	در جهان جز باغ حسنت نیست یکجا چار گل
بوئی مقصود آصف در مشام آنجا رسد		بیشک ای شبه باشد صحبت ابرار گل
کس بکس نیست در امداد بجز صاف ضمیر	وله	آید از آئینه امروز مددگاری دل
آرائش ظاهر کجا مقبول اهل باطن است	وله	رنگ روئی امرد ما داریم نهان در بغل
پیوسته در آغوش ما دل می طپد در یاد حق		تعظیم ما واجب بود داریم قرآن در بغل
ترا چون آشنائی نیست با کار	وله	اگر علم جهان دانی چه حاصل
اگر راحت بدلها نیست از تو		بدولت گر تو خاقانی چه حاصل
برو چون عاقبت باشند خاکی		اگر خورشید تابانی چه حاصل
قبول آصف تمنا بخشد لهاست		جز این گر سبحه گردانی چه حاصل
پلاوت زیره گرمان که دارد		تو آخر رزق گرمانی چه حاصل

چو نعمتهای دنیا نیست پادار | تو بر این خوان که مهمانی چه حاصل

وله

نشو خوش که بر سجد بلا می | مشغول دعا شدن مشکل

خواهی که پیش تو نشینیم | راضی برضا شدن مشکل

ردیف حرف میم

فریاد میکنم چه دلم اوست یاد دلم | افتاده است کار من امروز باد دلم

از فیض عشق نیست غم از گرم و سرد دهر | تا آشیانه ایست بروی هوا دلم

وله

تا شود داروی الفت کارگر درد مرا | رنگین خاطر خود نام جانان می کنم

کندن جان در وفایش عمر جاوید آمده است | این زمین را از برای آب حیوان میکنم

وله

حرف شد اوقات در باطل تمام | حیف قدر زندگی نشناختیم

وله

دل را چمن ساز من صحرا [illegible] | امروز هم بخاطر یاران نشسته ایم

آصف زور عشق چه شد کار ما تمام | آسوده دل بخواهش دوران نشسته ایم

وله

[illegible] زدو عالم بیخبر گردیده ام | آشنای یکدلی با زین بهتر گردیده ام

شوق منزل با مراعات رفیقان گشت بار | شد فراهم معتدل تا راهبر گردیده ام

شبنم [illegible] گلستان از حقارت [illegible] | همسفر [illegible] گردیده ام

وله

[illegible] این حسن [illegible] نگاه [illegible] چشم | [illegible] چشم

[illegible] غالی نور آفتاب | [illegible] چشم

وله

دل [illegible] کجا روم | تا [illegible] تنها [illegible] روم

[illegible] عشق [illegible] | [illegible] کجا روم

[illegible] ام | [illegible] ستم

بر لطف تو هست چشم آصف — چون درد تو میدهی دوا هم
دیدن کجا که نیست صدا و ز حرام او — در گوش هم اثر شنیدن نیافتم

وله

هرچند که ما روی تو امروز ندیدیم — لیکن همه جا صوت و صدای تو شنیدیم
آصف نگران رشک پری برق حرام است — هرچند ندیدیم بگوشش رسیدیم

وله

شعلهٔ عشق سر کشید ز دل — روز روشن چراغ می بینم
نیست محروم بد که در گلشن — رنگ طاؤس و زاغ می بینم
در چمن چون رسید یار آصف — خندهٔ گل بباغ می بینم
وضع او شوخ و شنگ می بینم — وسعت کار تنگ می بینم

وله

یا نیم ز اشک چشم نشو و نما — وا و امید چشمهٔ آب حیوانم
میکنم بحث با فلاطون لیک — با تو گفتن جواب نتوانم
آصف امروز دعوت سیفی — پیش ابروی یار میخوانم

وله

صدق بود هر طرف جانب آن تیریم — هر روش تیر راست گشت نشان تیریم
گر نرسد دست ما هیچ بدامان او — وز پی دلدار خود نعره زنان میرویم

وله

نیست جز آرزوی بوس رنت — زاد راهی که در کمر داریم
از وفا و محبت و الفت — هرچه خواهی تو بیشتر داریم

وله

تیرم بنشان رسد به پیری — برزد و رفتاده این کمانم
لب از شکوه او نکرد آصف — بیرون بود از حد بیانم
نه روی گل نه بوی گل درین گلزار میرنگم — چه هستی گر بپرسی من بهستی بر سر جنگم
نمی گویم که با یارم نمیگویم که بی یارم — خموشی پیشه از راه ادب گرده است آهنگم

وله

بجست و جوی تو گر جان رود چه باک بیدل — که جان تازه از شوق استعاره کنم

گذشته‌ام ز خودی بی‌تأملی آصف — بکار خیر چه حاجت استخاره کنم

وله

درجهان تحصیل دنیا تا نگاهم می‌رود — عجبتر از هر چه میدیدم که بر میداشتم

گر نمیرفتم ز خود در دوریت امروز من — دولت از ناله امید اثر میداشتم

سرمهٔ چشمم که آصف را طاقت بسته است — ناله‌ها میکردم آوازی اگر میداشتم

وله

نشان غفلت لاله بود موی سفید — دمیده صبح نمایان دگر چه خواب کنیم

ز لغزشی که به پیری کنیم از ره حرص — چو ریش گاه شدن حمل بر شباب کنیم

کار را بر خویش از آه آسان می‌کنم — غنچهٔ دل زین نسیم فیض خندان میکنم

گرچه طوفان میکند پیش نگاهم دور پیش — طرح طوفان دگر از چشم گریان می‌کنم

وله

خاکسار پهای ابر نفس غالب گرده است — باز بر دوستی نفس از زبردستی میکنم

تنها از بس میکند آصف ز هستی بیخبر — تا بجای خودپرستی می‌پرستی میکند

وله

رفتار تو چون خاک کند دانهٔ دل را — گر سرمه کشم در پی او در دیده روانم

تا مرتبهٔ عجز نمی‌گشت نمایان — دل خاک شود در رهت امروز بر آنم

بر غفلت خود [illegible] — آئینهٔ بیداری خواب دگرانم

پیوند کند آصف اگر دل شکند یار — گر شیشه شکند دست من شیشه‌گرانم

وله

صید دل [illegible] — آشکارا بنظر جلوه کند صبا دم

تا بیع جنت [illegible] — [illegible] عشق چو او خواست بپا استادم

[illegible] — [illegible] که تعظیم [illegible] استادم

[illegible] — [illegible] جهان آزادم

گر خم می بی رخت چو شد بفضل نوبها   چون نمک آبی ز خم ز چشم بی جوشش کنم
از غمش گشتم ضعیف و ناتوان و پیر لیک   قامت خم گشته خود حلقهٔ گوشش کنم
دلم پسند کرده است شیوهٔ محبوب   وفا بورزم و من کار نیکنام کنم
دلم که هست در آزادگی علم چون سرو   بذوق حلقهٔ زلفش نه بند دام کنم

وله

در عضو عضو پیکر من جلوه پرست   چون دل از آنکه بهر سر آئینه خانه ام
ناز و نیاز هر دو بکار خود اند گرم   گر ناوک است آن مژه من هم نشانه ام
در اعتدال وضع بود مژدهٔ نجات   آصف براه خوف و رجا درمیانه ام

وله

بحمد الله بر آمد از لب لعل بتان کامم   لبم از خنده بگشاد آن شکر خنده جامم
بحمد الله که ایام بهار جلوه اش آمد   بکام دل بهم آغوش طرب گردید ایامم
در آمد بر روی امید دلم صبح مراد آصف   خبر آید ز آمد آمد آن ماه گرد شامم

وله

تا رشتهٔ تسبیح من از دولت گفت   من بهر صد دل بستهٔ زنار نباشم
تا نرگس او داد ز کاکم ز نگاهش   امروز چرا با نگه بیمار نباشم
در دوری آن صاف دل از چشم تر آصف   پیوسته چرا ابر گهربار نباشم

وله

پیش خوبان که تا آمد نظر داشته ام   دل بجز دوست نیست از همه بر داشته ام
در فراقت چو زدم آه و اثر کرد ترا   شکر کردم که درین نخل ثمر داشته ام
همتم اوج رسائی بدرا و دارد   زاد از قوت دل تا بکمر داشته ام
آصف از مهر به رو و لب شیرینی   در بساط دل خود شیر و شکر داشته ام
دهنت غنچه بجا موشنی و در حرف گل است   به بهاره چمن آرای دهان تو قسم
داد پایان رنگ نو و تازه بلعل لب تو   میتوان خورد ز رنگینی پان تو قسم

گر غبار ما بدامان تو بنشیند چه باک — شرط عجز و خاکساری را بجا آورده ایم
دور بودیم از درت گشتیم خاک درگهت — ما کجا بودیم خود را تا کجا آورده ایم
در جمیع کارهائے مشکل آصف ما بصدق — رو بفضل و لطف تائید خدا آورده ایم

وله

گر سحر در خاطرم امید دل جا میکنم — دولت جاوید وصلت را تمنا می کنم
در تلاش و جستجویت گر بکار پیکرم — خاک راحت را در آن دم جزو اعضا میکنم
اینکه می بندم دل خود را بمهر این بتان — شیشهٔ را من آشنا با سنگ خارا می کنم

وله

خاک ما وادی بجا دو هر نسیمی کو بدت — من زشیدائے لبت خط غبار آورده ام
نوبهارم گفت می آید نگارت شاد باش — من نشان جلوهٔ آن گلعذار آورده ام
چیست آهنگ ترحم ای بیابان جنون — دامن خود را برائے نیش خار آورده ام

وله

سرمهٔ چشمش برائے ماست اکسیر مراد — ما نگاه مست او را کیمیا دانسته ایم
دوستی کردن بجان عاریت باشد غلط — آصف این بیگانه را ما آشنا دانسته ایم

وله

نسبت گیسو و زلفت را بسنبل میکنم — طرهٔ گل را مشابه من بکاکل می کنم
بیشتر هم بیتاب تا جورت نمی بیند دلم — چون ستمهائے تو می بینم تحمل می کنم

وله

هست سرنوشت کار ما بوده است دست در جنون — نامهٔ فتح دل از چاک گریبان خوانده ایم
گر سخن گفتیم از حال خود آصف پیش یار — قصهٔ از درد دل در پیش دربان خوانده ایم

وله

اگر نیکم وگر بد وانمم او را — از و هستم در ینجا هرچه هستم
چه میپرسی کرا آصف پرستی — همی دارم که او را می پرستم

وله

می طپد دل در برم بگذار دستی بر دلم — غنچه گردد وگرنه در جهان آب و گلم
از بیابان گردیم صیاد تیش آزاد ساخت — کرد آسان واهمهٔ لطف بدارش مشکلم

بماه نو چو ببینند خلق من روی تو می بینم
که همشکل هلال عید ابروی تو می بینم

نشان مسجد آمد دیدن محراب مردم را
چو خواهم قبله را جویم با بروی تو می بینم

وله

ز عصیانم عجائب خوفها در دل بود پیدا
رجائی هست از جان پشیمانی که من دارم

ندامت پیشه کن ای دل اگر داری شفا مقصد
جز این مرهم ندارد داغ عصیانی که من دارم

وله

ای بهار زندگی تا حسن رویت دیده ام
بهر عیشت طالب عمر خضر گردیده ام

حکمت العینت نه فهمد جز شهید ناز تو
از اشارتهای ابرو درس آن فهمیده ام

زعفران را زیست رنگ زرد من از درد عشق
از نشاط عشق او همرنگ گل خندیده ام

کاروان عمر می بندد چو محمل هر نفس
آگهی تا گم نگردد چون جرس نالیده ام

هر یکی را سروری آصف نزیبد در جهان
درمیان گلرخان آن شوخ را گزیده ام

وله

چو رسید درد و سوزت بدل شکسته گفتا
چه بجبرتی تو اینجا که بمقصدت رسانم

بود از لطف و قهرت غرضی بجز رضایت
نه بسود هست میلی نه تنفر از زیانم

ز غم تو چشم آصف همه بخت اشک خونین
چو عیان فنا و جانم چه کنی تو امتحانم

وله

بی تو تا خود را سلامت دیده ام
جان و دل را غرق خجلت دیده ام

حرمت بیعت داده ام با شیخ جام
تا کشایش در ارادت دیده ام

از شتاب عمر را صیاد دوار
در کمین صید فرصت دیده ام

دیده آصف گه عتاب یار را
لیک در عین لطافت دیده ام

وله

حرف لب نازکش نغمه داود سبب
ما ز سماع عشق او جد رقص کنان شنیده ایم

نام خدا در نظر هست نشان نبی
تا بسوی کشور ناموس نشان میبریم

شعله شوق جز پروانه در آمد شب هجر
شمع فروخته در راه طلب بال و پرم

خاک گشتیم بر بهشت اوج مرا سیر نما	در پی قافلات هست نمایان اثرم
هر کجا می‌نگرم موج ظهور دریاست	قطره در بحر نموده ست و بشکلی گهرم
رهبری کرد ز بس کار توکل همه جا	خطری چهره نیغزود حنت بره در سفرم
نیست جز رنگ رخ یار بچشم آصف	محو نظارهٔ گلزار بوجه دگرم

وله

بغیر درد محبت کرا ثمر هست بها	بنای کار جهان را خراب می‌بینیم
چه خوش بود که کنم عبرتی بدل حاصل	که کار عمر عجب در شتاب می‌بینیم

وله

غرض بود ز وطن راحتی و آرامی	بذوق وصل براه تو من وطن دارم
زبان گشاده پی وصف خوبی قدرت است	نشان هر سر موئی که من بتن دارم
در دل خود محبتش دارم	در جدائی حضور دل دارم
سوز و درد و محبت و عشقت	بهزار آرزو خریدارم
ای صبا از من بگو آن یار را	یوسف عهدی خریدار توام
گوید آصف کای دکان نیم یار	طالب هر جنس بازار توام

وله

در زیان زر و نشانی نیافتیم	تصویر بود گرمی جانی نیافتیم
بهتری از رنج هرزه دویدن نجات داد	مثلش لطیف راحت جانی نیافتیم

وله

از تارکان دنیا هر چند ما نباشیم	لیکن بکوی شان ما نقش بوریائیم
درد محبت او مرهم شفای جان ماست	بگذر طبیب از ما کی طالب دوائیم
فرشند خاکساران فهمیده زن قلم را	هر جا که در خرامی ما خاک زیر پائیم
سودائی یار آصف فزود قسمت ما	از دولت محبت ما جنس بی بهائیم

وله

با دیدامی که یار مهربانی در رشتیم	در بهار سر و قدش آشنائی داشتیم

یاد آن صحرا که پیش شوخی صیاد خود
با دل از صید گشتنها گمانی داشتیم

یاد آن آهی که همرنگ جرس آوازه داشت
بود تا بر لب نفس ما کاروانی داشتیم

یاد آن سودا که در کوچهٔ زلف بتی
جنس دلها چیده بودیم دوکانی داشتیم

تشنه‌لب مردیم در هجران او با آنکه ما
در فضای چشم خود آب روانی داشتیم

یاد آن ساعت که سودا بود آصف همنشین
ما سر خود را بخاک آستانی داشتیم

وله

ز حال دل که در محبت چیست پرسیدم
نمود آئینه تا محرم اسرار گردیدم

چو او در عالم و بیرون ز عالم هست از شوقش
درون پیرهن بیرون ازان من نیز بالیدم

اگر باور نداری من تشنه خوان الی آخر
بجای میرزا در رهنمائیهای تقلیدم

وله

نه از جوش مستی از الست و از بلی آگه
ازین دانی که امروز از صنم عشق تو دزدیدم

شناسائی بود تکلیف آزاد جهان آصف
لباس عافیت تا دل بحیرت رفت پوشیدم

وله

بعشق آن پریرو خویش را دیوانه می‌سازم
دلم را گرد شمع عارضش پروانه می‌سازم

بدل او دید تا بخشید از اهلیتم سوزی
باهل خانقاه و کعبه و بتخانه می‌سازم

رسانید آنکه آصف در فراقش خبر بیهوده
بیاد چشم او با نعرهٔ مستانه می‌سازم

وله

بشارت اشک داده چشم پر نم شبنم
سحر [illegible] گلگشتی در بوستان [illegible] شبنم

بهر شاخی از گل داد گر چشم عبرتی برخورد
تماشا گشت در بزم چمن جام جم شبنم

عرق از بسکه بر روی تو باشد صاف و نازکتر
توان گفتن درین گلزار او در [illegible] شبنم

دلم مزین بر سر و قدش آصف بیا خاکی
زمین [illegible] آسمان [illegible] عالم شبنم

وله

[illegible] نیازم جبهه سائی نقش امید است
بهر جا اثر پا ببلند افتاد بهر سجده برو گردم

[illegible] ناز جوش طاقت می‌کند یاری
[illegible] تا [illegible] جستجو کردم

دل صد چاک می‌گوید که عشرت نیست بی رنجی
برنگ شانه سیر زلف خوبان مو بمو کردم

وله

به بدنامی شوق این دل بیتاب بسیار رو
کز بان پر بود موجود در کار طپیدن هم
درین گلشن بهار شادی و غم پهلوی هم باشد
بود گل غنچه گاهی گاه سرگرم شگفتن هم

وله

چون برات عاشقان بر شاخ آهو گفته اند
پاک زین تهمت دل ما شد که ما پروانه ایم
ناتوانی را ز جوش باده کم نتوان شمرد
در ره کوی تو گرم لغزش مستانه ایم

وله

در نفی خودی جلوهٔ اثبات نگارست
آگاه ز هستی نیم و محو جمالم
پیوسته توئی بسکه بدل حاضر و ناظر
کفر است که گویم که سوی یار خیالم

وله

شکر احسان نیست جز احسان نمودن مثل آن
بر لب شیرین او دستی پر از شکر زدم
تا عرق در گرمی جولان بخاک افشانده
دانه موران در زیر پای نازکش سر بر زدم

وله

سروم از آصف است در چمن راستی
آنکه بتعظیم خلق خوی کند با قیام

وله

گرد عالم همدم باد صبا گردیده ایم
هیچ روی او گل خوشبوی کم دیده ایم
در گلستان محبت رتبه باشد بلند
تا به بندیم آشنا نه بر سر او بالیده ایم
آصفا زر در مهر نیای دون را چه غم
صندلی بر جبهٔ از خاک در شان مالیده ام

وله

لطف کن لطف کن که در پیش تو باز آمده ایم
با کف باز پر از نقد نیاز آمده ایم
پیش آن مه بقد خم شده آصف چه رسید
گفت آن ماه که ما هاله نواز آمده ایم

وله

عشق بازی نبود سهل که مشکل کاریست
هر کجا پای نهی من سر خود را بازم

وله

در دل آزادگان دنیای دون را جا نیست
نقش خود ننشاند هرگز بر سر دریا قدم

وله

از نفاق آئینه مقصود روشن میکند
جذب از یار و نفس در راه او از ما قدم
زر در دم یاد نه آگاه نیست افسوس
که محو دم نمیداند ایازم

شود مقبول کس از خاکساری
چو یک کس بی رعونت نیست آصف

وله

اختلاطی نیست پیدا لیک در راه وفا
گرد مدارا گاری کند حیرانی نیرنگ حرص
سینهٔ گل چاک می بینیم چو خود آصف بباغ

وله

حرص دنیا هیچ کمتر از گزند مار نیست
از پی درد سرم کبر و رعونت ره نیافت

وله

صید دل تا رسید در کویت

وله

هر کجا باشد طلوع آفتاب مهر یار
همچو عیسی هر که در تجرید باشد سرفراز

وله

دارد این دنیای دون بر لب پیغام غم
کام آگاهان بود شیرین ز عیش معرفت
در تلاش شهرتش حاصل بجز این چیز نی
از نصیب خویش هر یک را بود شکر بلب
پختگان را سربلندی در نظر هیچ نیست
بی مضرت کی بود گر جرمتی در نغمه است
پند ما بشنو که بیخ دولتت محکم شود
تا نهنگ ساز خون عاشقان رنگین کند
قطره از ابر وجود آصف بحر

کنم گر خدمت محمود ایازم
بود در خاکساری امتیازم
انتظار گرم جوشیهای یاران می کشم
دست خود از مهر این دنیا چه آسان می کشم
تا سر خود را در آنجا از گریبان می کشم
تا بچشم آمد زر گانش عصا بر داشتیم
تا ز زیر پای او خاک شفا بر داشتیم
از حرم حرف و هم رحل گفتیم
هنر ندرد گم شدن دنیا و ما فیها قدم
می گذارد بی سخن بر عالم بالا قدم
خود نمائی کرد در آئینهٔ او نام هم
غفلتش بسیار و آگاهیست در ناکام کم
بر جبین خویش دارد از عرق گمنام نم
بر د فیض از آئینه اسکندر و از جام جم
میشود از بار زحمت قامت هر خام خم
میکند بی شبه تاثیر در اجسام سم
کامیابیها بود در شیوهٔ خود کام کم
می گشاید حلقهٔ آن زلف عنبر خام فم
در بساط عزتش دارد سر پا نام نم

در جهان ظلم ست بیش و عدل کمتر در نظر
مائل کار خرابی هر یکست و معمار کم

خاک کم باشد بکوه آصف هجوم سنگ بیش
بی ترحم در جهان خلقی بود غمخوار کم

وله

رسان ای طپش بر کف پائے یارے
درین خون فشانی حنائے که دارم

بیابم وگر غیر جانبازی آصف
براه وفا رهنمائی که دارم

وله

مسلمان کی در حلقهٔ گیری او افتد
ندارد کافری ره در خم زلفش برهمن هم

کند نائب همان کارے که فرماید منیب آنرا
چو آن مه میکند پامال ما را نعل توسن هم

بت سنگین دلم آصف نپرسد هیچ از حالم
که آزرده است رحمی برچنین زاری دشمن هم

وله

رمی که طالب آن یار بیوفا شده ام
بتحفهٔ عادهٔ هر روزه مبتلا شده ام

زسوز درد محبت چه شد که سوخت دلم
هنوز قابل عشق بتان کجا شده ام

بهار لاله ز خاکم دمد که جا دارد
شهید خنجر مژگان سرمه سا شده ام

ز ناتوانی تن رشته ایست هر رگ من
لباس پوش که چون صرف در قبا شده ام

بمجلس شعرا افتد مگر ز روی آصف
غبار وار پی یار بر هوا شده ام

وله

بهر نیک و بد خبر کردیم از درد
بهر مست و بهر هشیار گفتیم

لب از شکر و شکایت پر زبار است
ز گل حرف و سخن از خار گفتیم

وله

دل بآئین خاکساری گفت
مثل آن قطرهٔ چکیده رسم

نیست گر طاقتی بدل آصف
بر آن دلربا طپیده رسم

وله

نه همین گرد و غباری دیدم
شکر شد که سوارے دیدم

شب چو بیدار نشستم آصف
صبحدم چهرهٔ یارے دیدم

وله

تا تر از اشک مژه جانب بالا زده ام
پنجه بر آبروئے در هویدا زده ام

اے رہ کوئے محبت مکن از من گلۂ　　ہر قدم را بسر آبلۂ پا زدہ ام
شب چو آخر شود از شمع اثر کی ماند　　سر دشمن نہ بہ تیغی بمدارا زدہ ام

ولہ

دلِ صیاد پارہ ام بیاد آمد　　سبحہ را تا شمار می کردم
پیش تیغ دو آبرو بیش آصف　　وصف آن ذو الفقار می کردم

ولہ

تا نظر بر چہرۂ آن شوخ و شنگ انداختیم　　با جنون و عقل کامل طرح جنگ انداختیم
تا ببزم آن گل رخسار غیرے سر کشید　　ما درون کاسہ آتش قدرے رنگ انداختیم

ولہ

بجیر تند نویسند گان اعمالم　　گر ز اشک چشم تر م شستہ می شود گنہم
سر من است و ہمان خاک آستانۂ تو　　در ترا بہ بہشت برین نہ کف ندہم

ولہ

اگر در دے بود سر را بر آن در زیر زمین نالم　　ز خاک پاک آن گلزار صندل بر جبین مالم
بگویم از لب شیرین او تا حرف شیرینی　　ز شانِ شوق آصف بر لب خود انگبین مالم

ولہ

ما قصہ ہائے درد زلبہا شنیدہ ایم　　یک شب در فراق کہ شبہا شنیدہ ایم
فردائے محشر است مگر روز وعدہ ات　　ہر روز از زبان تو فردا شنیدہ ایم

ولہ

نظر بہ مہر مکتوب در اسناد باید کرد　　کہ از نقش نگین در ہر دو عالم نام میخواہیم
پی اسباب بنیاد در تعب کے افگنم دل را　　کہ جان کندن نگین آسا برائے نام میخواہیم

ردیف حرف نون

ولہ

نقش نیکی بعد مردن ہم نخواہد شستہ شد　　مردگان را می کند این نقش احیا چون نگین
جز نگین ہر نقش آصف می تواند شستہ شد　　نقشہا بسیار دیدم نیست اما چون نگین

ولہ

حفظ آدا بم بمنزلگاہ مقصودم رساند　　راہ گردیدہ است طی از پا کشیدنہائے من
گوش ہوشم می کند تفریق کذب و صدق را　　بر کفش آئینہ دارد شنیدنہائے من

هست در پرواز بیتابی رسیدنهای من — بال و پر افشانده در راه است طپیدنهای من
انبه دعوی با لب شیرین خوبان کرد و گفت — میبرد دل چون لب پاکش مکیدنهای من
در مقام کوشش آصف این ترنم می کند — برق را افکند در خجلت دویدنهای من

وله

الفت ما از رمیدنهای او گردد فزون — گوهر نایاب باشد بها از حد برون
در عروج اهل دنیا نیست اینجا اعتبار — میشود خورشید هم هنگام مغرب سرنگون

وله

جلوه پیرائی کند گر آن گل رعنائی من — در تماشا محو او گردد سراپای من
شور محشر پست گردد پیش هایهوی عشق — سربلند از دولت درویشی هوی و غوغای من

وله

صفای نام در اینجا ز آب پیدا نیست — بدست کار سیاهیست شست و شوی نگین
اگر نصیب کس آصف ز نام نیک بود — روان بود بره خشک آبرو ز جوی نگین

وله

رحم و لطفت ساز یارم یا محمد تاج دین — از عنایت سازگارم یا محمد تاج دین
دانه تسبیح باشد دل بدست شوق من — نام پاکت می شمارم یا محمد تاج دین
جبهه سائیدن بخاک درگه نورانیت — میفزاید اعتبارم یا محمد تاج دین
چهره نورانی خود را نما خورشیدوار — بر رهت در انتظارم یا محمد تاج دین
خاک راهت گشته ام در آرزوی پابوس — در هوای تو غبارم یا محمد تاج دین
گر تو صیادی بود صید دلم در دام تو — در خم زلفت شکارم یا محمد تاج دین
بسمل الطاف تو آصف قتیل از جان و [illegible] — جز تو دیگر من که دارم یا محمد تاج دین

وله

بسیار در فراق تو خواهم گریستن — دل را ملول بیش کند کم گریستن
در وصل ما [illegible] جهانیست آن نگار — تا به صبا ثابت است چو شبنم گریستن
آصف مزاج خلقت عالم همین بود — بر بیش خنده کردن و بر کم گریستن

وله
گرد هستی نه عشق بر خیزد — نیست چیزی به هوا غبار شکن
غیر تسلیم نیست زیر فلک — گردن تحت این سوار شکن

وله
چه غم دارم اگر طوفان کند موج تردها — که باشد همدم و مونس رفیق ره خدا من

وله
بباد میرود از جنبش ریا کردار — ازین به است پشیمانی گنه کردن

وله
همتی باید که در آغوش مقصد جا کند — بگذر از جهان که از تخیل تو آسانش ببین
دل اگر در یاد او تسبیح گردانی کند — برفراز تخت قبولی سلیمانش ببین

وله
جزای یک حسنه میدهند ده حسنه — چه لطف دوست که بهر حسابه کردن

وله
میدهد حسنت بشارت از عروج دولتم — دوز شماران نو دیدم همچو یوسف جاه من
آصف مدار بلند پایه بخت ولایت — تا نظر کردم بسرو قامت آن شاه من

ردیف حرف واو

وله
بعرصه گاه جهان راه و جاده بسیار است — بجز طریق محبت به هیچ راه مرو

وله
ای چه هیچو لی ز دنبالهٔ دنی آرام دل — نیست جز تشویش خاطر الفت اسباب او
نفعی ز باغ دهر اگر هست مقصدت — چون شاخ باردار از بیجا خمیده رو
آخر نتیجه بخشش بود کوشش تمام — باقی است تا نفس نیکی این عقیده دو

وله
دلم در سینه دارد مهر گیسوی چو دام تو — که از روز ازل نقش نگینم گشته نام تو
بلک دیده و در عالم دل الصنم خواهم — بود دایم چو حکم تا کم عادل نظام تو

وله
نام من بر فلک عمر درازی یابد — دیده ام زلف بتی نقش نگینم زو
دل یکی یار یکی اوست چو آئینه فکر — زبدل فکر زندیانه دوزش دارم ازو

وله
تا دیده ایم دلبری چشم مست او — رفت اختیار جهان ز دست او

ردیف حرف ہای ہوز

تا مشام دہر ای گلچہرہ خوشبو کردہ
بہر صید عالمی پنہان تکاپو کردہ

تا بسبحی نیک با ابجاد حسیمت دادہ اند
ای چرا خود را تو غافل زین تکاپو کردہ

اشک میسازو نمازی ساخت سجادہ را
مژدہ بادت گر وضوئی زآب این جو کردہ

وله

نی تواند آشنا گشتن به پشت پا زدن
گر دلت را آگہ از نیرنگ دنیا کردہ

عیب‌دان گفتن از ان اسرار با ما شمہ
نرگس حیران چہ در گلشن تماشا کردہ

وله

جز فیض نسیمت نبود حاصل گفتار
از برگ درختان که شنیدیم ترانه

گر نشنوی ای محتسب از ما سخن خوش
بشنو ز رباب نی و هم چنگ چغانه

وله

شکر از ان لب شیرین خود بجان زدہ
که تا کباب کنی آتشی دران زدہ

چه سنگ ہای ملامت بر ہمه نشان زدہ
تبارک سر من جان ناتوان زدہ

وله

دل چه سنجید به میزان گل رعنائی تو
چشم بد دور که از پیش و چندان شدہ

[illegible] نشاطت فزود
گریه ہا کردہ ام ای یار که خندان شدہ

غیر احسان نبود دولت آصف چو طرد
پیش دلدار تو شایسته احسان شدہ

از [illegible] دو چشم بیمار
نکته دان گشته ای بارد شفادان شدہ

وله

[illegible] بیگانه [illegible]
سر را براہ الفت حباب دادہ

[illegible] بسجده [illegible] باشد [illegible]
[illegible] قدر خود را تو نمی [illegible] جه رسوا کردہ

[illegible]
[illegible] بایا علی و لی [illegible]

وله

[illegible] تیغ [illegible]
[illegible] زمی [illegible] بار به

[illegible]
[illegible] بودن از دستار به

ازریا اعمال باطل می شود — از چنین تسبیحها زنار به

ردیف حرف یاے تحتانی

مشکل نباشد یافتن حال فی الطبع را — باید تامل کردنت درکار دنیا اندکے

اعسر یسر آمد مگر ناخوانده ران بگذاشته — بسیار کردی جور ہا رحمے بفرما اندکے

وله

بتدبیری کنی عالم مسخر — بخاطر فکر بسیاری نداری

ہمین بندگیت جملہ آزاد — ازین صنعت گرفتاری نداری

بخاطر کینہ آصف ہیچو یاران — ہزاران شکر کن یاری نداری

وله

چیزی بہ بادہ و عالم — بہتر نبود ز آشنائی

از زشت جہان ہرچہ بینی — بدتر نبود ز خودنمائی

وله

ایدل آغشتهٔ دنیاے دنی چون شدهٔ — در نظر آنہمہ خوابست تو ہم میدانی

وله

رنج سفرت چہرہ نماے برکاتست — اینجاست عیان راحت جاوید چہ پرسی

وله

از گنج قناعت نبود ہیچ نصیبت — تا در روائی جہان لعنت دروئی بیابی

وله

منمائی صرف بیجا توشب عزیز خود را — بجہان اگر نیابی ز متاع زندگانی

وله

دردت اگر نصیب دل و جان ما شدی — جان بخش تر ز آب حیات و دوا شدی

وله

ایدوست کجائی بوطن باز کی آئی — در راہ نگرانم بر من باز کی آئی

وله

بدست آویز آصف پیشت آمد — سلیمان وار چون عالیجنابی

وله

مکن در فعل بد تعجیل ہرگز — بکار نیک آصف شتابی

وله

دل رمیدہ کجائی کہ یار در برماست — جہان ببینی اگر باز در وطن آئی

وله

راحت جاوید ایدل روزیت خواہد شدن — گر پی آسودہ گردنہاے مہمان بشوی

ایدل از رمز محبت گر بیانی شمه درمیان عاشقان از اہل عرفان میشوی

دربہار وصل آصف سبز گردد کشت دل درفراق یار اگرچون ابر گریان میشوی

وله

تعب کش در سفر گردد حریفش بکار اینجا نیاید میرزائی

جہان پرگشت از نور تو لیکن نه بیند کس که در عالم کجائی

وله

غنیمت بشمرای غافل که فرصت حاصل عمراست بود خرمن عالم ہمین امروز و فردائی

فروغ جلوه اش پیداست اما کس نمی بیند بود خالی تماشاگاه او از چشم بینائی

متاع زندگی آن به که حرف آشنا گردد سر ما را بغیر از کمت چہ بندی ہست سودائی

وله

دلست آئینه و ازصیقل او نمی بینیم بجز یاد الہی

مکن در مو سفیدی خواب غفلت ز جای خویش خیز و کن نگاہی

وله

وارسته نیستی اگر از خویش نگذری آگه نه ز غفلت اگر بیش نگذری

تفریق نیک و بد ثمر آگہی دہد ای مه درین میانه ز تفتیش نگذری

سیر بہار گلشن وحدت بود محال تا در دولت تو از کم و بیش نگذری

آصف درین بساط بود نقش ابینکه تو خدمت نکرده از بر درویش نگذری

وله

محبت میدہد ہردم گواہی که دل را میبری خواہی نخواہی

اگر پرسی تو حال ما ز مردم دو عالم میدہد پیشت گواہی

برا اصلاح گناه بہر خجلت زہد پشیمانی ندامت عذرخواہی

علامتہای [illegible] فتح است نشانہای دعا و طمع و ماہی

تجمل خاکساران نجیب [illegible]

دہد آئینه را اعزاز صیقل ولی ضعف شد از زیادت سیاہی

دل حیرت زده را دیدهٔ حیران مددی — شرط یاریست بهر کار ز یاران مددی

دل بظلمت کدهٔ فکر جهان افتاده است — شمع روشن تو بی ای پرتو ایمان مددی

گنج و معموری عالم متصور نبود — تا بشاهان نه نماید گدایان مددی

درد عشق است که منت روائی نکشد — دردمند تو نخواهد ز طبیبان مددی

یکدگر بود از ربط فوائد بسیار — نا نخورش یافته در لذتش از نان مددی

آصف از یاری ما یار تنفر دارد — کی طلب میکند از مور سلیمان مددی

وله

بجز دامت ندارد صید دل سامان آرامی — بنای خانهٔ عاشق ز زلف حلقه دامی

نشان پخته کاریهاست بر جورش شدن راضی — امید از لطف او بیرون بود اندیشهٔ خامی

اگر سوی حرم روی توجه هست حاجی را — بطوف زلف مشکین آصف بسته احرامی

وله

دامن خواهش دنیا چه دراز افتاده است — وقت آنست که ای خار مغیلان مددی

وله

آصف نگاه و خرام او نه بند و صورت — کند افسانه همه باب ز انسان مددی

وله

برنگ روییم از عشق ست از زردی — دلم دیوانه شد آیا چه کردی

نخواهی یاد درمان کرد ای دل — اگر محرم بجو بهای دردی

بروید گلشنی از خاکت آصف — بزیر پای نیکان گر تو گردی

وله

برخاست من از دل تا رو بره نهادی — نظاره ماند قایم هر جا که ایستادی

زین بوستان خرم در باب غنچی هست — آواز پا بگوشت هر دم زند منادی

گر ممکن است آصف میکوش در تدارک — فرصت غنیمتی بود از دست حیف دادی

وله

تجاوز کردن از حد نیست دستور ادب هرگز — تعرض با تو می پیچد چو بی دستور بنشینی

نشست و خاست باید کرد ای دل ساز رضای او — بحکم یار برخیز و ز جا با مور بنشینی

چنان از غیر آصف بیخبر جز یار باید شد
مروت توانگر چند عام است چه سود
زپخته هیچ صدائی نمیرسد در گوش
باشد بلند همچو علم در صف نماز
در رتبه اش تنزل دیگر ضرور شد
هرجا که میروی بیت آصف گرفته است
اگر نقاب زرخ لحظه برانداز ی
سخن بلند زلب همچو سرو شد آصف
در نظر زلف سیه شبرنگ آید اندکی
معنی مخوش ندارد لفظ غیر از نیستی
لذت افزائش نعمت نصیب کام تست
شکر لله چشم غیر همچو ما رویت ندید
نویسد شین و حرفی لبس اگر در جا نه کس باشد
کند پرواز شهرت در فضای عالم دلها
دل میبرد آن دلبر طناز نهانی
در دست توانائی ما نیست جز افسوس
در باغ جهانست خزان آفت پیری
با این همه ستم که تو دلدارم آمدی
در هیچ مذهبی نبود این ستم روا

که روی آن پری بینی اگر با جور بنشینی

وله
زحال خسته ما هیچگه نپرسیدی
بکار عشق توئی خام چون خروشیدی

وله
در گوش اهل سجده اذان محمدی
عیسی چو گفت بعد من اسم احمدی
تو مقتدای قتی و ما هم مقتدی
شوم چو مهر سیاه تو گرم سربازی
بیاد سعدی شیرین زبان شیرازی

وله
تار شکیبش مگر در چنگ آید اندکی
این لغت پیدا نه در فرهنگ آید اندکی

وله
گر تو شکری بزبان از زرق زرن میبری
ای پری خود را نهان از پیش نرن میبری
اثر در آشنا خواهد نمود از دوستان حرفی
اگر دارد زجوش معنی برجسته جان حرفی

وله
داغی بجگر میبندد از بهر نشانی
تا همدم برقی شده ایام جوانی
پیداست ازین رو که بهارست جوانی

وله
صد شکر می کنم که خریدارم آمدی
زینسان که چون نهنگ تو خونخوارم آمدی

چیست راز دل نمیداند کسی
حل این مشکل نمیداند کسی

عالمی در جستجوی ساحلند
کیست بر ساحل نمیداند کسی

وله

شدیم خاک و ز هستی همین بود کافی
گواه سجدهٔ کویت زمین بود کافی

گواه درد محبت چه شد که نیست کسی
همین بیاد دل پر حزین بود کافی

وله

چه بودی آن پریرو یک نفس هم یار من بودی
زمانی همدم و از لطف با من هم سخن بودی

نبودی جز همین پروانه گشتن شیوهٔ جانم
شبی تا قد موزون تو شمع انجمن بودی

ایدل فدای غمزهٔ خونخوار کیستی
ایدل بدام کاکل پر کار کیستی

تنها نمیکشی تو که صد پاره می کنی
در بسملان بگوی که در کار کیستی

وله

دیده ام از تو من امروز نگاه عجبی
که دلم هست بتیغش گواه عجبی

بدعا دست برآری اگر از دل آصف
در خطرها بخطر هست پناه عجبی

وله

ای یار شگفته رو کجائی
وی شوخ فرشته خو کجائی

دل بستهٔ موی تست آصف
ای کاکل مشکبو کجائی

ما بیخبریم در جدائی
ما هم کجا و تو کجائی

وله

تا نه نشین چو خاک بدریا نمی شوی
جوهرشناس گهر یکتا نمی شوی

هرگز حضور دل بتو روئی نمی کند
یک سو اگر ز مردم دنیا نمی شوی

حرص مزخرفات جهان دارد حزین
تا آشنا بترک تمنا نمی شوی

آزاد تا نمی شوی از پابندی آصف
سرو ریاض گلشن عقبی نمی شوی

محو تماشای تو عالم ست و ما تمثال حیرت
هزار افسوس قدر الفت ما نمیدانی

بحیرت رفته است آصف به پیش جلوهٔ نازت
نمیدانم که میدانی ز حالم یا نمیدانی

وله

بی روی تو یک ذره نداریم قراری — با صبر بنا شد دل ما را سروکاری
روزیکه دو چارش شدم این عرض نمودم — آنکس که دلم برد تویی گفت که آری

وله

دهد گو سر جای خود غبارم را بجا باشد — که دارد آشنا از آشنا امید اعزازی
محبت نیست محتاج محرک در طلب آصف — بغیر بال و پر دل میکند سوی تو پروازی
زخاکساری بوی خوش جهانگیرست — زپای همچو گل خود که بر زمین داری

وله

نگشته خاک ان گرد آستان نرسی — برون ز خود نشوی تا بآنجهان نرسی
بغیر جنس تو اسرار دل مگو آصف — خموش باش تو تا پیش همزبان نرسی
دادند ترا دیدهٔ بینا تر ازان هم — از جام جم روشن جمشید چه پرسی
رنج سفر چهره نمای برکات ست — انجاست عیان جنت جاوید چه پرسی
جز یاد تسلی نه دهد جان مرا — ایدل خبرم ده که نپرسید چه پرسی
انوار رخش بسکه عیانست بعالم — آصف خبر از مطلع خورشید چه پرسی

وله

ای پری رخسار تو آیینه روشن بود — دیدم چو قرص ماه را حسن ازان تا ثری
خورشید و مه کی رسد بهمسری با حسن تو — از طرهٔ طرار خود از بسکه صاحب افسری

وله

درد اگر نصیب ما ز جانان شدی — جانبخش تر ز آب حیات دوا شدی
آصف کسی چو چشم گشاده بصبری — هر مشکلی نهانی بهر عقده وا شدی

وله

همرهان را چون قفا بگذاشتی — پرده از رو بعد ازان برداشتی
ای بر آصف چون نکردی غم او — بر طریق دیگران پنداشتی

وله

دل را شد ز جلوه اش ای یار آگهی — حیران نماند از روش کار آگهی
در گلشن مراد سرافراز می شود — بر نخل قامتی که بود بار آگهی

میدهد دولت جاوید با سایه حسنت   که بفرق سر ما بسکه ایماه همائی
طالب دیدن رویت نبود از چه دل زار   درد مند تو بود آصف و ای یار شفائی

وله

ای شوخ چیست سوی گلستان نمیروی   گلها شگفته ست به بستان نمیروی

وله

بعهد خویش نگار استوار بایستی   انیس جان و دل بیقرار بایستی
چه سود از ینکه بهار آمده است و سبزه دمید   که یار گلرخ ما در کنار بایستی
بهتر از وضع ملائم نیست جانرا حارسی   آب سیمی ندید از صدمه سنگ کسی

وله

آهن زنجیر باشد زر کامل عیار   سختی خوبان هندی هست سنگ پارسی
جلوه گلزار دنیا هست آصف همچو برق   نیست جا بگذر ز رنگ گل درینجا فارسی

وله

فریاد و ناله است و صدا و فغان یکی   مقصود ما ز شور جهانست آن یکی
چون یک دمی مفید بسر انجام کارهاست   غم نیست گل را اگر آمد شبان یکی

وله

از رنج خار راه اگر جبهه چین ندید   گلهای تازه روی بدامان کند کسی
نقشی بر آب میزند آهنگ معصیت   آندم که نفس خویش پشیمان کند کسی
پیری ربود خواهش عیش و طرب ز دل   آمد خزان چه سیر گلستان کند کسی

وله

می کند هوش و دماغم چه جدا میگردی   عهد بستی نروی باز چرا میگردی
نیست امید که از دست تو بینم آرام   گر شوم خاک تو ای شوخ هوا میگردی

وله

بوسه گاه لب افلاک بود جای علی   اوج امید گرفته ست چمن پای علی
نیست جزو وجودش ز کرامت خالی   حل مشکل شود از ناخن زیبای علی
الفت اوست چو ارکان مسلمانی من   شده ام شیفته و واله و شیدای علی
میسزد قیمتش افزون ز دو عالم آصف   بی بها هست بگو هر که ثنای علی

وله

حریص را نبود روز حشر قدرت نطق / دهان پرست ازان در جواب معذوری
جمال یار ز خورشید نیست کم اصف / اگر به پیش رخش نیست تاب معذوری

دیوان دوم کے اشعار منتخبہ جسمین آپ شاکر تخلص فرماتے ہین مندرج ہین

ردیف الف

صبح دمید باده ده نالهٔ عذرخواه را / پاک ز زنگ جهل کن آئینهٔ گناه را
اوج مقام جاه او کرده بعرش همسری / سرمهٔ بینشی کشم دیدهٔ اشتباه را
کشت مراد منکر است طرفه تر اینکه بهر او / گوش نمیکند کسی زمزمهٔ گواه را
خندهٔ گل نمیشود زنگ زدائے گلفتم / شاکر اثر بود بسی گریهٔ صبحگاه را
لالهٔ داغ ست دل خستهٔ سودائے ترا / گل بود ساغر خون محرم مینای ترا
چشم دل فاخته سان گرد سرت می‌گردد / دیده تا سرو قد سرکش رعنای ترا
دی شنیدم که ملائک بمسیحا میخواند / بر فلک شاکر پرشور غزلهای ترا

وله

در بهار خط صفائی حسن افزون میشود / آب دیگر میبرند بر رخ غبار آئینه را
از حدیث مهر و کین پیش منافق دم مزن / تا نه بیند راز پنهانی بیار آئینه را

وله

در فراقش هر سر مو شعلهٔ آهست آه / میرود از عرش برتر ناله و فریاد ما
راستیها رهبر آزادی شاکر شود / قامت سروی ازین فن گر بود استاد ما

وله

به که تصویر کشی هیهات انسانی را / تا تماشا کنی این انجمن فانی را
گر ز انصاف بمعموری عالم کوشد / شاه در خواب نه بیند غم ویرانی را
خار و گل پیش نگاهش همه یکسان گردید / هر که پوشید بخود جامهٔ عریانی را

زلف مشکین به کجا فطرت مانی ز کجا — قلم صنع نوشت این خط ریحانی را
محرم معنی خویش است درینجا شاکر — هر که در سجده نخواند خط پیشانی را

وله

نگاه میفروشش پر کند مینای خالی را — رخش از خون تری بخشد بهار پرتگالی را
نه هر صورت بود لازم که معنی آشنا باشد — شکوه پنجهٔ صولت نباشد شیر قالی را
ز شور میکشان تا واعظ زاهد فریبا باشد — بحرف و صوت کی نسبت بود اشعار حالی را
بچشم همت خود در نیارد وضع درویشی — نه طاق مشرقی شاکر نه ایوان شمالی را

وله

مدعی از رشک میسوزد چو شمع — گر به بیند گرمی بازار ما
خار فکر باطل از دل بر کشم — گر بود صاحبدلی غمخوار ما

وله

جنابش آستان بی نیازیست — گدا در سجده و سلطان هم آنجا
ز محنت میرسد هر کس به راحت — الم هر جا بود درمان هم آنجا
شکر خواهی بشکرش کوش شاکر — گر باشد لطف هم احسان هم آنجا

وله

همسوره و هم یار رفیقیم خیال است — او را چه غم که رنج سفر می کشیم ما
از حال ما چو آینه اینجا گراست غم — گر زحمت خود بملک دگر می کشیم ما

وله

در بیابان طلب راه حرم گم کرده ایم — یک مدد از خواجه احرار می خواهیم ما
عمر درد از حاصل گیتی چه باید خواستن — آه گرم و دیدهٔ خونبار می خواهیم ما

وله

بستر آسودگی در خاکساری یافتیم — بر زمین پهلو چو نقش بوریا داریم ما
جام ما از درد و صاف غرض طلبها تهیست — شاکریم از خود دل بیمدعا داریم ما

وله

تو درینجا فسرده همه گرداب گوهری — بطلبش ببند رخت دل بجهان دگر کشا
نبود جز جنون دوا مرض کار بسته را — همه در ببند بر رخت ز دل چاک در کشا

وله

آه درد آلود می باید مرا
نغمهٔ داؤدی می باید مرا

شکر لله فارغم از نیک و بد
نی زبان بی سود می باید مرا

وله

سوخت تا داغ محبت دل دیوانهٔ ما
شمع گردید بگرد سر پروانهٔ ما

چهره بنماید و از شاکر اگر دل طلبد
نیست جز دادن جان تحفهٔ شکرانهٔ ما

وله

خوش ندارم صحبت غافلان
صحبت مجذوب می باید مرا

وله

نیست از دشمن غمی چون دستگیر ماست پیر
در جناب حضرت والتجا داریم ما

وله

محو آن زلف پریشان چکند سامان را
بر در خانه مگر جای دهد طوفان را

وله

یک ساعتی بحرص مده اختیار را
محرم مکن بدیدهٔ هوش این غبار را

شاکر چو شرع پاک نبی حکم ایزد است
بی رخصت رسول مکن هیچکار را

وله

کار جهان برشتهٔ تدبیر بسته اند
وابستهٔ عنایت او کارهای ما

ما را چه میشود که دران حلقه بشمرند
شاکر رسان بخلوت یاران دعای ما

ردیف بای موحده

صفای عارض گلرنگ یار را دریاب
چمن طرازی این نوبهار را دریاب

زیاد دوست مشو یک نفس جدا شاکر
بکنج خلوت دل آن نگار را دریاب

ردیف تای فوقانی

ز سرو گرم جهان فارغند آزادان
گذشتن از سر او نام کار مردانست

ز جان گذشته بجانان رسیده ام شاکر
متاع وصل باین نقد سخت ارزانست

وله

محتسب را بر در میخانه هرگز بار نیست
منکر آنرا بتماشاگاه جنت کار نیست

دامن هر عشرت و راحت بدست محنت است
عمرها گشتم درین گلشن گلی بیخار نیست

حاصل هستی اگر باشد حضور وصل اوست — بیجمال یار یکدم زندگی درکار نیست
گریهٔ گوهرفشان شاکر بهار دیگر است — همچو سیل آشوب چشم ابر دریا بار نیست

وله

موسم عیش است و جای دلکش و دلها جوان — در چنین هنگامهٔ عشرت هوای قهوه است

وله

در دل ما اثری از طرب عالم نیست — غیر درد تو درین خانه کسی محرم نیست
میرود عمر ز کف تا دلت آگاه شود — غنچه تا چشم گشاید بچمن شبنم نیست

وله

چمن عشق و محبت گل درویشانست — پردهٔ راز آگهی دل درویشانست
جلوهٔ همت ایشان مقامیست بلند — منزل خلد کجا قابل درویشانست
جوهر آزادی ما را فروغی دیگر است — هر کجا دل صاف گردید آنگهر روشنتر است
کیمیای بی نیازی همت درویش است — کبریای فقر از ادا و این خاکستر است
سوز جگر و دل قبول عبادتست — آن زهد کافریست که در وی نیاز نیست
بیفرع راه اصل نمایان نمی شود — شاکر مگو دلیل حقیقت مجاز نیست

وله

هر گلی را نمکی دیگر و حالی دگر است — رنگ گفتار دگر صورت قالی دگر است
گر شکوهٔ زمانه کنی مختصر بس است — عیش دوام رستن ازین درد سر بس است
در باغ آرزو و هوس رنگ و بو کر است — ما را خیال آن گل خوش درد سر بس است

وله

دل ز خیال تو بکیست بهر خرمی دارد — همین لطف تو اینخانه دولت آباد است
بود فزونی نعمت شاکر مسکین — شکر واجبش نعمتی خدا داد است

وله

اینخانهٔ تن پرستی و نی آرمیدنست — از ساغر عمر نغمهٔ نامی شنیدنست
شاکر ز عیب خلق بعبرت شو آشنا — این ساز دیدنی که تو داری ندیدنست

وله

الفت او تا بروز حشر زنجیر منست — مهربانیهای افسون تسخیر منست

نصرت دین یاورم گردید شاکر شکر کن … آسیب از لطف علی در جوی شمشیر من است

ولہ

پیر و عقل است هر کس نامی گلفام نیست … عالمی گمراه میگردد چو شیخ جام نیست

از طراوت دستگاه رنگ دارد هر گلے … هر که شاکر نیست در روی بلای از اسلام نیست

ولہ

مست الفت را شراب دیگری در کار نیست … گردش چشم تو دیدم ساغری در کار نیست

هر که را باید سفر کردن اقامت آفت است … کشتی طوفانیم را لنگری در کار نیست

ولہ

عیش اگر در وطن بود شاکر … ما توان هر کجا فتد وطن است

درد مندان را زبانے دیگر است … هر طپش در دل بیانی دیگر است

گلشن ایجاد را کاین رنگهاست … تربیت از باغبانی دیگر است

ولہ

حب وطن باعث آزار ماست … شوق سفر پیشرو کار ماست

الفت دنیا بدل ما نزد … این مدد از خواجه احرار ماست

ردیف ثاء مثلثه

یار رنجید ز ما باز چه باشد باعث … با رقیبان شده دمساز چه باشد باعث

شمع این بزم جهان پرتو نازش بر خاست … ماند پروانه ز پرواز چه باشد باعث

مدتے دلبر بیرحم بما بود رحیم … باز کرد آن ستم آغاز چه باشد باعث

ناله ها گردم و زین کوه صدائے نه دمید … همچو یخ بسته شد آواز چه باشد باعث

شاکر آن راز که دلدار ز ما می پوشید … خود بخود گفت بما باز چه باشد باعث

ردیف الجیم

مستی عشق نباشد ببهاران محتاج … نبود شور قیامت به نمکدان محتاج

فکر آرائش خود شیوهٔ آزادان نیست … گردن سرو نباشد بگریبان محتاج

از دل چاک منت اوج غرورش شاکر		نیست با شانه چرا زلف پریشان محتاج

ردیف حاء حطی

هرکس کجاست محرم آب و هوائے صبح		داغ ست آفتاب بذوق صفائے صبح
انجام هر نفس بود آغاز جلوه اش		در ابتدائے صبح ببین انتهائے صبح
میدوزد آفتاب بصد تار زرنگار	ولہ	تا چاک شد ز غفلت عالم قبائے صبح
بهر علاج مرگ گران خواب غافلان		شاکر بود مسیح دم جانفزائے صبح

ردیف خاء

نکرده ست بت سبز من از پان سرخ		شده ز خوردن خونهائے عشقبازان سرخ
بیاض گردنش از خون من خطے دارد		غریب نیست اگر باشدش گریبان سرخ
اگر ز خاک شهیدان گذشته امروز		که شد لباس تو از گرد این بیابان سرخ
قبول فیض مدان جز بقدر استعداد		نبود بهار نشد رنگ باغبانان سرخ

ردیف الدال المهمله

آن کیست بر سفر بگذارد بنائے خود		هرکس خوش ست در غم شادی بجائے خود
هر چند دل ز درد غم هجر داغ شد		شاکر شگفته ایم بکس ما جرائے خود
عارفان را رغبت شوق تماشا تهمت ست	ولہ	دیده عبرت بروئے اینجهان وا کرده اند
بیخبر از سیر دل گذرد که خوبان جهان		انجمن در خلوت آئینه ما کرده اند
از نسیم صبح توفیق رسا صاحبدلان		کار دنیا را چو گل شاکر بسر وا کرده اند
بر سر خاک شهیدان گذرے خواهی کرد	ولہ	در دلت گر هوس دیدن گلها باشد
شمع کاشانه بفریاد دل ما نرسد		آتش افروز جنون دامن صحرا باشد

زناوکی که از نگه او بما رسید
صد رنگ نو بهار گل مدعا رسید

جان و دل و جگر صیدگاه اوست
هرجا رسید ناوک شوخش بجا رسید

بر آسمان ز سوز جنونم فسانهاست
کارم بعشق او زکجا تا کجا رسید

وله

چه حالتست درین عصر کز تغافل چرخ
دعای خسته دلان کارگر نمی آید

نظام کار دو عالم باختیار کسی ست
ز دست کوشش ما هیچ بر نمی آید

وله

بدوستی چشمت می و ساغر نمی ارزد
بآن رنگینی عارض گل احمر نمی ارزد

نسیم طره اش دل نمی رباید ترک سودا کن
ببوی گیسوی او طبلهٔ عنبر نمی ارزد

کجا مجذوب با سالک تواند همسری کردن
بذوق قطرهٔ یک تاک صد گوهر نمی ارزد

وله

یک گل ازین بهار بآرزو نمی رسد
سنبل خوش ست لیک بگیسو نمیرسد

وله

عنان بدست نویسندگان تقدیرست
باختیار کسی را کجا گذاشته اند

بلاکشان محبت بسجدهٔ تسلیم
چه نقشها بمقام رضا گذاشته اند

وله

ناز صد بیگانه بهر آشنا باید کشید
رنج کوشش های بی مدعا باید کشید

دامن مقصود تا افتد بدست آرزو
در بیابان طلب بس رنجها باید کشید

وله

محبت پیشه دل از جور الفت بر نمیدارد
حبابم سر ز پیش موج تیغت بر نمیدارد

چو شبنم از زمین سر نخواهد داشتن شاکر
نقاب از رخ گران خورشید طلعت بر نمیدارد

وله

دوستیها که بیریا باشد
همچو عنقا و کیمیا باشد

فارغم زانجمان بیگانه
یار می باید آشنا باشد

نتوان در حساب آوردن
الفتی را که انتها باشد

شاکر از طالبان مخلص را
هرکه دل بستهٔ وفا باشد

نگاهے سوئے مستان می توان کرد
بمژگان تیر باران می توان کرد

بنور شمع حسن عالم افروز
شب ما را چراغان میتوان کرد

چه از نیکی نباشد هیچ گاہے
بدشمن نیز احسان می توان کرد

درین گلشن ز رنگ و بوئے اخلاق
گلے شاکر بدامان می توان کرد

وله

مفتیان رحمے بحالم کرده اند
باده نوشیها حلالم کرده اند

مست جام آشنیا قسم دیده اند
سرخوش ذوق و صالم کرده اند

کوشش یاران غمم افزوده است
گرچه تدبیر ملالم کرده اند

در گلستان محبت اهل دل
از کرم شاکر نهالم کرده اند

وله

بمحفلے که مراد شه و گدا بخشند
چه میشود که دل زنده بما بخشند

بشکر کوشش اخلاص فرشب شاکر
که گنج نعمت جاوید ازین ادا بخشند

وله

بهر کشادن در میخانه شیخ جام
در دست ساقیان زرشته کلید داد

شاکر بعیش کوش که ساقی بروئے گل
ما را نوید شوق بجام نبید داد

وله

اے آنکه نا امید شدی از گناه من
بارے به بین که فضل الٰهی چه می کنی

آگاه نیست زاهد خود بین ز حال ما
این بیخبر خیال تباهی چه می کند

وله

بنور روئے تو خورشید شد بجا شاگرد
دگر بغیر جلالت شود کرا شاگرد

عنان خدمت استادگی ز دست دهد
شود بشاه معنی گر آشنا شاگرد

وله

دلم از درد پیش آشنا خالی شد و پر شد
برنگ جام می کی جا بجا خالی شد و پر شد

بهارتی و خزانی روز و شب در کار می بینم
ز رفت و آمد خلق این سرا خالی شد و پر شد

کلام عالبیست این از صفا شاکر اثر دارد
دل پاکان از هر مدعا خالی شد و پر شد

وله
گوشه گیری قطره را گوهر کند / کامل آنکس کز جهان پا می کشد
شاکر آگاه هم ز مکر آرزو / در کمند دم مهر دنیا می کشد

وله
شاکر از کنج قناعت هر که فیض اندوز شد / منت احسان کی از ارباب دولت می کشد

وله
هر کمالی را زوالی در قفاست / غفلت آخر ما پشیمانم کند
زنده ام شاکر باین امید و بس / درد مندیها مسلمانم کند

وله
چون می دیرینه در آفاق شهرت میکند / منزوی شد هر که در رنگینی یکسان ماند

وله
بی برگ ز آفات جهان باک ندارد / رنجیت نخلی که ثمر داشته باشد
از عالم راحت طلبی بهره ندارد / آن شخص که در پیش سفر داشته باشد

وله
کم کن سخن که حرف تو بی آب میشود / این شیوه ننگ صحبت احباب می شود

وله
درد مرا بهار مداوا نمی کند / سعی نسیم غنچهٔ دل وا نمی کند

وله
نقش جهان بغیر سبب نیست جلوه گر / آئینها و آئینه ساز آفریده اند
ز آغاز کار رسید گیسو دراز را / دشمن گداز بنده نواز آفریده اند
شاکر بمعنی نو و من وا رسیده را / صد بار نیست کرده و باز آفریده اند

وله
ندارد زیب حسنت حاجت مشاطهٔ دیگر / جهان را بی سپاهی شاه عالم گیر میگیرد
ز رنگ بی نیاز بهای ناز او چه پردازم / بصد تقصیر می بخشد بیک تقصیر می گیرد
بلند و پست ما از عشق گردد در نظر یکسان / ز سیلاب این بنا صورت تعمیر می گیرد
دل میرود ز دست و نداریم اختیار / مطرب درین بساط چه آهنگ ساز کرد
دستش ز دامن مقصود کوته است / هر کس که بر بساط ادب پا دراز کرد

وله
تمیز کامل و ناقص نماند در عالم / درین زمانه رواج گهر خزف دارد

فلک مدد گر خلق ست لیک شاکر ما امید گوشهٔ چشم از شنه نجف دارد

وله

نعمت ز خاکسار محبت دریغ نیست اکثر فروغ مهر بدیوار می رسد

ای غره فریب هوسهای زندگی غافل مشو که مرگ بیکبار می رسد

افزون کنیم شکر و بهر حال شاکریم هر چند غم ز دوست تو بسیار می رسد

وله

تدبیر عزیزان چه کند با من محزون دل کی شود آراسته زین شیشه گری چند

خوردیم بسی غصه درین بحر بامید شاید که بگیریم بدامن گهری چند

وله

دارم امید گوشهٔ چشم از عنایتش حافظ که خاک را بنظر کیمیا کند

وله

در ابروش اشارهٔ تحقیق مدعاست در پیش طاق قبله نما جلوه می کند

وله

نیستم ممنون احسان بهار دامنم پر گل نو گل می کند

هر که شاکر بخت دل ریزد ز چشم دامن مقصود پر گل می کند

وله

بفکر خستن من نیست حاجت کوشش دشمن نفس چون خار ماهی نیشتر در آستین دارد

وله

کشتیم باک ندارد ز شکست طوفان کار دشوار چو افتاد خداساز شود

وله

جوش غم و نشاط جهان پایدار نیست بیدل مشو که اندک و بسیار بگذرد

برگشته عالمی ز مریدان شیخ جام کو محتسب که بر در خمار بگذرد

وله

طینت اہل کرم از آفت مرگ ایمن ست نیکنامی تا قیامت کار هستی می کند

هر که شاکر آشنائی معنی تحقیق شد گر چه در بتخانه باشد حق پرستی می کند

وله

آنها که در حمایت همت سفر کنند اندیشه کی ز وادی خوف و خطر کنند

دانا دلان که نسخهٔ آداب خوانده اند هر چند قرب بیش ادب بیشتر کنند

وله

وصل کجاست پیروی کامل ست و بس در منزل آن رسد که پی پیر میرود

زد نیا در لباس دوستیها	وله	فریب دشمن جانی به بیند
براوج فلک سایه کند طرف کلاهم	وله	از گوشهٔ چشمش نگهی گر بمن افتد
جائے گله اش نیست که نعم البدلے یافت		از کشور هند آنکه بملک دکن افتد
ایمان بدل از حب وطن ریشه دوانند		خوشوقت غریبی که بفکر وطن افتد
تا خاک شدن دیگرش از کف نگذارم		کو بخت که دامان تو در چنگ من افتد
گر شاهانرا سیاستی نیست	وله	کی کار جهان نظام دارد
پیری ز سینه جوشش نشا بهم نمی برد	وله	ذوق شراب و میل کباب هم نمی برد
مرا از ذکر محمود و ایاز این نکته شد روشن	وله	که صید عشق خوبان عاقبت محمود میگردد
صلاست باده پرستان که یار می آید	وله	بچشم مست و سر پر خمار می آید
فصل گل ست امروز دیوانه می توان شد	وله	با لیلی جنونی همخانه می توان شد

حرف الذال المعجمه

در فراق تو نهادم چو قلم بر کاغذ		تر شد از اشک من از سر تا سر کاغذ
رقم نامه ام از بد نگاه شوق ست		بافت زین تار رسا رشتهٔ مسطر کاغذ
خط نشا کر طپش دل برساند بیار		نیست محتاج بپرواز کبوتر کاغذ

حرف الراء المهمله

دل برده میکند طلب از من دلے دگر		با زلف او فتاده مرا مشکلی دگر
با یاد جانفزائے تو سر سبز عشق تم		در کشت عمر کو به ازین حاصلی دگر
من ندارم جز تو دلسوزی و غمخوارئی دگر	وله	غیر مهرت در دل من نیست دلداری دگر
بهر زاهد سبحه و زنار بهر برهمن		بر سر هر سودائے دیگر سرکش و کلاهی دگر

وله

میفزاید قدر مرد از بردباری بیشتر   آدم با حلم باشد اعتباری بیشتر

می‌شود سرسبز تا گردانه امیدوار   چون زمین در هر که باشد رازداری بیشتر

وله

شود رنگت فزون طبع چون گهر دلگیر   برنگ آب روان نیست از سفر دلگیر

چرا از اهل محبت ملول میگردی   که طبع نخل نگردد از خطر دلگیر

وله

ای محبت اشک گرمم بر سر مژگان ببر   یعنی از دل شیشه نذر پریرویان ببر

نیست حاجت اینقدر سعی تماشا کردنت   جان عشق چون نفس بر لب بود آسان ببر

وله

نقش و نگار منظر اقبال دیده گیر   عرض هنر را ز لب دوست شنیده گیر

هر جا و هر مقام که قصدت رسیدنست   منزل گزیده گیر و بانجا رسیده گیر

دنیاست زهر مار قناعت فسون او   پیش از گزند آفتش افسون دمیده گیر

وله

باغ امکان مظهر رنگ است از ایوان یار   صبح هستی نیست جز گل کردن قربان یار

مصرع برجسته هر گاه موزون میکنم   انتخاب بیت ابرو نیست از ایوان یار

وله

ساغر چشم تو دارد بادهٔ ناب دگر   موج خیز نشئه او هست سیلاب دگر

خواب مخمل فرش راه غفلت آرائی بود   چشم او دارد درین راحت سر خواب دگر

در خم ابروی او مذهب پرست عشق را   بهتر از تسلیم گشتن نیست آداب دگر

وله

جز روی یار نیست گلی خوشترنگ دگر   این گل یقینی است درین نیست ننگ دگر

ممتاز هست ابر بهاری ز هر نسیم   همرنگ او کجاست بحسن نمک دگر

وله

چشم ابر نوبهاری در سراغ دانه هاست   جز متاع دل نمی‌جوید در دوران یار

نیست موجودی درین گلشن که بی داغش بود   ابر و رعد و شعله و دود است از مستان یار

وله

رنگ شهرت گل را خود نمائی بیشتر   بالله از اظهار الفت آشنائی بیشتر

دست از تدبیر بیا هوش نتواند کشید — بخشد از کار جهان غفلت هائی پیشتر

وله

نمی شود بفراق تو اشک و آه آخر — زسعی جان بلب آمد گشت راه آخر

مکن ملامتم اے مدعی که عارف پاک — نوشته است خط نسخ حب جاه آخر

وله

یکدم بیا و بر سر این خفته کن گذر — ببینیم سیر یکدمت آهسته کن گذر

شائسته نیست پائے ترا گلشن دگر — در باغ دل بصورت شائسته کن گذر

وله

محبت تو بدل می کنم بجان اظهار — مفید انچه بود کرده ام همان اظهار

رسانده عرض محبت بیار خاموشی — فضولیست که سازیم با فغان اظهار

از نگاه عالم عقل و هوش و جان ببر — چون دلم آخر تو خواهی برد با سامان ببر

تا به گلزار دلت درد محبت گل کند — نقش خواهشها ز لوح سینه درمان ببر

ردیف الزاء المعجمه

دل عاشق ز درد آسود هرگز — که دید این شعله را بی دود هرگز

دل فاش ست اسرار محبت — نشد پوشیده بوئے عود هرگز

دل شاکر که از هجر تو تنگ ست — گشاید نغمهٔ داؤد هرگز

وله

صبا به آن بت شیرین ادای صبر گداز — بگو سلام من خسته دل بروئے نیاز

بیا که خانهٔ دل بی غبار رنگ دوئیست — صفائی آئینه در راه تست پا انداز

ز صبح فیض عنایات محی الدین — صفای قلب طلب میکنم بعجز و نیاز

وله

برون نداده فغانم نوائے پردهٔ راز — شکسته رنگی من گشته اینقدر غماز

قبول بندگی درگهم کند چه شود — جناب سید گیسو دراز بنده نواز

دل شکسته ارادت بشیخ جام آورد — گشاد کار نه در روزه بود نے بنماز

رسید موسم گل ساز عیش کن آغاز
بجام و شیشه و نقل و کباب و می در ساز

ببین همت آن پیشوای اهل سخن
نموده ام غزلی نذر حافظ شیراز

وله

خرمی گل کرد جز با غم نمی سازم هنوز
در چمن آمد بهار و رنگ میبازم هنوز

داغ انجام وفا شاکر کجا باید شمرد
دیدهٔ محرم نشد از رنگ آغازم هنوز

درد عشقش را ز چاک سینه خود چاره ساز
گر کشاد کار میخواهی گریبان پاره ساز

صید دل کردی بوجه احسن و روی سفید
سیر این مهتاب در آئینهٔ رخساره ساز

اجتماع لفظ بد تاثیر دارد در کلام
نفس را گر زور باشد دور از اماره ساز

وله

از جوش بهار قامت گشت چمن سبز
بلبل بنوا آمد و گردید سخن سبز

در فصل خزان سیر چمن نیز توان کرد
زان روی که گردید بدل یاد وطن سبز

از باد خزان نخل بهشتی نبرد رنج
از فیض حق و لطف نبی هست دکن سبز

شاکر نتوان خانه نشین ساخت جنون را
امروز که صحراست نه از طرف چمن سبز

وله

دادند تا بدست بتان اختیار ناز
رنگین تر از بهار گل آمد بهار ناز

شاکر چو وضع شمع بمحفل بود صواب
جز گوهر نیاز نزیبد نثار ناز

وله

ز هستی کی شوی واصل بدل لا
غبار ره توئی از راه برخیز

بلطف مولوی رومی و جامی
ببین شاکر جمال شمس تبریز

ردیف سین مهمله

آشیان در دهر کجا بستیم بی رحمت نبود
گوشهٔ آرام ما چاه زنخدانست و بس

کسی از خوان قسمت روزی خود می خورد
رزق غفلت پیشگان اندوه و حسرتست و بس

وله

بباغ دهر نگو هست بار در نرگس
شه و گدا همه دل بسته اند بر نرگس

درین چمن دلی از حب جاه خالی نیست | تهی نساخته پهلو ز سیم و زر نرگس
فروغ باغ ز نرگس بود ازان شاکر | که هست از همه گل صاحب بصر نرگس

ردیف شین معجمه

آسوده ز اندیشهٔ هر سود و زیان باش | چون آئینه از عالم حیرت زدگان باش

وله

هر کجا زنجبت راحت میرسد | دردمند و خسته و بیمار باش

وله

تلاش معرفت خویش ازان و این غلط است | مرو بهیچ طرف گوشه گیر دامان باش

وله

غافل مشو ز خاک نشینان چو آفتاب | ای صدر آستان خبرے می گرفته باش
ای دل چنین به بستر راحت چه خفته | از غم کشندگان خبرے می گرفته باش
چون عاقبت ترا بته خاک رفتن است | غافل ز آنجهان خبرے می گرفته باش

وله

طالب دردیم و درمان نباشد گو مباش | پرسش جوئی از طبیبان گر نباشد گو مباش

وله

ای سخن در وصف خوبان بر لب امید باش | از فروغ این معانی کوکب امید باش
جز محبت نیست امید دگر در خاطرم | ای محبت در دل من مطلب امید باش
تا بفهمی معنی اشک محبت را که چیست | همچو طفلان روز و شب در مکتب امید باش

وله

بشوق کوی محبت نروے داریم | شبے بود که بیاید بچشم ما سحرش
فغان که بار بفریاد ما وے نرسید | هزار ناله کشیدیم و نیست یک اثرش
ز فیض نقش فزون تر بود از و بیمنے | کسی نام محبت نکند بر جگرش
نهالے صبر نشانی اگر بدل شاکر | بقدر حوصله یابی حلاوت از ثمرش

وله

خاکسا بپهای من بوسید نقش پای یار | خواب راحت می کنم در سایهٔ دیوار خویش
طرح گلشن ریزد از خندیدنش | غنچه ها را وا کند بالیدنش

نیست رنج شور و شر در آبشار	وله	عاشق آسوده است از نالیدنش
سیر عالم نیست پابند همین پا سودنی		گر خیال تو رسائی میکند سیار باش
گر خبر داری ز اقرار لسان تصدیق قلب		در چمن زار بیان گفتار با کردار باش

ردیف صاد مهمله

در محبت خلوص می باید		می کند حبت جو وفا اخلاص
جز محبت کجاست درمانی		درد بیمار را شفا اخلاص
فرق باشد در آسمان و زمین		زاهدان در کجا کجا اخلاص
بی نصیب از وجد و حال افتاده اند این صوفیان	وله	می نماید جای اینها گوشهٔ دستار رقص
غافلان را نیست تعبیری بغیر از وجد و حال		میکند خوابیده را از هایهو بیدار رقص

ردیف ضاد معجمه

با مقدم بهار نداریم ما غرض		در دل بود رسیدن آن آشنا غرض
تن پروران با گل و شر اند مبتلا		زانرو که آشناست آب و هوا غرض
بر درگهش که نیست غباری جبین ماست		شاکر کجا فتاده و باشد کجا غرض

ردیف طاء منقوطه

تا بنازم سر به تیغ ابروت جانرا چه حظ		کفر زلفت گر زند راه دل ایمان را چه حظ
عیش ما جز پرسش و جوی لطف تو آماده نیست		گر نباشد میزبان خوش خلق مهمان را چه حظ
در دولت تا غم نباشد غمگساران را چه حظ	وله	ای امید یاریت امیدوارانرا چه حظ
رخت بیماری ز تن افکند بیرون احتیاط		ای ز درد عشق تو پرهیزگاران را چه حظ
چون رود افسردگیها از چمن بی لطف ابر		جلوه پیرا گر نگردی خاکساران را چه حظ

لذت احسان ز ناشکران نمی یابد کریم — گر بیارد بر زمین شور باران را چه حظ
درد عضوی میبرد اعضائی دیگر از کار — گر بود یاری سیر رنج یاران را چه حظ
تا نماند غنچه دل تنگ ساغر غیر از این — زین روا رو در جهان باد بهاران را چه حظ

ردیف عین مهمله

دلها چو عجب ساخت خم زلف یار جمع — مردم شوند بهر امان در حصار جمع
تا دل علم بعشق شد از خویش میبرود — کی مانده هست میوه سر شاخسار جمع
کز پرتو جمال و سواد نگاه — در چشم خلق آمد لیل و نهار جمع
چون موج کز جدائی بحر ست مضطرب — در دوری تو نیست دل بیقرار جمع
شاکر امید شد که کشد دامن دلم — تا کرد یار از مژه اش خار زار جمع

وله

سراپایش بهار کفر و ایمانست در واقع — کجا زلف و چه رخ زنار و قرآنست در واقع

وله

چراغ عالم افروزست شاکر عارضش بیشک — جبینش بیگمان خورشید تابانست در واقع
پیش آن رخسار تابان گر بسیم نام شمع — آتش خاموشی فتد در زبان و کام شمع
نیست جز بر باد رفتنها درینجا حاصلی — غفلت ما را اشارت می کند انجام شمع

حرف غین معجمه

تازه شد از زخم گیسوی تو سودای دماغ — فکر من شمع دل افروخت ازین دو چراغ
وحشتم را رهبر بادیه گمنامی ست — که دران بادیه گرد پر عنقاست سراغ

وله

بهوس چون سحر آمدم که رسیدیم بباغ — پیرهن بیرخت از یاس دریدیم بباغ
چون گل آخر ز جهان قطع تماشا کردیم — ساغری چند بهر رنگ و دیدیم بباغ
باغبان گر چه ز ما از چمن پنهان داشت — روغن تا ز مغز دل غنچه کشیدیم بباغ

شناگر از خاطر ما رفت خیال دو جهان ‏ دلربا ناله امروز شنیدیم بباغ

حرف فا

ناله زارم نشد همدم بگوش یار حیف ‏ می سزد گفتن بجائے ناله‌ها صد بار حیف

در هوائے ابر و جوش سبزه و فصل بهار ‏ جلوه پیرائی ندارد قامتش بسیار حیف

بر هنر ور می کند تعطیل ظلمی آشکار ‏ ناوک مژگان او باشد اگر بیکار حیف

جز بدل شناگر نباید راز عشق او ‏ آشنا گردد اگر گوشے باین اسرار حیف

ردیف قاف

گر شود شوق طلب با ما رفیق ‏ می توان رفتن بمنزل‌ها رفیق

بهتر از شوقش رفیقم نیست کس ‏ ورد جانم شد ازان رو یا رفیق

پاس انفاسم درینجا شد ضرور ‏ تا دمی همراه شود آنجا رفیق

ولہ

نظر بلطف تو دارند یک جهان مشتاق ‏ همین منم بجفاهائے تو بجان مشتاق

زمان زمان بسرت سایه شوقش اندازد ‏ تو هم شو از رہ انصاف یکزبان مشتاق

مرنج گرچه رقیب از درش ترا راند ‏ که نیست هیچ کسی میهمان مشتاق

ولہ

یار شمع ست و دل سوخته پروانه عشق ‏ داغ کافیست همان چاره دیوانه عشق

بر در دوست گدائیست ز شاهی بهتر ‏ گنج دولت همه در نیست بویرانه عشق

ولہ

گر شود تشویش دنیا خار دامنگیر شوق ‏ قطع اسباب موانع می کند شمشیر شوق

خضر باید اقتدا اینجا بصد منت کند ‏ تا که من شده امشب رهبر شبگیر شوق

ردیف کاف تازی

رسید غم ز دلم شد چو او بمن نزدیک ‏ ز شب اثر نبود چون شود سحر نزدیک

وله

زقرب وعدهٔ او جوش عشق افزاید — بسان کسب هوا چون فتد سفر نزدیک

درین جهت سخنم سبز گشت در عالم — که آه خسته دلانست با اثر نزدیک

دعائی صاف دلان مستجاب میگردد — دران زمان که شود شیر باشکر نزدیک

وله

دماغ نازک یارم ز بوئی گل گیرد — بنالهٔ گرم مشو ای جرس نداری باک

هجوم خلق بخلوت گزین زبان نکند — شکر نصیب تو شد از مگس نداری باک

فدای مصرع برجسته‌ام که شیخم گفت — هزار جان بلب آری زکس نداری باک

وله

سخت تر میسازی از بهر شکستم دل تنگ را — کرده این بیضهٔ فولاد را حاصل ز سنگ

با وجود سخت جانی نیستم بیجوش اشک — در محبت کرده‌ام آئینه حاصل ز سنگ

وله

زیاد عاقبت کار در بدایت حال — برنگ غنچه درین باغ مانده‌ام دلتنگ

فغانم آن بت بیرحم هیچگه نشنید — گداز در رهی وا نکرد دل سنگ

اگر بعشق شهادت طلب کنی شاکر — گواه درد دلم نیست جز پریدن رنگ

وله

باین نشاط که دارد هوائی کرناتک — کجاست خلد چو عشرت سرای کرناتک

چه شرح آب و هوایش دهم نمیدانم — که صبح جامهٔ زرد بر صفای کرناتک

گشاد بستگی طبع عالمی دارد — سواد گلشن بهجت فزای کرناتک

ز آبیاری حسن بتان ماه جبین — چو جوی شیر بود کوچه های کرناتک

غبار او همه زر بخش تر ز اکسیرست — چه گویم از عمل کیمیای کرناتک

عروس ملک باین زیب و بدنی دارد — که دوختند ملائک قبای کرناتک

ز کوس نصرت دین محمدیست بلند — اذان بمنبر تنخانهای کرناتک

زفیض سایهٔ عدل محمدی امروز — گرفته خواب عدم فتنهای کرناتک

گرانتجمل کو نبین در نظر آید — دمی که سایه فگن شد همای گرناتک
کشودن در فردوس هم ببین باشد — وگرچه وصف کنم غنچهای گرناتک
ز عاشقان نظر باز میبرد دل و دین — برنگ خط بتان سبزهای گرناتک
ببین بچشم بتان میبرد چه سرمه بکار — غبار کشور گو هر صفای گرناتک
فزون بود بمراتب ز خسروان عجم — بطمطراق تجمل گدای گرناتک
عجب مدار گر از شوق استلام زنار — دلم ربوده بت خوش ادای گرناتک
دل شکسته درو های تازه گلجوست — باین صفت چمنی کو سوای گرناتک
ز سیب نار بهشت آرزو چه بهره برد — مگر دوباره چشند ابنهای گرناتک
کسی نیافتم اینجا ستم کش افلاس — فکنده سایه بعالم همای گرناتک
درین طربکده آثار غنچه نتوان یافت — که یک گلست بهر فضای گرناتک
گلی درین چمن از رنگ ناز خالی نیست — پریست جلوه گر از شیشهای گرناتک
یکی ز صد نتوان گفتن و صدی ز هزار — بدور لیل و نهار از ثنای گرناتک
ز جنس نافههای و شجر زرباف — کشیده سر بفلک خیمهای گرناتک
ز کشتزار کرم سبز بهر جا امید — بجای دانه گهر خوشهای گرناتک
نشاه طرب انبساط شاکرها — فزون ز باده و با بست لای گرناتک

وله

ظلمست وضع هر شی در غیر موضع او — عرفان چو رونماید بر اهل آن مبارک
آئینه حضوری جای حضور حسن است — دیدار دیدن او بر حاضران مبارک
آشفته شد نه تنها جانم ز آن دو گیسو — بیدار بودن ما بر پاسبان مبارک

ردیف لام

دربهاران میفزاید رونق بازار گل　　موج آبی تازه می آید بروی کار گل
جلوهٔ حسن خزان کم نیست از جوش بهار　　میرباید هوش بلبل شوخی رفتار گل
رنجها باید کشیدن جنت اینجا مفت نیست　　گل نوائی چید اگر بینی جفای خار گل
نیست آسان محرم راز ادب سنجان شدن　　هست هر برگی زبان خامش گفتار گل
فکر گلرویان کند شاکر اگر جا در سرم　　میشود دستار من رنگین تر از دستار من

وله

شور جنون فکنده در آفاق بوی دل　　تسخیر کرده هر دو جهان هائے و هوی دل
جولان کس بعالم معنی نمیرسد　　سعی قدم کجا و کجا جست و جوی دل
مینا ز می تهی کن و ساغر بسنگ زن　　لبریز راز کن ز محبت سبوی دل
غنچهٔ ما انتظار آن تبسم میکشد　　کی نسیم صبح بگشاید گره از کار دل
ای خریدار محبت از متاع درد و داغ　　هر قدر خواهی مهیا گیر در بازار دل

وله

تا خیال آن پریرو تنگ دارد در بغل　　شیشهٔ دل صد هزاران رنگ دارد در بغل
از دل زاهد کجا سختی برون خواهد شدن　　شیشهٔ قلبی ست کاین بی ننگ دارد در بغل
فاضل همعنی این عصر از بهر جدال　　خشت جائی نسخهٔ فرهنگ دارد در بغل
تا کند و ضعم با اهل عالم اندک انبساط　　گل بجائی خشت بهر جنگ دارد در بغل

وله

بخوبی نیست چون رویش دگر گل　　کجا این رنگ و بو باشد بهر گل
درین گلزار بی آن مهر تابان　　جمال آب و رنگی هست در گل
بدنیا بسکه دل بستند یاران　　نشگفته نیست یک خاطر مگر گل
چو شاکر گشت تسلیم رضایش　　برنگ شاخ گل شد سر بسر گل

وله

باتفاق نوان عالمی مسخر کرد　　برآر گرچه به آئین یا صحبت گل

بر رنگ و بوی دو عالم مسخرست اینجا | بدوش شاه و گدا میبرد رایت گل

وله

گر الفت علی ست بجانت چو آئینه | از کوثر قبول کنی شست و شوی گل

وله

طبع یارم گلشن ست و صفحهٔ رخسار گل | بلکه در پیشش خجالت می کشد صد بار گل

گر ز مستی نرگسش ساغر نگیرد در چمن | می نشیند گوشهٔ چون زاهدان بیکار گل

از دوام رنگ دارد حسن او نسبت به خط | جلوه گر تنها گر بباغے بشنود یکبار گل

حرف میم

خاطرم دارد هوس تا حرف مشکل بشنوم | از لب آئینه یعنی چیزے از دل بشنوم

آرزو دارم که رمزے از لب جان بخش یار | با ادب از دور بنشینم مقابل بشنوم

واعظ بیدرد از افسونهاے پوچم می کشد | پند جان بخشی اگر از صاحبدل بشنوم

بیدل صاحبدل تنها گرچه خوش فرموده است | هرچه لیلی گویدم باید ز محمل بشنوم

وله

بے جمالت در چمن جام تمنا نکشم | گر نمایند بهشتم سیر آنجا نکشم

تیغ و خنجر نشود سد ره الفت من | محو تسلیم توام گردن از ینها نکشم

عشرت زندگی اینست که دلدار اینجاست | ورنه زین یکی دو نفس منت بیجا نکشم

بچه کار آیدم این سست معطل فردا | تنها که امروز اگر دامن او را نکشم

وله

وقت آنست که دل محو پریزاد کنم | گوشهٔ حیرتی از آئینه ایجاد کنم

جست و جوے خرم پایهٔ جامی دارد | کو جنونی که بطور خودش شاد کنم

اے تمنا با ادب باش که آن محرم راز | حرف دل می شنود بهرچه فریاد کنم

وله

بسکه شوقت بدل رقم زده ایم | نفسی غیر آه کم زده ایم

نسخه دل نقوش او دارد | بر خیال دگر قلم زده ایم

لباس آن پری پرواز پر طاوس می بافم — ز داغ شمعش کرتهٔ فانوس می بافم
درین گلشن ز بهر تنگ همتی دارم — همین نام و پیراهن ناموس می بافم

وله

تماشای بهار همت عالی میکنم — خانهٔ دل را ز فکر غیر خالی میکنم
مخمل و دیبا بخواب خاکساری کی رسد — زین قماش از بهر تارش فرش قالی میکنم
خانهٔ بهتر دریچا از بنای عجز نیست — ظرف دل از خاکساری بها سفالی میکنم

وله

در وصف خط او سخنم سبز شد مدام — چون خضر یافته آب بقا لبم
جز درد نام او نبود آرزو دگر — با دل موافق است درین مدعا لبم
شاکر درین دکان هوس همچو آئینه — جنسی نچیده است ز یک مدعا لبم

وله

تا یاد یار را ببر خود گرفته ام — خوش میوه از ین شجر خود گرفته ام
در کیش خاکساری عاشق دمی کجاست — از نقش پای او اثر خود گرفته ام
از جوش فیض دیدهٔ بیدار شاکرم — فال مراد از ین سحر خود گرفته ام

وله

هر شبنم بهار دارد حیرت افزا جلوهٔ — میزنم چشمک چو انجم با سدا کیستم

وله

میرمی از برم ای شوخ و بیت می سازم — چه شود باز ز بیابی بسرت جان بازم
شاکر از رهبری یاد با پوست کرده — شوق از آن دوست که شد بال و پر پروازم

وله

سراغ راحت منزل درین وادی نمی دانم — تلاش جست و جو بیهوده چون ریگ روان دارم

وله

آئینه همچو آن رخ گلفام کرده ام — خیل پری بشیشه ازین دام کرده ام
شاکر بغیر شکر ندارم وظیفه — تا دل اسیر آن بت خود کرده ام
یاد آن رخسار کردم گل دمید از چشم — نوبهار تازه جوشید امشب از برم
با وجود گریه نو مید از محبت نیستم — گوهر افشانست در راه بتان چشم ترم

آشنای شکوه کی گردد لب تسلیم من — در جفا و جور خوبان از ته دل شاکرم

وله

آگه از رمز محبت شد دل دیوانه ام — گشت لبریز زلال معرفت پیمانه ام

وله

دل را بسیر دیده خونبار می بریم — دیوانه را بدیدن گلزار می بریم

مست عشقیم و باسرار جنون پی برده ایم — ما عنان دل بعقل دوربین نسپرده ایم

وله

نامهٔ بیرنگی ما را قاصدی درکار نیست — هست بر بال نگه پیغام از خود رفتنم

شاکر از سپهر جهان مد نگاه نارسا — دوخت از طول امل صد رشته بر پیراهنم

وله

زور درد و داغ وفا سوختم کرا گویم — رنگی ندارد این هوس در فکر کار خود خرم

وله

رسته ام از غم دلبستگی کار جهان — بستهٔ سلسلهٔ کاکل پیچان توام

گر غبارم نرسیده است بکامی اینجا — روز محشر برسد دست بدامان توام

وله

سوختن از بس در جدائیها سراپا پیکرم — عالمی گردید پنهان در دل خاکسترم

دانهای اشک اگر از هجر سیر نرم بخاک — پای بر تاج شهان دارد ز عزت گوهرم

می نگارد بسکه نقش طرهٔ او خانه ام — کوچهٔ زنجیر باشد سطرهای نامه ام

حرف نون

کیست گوید با تو آن کن این مکن — جز ترحم بر من مسکین مکن

مخمل و کمخواب رنگ اعتبار — دستگاه بستر و بالین مکن

راه و رسم عجز و پیرا دل بده — پادشاه خویش را فرزین مکن

وله

هست دنیا زراعت عقبی — غافل امروز کار فردا کن

وله

خاک درگاه ترا مالیده ام تا بر جبین — کی گذارم چون فروغ مهر بر هر در جبین

صورت تدبیرها میدید و تمثال هوس — داشت بر آئینه را گر اسکندر جبین

بدیدن دل بود مائل چه دیدن دیدن یاران — الهی دور کن ظلمت چه ظلمت ظلمت هجران

حرف واو

جسم هیچا بینم ما را دستگاه ناز کو — بال ناپیداست دیگر شوخی پرواز کو
رنگ گلزار جهان شاکر ز فیض اولیاست — غافلست آن که گوید حافظ شیراز کو

وله

از گفتگوی بیهده باید به بست لب — شاکر دران بکوش که آید بکار تو

وله

در ملک دلبری همه جا سکات زدند — صاحب تقی ی بکشور خوبان غلام تو
بر روی نیک و بد در آئینه هست یار — روشن برنگ صبح بود فیض عام تو
هرکه شد مبتلای تمنا کو — جان شهر داز بلای تمنا کو
سوخت خود را بآتش دوزخ — هرکه شد آشنای تمنا کو

حرف هاء هوز

زلف تو تا دل برد از گره — بهر همین ست سرا سر گره
ابرویت ای شوخ گره گر زند — لطف نمائی از دل من به گره
عقده بکار تو ز تر دامنیست — وانشود هیچ چو شد تر گره
هر گره نیست ندامت طلب — چشم تامل که بود بر گره
زد بسر زلف تو شاکر بشوق — از دل صد پاره مکرر گره
جز ره ئی لست روی دگر دیدیم گناه — یارب مرا نمای بسویت ز لطف راه
خم گشت پشت زاهد و آهش اثر نداشت — چون حلقه کمان که شود چله اش تباه
جز درد دل بیار نگفتیم مطلبی — شاکر سخن زیاده کسی چون کند تباه

وله

دل براه انتظار جلوه ات بیچاره — بینوا ان بر حال کردن ترحم پاره

درد مندیها نیامد خالی از آسودگی
شب بسر بردیم در فکر دل آرا وانساخت

از دعایم چون دل احباب فارغ شد زغم
می کند سیر لوح و کرسی و عرش

شور عالم کجا بود بیجا

شد طپیدن هائے ما از بهر دل گهواره
پشت چشمم او در انتظارش بود چون سیاره

زنیجه نشاگر نباشد حاجت غمخواره

وله

آنکه گردید خاک پائے همه
داشتی گوش بر صدائے همه

ردیف یائے تحتانی

نیست دردے در دل از عاشقی دم میزنی
بگذر از تشویش دنیا اندکی آسوده شو

وله

نعش بر باد است این آبی که برهم میزنی
تا بکی غافل نفس از بیش و از کم میزنی

بکلتوبی دلم را شاد کردی
دل از نقش دورنگی پاک کردند

محبت خانه آباد کردی
ز زنگ آئینه را آزاد کردی

خراب آباد ملک بیخودی را
نمی آید زشاکر غیر شکرت

بخواهم آمدی آباد کردی
گرانعام و اگر بیداد کردی

وله

بخط جادهٔ تسلیم باید از خود رفت
بسیر این گل و گلزار کی شوم مائل

عنان کار نباشد ورا ختیار کسی
دلم فریفتهٔ ست الفت بهار کسی

وله

بمردن هم هوس دست از عزیزان بر نمیدارد
کجا دوری شود شاکر حجاب ره که مجنون را

کشود مردهٔ صد ساله از حرص کفن چشمی
زنیش عشق لیلی گشته هر گرد بدن چشمی

وله

یک قلم روئے زمین زیر نگین عاجز نیست
سر رشتهها دور خست و خاکساری ها بهشت

یاد می باید گرفت از بوریا افتادگی
آرزو بیم عاجزی و مدعا افتادگی

وله

گوشت آندم ز موزخی شنود

کر بفریاد بینوا برسی

گر او آرام جان بودے چه بودے | اگر هم یکزمان بودے چه بودے
گل روئے تو اے گلزار جانی | جهان عاشقان بودے چه بودے

وله
نهال ناله می کارم گل سودا بر دارم | اسیر شوق دیدارم تو هم ای شوخ میدانی

وله
صبح گاهے از دل صد چاک من | سیر کن گلزار و گل چین اندکے

وله
ترا از حیرت دل آگهی نیست | طریق پاکبازان را چه دانی
نسوزی تا دلت از آتش عشق | حدیث جانگدازان را چه دانی
ز استغنائے حسنت آگهی نیست | مزاج بادشاهان را چه دانی
تو خوناب جگر ناخورده شاکر | بهائے لعل خوبان را چه دانی

وله
درینجا اختر کاهش بهاست مسجود جهان گشتن | مه نو گر به بینی شکل محراب است پنداری
هنر میهائے دشمن سخت نتوان شد درین دریا | گلو را گر بگیرد قطره گرداب است پنداری

وله
اگر از لطف بکاشانهٔ ما می آئی | دل و جان ما فدایت که بجا می آئی
بر سر خاک شهیدان گذرت افتاده است | که تو امروز چنین لعل قبا می آئی

وله
جان ز تن خواهد رمیدن فکر کار خویش کن | گر سلیمانی که روزی داغ این خاتم شوی
از دو عالم گوئے اقبال سعادت برده | گر به نیکان یکنفس از صدق دل همدم شوی
چون نباشد کاروبارت بیریا شاکر چه سود | گر به بخشش شهرهٔ آفاق چون حاتم شوی

وله
قصر جهان ندارد بنیاد پائداری | در گل نشسته بینی رفته بآب بینی
آسودنت درینجا با اعتدال نیابت | یعنے بسایه بینے در آفتاب بینی
زین بحر قطره ها را یکسان نمی توان یافت | چون گوهرست بینے همچو حباب بینی
معموری جهان بود چون شیشهائے ساعت | آباد گشت بینے تا شد خراب بینی

زان اشکها که در هجر شاکر ز دیده ریزد / چو شعله هست نیمی همرنگ آب نیمی

وله

خاک ما برباد خواهد داد آخر آسمان / دانه چون شکست دارد زحمت پرویزنی

هیچو عیسی نیست ممکن رو بمقصد بردنش / هرکه با خود وا دارد اسباب دنیا سوزنی

وله

همتن حضور گردد دلت از فروغ حیرت / اگر از ادب زبانی بصفا رسیده باشی

وله

شمع بزم ماست امشب روی تابان کسی / باده در جام ما از لعل درخشان کسی

عمرها شد از بد و نیک دو عالم فارغیم / نیست ما را خیال کفر و ایمان کسی

فارغیم از خلد رضوان در خیال عارضش / نیست ما را آرزوی باغ و بستان کسی

وله

قدم بردار ازین گلزار کلفت سوی صحرای / اگر بوی بری در دل ز گل خود روی صحرای

ز اسباب تعلق خویش را بیگانه کن شاکر / اگر وارستگی خواهی نشین پهلوی صحرای

وله

جهان را بیک چشم اگر دیده باشی / بد و نیک هستی چه فهمیده باشی

ندیدی سرانجام احوال خود را / چه حاصل دو عالم اگر دیده باشی

وله

دوربیت نیست کم از رنجوری / می طپیم عمرهاست از دوری

وله

آهی با طرب پاینده باشی / برنگ گل سراپا خنده باشی

از خردمندان قدم برتر زند تدبیری / میدهد در پای شیران سبزه زنجیری

هر دو عالم حاصل سوز محبت آمده است / نغمه با تاثیر شد نخواهد در جا گیری

وله

ساخته عاشقم باز پشیمان توئی / منتظرم بر رهت پای بدامن توئی

باخته ام جان و دل تا عوض آمد بدست / ورتن و در جسم من هم دل و هم جان توئی

عشق تو برباد داد صبر و قرار دلم / خاک ضعیف مرا همره جولان توئی

چون تو بتان را کجاست صد هنر دلبری / مالک کشورهای شاهی صاحب ایمان توئی

از تو بود هر چه هست لیک ز روی ادب — در ذکر گوییم ترا صورت درمان تویی
ذره صفت شاکریست محو فروغ رخت — بر فلک دلبری مهر درخشان تویی

وله

خوبان تمام انجم و خورشید آن یکی — از گله خان بهر دلم جز همان یکی
کثرت نمود هست بجز پردهٔ خیال — در پیش چشم آمد و هفت آسمان یکی
دل داده ایم ما بهمان یک نگار و بس — چون ممتحن یکیست بود امتحان یکی
نیرنگ اینجهان نفریبد اگر دلت — گردد به پیش تو بهار و خزان یکی
وضع خوشست اشاره بتوحید میکند — جز یک سخن مگوی که باشد زبان یکی
شاکر فریب ظاهر و باطن نمیخوریم — با ما چو یار هست نهان و عیان یکی

وله

فریاد و ناله است صد آه و فغان یکی — مقصود ما ز شور جهانست آن یکی
چون یک دلی مفید سر انجام کارهاست — غم نیست گله را اگر آمد شبان یکی
نقصان براستی نشود جمع هیچ جا — بالید پای پای سرو در آب روان یکی

وله

زکوی یار خبر یابد از هزار یکی — بقصد صید جهان میکند شکار یکی
باختیار تو کردیم کارها و نبود — هیچ وجه از نهاد باختیار یکی

وله

احتمال صدق یا کذب خبر باشد یکی — نیک و بد محسوس در پیش نظر باشد یکی
ظاهر و باطن همان یک جلوه یارست و بس — در خبر باشد یکی و در نظر باشد یکی
محنت و آرام یکرنگ است صحبت داشتند — پیش تسلیم و وفا چون خیر و شر باشد یکی
سعی دنیا را مکن نسبت بعیش آخرت — راحت و آسودگی کی با سفر باشد یکی

وله

زاختلاط اهل اغراض است نفرت ایمنی — به بود زین آشنایی ها رم بیگانگی
دام پنهان کی نماید صید را راه امان — آفت نفس است پیش از دشمنان خانگی

گر ترا در وادی عشقش نباشد زهرهٔ — همتی دریوزه کن از عالم مردانگی

وله

می شود ز گوهر مقصود دامنش — گر پیروی بدیدهٔ گریان کند کسی
پیری ربود خواهش عیش و طرب ز دل — آمد خزان چه سیر گلستان کند کسی
هر آفتی که هست ز گوش و دست و چشم — تا چند احتیاط ز یاران کند کسی
جز جان ناتوان چه بود در بساط مو — گر عرض هدیه اش بسلیمان کند کسی

وله

بازی دهد مرا ز گل رعنای طبع تو — گاهی چو رنگ پخته گهی خام می شوی
از سعی ما چه فائده حاصل شود بگو — از خویش میرویم که تا رام می شوی

وله

ثروت آبدیده چو آئینه بحر حیرت نیست — تا بهر رنگ درین باغ تو وا میگردی
دولت راحت اگر کس برد از سایهٔ تو — جلوه پرواز پر و بال هما میگردی

وله

بوسه گاه لب افلاک بود جای علی — اوج امید گرفته است چو من پای علی
نیست یک جزو وجودش ز کرامت خالی — حل مشکل شود از ناخن زیبای علی
برگ برگ چمن امروز چراغان کرده است — چهره افروخت درین باغ سراپای علی
میشود زنده بحرفش تن بیجان بیشک — چشمهٔ آب حیات است سخنهای علی
راه مقصود باین نور به بیند همه کس — روشنی داد بخورشید و مه رای علی
میبرد قیمتش افزون ز دو عالم شاکر — بی بها هست بس گوهر یکتای علی

رباعیات

منزلگه عاشقان مکانی دگر است — در سبزه گاه شان جهانی دیگر است
در دیر و حرم گر نروم معذورم — پیشانی من بر آستانی دیگر است

وله

گردید سفید مویت از پیر بها　　داری ز خضاب صولت شیر بها

چشمت مژه ریخت در تماشا و هنوز　　با هرزه نگاه هست بدل سیر بها

وله

از جور تو ام لطف نهانی دگر است　　با دل ز خیالت امتحانی دگر است

هر چند میکشی ز شوق هیبت　　هر دم به تنم چو شمع جانی دگر است

وله

شور دل هر کس ز جهانی دگر است　　در جبر که عاشقان فغانی دگر است

زین ناله و آه نتوان برون　　در عالم عشق امتحانی دگر است

وله

مهرت بدل خلق بیاض بغلی است　　خطش وسط است نی خفی و نه جلی است

چون آئینه روی عالمی جانب تست　　وضع تو ز بسکه خوگر صاف دلی است

وله

هرچند جهان نقش نگینت باشد　　یا خنگ فلک بزیر زینت باشد

هرگاه بحال خویش وامی نگری　　او نیست که در سجده جبینت باشد

وله

من با تو چو شیشه با بل نزدیکم　　با آب بقا ز وضع پل نزدیکم

در پیش تو ام گرچه بظاهر دورم　　ای غنچه بتو چو بوی گل نزدیکم

وله

دریا و تو ام از تو جدا نزدیکم　　چون دل بخیال مدعا نزدیکم

وایم بتو روی هر کجا خواهی بود　　وایم بتو چون قبله نما نزدیکم

وله

از حسن خیالت بصفا نزدیکم　　وز بر تو مهرت بضیا نزدیکم

از یاد خدا چو غفلت ممکن نیست　　من دریاد تو با خدا نزدیکم

وله

ای آنکه بحسن خویشتن مغروری　　بر بستر ناز و خرمی مسروری

شاکر چو غبار جلوه گاهت باشد
گر بر سر رفتار نه معذوری

آصفِ ثانی تخلصاً

آصف تخلص - میر محبوب علیخان نام - فتح جنگ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر ششم خطاب ہے - آپ غفران منزل میر تہنیت علیخان افضل الدولہ نظام الملک آصفجاہ پنجم بادشاہ دکن کے صاحبزادے بلند اقبال ہین - آپکی ولادت باسعادت بتاریخ شب ششم ماہ ربیع الثانی یوم جمعہ عید المومنین ۱۲۸۳ ہجری شہر حیدرآباد دکن مین واقع ہوی - پیدا ہوتے ہی خوشی و مبارکبادی کے رسوم تجمل و تزک کے ساتھہ ادا ہوئے - یعنی چند توپین بتقریب ولادت سلک کی گئین - اور خوشی کے نقارے اور مبارکبادی کے شادیانے بجوائے گئے - تمام ارکان دولت و امرائے سلطنت و مشائخ دکن و علمائے زمن نے تہنیت کی نذرین پیش کین - غفران منزل فرزند دلبند کی میلاد سے بہت ہی خوش ہوئے - کثرت خوشی مین امرا و مشائخ و علما و فقرا کو انعامات وافرہ و خلعتہا فاخرہ سے سرفراز کیا - خوانق و مساجد مین فقرا و غربا کے لئے طعامہائے لذیذ و حلوائے شیرین بھیجے - وطوائف ارباب نشاط بھی صلات و انعام سے مالامال ہوئے چند روز تک راگ و رنگ کا جلسہ و آوازہ مزمار و چنگ کا ہنگامہ گرم رہا شعرائے زمانہ نے تاریخی قصائد پیش کئے - مناصب مناسب انعام ما و جبے سے ممتاز ہوئے - حسب معمول و قدیم دستور کے موافق پیشکاری و دیوانی سے منجے تجمل و عظمت کے ساتھہ حضور مین بھیجے گئے اسیطرح امیر کبیر کے جانب سے بھی مراسم مبارکبادی ادا ہوئے - حسب الحکم حضور آپکی تربیت و رضاعت و حضانت کے لئے متعدد انائین اور مامائین مقرر کی گئین - بقول

بعض مخبرین چار اتائین اور چار ماما ئین خادمہ معین ہوئین۔ پس آپکا نشو و نما حیدرآباد
فرخندہ بنیاد کی آب و ہوا کی آغوش مین ہونے لگا۔ اور راتدن خوشی کے گہوارہ مین
روز بروز نونہال چمن کی طرح بڑہنے لگا۔ اور آپ کی حضانت و رضاعت کا اہتمام
آپکی جدہ ماجدہ مخدومہ جہان دلاور النسا بیگم صاحبہ کے سپرد تہا۔ مخدومہ آپکی
نگرانی عمدہ طرح سے فرماتی تہین۔ کثرت محبت سے آپ پر جان نثار ہوتی تہین
آپ کو ایک منٹ بہی نظر سے جدا نہین کرتی تہین۔ حضرت مغفرت منزل آپکو
کبہی کبہی دیدار کے لئے طلب فرماتے تہے۔ اتائین و ماما ئین پیش کرتی تہین۔
حضور نور چشم کے دیکہنے سے خوش ہوتے تہے۔ اناؤن کو بیشمار انعام دیتے تہے حضور
مغفرت منزل کے ہاتہہ مین زر و جواہر مرد و د تہا۔ کبہی زر و جواہر کے طرف التفات
نہین کرتے تہے۔ حاتم و معن بن زائدہ۔ و برامکہ و برامکہ کے اسما کو صفحۂ زمین سے مٹاتے تہے
چنانچہ آپ کے و حضور مرحوم کے مفصل حالات و سیر و عادات محبوب الوطن تذکرہ
سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین ذکر کئے جائین گے۔ شعرا و مورخین نے آپ کی
ولادت کی تاریخین فقرات ذیل سے بحساب جمل برآمد کی تہین۔ ھو ھذا

ہو المختار	چراغ دکن	امیر افضل الملک
۱۲۸۳ ہجری	۱۲۸۳ ہجری	۱۲۸۳ ہجری

پس آپ سرو تازہ کی طرح نشو و نما مین ترقی کرنے لگے۔ جب آپ دو برس
آٹہہ مہینے کے ہوئے تب یکایک ہنرہ تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۵ ہجری مغفرت منزل
عالیجناب افضل الدولہ بہادر جو آپ کے والد بزرگوار تہے اس دار فانی سے
عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ اس حادثہ سے امرا و اہل ریاست کو سخت رنج و غم ہوا

شہر مین خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ نوحہ و گریہ کا شور و غوغا بلند ہوا ۔ محلسرا و شہر کے دروازے بند کئے گئے ۔ نواب مختار الملک بہادر نے دفن سے قبل مشہور کہ امیر کبیر شہر مین آپ کے حکمرانی کی منادی کردی تہی تاکہ کوئی فتنہ برپا نہو جائے ۔ منادی ہوتے ہی عام و خاص مطمئن ہوئے ۔ صاحب عالیشان مسٹر سانڈرس رزیڈنٹ حیدرآباد و کرنل ٹوڑی صاحب مددگار رزیڈنٹ نواب مختار الملک کے پاس آئے ۔ ملاقات کرکے فی الفور چلے گئے ۔ پہر مختار الملک بہادر کے حکم سے شہر کے دروازے کہولے گئے مدار المہام و امیر کبیر دیگر امرا و علما و مشائخ و فقرا بادشاہی محل مین جمع ہوے مرحوم کی تجہیز و تکفین کرکے نعش مقدس کو مکہ مسجد مین لائے ۔ نماز جنازہ ادا کرکے مسجد کے صحن مین سکندر جاہ کے دہنے جانب مین دفن کئے ۔ دفن و کفن مین نصف شب گذر گئی تہی ۔

جلوس اعلحضرت

پہر ہندرہ تاریخ سوم کی فاتحہ مین کل امرا و صاحبان سیف و قلم مثلاً سر سالار جنگ مختار الملک و نواب شمس الامرا بہادر و مقدم جنگ جمعدار عرب و راجہ نرہندر پرشاد بہادر پیشکار جمع ہوئے ۔ فاتحہ و ختم قرآن سے فارغ ہو کے مراسم تعزیت ادا کئے اور صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بہی مع دو افسرون کے تشریف لائے اور ماتم پرسی کرکے چلے گئے ۔ پہر سولہ تاریخ ماہ مذکور دربار منعقد ہوا ۔ مدار المہام و امیر کبیر و پیشکار و ارکان دولت و جمعداران ریاست و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر مع مسٹر فریزر صاحب و ڈاکٹر ونڈو صاحب وغیرہ افسران جلیل القدر حاضر دربار ہوئے ۔ اور حضور کے تخت نشینی کی تیاری ہوئی ۔ اسوقت آپکی عمر شریف

تین برس آٹھ مہینے کی تھی۔ نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر حضور کو سفید لباس و دستار مع طرّہ زیب بدن کرکے گود میں لائے اور تخت نشین کئے۔ جب صناعالیشان سانڈرس صاحب بہادر رزیڈنٹ نے فرمایا مبارک ہو۔ جلوس مع تے ہی سلامی کی توپیں داغی گئیں اور خوشی کے نقارے بلند آوازہ ہوئے۔ تمام امرائے حاضرین نے تہنیت کی نذریں پیش کیں۔ اور دربار میں یہہ امر قرار پایا کہ نواب مختار الملک بہادر مہمات سلطنت کے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر تا سن شعور نائب حضور رہیں۔ نواب مختار الملک بہادر نے مقرر کردیا تھا کہ دستور قدیم کے موافق معززین امرا اہل مناصب جمعداران وغیرہ روزانہ سلام مجرا کے لئے دولتخانہ پر حاضر ہوا کریں۔ حسب الحکم تمام حاضر ہوتے تھے۔ سلام و کورنش ادا کرتے تھے اور خود نواب صاحب امیر کبیر بھی تشریف لاتے تھے۔ آداب و کورنش بجا لاتے تھے اعلیحضرت کی خیر و عافیت استفسار کرکے رخصت ہوتے تھے۔ جب آپکی عمر شریف تین چار سال کی ہوئی۔ تب آپکی تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر میں اس جشن کے چرچے کوچہ بکوچہ محلہ بمحلہ ہو رہے تھے۔ تمام اہالی دکن اس جشن کے سراپا مشتاق تھے۔ الحمد للہ کہ وہ زمانہ آنا مشتاقان جان نثار کی مراد بر آئی۔ اور تمام کی دعاؤں نے قبولیت کا اثر پایا۔

جشن تسمیہ خوانی و تعلیم کا ذکر

جب حضور چار برس کے ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر آرائش سے سجایا گیا۔ شہر کے تمام امرا و اہل مناصب ملازمین کو تورے و جوڑے تقسیم کئے گئے بتاریخ دہم شعبان ۱۲۸۷ھ ہجری بڑی عظمت و شان سے دربار منعقد ہوا۔ ارکان و

وامرائے ریاست وعلما وفضلا وغیرہ حاضر دربار ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوئی
خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ ارکان دولت نے مبارکباد کی نذرین پیش کین
پھر آپ کی تعلیم کے لئے جامع العلوم حضرت مولوی محمد زمان خان صاحب
شہید ایک ہزار روپیہ ماہانہ سے مقرر کئے گئے۔ شہید مرحوم آپکو نہایت ملائمت
وسہولت سے تعلیم فرماتے تھے۔ جب ساتھہ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۹۲ھ ہجری مین مولویصاحب
ایک مہدویہ افغان کے ہاتھہ سے شہید ہوئے۔ تب نواب مختار الملک مدار المہام نے
بجائے شہید مرحوم برادر شہید مولوی مسیح الزمان خانصاحب کو مامور کیا۔ مولویصاحب
کے متعلق اور بھی مہمات محلات وغیرہ تھے بناءً علیہ مولوی صاحب نے حسب الاجازت
مدار المہام اپنے دو مددگار ایک حافظ حاجی مولوی انوار اللہ صاحب قندہاری حیدرآبادی
دوسرے مولوی محمد اشرف حسین صاحب سہسوانی کو مقرر فرمایا۔ یہہ دونون بزرگ
اوقات معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور تعلیم دیتے تھے۔ لیکن تعلیم کی نگرانی مولنا کے
سپرد تھی۔ اعلیحضرت کی طبیعت مین ذکاوت وفطانت خداداد تھی۔ آپ اردو
فارسی مین ایسے مستعد ہوگئے کہ املا وانشا درست وصحیح لکھنے لگے۔ اور سنہ مذکورہ
مین آپ کی انگریزی تعلیم کے لئے ولایت سے مسٹر کلارک صاحب بلائے گئے۔ اور
آغا مرزا بیگ المخاطب سرور جنگ سرور الدولہ سرور الملک دہلوی کو کلارک صاحب کا
مددگار کیا۔ اور میرزا محمد علی بیگ المخاطب افسر جنگ افسر الدولہ افسر الملک بہادر
بن میر ولایت علی بیگ فشار رسالہ دار نیزہ بازی وجمناسٹک لان ٹینس وکرکٹ
وپولو وغیرہ فنون سپاہگری کے تعلیم کے لئے اور ٹیپو خان بہادر شہسوار سواری
سکہلانے کے لئے۔ اور منشی مظفر الدین خان بہادر خوشنویس۔ و مرزا نصر اللہ خان بہا

دولت یار جنگ وغیرہم مقرر کئے گئے۔ تمام اساتذہ آپ کو علوم و فنون کی تعلیم نہایت سہولت کے ساتھہ فرماتے تھے۔ آپ نہایت ہی ذہین و فہیم تھے سرعت کے ساتھہ علوم و فنون مین ترقی کرتے گئے۔ تائید آلہی سے فارسی و عربی و انگریزی و فن سپاہ گری مین ایسی لیاقت حاصل کی کہ آپ ہی اپنا نظیر ہوئے۔ تقریر و تحریر مین بھی بے نظیر۔ انتظام و تدبیر مین بدرِ منیر مین اللھم زد فزد

آپکی جلوسی سواری کا ذکر

سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین آپ کی پہلی سواری جلوسی دستور قدیم کے موافق دارالامارۃ حیدرآباد سے نہایت تجمل و تزک شاہانہ کے ساتھہ برآمد ہوئی۔ تمام افواج عرب و حبشی و افاغنہ سوار و پیادہ جلوس مین ہمرکاب تھے۔ رعایا کا ہجوم کثرت سے تھا۔ در و دیوار پر تماشائیون کا مجمع تھا۔ تمام اپنے بادشاہ نونہال بلند اقبال کے دیدار سے خوش ہوتے تھے سواری کے مقابل ہوتے ہی تمام سروقد کی طرح تعظیماً ایستادہ ہوتے تھے اور اپنے مالک کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور صدق دل سے دعا دیتے تھے آلہی اس روشن چراغ سلطنت کو تا ابد روشن رکھہ۔ سواری تجمل شان کے ساتھہ فرمان باڑی عرف لالہ گوڑہ پہنچی۔ وہان تھوڑی دیر توقف کرکے مراجعت کی۔ مراجعت کیوقت رزیڈنسی کوٹھی مین اترے۔ رزیڈنٹ صاحب نے استقبال کیا۔ کوٹھی مین تھوڑی دیر قیام کرکے رخصت ہوئے۔ وہان سے آکے محلسرای اعلی گئے۔ آپ کی جدہ ماجدہ نے فقرا و مستحقین کو بیشمار روپیہ بانٹے۔

دہلی کا سفر بتقریب جشن قیصری بعہد لارڈ لیٹن گورنر جنرل ہند

اعلیحضرت بتقریب جشن قیصری ۱۹ تاریخ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین مع نواب مختار الملک بہادر

وامرائے ریاست شاہانہ شان کے ساتھہ اسپیشل ٹرین پر سوار ہوکے دلّی روانہ ہوئے
۴ تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور مین دلّی پہنچے۔ آپ کے پہنچتے ہی توپخانہ شاہی سے
۲۱ ضرب اتواپ سلامی سر ہوئین۔ دوسرے روز گورنر جنرل ہند بہی وارد ہوئے
نہم تاریخ ماہ ذیحجہ اعلیحضرت مع مختار الملک بہادر وامرائے دولت گورنر جنرل لارڈ
لیٹن صاحب کی ملاقات کے لئے گئے۔ لارڈ صاحب کے خیمہ گاہ مین پہنچتے ہی
۲۱ ضرب اتواپ سلامی شلک ہوئین۔ گورنر جنرل نے اعزاز واکرام سے ملاقات کی
اعلیحضرت نے ایک عربی گہوڑا مع ساز وسامان تحفہ دیا۔ ویسرائے نے منظور فرمایا
پھر آپ نے فرودگاہ پر مراجعت کی۔
۱۳ تاریخ ماہ مذکورہ مین نواب گورنر جنرل بہادر اعلیحضرت کے فرودگاہ پر بازدید کیلئے
تشریف لائے۔ توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب توپ سلامی شلک ہوئی۔ اعلیحضرت
گورنر جنرل سے نہایت اعزاز واکرام کے ساتہہ ملے۔ تہوڑی دیر کے بعد ویسرائے
بہادر رخصت ہوئے۔
۱۴ تاریخ مذکورہ کو راجہ بنارس۔ وراجہ جیپور۔ وراجہ ریوان۔ وراجہ ہلکر والی اندور
اعلیحضرت کی ملاقات کے لئے آئے۔ آپ تمام سے حسن اخلاق ومحبت کے ساتہہ ملے
تمام حضور کی ملاقات سے محظوظ ہوئے۔
۱۵ ذیحجہ سنہ صدر مین دربار قیصری منعقد ہوا۔ تمام راجے و مہاراجے ورؤسائے ہند
دربار مین رونق افزا ہوئے۔ اعلیحضرت بہی مع امرا پہنچے۔ اعلیحضرت کی کرسی
گورنر صاحب کے مقابل مین حضور کے داہنے بائین جانب امرائے آصفیہ۔ اور امرائے
آصفیہ کے بعد حسب مراتب راجگان ونوابان ہند تہے۔ لارڈ صاحب نے اسپیچ پڑہی

اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ (ملکہ کوئین وکٹوریہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا -)
جلسہ کے بعد توپخانہ شاہی سے سلامی کی توپین سر ہوئین - جلسہ برخاست ہوا -
۱۹ ماہ مذکور کو بیگم صاحبہ والیہ بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات کی - اعلیحضرت حسن اخلاق سے ملے - تہوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئی -
۱۲ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین اعلیحضرت دہلی سے حیدرآباد روانہ ہوے - ۲۷ ذیحجہ مع الخیر والعافیہ شہر حیدرآباد مین داخل ہوئے - اُسروز تمام رعایا و اہل شہر نے بہت خوشی منائی - اسٹیشن سے شہر تک درودیوار نقش و نگار سے اراستہ کئے تہے - جا بجا کمانین بنوائین تہی - سڑک کے دونون طرف سرخ سبز جہنڈیان قائم کین تہین - اور رات کو تمام شہر مین روشنی کی گئی تہی - اعلیحضرت نے علما و فقرا کو بیشمار انعام عطا کیا -

اعلیحضرت کا دورہ بطریق سیر رائچور و گلبرگہ و اورنگ آباد

پندرہوین سنہ جلوسی مین اعلیحضرت مع نواب مختار الملک بہادر اول مع مصاحبین ۲۷ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین گلبرگہ تشریف فرما ہوے - گلبرگہ مین پہنچ کے قلعہ و تعمیرات قدیمہ کو دیکھہ کے تعمیرات جدیدہ جنکو نواب اکرام اسد خان المخاطب نواب یار جنگ بہادر نے تعمیر کی تہین - مثلاً گلزار حوض بازار آصف گنج - و باغ گلشن وغیرہ دیکہکر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا - اور محبس کے دار الصنائع کو بہی ملاحظہ کیا - نواب یار جنگ نے آپکی تشریف آوری کی تقریب مین شہر کو آرائش سے آراستہ کیا تہا - اور رات کو شہر مین روشنی کی گئی تہی - آپ کی تشریف آوری کی بیحد خوشی منائی تہی - اور تین روز اعلیحضرت

گلبرگہ مین رونق افروز رہے۔ اور ۲۹ تاریخ ماہ مذکور مین تعلقہ ضلع و عدالت ضلع وخزانہ کا ملاحظہ فرمایا۔ دفاتر کی درستی وخزانہ کی حفاظت دیکھہ کے بہت خوشی ظاہر کی۔ پہر محبوب گلشن وچڑیاخانہ ومکان کلب کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی غرۂ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۶ ہجری گلبرگہ سے اورنگ آباد روانہ ہوے۔ وہان رونق افزا ہوکے بزرگان سلف و اولیائے کرام وجداعلی اصفجاہ اول مرحوم بانی ریاست آصفیہ بادشاہ عالمگیر خلدمکان کی زیارت کی ہر ایک بزرگ کی درگاہ کے سجادہ ومجاورین کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور بزرگون کے قبور پر غلاف چڑہائے اور اشرفیان نذردین۔ علما وفقرا کو خیرات وصدقات سے ممتاز فرمایا۔ ۱۴ تاریخ اورنگ آباد سے مع الخیر والعافیت حیدرآباد مین داخل ہوئے۔ تشریف آوری کے روز اہل شہر نے بموجب سابق حسن عقیدت سے بہت خوشی منائی۔

اب وہ زمانہ قریب تہا کہ اعلیحضرت مہمات سلطنت و اقتدارات واختیارات مملکت کی باگ اپنے اختیار مین لین۔ یکایک مختارالملک بہادر اول کی وفات حسرت آیات کا واقعہ پیش آیا۔ سنہ ۱۳۱۶ ہجری مین ڈیوک آف میکلنرک بطریق سیر حیدرآباد مین آیا۔ نواب مختارالملک بہادر نے آپکی دعوت کا اہتمام میرعالم کے تالاب پر کیا دعوت مین صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب وافسران فوجی بہی مدعو تہے اسی دعوت کے جلسہ مین یکایک اُسی رات کو سوء ہضمی سے نواب صاحب کی طبیعت علیل ہوگئی۔ ڈاکٹری و یونانی معالجہ کیا گیا مگر کچہہ مفید نہین ہوا۔ آخر ۲۹ تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۶ ہجری بروز پنجشنبہ ساڑے ساتہہ بجے شام کیوقت (۵۶) برس کی عمر مین عالم آخرت کو روانہ ہوئے۔ بروز جمعہ دس بجے میر کے دائرہ مین

مدفون ہوئے۔ اس وزیر نامور کی رحلت سے اہل ملک کو سخت رنج والم ہوا۔ اور اعلیحضرت
کو اس حادثہ عظیم کا نہایت ہی اندوہ غم ہوا۔ جب جنازہ مرحوم کا پورانی حویلی کیطرف
سے گذرا تو آپ جنازہ کو دیکھہ کے آبدیدہ ہوئے۔ مرحوم کے دونون فرزند زندہ درگور
تہے۔ جنازہ کے ساتہہ خلایق کا ہجوم تیس پچیس ہزار سے زیادہ تہا۔ شہر مین گہر گہر
کہرام مچگیا تہا۔ ہر ایک کوچہ و بازار مین محشر کا سما نمایان تہا۔ نوحہ و گریہ کا شور
وغل فلک الافلاک تک پہنچا تہا۔ مرحوم کے بعد راجہ نرہندر پرشاد بہادر منصرمانہ
مدار المہامی پر مقرر ہوئے۔

سفر کلکتہ واقعہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری

حسب الطلب وایسرائے گورنر جنرل لارڈ رپن صاحب سولہ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری
روز دوشنبہ شہر حیدرآباد سے کلکتہ روانہ ہوئے آپکے ہمرکاب امرائے ذیل تہے
مہاراجہ[1] پیشکار بہادر۔ نواب شمس[2] الامرا بہادر۔ نواب فخر[3] الامرا بہادر۔ نواب ظفر[4] جنگ
بہادر۔ نواب میر[5] لائق علیخان مختار الملک ثانی۔ نواب میر[6] سعادت علیخان
منیر الملک۔ فخر[7] الملک بہادر۔ نواب اکرام[8] جنگ بہادر۔ نواب قدیر[9] جنگ بہادر
نواب سرور[10] جنگ بہادر۔ نواب افسر[11] جنگ بہادر۔ راجہ[12] مرلی منوہر بہادر۔ راجہ
گردہاری[13] پرشاد بہادر۔ نواب میر حشمت[14] علی صاحبزادہ۔ و نواب میر[15] منور علی
صاحبزادہ۔ حکیم الحکما[16] میر وزیر علی صاحب۔ ڈاکٹر[17] صفدر علی صاحب۔
مسی کلارک[18] صاحب بہادر۔ ولکنس[19] صاحب بہادر۔ وڈ والس[20] صاحب بہادر وغیرہ تہے
آپ ۲۰ تاریخ ماہ مذکور کلکتہ مین مع الخیر والعافیہ پہنچے۔ توپخانہ شاہی سے
۲۱ ضرب توپون کی سلامی ادا ہوئی۔ آپ گورنر جنرل بہادر ہند سے ملے

دیر تک باہم مکالمہ ہوتا رہا۔ گورنر جنرل بہادر آپ کی تقریر و چستی دیکھ کے بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ آپ تخت نشینی و حکمرانی کے لائق ہین۔ اللہ مبارک کرے۔ آپ ربیع الآخر ہی مین تخت نشین کئے جائین گے۔ آپنے شکریہ ادا کر کے فرمایا آپ بھی حیدرآباد تشریف لائے۔ اور مجکو شرکت جلسہ تخت نشینی سے خوش کیجئے۔ گورنر بہادر نے خوشی سے آپکی دعوت قبول کی۔ زبان مبارک سے فرمایا مین ضرور حیدرآباد آونگا۔ دربار برخاست ہوا حضور رخصت ہوکے فرودگاہ پر آئے

۱۹ ماہ صفر سنہ مذکورہ مین محمد رحیم الدینخان و نصیر الدینخان حیدر میسوریہ و جہانقدر مرزا محمد علی لکھنویہ و نواب عبداللطیف خان بہادر سی ای اے نائبان صدر کمیٹی انتظامی و جماعت اسلامی مجلس مذاکرہ علمیۃ کلکتہ بذریعۂ ڈالبس صاحب بہادر اعلیحضرت سے ملے اور تہنیت نامہ خیر مقدم پیش کیا۔ آپنے اڈریس منظور کر کے سب کا شکریہ ادا کیا۔ اور حسب الحکم منجانب اعلیحضرت سرور جنگ بہادر نے اڈریس کا جواب نہایت محبت آمیز فقرات مین ادا کیا۔ بعد ازین جماعت مذکور رخصت ہوئی

۱۱ ربیع الاول سنہ مذکور مین اعلیحضرت کلکتہ سے مراجعت کر کے حیدرآباد مین مع الخیر آئے جس روز اعلیحضرت شہر مین داخل ہوئے۔ اس روز شہر کا کوچہ و بازار رشک گلزار تھا اسٹیشن سے اعلیحضرت کے محلسرا تک سڑک کے دونون طرف سُرخ و سبز جھنڈیان آویزان کئے تھے اور چند کمانی دروازے بنائے تھے۔ رات کو روشنی بھی کی گئی تھی اس زمانہ مین روز نوروز اور رات شبرات تھی۔ یہہ تمام آرائش و تکلف اہالی شہر کیطرف سے تھا۔ سب نے کیا امیر و کیا فقیر آپ کی تشریف آوری کی خوشی حسن عقیدت و صدق محبت سے منائی تھی۔ اسوقت شہر کے درودیوار سے یہہ ثابت ہورہا تھا کہ دکن کی بھاگ

اپنے بادشاہ و ممالک کے ساتہہ کسقدر جان نثار و فرمان بردار ہے ۔

تشریف آوری لارڈ رپن گورنر جنرل ہند
بتقریب جشن مسند نشینی اعلیحضرت اقدس خلد اللہ ملکہ ؀

۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین لارڈ صاحب مع اپنی لیڈی صاحبہ کلکتہ سے جہاز پر سوار ہو کے برآمد ہوئے دوسری تاریخ ربیع الاخری سنہ مذکور مین مدراس پہنچے تیسری تاریخ ماہ مذکور دن کے بارہ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدرآباد روانہ ہوئے۔ اعلیحضرت کیطرف سے مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر منصرم مدار المہام و نواب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک ثانی استقبال کو رائچور تک گئے۔ چوتہی تاریخ شام کے ساڑھے چار بجے گورنر جنرل صاحب بہادر مع لیڈی صاحبہ حیدرآباد مین پہنچے۔ لارڈ صاحب کے اُترتے ہی ۳۱ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی۔ اعلیحضرت پانچ منٹ پہلے اسٹیشن پر پہنچ گئے تہے۔ امیر کبیر و دیگر امرائے ریاست ہمرکاب تہے۔ کل سولہ امرائے برگزیدہ ساتہہ تہے۔ اول تعظیمی گارڈ نے سلام ادا کیا۔ اور بینڈ بجنے لگا۔ اعلیحضرت نے آگے بڑہکے ویسرائے و لیڈی صاحبہ سے ہاتہہ ملایا۔ ویسرائے نے اعلیحضرت سے ملنے کے بعد امرا سے مصافحہ کیا۔ پہر چوکڑے پر سوار ہو کے الوال روانہ ہوئے۔ ۶ ربیع الثانی سنہ صدر مین دن کے چار بجے لارڈ صاحب مع چند یورپین معززین اعلیحضرت کی ملاقات بازدید کے لئے محلسرائے آصفی مین رونق افزا ہوئے۔ الوال سے محلسرا تک سڑک پر کوتوالی کا کمال انتظام تہا کوئی آمدورفت نہین کرسکتا تہا۔ پولس کا انتظام عمدہ تہا۔ محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال و محمد رستم علیخان ناگر صدر مہتمم کوتوالی و دیگر افسران فوجی اہتمام و انتظام مین سرگرم تہے۔ جب ویسرائے بہادر محلسرائے آصفیہ مین

داخل ہوئے توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب توپونکی سلامی ادا کی گئی۔ اعلیحضرت نے دروازہ تک استقبال کیا۔ گورنر صاحب نے اعزاز کے ساتھہ ملاقات کی تہوڑی دیر کے بعد قیام گاہ پر مراجعت کی۔

جشن مہتابی یعنی راتکو لارڈ صاحب و معززین یورپین و امرا کی دعوت کا جلسہ

جشن مسند نشینی کے روز راتکو جناب گورنر جنرل ہند لارڈ ریپن صاحب بہادر و گورنر مدراس و کمانڈر انچیف بہادر ہند وغیرہم معززین یورپین و امرائے ریاست کی دعوت کی تیاری شروع ہوئی۔ دیوان عام مین فرش زرین و قالینہائے رومی و فرنگی و ایرانی بچہائے گئے دیوارون و دروازون پر زربفت و کمخواب کے پردے لٹکائے گئے۔ اور چہت رنگین و زرین طلسون سے آراستہ کیا گیا۔ اور کرسیان طلائی و نقرئی اور کوچ جنپر زربفت و مخمل کے گدّے و تکئے تہے ترتیب سے جمائے گئے۔ اور روشنی کے لئے بلورین جہاڑ و فانوس لالٹین و جہومر آویزان کئے گئے۔ اور دیوار و ن پر دیوارگیریان لگائی گئین۔ تمام شہر مین باشندگان شہر نے جوش مسرت و حسن عقیدت سے اپنے گہرون مین خوب روشنی کا انتظام کیا تہا۔ چار منار پر چارون طرف دو دو قندیلین بجلی کی روشنی کی تہین۔ افضل گنج کے پل سے اول تک تقریبًا پانچ کوس کا فاصلہ ہے برابر راستہ مین دو طرفہ گلاسون کی روشنی کی گئی تہی۔ شام ہوتے ہی روشنی کیکئی کثرت روشنی سے رات دن معلوم ہوتی تہی۔ اور گلزار حوض مین جو فوارے چہوٹتے تہے اہل نظر اوس سے وجد کا لطف و مزہ پاتے تہے۔ دربار عام مین نہایت ترتیب پسندیدہ کے ساتہہ کہانے میز پر چنے گئے تہے۔ شاہی باورچیخانہ مین اقسام اقسام کے کہانے ہندی وانگریزی تیار کئے گئے تہے۔ قریب آٹھہ بجے گورنر جنرل بہادر و گورنر مدراس

دکمانڈر انچیف بہادر ہند وغیرہم معززین یوروپین وامرائے دولت بادشاہی محل مین رونق افزا ہوئے۔ قریب دس بجے کہانے سے فارغ ہوئے۔ پہر آتش بازی شروع ہوئی۔ انواع انواع کی آتشبازی چہوڑی گئی۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے ویسرائے بہادر کو پہولون کا ہار پہنا کر عطر دیا۔ قریب بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ گورنر جنرل بہادر وغیرہم رخصت ہوئے۔ اس مجلس دعوت مین دو سو مدعو تہے۔

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے حکمرانی کا جشن

ساتوین تاریخ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ صبح کیوقت ۱۳۱۰ھ ہجری مین عظمت وشان کے ساتہہ مسند نشینی کا جشن منعقد ہوا۔ تمام شہر آرائش سے سجایا گیا تہا سڑک پر دونون طرف سرخ وسبز جہنڈیون کے پہریرے لہرا رہے تہے۔ اور ہر طرف خوشی کے نقارے بج رہے تہے۔ دارالامارت مین ایک طرف جنگیون کا رسالہ دوسرے طرف جمعیت بیسرم کا گروہ دورویہ ترتیب کے ساتہہ صف بستہ آراستہ وپیراستہ کہڑے تہے۔ بیرون مجلس اسٹرک پر جمعیت باقاعدہ ورسالہ سوار وپیادہ حسن ترتیب سے دوطرفہ قیام پذیر تہے۔ افسران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی کردی تہی۔ سڑک پر میانہ وبگی وسواری کا گذرنا دشوار تہا۔ بلکہ پیدل بہی روکے جاتے تہے۔ ہر طرف تماشائیون کا ہجوم تہا۔ سڑکون پر پانی چہڑکا گیا تہا۔ اُسوقت شہر کیا تہا؟ رشک ارم تہا۔ در ودیوار سے سرور وسرور کا عالم نظر آتا تہا۔ کوچہ وبازار مین نور علی نور دکہائی دیتا تہا۔ حسب الحکم اعلیحضرت نواب جان نثار جنگ نے دو سو جوان باقاعدہ بیسرم کی جمعیت سے بطرز جدید سلامی ادا کرنے کے لئے مع بیانڈ بیرونی گیٹ کے روبرو ایستادہ کیا تہا۔ دربار آراستہ ہونے کے بعد اعلیحضرت وتمام لارڈ صاحب کے منتظر تہے

یکایک ٹھیک دس بجے صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب مع سپہ سالار ہند آئے۔ اور سوا دس بجے سپہ سالار مدراس مع لیڈی صاحبہ و اشاف۔ بعد ازان گورنر صاحب مدراس مع لیڈی صاحبہ و اشاف۔ پھر چند منٹ کے بعد لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند چوکڑے پر سوار مع دو سو سوار و توپخانہ شاہی آئے۔ جب دار الامارہ مین پہنچے تب اعلیحضرت مع امرائے عظام استقبال کے لئے بگی تک آئے۔ مصافحہ کرکے اپنے ساتھ محل شاہی مین لائے۔ حاضرین دربار تمام تعظیماً کھڑے ہوگئے۔ توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب کی سلامی ادا ہوئی۔ اعلیحضرت و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیون پر رونق افروز ہوئے۔ اور ارکان دولت حسب مراتب کرسی نشین ہوئے۔ ابہی پانچ منٹ نہین گذرے تہے کہ گورنر جنرل بہادر کھڑے ہوئے۔ تمام حاضرین دربار بہی کھڑے ہوگئے۔ اولاً لارڈ صاحب نے مختار الملک بہادر مرحوم کے طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ افسوس یہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا مین گذر گیا۔ سرکار انگریزی کا محسن و سرکار نظام کا خیرخواہ تہا۔ ثانیاً فرمایا رعایا کو بادشاہ کی طاعت مین ہر وقت مستعد رہنا چاہئے ہے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکہنی چاہئے۔ جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتہہ مگر انصاف اس شفقت کا جزء اعظم ہے۔ الخ یہہ اسپیچ طویل ہے۔ آگے تاریخی حال مین گذارش کیجائیگی۔ لارڈ صاحب اسپیچ تمام کرکے بیٹھہ گئے۔ ایک یورپین افسر نے کھڑے ہوکے اسپیچ کا پورا ترجمہ فارسی زبان مین حاضرین دربار کو سنایا۔ مختار الملک بہادر مرحوم کا افسوس سنکے حاضرین و اعلیحضرت کو بہت رقت ہوئی۔ ۲ اللهم اغفرله

ترجمہ ختم ہونے کے بعد اول لارڈ صاحب کرسی سے اٹھے۔ پہر حضور بہی کھڑے ہوئے اعلیحضرت کو مسند کے جانب لیگئے اور حضور کی کمر مین تلوار باندہ کر فرمایا۔ کہ آپکو ملکہ معظمہ قیصر ہند نے

کی طرف سے سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوئے۔ مبارک ہو۔ تمام یورپین لیڈیون نے
آپکے پاس جاکے درجہ بدرجہ مبارکباد دی۔ پہولون کے ہار وعطردان تقسیم کئے گئے

اعلیحضرت کی تقریر

اعلیحضرت نے لارڈ صاحب کے جواب مین کہڑے ہوکے فرمایا۔ مین نہایت خوش ہون
کہ مجہے حیدرآباد مین آپ کے خیر مقدم کا موقع ملا۔ اگر آپ میری مسند نشینی مین
شریک نہوتے تو مجہے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہمکو اس
سبب سے حاصل ہوا کہ آپ کو اس ریاست کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔ اور مجہسے
آپکو ذاتی محبت ہے۔ یہ امر خوب ثابت ہوگیا۔ اور مین کبہی نہ بہولونگا۔ آپ دونون صاحب
کی گورنر جنرل بہادر۔ اور گورنر مدراس کی یقین جانین کہ مین دونون کے احسان کو
خوب سمجہتا ہون اور توقع رکہتا ہون کہ آپ میری دلی شکر گزاری کو کہ آپنے
میرے لئے اتنے سفر دور دراز کی زحمت اُٹہائی۔ اور یہانتک قدم رنجہ فرماکے میری مسند نشینی کی
رسم مین شریک ہوکر مجہے شرف اندوز کیا۔ کی قبول فرمائینگے۔ میری حکمرانی مین آئندہ کیلئے
یہہ اچہا شگون ہوا۔ اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی
اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا۔ اور جو نصیحتین آپنے براہ شفقت
مجہے کی ہین۔ مین انکو بڑی خوشی کے ساتہہ قبول کرتا ہون۔ اور ہمیشہ کوشش کرونگا
کہ اُن معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی اور ترقی سے تعلق ہو۔ آپسے اور سرکار
انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ
اُن باتون کے خیال رکہنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے۔ مین امید کرتا ہون
کہ آپ جہانتک ممکن ہو جلد میرے اتحاد ووفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہنچائینگے۔ اسکے بعد جلسہ

برخاست ہوا۔ اور گورنر جنرل صاحب وغیرہم رخصت ہوئے۔ پھر دو بجے امرائے عظام وارکان دولت نے نذرین پیش کین۔ اور خطابات و مناصب سے سرفراز ہوئے۔
نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب و خدمت وزارت ہفت عدد جواہر سے سرفراز فرمایا۔ اور میر سعادت علیخان بہادر کو غیور جنگ شجاع الدولہ خطاب و خلعت و جواہرات سے ممتاز۔ اور راجہ نرہندر بہادر کو مہاراجہ خطاب و منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار۔ اور نواب ظفر جنگ کو شمس الدولہ۔ و نواب امام جنگ کو خورشید الدولہ اصل و اضافہ و منصب چارہزاری و نہ ہزار سوار۔ علم و نقارہ

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے شکار کا ذکر

اعلیحضرت کے مزاج مین قدرتی چستی و چالاکی ہے۔ فن سپاہگری سے آپ کو خاص طور سے مناسبت و دلچسپی ہے۔ بندوق کی نشانہ زنی مین بے نظیر۔ اور نیزہ اندازی و سواری اسپ مین بہی ممتاز ہین۔ جمناسٹک پولو ولان ٹینس چوگان بازی وغیرہ مین فرد فرید ہین نشانہ زنی مین کبھی خطا نہین کرتے۔ شکار کے شائق ہین آپنے اکثر شیرون کو شکار کیا ہے۔ اور آپ جفاکش و قوی دل ہین۔ شکار کیوقت اکثر جنگل و جہاڑیون مین گرما کے موسم مین شکار کے تاک مین ایسے جمے رہے ہین کہ بہوک و پیاس کی کچھہ پروا نہین کی بعض مصاحبین تن پرور گرما کے موسم مین مضطرب الحال ہوتے تھے۔ لیکن اعلیحضرت کے خوف سے دم نہین مار سکتے تھے۔ اعلیحضرت کی دلیری و جفاکشی دیکھہ کے چارنا چار جفاکش و دلیر بنجاتے تھے اکثر اوقات شکار کو گئے ہین۔ اور ہر ایک وقت مین متعدد شکار کئے ہین۔ آپنے شکار کے موقع مین مظلومین کی دادرسی بہی کی ہے۔ آپ کی طبیعت عالی مین انتظام سلطنت کا جوش اور ملک کی آبادی و رعایا کی آسودگی کا ولولہ موجزن ہے۔ آپکا شکار کیلئے برآمد ہو

گویا رعایا کی دادرسی کرتا ہے۔ ظاہر مین شکار کا نام تھا لیکن واقع مین ملک کی بہتری ورعایا کی آسودگی مطلوب ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ سولہ تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین بروز سہ شنبہ شکارگاہ موضع میلواڑہ کے طرف مع صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر و نواب مختارالملک ثانی و نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر مع خدم وحشم روانہ ہوئے۔ صبح کیوقت ناوندگی کے اسٹیشن پر سواری پہنچی۔ پھر وہان سے بسواری اسپ خاصہ خیمہ گاہ موضع مذکور مین رونق افروز ہوئے۔ وہان پہنچتے ہی اعلیحضرت شکارگاہ کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور ایک شیر کو ضرب بندوق سے مارڈالا۔ اُسی روز راستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا۔ آپنے مستغیثین کی درخواستین لے لین اور مدارالمہام کو اُن مظلومین کی دادرسی کے لئے ہدایت کی جب شام کو صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بارگاہ آصفی مین باریاب ہوئے اور حضور کی سلامتی کا جام نوش فرمایا۔ اور کھڑے ہوکر مبارکباد دی اور فرمایا بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیحضرت نہ صرف شکار کے لئے برآمد ہوئے ہین بلکہ شکار کے ساتھہ ملک کی رفاہیت کے طرف بھی توجہ فرماتے ہین۔ مجھے امید قوی ہے کہ جب سواری مبارک شکارگاہ مین رونق افروز ہوگی۔ جسقدر حضور شیرونکا شکار فرمائینگے اُسیطرح ملک کی شکایتین بھی دور ہو جائینگی۔ اور بہت زیادہ اسبات کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ شکارگاہ مین شکار سے محظوظ ہوا۔ اور حضور کی مہمانی و مدارات سے آرام پایا۔ انتہی کلام اعلیحضرت نے رزیڈنٹ صاحب کے طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بھی مشکور ہون کہ آپ نے میری صحت کا جام نوش فرمایا۔ اور مبارکباد دی۔

سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین بذریعہ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند ملکہ معظمہ قیصر ہند کیطرف سے

اعلیحضرت کے لئے کی نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا کی خطاب آیا۔ بارگاہ عالی مین خریطہ پیش ہوا۔

کونسل آف اسٹیٹ کا ذکر

تاریخ سلخ ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۱ ہجری مین اعلیحضرت نے کونسل آف اسٹیٹ قائم کی پہلا جلسہ پرانی حویلی راحت محل مین ہوا۔ میر مجلس حضور پرنور ہوے۔ اور ارکین مندرجۂ ذیل قرار پائے۔

نواب سالار جنگ منیر الدولہ مدار المہام۔ راجہ راجایان مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ نواب بشیر الدولہ امیر اکبر آسمان جاہ بہادر نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر۔ نواب شمشیر جنگ بہادر۔ نواب شہاب جنگ افتخار الملک بہادر۔ نواب فخر الملک بہادر۔ مولوی سید حسین صاحب عماد الملک معتمد مجلس اعلیحضرت میر مجلس نے اجلاس فرماکے ارکین معصوف کے روبرو زبان مبارک سے فرمایا کہ آج شاید حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول روز ہے کہ یہان کے امرا بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد دینے کے لئے جمع ہوئے مین۔ میری بڑی خواہش تھی و آرزو تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو جائے۔ مجھے امید قوی ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہے اُنسے مجھکو اور میرے ملک کو بہت مدد ملیگی۔ اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون آپ لوگ اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری امور مین راہ نہ دینگے۔ اور سب ملکر بالاتفاق کام کرینگے۔ آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی بہت بہتری کر سکتے ہین۔ اور ملک کی بھلائی گویا میری بھلائی اور عین آپکی بھلائی ہے۔ اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمے مین نیک نیتی اور خیرخواہی کے ساتھہ آزادانہ رائے دینگے۔ آپ لوگ

یقیناً جانین کہ مجھے ہر فرقے اور ہر گروہ کی رعایت مد نظر ہے۔ مین نہین چاہتا ہون کہ کسی کے واجبی حقوق تلف ہو جائین۔ مین سرکار اور رعایا دونون کے حقوق کی یکسان حفاظت کرونگا۔ اور مہینے مین دو بار پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی

انتہی کلامہ۔

نواب شمشیر جنگ بہادر نے اجازت کے بعد عرض کیا۔ آج بڑا دن مبارک ہے۔ آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوند نعمت کو خدا تعالی نے ہمارا سر دار کرکے ہمارے سرون پر اُنکا سایہ ڈالا ہے۔ اب ہمارے جوہر کھلین گے۔ اور ہماری قدردانی ہوگی۔ اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مجلس انتظامی صرفخاص کا انعقاد

حسب الحکم اعلیحضرت غرہ محرم ۱۳۰۳ ہجری مین مجلس انتظامی صرفخاص منعقد ہوئی اُسکے میر مجلس مسٹر سی کلارک صاحب بہادر نائب میر مجلس نواب اکرام جنگ بہادر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب ہوئے صرفخاص کے تعلقات کے مخارج و داخل کا انتظام اسی مجلس کے متعلق کیا گیا۔ مگر تھوڑے ہی روز کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔ اور مولوی سید عبدالرزاق صاحب مخاطب بہ آصف نواز الملک بہادر خدمت معتمدی صرفخاص پر مقرر ہوئے۔ صرفخاص کا کل انتظام معتمد صاحب کے سپرد ہوا۔ مولوی صاحب تا بہ زندگی انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ صرفخاص کا انتظام بدستور قدیم جو معتمد مقرر ہو اُسیکے تفویض ہوتا ہے

اعلیحضرت کا سفر نیلگری

اعلیحضرت بتقریب تبدیل آب وہوا۔ رجب ۱۳۰۳ ہجری نیلگری کے طرف روانہ ہوئے

آپ کے ہمراہ امرائے ذیل تھے۔
اعظم الامرا امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ بہادر۔ نواب عماد نواز جنگ بہادر
منیر نواز جنگ بہادر۔ و عماد الملک بہادر۔ و محبوب یار جنگ بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر
و حکیم الحکما بہادر۔ و فتح نواز جنگ بہادر۔ و آغا سید علی شوشتری۔ و راجہ مرلی منوہر بہادر
وغیرہم تھے۔ تقریباً دو مہینے وہاں بسر کرکے سولہ تاریخ ماہ رمضان سنہ مذکور میں واپس آئے

اعلحضرت کا سفر مدراس کیطرف

اعلحضرت۔ لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے ۲۴ تاریخ جمادی الاولی ۱۳۰۳ سنہ ہجری مین مع نواب مختار الملک بہادر مدار المہام۔ و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ و نواب وقار الامرا بہادر۔ و نواب عماد الملک بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر۔ و نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ و مختار یار جنگ بہادر و منیر نواز جنگ وغیرہم مدراس روانہ ہوئے۔ ۲۵ تاریخ ماہ مذکور روز سہ شنبہ مدراس مین مع الخیر پہنچے۔ بندرہوین پلٹن کے سو جوان تعظیماً مع بیانڈ و نشان اسٹیشن پر کھڑے ہوئے تھے۔ اعلحضرت کے پہنچتے ہی ۲۱ ضرب توپ سلامی کی سر ہوئین۔ اور تعظیمی گارڈ نے سلامی ادا کی۔ اعلحضرت ریل سے اُترکے بیگم صاحبہ زوجہ نواب کرناٹک کے عمدہ باغ مین فروکش ہوئے۔ دوسرے روز مع وزیر و چند امرائے دولت گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے گورنمنٹ ہوس مین تشریف فرما ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس مین ۲۱ ضرب سلامی کی توپین شلک ہوئین۔ ملاقات کرکے فرودگاہ پر واپس آئے۔ اُسی روز شام کے ساڑھے پانچ بجے گورنر جنرل بہادر بھی فرودگاہ پر بازدید کی ملاقات کے لئے آئے ملاقات کرکے رخصت ہوئے۔ ۲۷ جمادی الاخری سہ پہر کے وقت حضور نے لیڈی صاحبہ

ڈفرن سے ملاقات کی ۔ اور ۲۸ جمادی الاول دن کے گیارہ بجے اعلیحضرت نے
گورنر صاحب مدراس سے ملاقات کی اُسی روز شام کے ۴ بجے گورنر صاحب مدراس
عمدہ باغ مین آئے ۔ اور حضور سے بازدید کی ملاقات کی ۔ مدراس مین سرکار انگریزی
واہل سلام نے حضور کی بے انتہا مدارات و تعظیم کی ۔ اور وہان سے اہل سلام و اہل صنائع نے
تہنیت نامے پیش کئے ۔ حضور نے اُن کے جواب مین فرمایا **وھوھذہ**
مین بہت مسرور و خوش ہوا ۔ کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی و حسن عقیدت
ظاہر کی ہین ۔ مین اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون ۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ یہان کم اقامت کی
بہت خوشنما یادگار اپنے ہمراہ لیجاؤنگا ۔ انتہی کلامہم ۔
آپنے مدراس مین پانچہزار روپیہ کمشنر پولس کے ذریعہ سے غربا و فقرا پر تقسیم کیا ۔
۲۸ جمادی الاول عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی ۔ اور کثرت سے آتشبازی
چھوڑی گئی ۔ بیگم صاحبہ نے اعلیحضرت کی ضیافت تکلف و تجمل سے کی ۔ گورنر جنرل اُسی
۲۷ ماہ مذکور کلکتہ گئے ۔ بتاریخ سلخ جمادی الاول اعلیحضرت مع مصاحبین حیدرآباد
روانہ ہوئے ۔ غرہ جمادی الثانی کو مع الخیر والعافیہ دارالریاست مین پہنچ گئے ۔
امرائے ریاست و جمعیت استقبال کیلئے اسٹیشن پر حاضر تھے ۔ پولٹکل انتظام درست تھا

اعلیحضرت کے شمائل و مشاغل

آپکے خصائل و شمائل پسندیدہ بیشمار ہین ۔ اگر پورے پورے لکھین جائین تو کتاب
ایک دفتر ہو جائے ۔ بنابرین مین تھوڑے از کثیر و عشرے از عشیر مجملاً بطور گوشوارہ گزارش کرتا ہون
آپ جب تخت نشین ہوئے ۔ اور ممالک محروسہ کے انتظام کی باگ اپنے دست قدرت مین لی
نظم و نسق کے مہمات کو مختارانہ کرنے لگے تو ریاست کی درستی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن

مصروف ہوئے۔ اُسوقت سے ابتک برابر رفاہ عام کو مدنظر رکھتے ہین۔ خلائق کی دادرسی
مین توجہ فرماتے ہین مستحقین کے حقوق خواہ اہل اسلام خواہ اہل صنام سے ہون برابر
ادا کرتے ہین۔ اور ہرایک فریق کو درجۂ مساوات مین رکھتے ہین۔ معاملات مین توسیط کا
طریق ملحوظ رہتا ہے۔ افراط و تفریط سے منزلون دور رہتے ہین۔ دادخواہون کی داد
وفریاد سنتے ہین مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے بچاتے ہین۔ آپ ہی کے عدل وانصاف
وبذل والطاف کی برکت ہے کہ تمام اہل کن خوشحال و فارغ البال ہین۔ آپ کے
سائۂ ہمایون پایہ مین آرام سے زندگی بسر کرتے ہین۔ ہرایک فرد بشر شکر گزار ہے۔ کوئی
شاکی نہین۔ آپ کی ذات بابرکات فضائل حمیدہ وشمائل پسندیدہ سے موصوف
ہے۔ عدالت وحکمت وشجاعت وسخاوت مین معروف ہین۔ اگر مین آپ کو نوشیروان
عادل و لقمان حکیم و رستم زال و حاتم و معن بن زائدہ واسخیائے برامکہ سے ممثل کرون تو
میری تمثیل وتشبیہ بجا نہوگی۔ ہان اگر یہہ کہون کہ آپ مجسم عدل و حکمت وممثل شجاعت
وسخاوت ہین تو بیجا نہوگا۔ آپ ابر کرم وبحر سخاوت ہین آپکے خوان نعمت وآب رحمت سے
سیراب وشاداب ہین کیون نہون آپکے نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے
ملتا ہے۔ اور شیخ کا سلسلہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے
بزرگان سلف کی برکت سے آپکے خاندان مین اکثر صاحبان علم وعمل واہل اللہ مکمل ہوئے ہین
علم وفضل ورہدایت خلق وافادۂ عوام الناس آپکے خاندان کی موروثی فطرتی صفت ہے
نسلاً بعد نسل یکے بعد دیگرے علم وفضل ومعرفت وہدایت کی کرسی پر جلوہ افروز
ہوتے رہے۔ اسیطرح حکمرانی وملک کشائی کی صدارت پر صدر نشین۔ چنانچہ خواجہ عالم
مخاطب بشیخ الاسلام بخارا مین سبحان قلی خان بن نذر محمد خان والی بلخ وبخارا کے

عہد مین ظاہراً صدر عدالت و باطناً مسند نشین رشادت تھے۔ یعنی قلوب خلائق پر حکمرانی کرتے تھے۔ اور حضرت عزیزان عالم شیخ پدر بزرگوار خواجہ موصوف کی زیادہ توجہ خلائق کی ہدایت اور خالق کی عبادت کے طرف تھی مدۃ العمر ریاضت و ہدایت مین مشغول رہے بلخ و بخارا سمرقند و تاشقند کے ترک و ازبک آپکے معتقد تھے۔ خوانین و ترا کمہ آپکے آستانہ مبارک کو سجدہ گاہ سمجھتے تھے۔ آپکی خانقاہ انبیا مین دو ہزار سے زیادہ مریدین تہجد گزار رہتے تھے۔ اور حضرت عزیزان مومن شیخ پدر عزیزان درویش شیخ وغیرہم مرجع خاص و عام تھے۔ مین نے آپکے بزرگان سلف کے حالات مسلسل و واقعات مفصل محبوب فی المنن تذکرۂ اولیائے دکن کے مقدمہ مین لکھے ہین۔ تذکرہ زیر طبع ہے۔ اس تذکرہ کے طبع ہونیکے بعد مطبوع ہوگا۔ شائقین خاص اعلیحضرت قدر قدرت اُسکے ملاحظہ سے بہت خوش ہون گے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت کی بھی وہی شان ہے۔ جو بزرگان سلف کی تھی۔ ظاہر کیطرف آپکا میلان خاطر زیادہ ہے۔ مقتضائے حال بھی اسی میلان کا طالب ہے۔ آپکی طبیعت و فطرت مین اصلی میلان مطلق ہے۔ وقتاً فوقتاً باطنی میلان بھی کرسی ظہور پر جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ آپ حسن عقیدت و ارادت و اخلاق و مروت و استقلال و ہمت۔ دلیری و جرأت سیرت و صورت مین بزرگان سلف کے قدم بقدم ہین آپکے رگ و پی مین بلخ و سمرقند کی آب ہوا کا اثر پایا جاتا ہے۔ اور آپکے چہرے مہرے سے بخارا و تاشقند کی شان نمایان ہوتی ہے۔ انہین بزرگان سلف کے خصائل و شمائل سے ہے کہ آپ مشائخ و اہل اللہ سے حسن اعتقاد رکھتے ہین۔ اور حسن ارادت سے ملتے ہین انکی تعظیم و تکریم مین کوئی بات فروگذاشت نہین فرماتے۔ فی زماننا مشیخت و مشائخ عنقا صفت ہین۔ جو اہل اللہ ہین وہ گوشۂ گمنامی مین ہین۔ اور پیران مرید طلب و مریدان پیر طلب کو

خوب پہچانتے ہین - ہر ایک کے جوہر کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھتے ہین - کہرے کہوٹے کو خوب سمجھتے ہین - آپ نقاد انسان ہین انسان کے نقد انسانیت کو اچھی طرح سے آزماتے ہین بہلے برے مین تمیز کر لیتے ہین - مگر باوجود تمیز کسیکی پردہ دری نہین فرماتے اور کسیکی تعظیم و تکریم مین فرق نہین کرتے - آپکا حلم و وقار آفرین و تحسین کے لائق ہے آپکی قوت فیصلہ ایسی مستقل ہے کہ فی الفور معاملۂ فیصلہ طلب کا تصفیہ کر دیتے ہین اور منتظرہ حالت مین نہین رکہتے - اور استقلال کے رستہ سے کبہی نہین ہٹتے - اور حکم آپکے قلم عطار رقم سے جاری ہوتا ہے وہ کبہی رد نہین ہوتا - گویا وہ قلم تقدیر ہے کسی کے مٹانے سے نہین مٹتا - سنا گیا ہے کہ بعض اوقات آپنے کسی مشائخ یا سائل کی عرضداشت وظیفہ پر بجائے سو ہزار لکہدیا - اہل دفتر نے عرض کیا - بجائے سو ہزار ہوگئے کیا ارشاد ہوتا ہے؟ آپنے فرمایا جو کچہہ ہوا درست ہے ہمارا حکم حکم مبرم ہے - ہزار ہی جاری کیا جائے - اور بہی اسی قسم کی بہت سی روایتین حکایتین ہین - آپکے تاریخی واقعات مین لکہونگا

آپ کی قدردانی ارباب علم و ہنر

آپ علم دوست و ہنر پرور ہین - آپکی قدردانی و مہمان نوازی کی شہرت نے اکثر عجم و عرب و ترک و یورپ کے ارباب علم و ادب کو سرزمین دکن مین کہینچ لایا - اور آپکے خوان کرم سے ہر ایک مستفید و سیراب ہوا - آپ علما و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتے ہین - اور مشائخین منتخبین کو بہی بیحد دیتے ہین - ملک دکن فی زمانا دار العلوم و الفنون ہو گیا ہے - بلحاظ آسائش و آرام غربائے امصار و دیار کے لئے دار الامن و الامان بنگیا - آپ ہی کی قدردانی و جوہر شناسی کی برکت ہے کہ شہر کے ہر ایک چپہ بازار مین جا بجا مدرسے و شفاخانے و شعرا کے جلسے قائم ہین - کہین فقہ و حدیث کا درس - کہین تشخیص مزاج و علاج کا ذکر - کہین

قافیہ و ردیف کا چرچا ہو رہا ہے۔ مساجد و خانقاہوں میں ذکر بالجہر و بالخفی کا بازار گرم ہے۔

آپ کی شعر و شاعری کا ذکر

چونکہ اس تذکرہ میں آپ کی شعر و شاعری کا ذکر مقصود بالذات ہے۔ میں نے جو کچھہ آپکے حالات تفصیلی کا ایک مختصر و مجمل گوشوارہ گویا مشتے نمونہ از خروارہ ہے۔ میں نے آپکے تفصیلی حالات محبوب الوطن تذکرۂ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ میں شرح و بسط کیساتہہ گزارش کئے ہیں وہ ابہی طبع نہیں ہوا ہے۔ زیر طبع ہے قریب میں اشاعت کے زیور سے آراستہ ہوکے جلوہ نما ہوگا۔ بنا بر علیہ اب یہاں شعر و شاعری کا ذکر واجب و لازم ہے گزارش کرتا ہوں۔ **ھوھذا**۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے اور تخت نشین ہوئے۔ ملکی انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور خلائق کی آسائش و آرام کی فکر کرنے لگے۔ فطرۃً و قدرۃً آپکی طبیعت میں شعر و شاعری کا جوش موجزن تہا۔ اور مزاج میں سخن سنجی و سخن فہمی کا ولولہ برق فگن تہا۔ باوجود اشتغال مہمات سلطنت و حکمرانی و اصلاح حالات مخلوقات سبحانی و ریاضت جسمانی و ادائے حقوق مستحقین اقاصی و ادانی طبع آزمائی و سخن سنجی فرماتے ہیں۔ آپ جو کچھہ موزوں فرماتے ہیں سنجیدہ و پسندیدہ آپکے کل اشعار برگزیدہ و برجستہ ہوتے ہیں۔ ہر ایک شعر کا مضمون لطف وغیرہ سے خالی نہیں۔ خوبی معانی و رنگین بیانی میں ڈوبا ہوا۔ فصاحت و بلاغت کی ترازو میں تولا ہوا ہوتا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک صاف نہایت ہی شستہ و شگفتہ۔ مضامین کی شوخی الفاظ پاکیزہ سے عیاں۔ درر معانی شیریں کی دلاویزی فقرات سنجیدہ سے نمایاں۔ آپکی طبیعت کیا ہے بحر مواج ہے اور معانی و لآلی مضامین کا خزانہ ہے۔ جب چاہتے ہیں فوراً دست فکر سے نکال کے بذریعۂ زبان قلم صفحہ کاغذ پر سطور کی

لڑیون مین منظوم فرماتے ہین۔ نقادان سخن جوہریان کلام آپکے جواہر پارون کو دیکھکے حیران ہوتے ہین
اور کہتے ہین کہ یہہ ہیرے ایسے گران بہا ہین کہ ہم نے کبھی آنکھون سے دیکھے نہ کبھی کانون سے سُنے
اور آپکے کلام کی صفائی و جادو بیانی سے سامعین کو تعجب ہوتا ہے کہ آپنے ابتدائے زمانہ مین ہی
اپنے کلام کو ایسا شُستہ و صاف کیا۔ کہ اگر کوئی برسون اساتذہ کی خدمت مین مشق کرتا تو یہہ خوبی
اسکو نصیب نہوتی۔ آپکی جادو بیانی و طلاقت لسانی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ خوبی خداداد ہے
وعطیہ رب العباد ہے۔ آپ غزلیات و سلامون مین واقعات ایسے ڈھنگ سے ادا فرماتے ہین
کہ بعینہ واقعہ کا سمان دکھلائی دیتا ہے۔ اور آپ محاورات زبان کو اہل زبان کی طرح برابر استعمال
کرتے ہین جب آپ زبان مبارک سے تکلم فرماتے ہین تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہل زبان
استاد زبان تکلم کر رہا ہے۔ آپ ہی کے صفات مین سے یہہ بھی ایک صفت ہے کہ آپ ایک ہی معنی کو
متعدد پیرایون مین ایسے ڈھنگ سے آراستہ کرتے ہین کہ ہر ایک کا رنگ نرالا۔ مگر واقع مین
مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ آپکے کلام مین کمال خوبی یہہ ہے کہ برجستہ و شُستہ ہوتا ہے حشو و زوائد سے
پاک و صاف۔ متکلم کی زبان سے نکلتے ہی سامع کے گوش دل مین مثل نقش نگین جانشین ہو جاتا ہے
اور ایسا حلاوت آمیز و لطف انگیز ہوتا ہے کہ سُننے و پڑھنے سے لطف و مزہ آتا ہے۔ آپکے اشعار
کی لطافت و شگفتگی مردہ دلون کو زندہ و پژمردہ گلون کو تازہ کر دیتی ہے۔ لطافت کیا ہے
گویا آبحیات و ابر بہار ہے۔ آپکو نظم کلام مین قوت مستحضرہ حاصل ہے۔ انواع کلام کے
ہر ایک نوع کو آسانی سے موزون کر سکتے ہین۔ اب مین ایک نظیر قوت مستحضرہ گزارش کرتا ہون
تا کہ ناظرین کو میری گزارش کی تصدیق ہو جائے۔ کوئی کوتاہ بین مبالغہ و تملق پر محمول کرے
چنانچہ یہان شہر مین محرم شریف مین جابجا مرثیہ خوانی کی مجالس منعقد ہوتی ہین۔ اُن مین
سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے مراثی و سلام پڑھے جاتے ہین۔ اور ہندسے

مشاہیر مراثی خوان بلائے جاتے ہین۔ مراثی ایسے دردانگیز و جگرخراش سنائے جاتے ہین کہ اہل مجلس کے قلوب رقت و حسرت کے صدمہ سے ہل جاتے ہین۔ کبھی باعتبار خوبی مضمون و ترکیب موزون اہل مجلس کے زبان سے واہ واہ کا نعرہ ایسا بلند ہوتا ہے کہ عرش برین تک پہنچ جاتا ہے وباعتبار معنی جانسوز و دلگداز ہر ایک فرد کی آہ آہ کا آوازہ زمین آسمان کو ہلا دیتا ہے۔ اعلیحضرت قدر قدرت مجلس عزا مین حسن عقیدت و ارادت سے شریک ہوتے ہین۔ شہدا کے واقعات سنکے افسوس و حسرت فرماتے ہین۔ ایکروز آپکو مراثی کے سننے سے بہت ہی رقت و حسرت ہوئی۔ آپ مجلس سے برخاست ہونیکے بعد اُسی رقت و حسرت مین دولتخانہ مبارک پر آئے۔ جوش رقت مین چند سلام شہدا و امام کے بیان مین لکھے۔ دوسرے روز مجلس مین سلام پڑھا گیا۔ حاضرین مجلس کے دلون سے غم و رنج کا دریا امنڈ آیا۔ تمام واویلا و وامصیبتا کہنے لگے۔ اور آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ شور و شین کا بازار گرم ہوا مجلس کا رنگ بدل گیا مجلس مین کہرام مچگیا۔ تمام دلون کا ہل جانا آپکے کلام پر تاثیر کا نتیجہ ہے۔

مجکو جسقدر آپکے اشعار دستیاب ہوئے مین گزارش کرتا ہون۔ کاش اگر ردیف وار پورے ملتے تو ناظرین کو مطالعہ سے زیادہ لطف مزہ اور میرے اس تذکرہ کو فخر حاصل ہوتا۔

آپکے اشعار مندرجہ ذیل جنکی شان مین کہا جاتا ہے

کلام المحبوب محبوب الکلام

آصف | بسم اللہ الرحمن الرحیم | حرف الف

محشر مین کون دوست ہے مجھہ داد خواہ کا
دل اپنی راہ کا ہے جگر اپنی راہ کا

دیکھا یہ شعبدہ تری چشم سیاہ کا
محفل مین ہو گیا ہے تماشا نگاہ کا

دل حکمران ہے لشکر فریاد و آہ کا
ہمراہی کے دم سے ہے بڑھنا سپاہ کا

وہ دیکھتے ہین حشر مین منہ داد خواہ کا
یہہ دیکھنا ہے ناز سے پھرنا نگاہ کا

ضبط فغان اگر نہ کرون مین تو حشر ہو — گردون ہے ایک نالہ کا دشمن اک آہ کا
محشر مین جب ہو ساری خدائی اسیر طرف — کیون حال ہو تباہ نہ مجھ داد خواہ کا
اے آسمان خدا کیلئے اب تو رحم کر — خاکا اڑا چکا مرے حال تباہ کا
بجلی کبھی بنی کبھی تلوار بن گئی — دیکھا عجیب شعبدہ اُسکی نگاہ کا
برسون مین اُسنے ملنے کا وعدہ کیا ہے آج — اس شرط پر کہ حرف نہ آئے نباہ کا
جب آئے وہ خیال مین آئے نہ خواب مین — دشوار نازکی سے ہوا پھیر راہ کا
ڈسنے لگا ہے یہ تو مرے دلکو صبح و شام — کیا کوڑیالا ناگ ہے زلف سیاہ کا
بخشش پہ جنکی بخشنے والیکو ناز ہو — ایسا ہے مرتبہ مرے جرم و گناہ کا
اُس مہروش نے چہرے سے اُلٹی ہے جب نقاب — شب کو ذرا سا منہ نکل آیا ہے ماہ کا
کسکو سنوگے کونسا قصہ پسند ہے — یوسف کی چاہ کا کہ زلیخا کی چاہ کا
اُس خارزار مین مجھے اب لیچلا جنون — کھٹکا صبا کو بھی ہے جہان خار راہ کا
اک ہاتہ اور بھی تجھے قاتل مری قسم — اک شور اُٹھے چار طرف واہ واہ کا
آجائے گرم و سرد زمانہ نگاہ مین — ہنگامہ دیکھلو جو مرے اشک و آہ کا
اُس ترک چشم کی صف مژگان ہے جنگجو — یہ ہے چھری کٹاری سے لڑنا سپاہ کا
ہمشکل سے ہے اپنے اُسے رشک اسقدر — منہ دیکھتا نہین وہ کبھی مہر و ماہ کا
اُس سے شب فراق بہلتا رہا ہے دل — مجکو خیال تھا کسی زلف سیاہ کا
شاہ و گدا کا حشر مین بس ایک حال ہے — کسکو وہان خیال ہے رتبہ کا جاہ کا
پانی کے ساتہ آگ کا شعلہ نکل گیا — دیکھا طلسم ہم نے عجب اشک و آہ کا
یہ اُسکے دل سے پوچھ یہ اُسکے جگر سے پوچھ — کیا مزا ہے چاہنے والے کو چاہ کا

یہ ہاتھ سے چرائے تو وہ آنکھ سے چرائے | درد حنا سے چور ہے بڑھکر نگاہ کا
تمکو وفا شعار بنائیگا غیر کیا | لب خشک رنگ زرد ہے جہوٹے گواہ کا
شب کو نہ نیند ہے اُسے دنکو نہ چین ہے | یہ حال اب ہے عاشق خوار و تباہ کا
سنتا ہے کون حشر میں کچہ دادخواہ کی | سنتے ہیں عذر یار سے سب عذر خواہ کا
آصف سے یہ چہٹا ہے نہ ہرگز کبھی چھٹے | پیکا ہے اُسکو دید کا چسکا ہے چاہ کا

ولہ

نرگس کو چشم مست سے مستانہ کر دیا | عارض پہ تو نے شمع کو پروانہ کر دیا
آئینہ خانہ کو جو پریخانہ کر دیا | دل تہا یگانہ اُسکو بھی بیگانہ کر دیا
کیا تو نے سحر نرگس مستانہ کر دیا | دل تہا یگانہ اُسکو بھی بیگانہ کر دیا
دل کو تمہاری زلف نے دیوانہ کر دیا | شمع جمال نے اُسے پروانہ کر دیا
اے یاس تو نے داغ تمنا مٹائے | گلزار تہا یہ دل اسے ویرانہ کر دیا
رسوائیوں کے ساتھ نہیں اسکا شکر ہے | شہرت نے میرے عشق کو افسانہ کر دیا
رکہا نہ ایک حال پہ عاشق کا اُسنے دل | کعبہ بنا دیا کبھی بت خانہ کر دیا
پر تو نے تیرے جان مرے دل میں ڈالدی | اعجاز تو نے جلوۂ جانانہ کر دیا
اُسکی نگاہ مست سے آتا ہے غش مجھے | دیوانہ تہا میں اور بھی مستانہ کر دیا
کیا جہوٹ ہے شکایت بیداد سچ کہو | تم نے بڑہا کے بات جو افسانہ کر دیا
دشمن ہماری بزم میں رویا نصیب کو | لبریز اُسنے اشکوں سے پیمانہ کر دیا
ہوتا جو زندہ قیس تو لیتا مرے قدم | آباد میں نے دشت کا ویرانہ کر دیا
وہ سختیاں اُٹھائیں محبت کی راہ میں | نام اپنا تو نے ہمت مردانہ کر دیا

خون جگر فراق مین پیتا ہون اتنے دن
دلکو سبو تو چشم کو پیمانہ کردیا

محبوب حق کی زلف وہ ہے جسکے واسطے
مژگان کو اپنی حور نے بہی شانہ کردیا

بہولی جو اُسکی یاد کبہی یہ بہی تہا قصور
عاشق نے آپ اپنے کو جرمانہ کردیا

جھنجلاتے جسکا ظرف وہ دیتا ہے اسقدر
ہر چارہ گر کو اُسنے مسیحانہ کردیا

یہ سادگی کی وجہ ہوئی یا غم رقیب
کیون تم نے ترک سرمہ حنا شانہ کردیا

مین نے تو کی تہی بات فقط وصل کی کیا
تمنے جو اُسکو عشق کا افسانہ کردیا

رکہے ہین اچہے اچہے جو چن چن کے ظرف مے
مسجد کو محتسب نے تو میخانہ کردیا

اُسکی نشیلی آنکہ سے کیا بچ سکے کوئی
زاہد کو جسنے بیخود و مستانہ کردیا

رکہا کسیکو گلشن عالم مین شکل گل
اُسنے کسیکو سبزۂ بیگانہ کردیا

جس نور کی وہ طور پہ چمکی تہی روشنی
روشن اُسی نے دلکا سیہ خانہ کردیا

بیٹہے بٹہائے آج یہ کیا دلمین آگئی
آصف نے ترک مشرب رندانہ کردیا

ولہ

مژدہ قاصد کا روح افزا تہا
وہ فرشتہ خدا نے بہیجا تہا

جلوۂ یار کیا کہون کیا تہا
اُسکی قدرت کا اک تماشا تہا

مین نے پوچہا رقیب کیسا تہا
جلکے بولے ترا کلیجا تہا

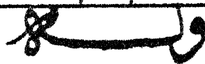
اب یہ جانا کہ ہمکو دہوکا تہا
دل ہمارا نہ تہا تمہارا تہا

لوٹتا تہا کوئی تڑپتا تہا
کوچۂ قاتل مین اک تماشا تہا

ابہی آنسو پلک تک آیا تہا
ابہی دیکہا تو ایک دریا تہا

بزم مین اُسکے ایک میلا تہا
ہم نہ تہے اُس جگہ زمانا تہا

حشر میں بھی کہیں گے تجھسے ہم — تجھپہ دعوی ہے تجھپہ دعوا تھا
اختلاف مزاج سے نہ نبھی — کوئی قصہ نہ کوئی جھگڑا تھا
انکو بزم عدو میں جب دیکھا — راگ تھا رنگ تھا تماشا تھا
ہاتم غیر میں وہ سو سو بار — مجھسے کہتے تھے تجھسے اچھا تھا
جاکے کنج لحد میں ہم سمجھے — زندگی عمر بھر کا جھگڑا تھا
در جانان پہ جبہہ سائی کی — اپنی تقدیر کا یہہ لکھا تھا
دل عشاق پر چھری سی پھری — کیا کہوں اک نگاہ میں کیا تھا
کہتے ہیں وہ کہے سنے پہ نجاؤ — غیر کے پاس تمنے دیکھا تھا
کہتے ہوں گے عدم میں اہل عدم — زندگی کا عجیب میلا تھا
چال تھی اسکی یا قیامت تھی — نقش پا سے بھی فتنہ برپا تھا
زلف میں دل اگر نہ تھا نہ سہی — کیوں جی مٹھی میں آپکی کیا تھا
کہتے ہیں قتل کرکے عاشق کو — اسنے کیا اپنے دلمیں سمجھا تھا
غور کرلو شب فراق کا غم — مجھسے کیا پوچھتے ہو تم کیا تھا
جلوہ تیرا کسی زمانے میں — جسنے دیکھا تھا اسنے دیکھا تھا
دل نشیں غیر کا خیال رہا — وہ تو خلوت میں بھی تنہا تھا
اب زمانے کا رنج ہے آصف — کیا خوشی کا کبھی زمانا تھا



دل حور کی اداؤں سے بیزار ہو گیا — جنت میں جاکے میں تو گنہگار ہو گیا
نالوں سے آگ کوچہ دلدار ہو گیا — خورشید حشر سایہ دیوار ہو گیا

پرہیزگار جب کوئی میخوار ہو گیا — پرہیز کرتے کرتے وہ بیمار ہو گیا

آئے تھے میرے دلکے خریدار بنکے وہ — دل دیکھتے ہی اُنکا خریدار ہو گیا

منصور نے کہا جو انا الحق تو حق یہ ہے — اس کلمہ کا الف ہی اُسے دار ہو گیا

غم کھا گیا ہے ہجر کا تیرے مجھے تمام — پیاسا مرے لہو کا تھا خونخوار ہو گیا

اے فتنہ گر یہ حال تری رہگذر کا ہے — نقش قدم بھی فتنہ رفتار ہو گیا

لائے تھے وہ رقیبوں کو میرے مزار پر — اُٹھکر غبار سامنے دیوار ہو گیا

سیدھا ہوا جو تیر نظر دل کو تاک کر — غمزہ بھی ساتھ کھینچ کے تلوار ہو گیا

رنج و فراق و درد و غم و ضعف قلب نے — بیمار کر دیا مجھے بیمار ہو گیا

پوری جھلک بھی دیکھنے پائی نہ چشم شوق — اتنے میں بند روزن دیوار ہو گیا

سرکار عشق میں ہے بڑا جرم احتیاط — میں بے قصور رہ کے خطاوار ہو گیا

صہبا کے پیتے ہی جو چودہ طبق کھلے — میں نشۂ شراب سے ہشیار ہو گیا

دنرات کی لڑائی ہے جھگڑے مدام میں — دل آپکے ستانے سے بیزار ہو گیا

مجکو خیال زلف میں کچھ سوجھتا نہ تھا — روز فراق بھی تو شب تار ہو گیا

یارب بتوں کا عشق مرے جان کے ساتھ ہے — یا رشتۂ حیات بھی زنار ہو گیا

سامان وصل کی مجھے پروانگی تو ہو — تمنے ادہر کہا کہ وہ تیار ہو گیا

پہلے سے اگرچہ وہ کافر دغا شعار — دلکو چرا کے اور بھی عیار ہو گیا

تکلیف اپنے نفس کو دی اور اسقدر — زاہد عبادتوں سے گنہگار ہو گیا

اتنے کہاں نصیب ہوں گلچھر گلبدن — محشر ہمارے واسطے گلزار ہو گیا

قاصد یہ تھا گمان کہ یہ عاشق مزاج ہے — کیا جانے کس بلا میں گرفتار ہو گیا

طاقت کہان ہے دلمین کہ اب نازبہی اُٹہائیے
صدمہ اُٹہا اُٹہا کے یہ بیمار ہو گیا

غیرون کیواسطے ہی یہ دربان نے روک ٹوک
یہ گہر ترا اخیر کو بازار ہو گیا

آصف غم زمانہ نے تجکو گہلا دیا
تیرا تو غیر حال مرے یار ہو گیا

ولہ

عاشق ترا جو تارک دیر و حرم ہوا
دوزخ کو آگ لگ گئی جنت کو غم ہوا

روز فراق کا گذرنا اہم ہوا
یہ دن وہ دن نہین جو ٹرہا اور کم ہوا

سنتا ہون غیر مورد لطف و کرم ہوا
یہ کیا غضب کی بات ہوی کیا ستم ہوا

وہ نقش پائے غیر مٹاتے ہوئے چلے
نقش قدم پہ اور بہی نقش قدم ہوا

صورت وہی رہی جو تصور مین جم گئی
ہر سنگ راہ بتکدہ مجکو صنم ہوا

تو بے نیاز مند سے کب عذر ہو سکے
اے بے نیاز لے سر تسلیم خم ہوا

فکر رقیب ہی مین گرفتار تم رہے
مین مرگیا تو کچہہ بہی مر انکو غم ہوا

دیکہا جو جو اُسنے نیم نگہ سے زراہ لطف
کچہہ دلکی آگ کم ہوئی کچہہ درد کم ہوا

وعدہ کیا اشارہ سے صلت کا غیر سے
اُسکا وہان اشارہ سر اپنا قلم ہوا

مرنیکا میرے غم نہین انکو یہ رنج ہے
کیون ناتوان پہ صرف ہمارا ستم ہوا

احسان ضعف کا ہے گہٹا اضطراب شوق
طاقت جو کم ہوی تو تڑپنا بہی کم ہوا

وعدہ پر آئے وہ تو شب وصل کیا کرون
ہوتے ہی شام صبح جدائی کا غم ہوا

بہرتی ہے ہجر یار مین موج سرشک کی
مژگان اشکبار کا جاری قلم ہوا

عشاق کی گذرتی ہے مر مر کے زندگی
اُنکے لئے تو ایک وجود و عدم ہوا

ایسا گمان تجہپہ نہ تہا اے دغا شعار
دہوکا ٹرا مجہے ترے سر کی قسم ہوا

کیا اور اس سے بڑھ کے کہون کیا ہوا مجھے — صدمہ ہوا فراق ہوا رنج وغم ہوا
فریاد بے سبب تو نہین داد خواہ کی — تو نے ستم کیا تو کسی پر ستم ہوا
ہے میرے دل پہ داغ محبت بنام دوست — کیا مٹ سکے جو صورت نقش قدم ہوا
کیا رقیب کون عدو کسکی چل سکے — جب اتفاق میرے تمہارے بہم ہوا
کرتے ہو وعدہ وصل کا دیکھو تو آئینہ — چہرہ کا رنگ اور ہی وقت قسم ہوا
دنیا کی سیر اور ہے عیش و نشاط اور — جام جہان نما نہ کبھی جام جم ہوا
دل تہا کہ دلربا تہا کچہہ اسکی خبر نہین — رخصت مری بغل سے کوئی صبحدم ہوا
ہم سے چہپا کے وصل کا وعدہ عدو سے ہو — کیا قہر ہو گیا یہ ستم پر ستم ہوا
سوچو تو مجہپہ عشق مین کیا کیا گذر گئی — غم مجکو رنج مجکو الم مجکو کم ہوا
خط اون کے ہاتہہ سے ہوا تحریر غیر کو — سرنامہ پر خطاب ہمارا رقم ہوا
تمنے دیا جو غیر کی محفل مین مجکو جام — وہ بہی تمہارے سر کی قسم مجکو سم ہوا
آصف کے دم قدم سے یہ نشو و نما ہے اب — ایسا جہان مین مرد خدا کوئی کم ہوا

ولہ

انصاف پناہ اے بت عیار ہو چکا — جب تو ہوا عدو تو خدا یار ہو چکا
بس انتظار وعدہ دیدار ہو چکا — وہ آئے یا نہ آئے یہ بیمار ہو چکا
کرتا ہون آہ تیغ نگہ کہا کے بے سنبہل — اب میرا وار روک ترا وار ہو چکا
کس طرح سے اسنے اٹہائی ہے قسمتین — غم کہانے کہانے آپکا غمخوار ہو چکا
آتی نہین ہے شرم تمہین جہوٹ بولتے — وہ وعدہ کرتے ہو جو کئی بار ہو چکا
تم کیا نیا پہنساؤ گے دلکو کہ لاکہہ بار — آزاد ہو چکا یہ گرفتار ہو چکا

پوچھا نہ چھوٹے منہ بھی کسی دن مجھے ذرا
سو بار اس امید مین بیمار ہو چکا

مین بھی اب آزمایش مہر و وفا کرون
میرا تو امتحان کئی بار ہو چکا

دزد نظر نہ ٹھہریگا دزد حنا کی طرح
یہ چور دل حنا کے گرفتار ہو چکا

اس عاشقی پہ خاک پڑے دل لگی بری
رسوا مین ہر طرح سر بازار ہو چکا

اس مصلحت سے شور فغان کر رہا ہون مین
سویا اگر نصیب تو بیدار ہو چکا

پوچھا یہ میرے مردہ پہ اس بدگمان نے
کچھہ اس مین جان ہے کہ یہ بیمار ہو چکا

میری بھی بات کوئی سنیگا کہ تو نہین
ہان ہان کا وعدہ تیرا تو سو بار ہو چکا

کچھہ التجائے وصل کی اب حد نہین رہی
للہ ہان کیجئے انکار ہو چکا

رحمت کا تیری رات دن امیدوار ہون
نادم مین اپنے فعل سے غفار ہو چکا

معشوق کی خطائین ہون ثابت یقین نہین
اللہ عاشقون کا طرفدار ہو چکا

اب تو خدا کے واسطے بیت پہ اسکی جا
عاشق ترا تمام مرے یار ہو چکا

اس چشم شوق کو بھی ذرا دیکھہ لیجئے
بس آئینہ تو دیکھہ چکے پیار ہو چکا

پورا کبھی ہوا بھی ہے اقرار آپکا
سو بار وعدہ کر چکے سو بار ہو چکا

تاب نظارہ چاہئے اسکے جمال کو
آنکھین اگر ہی ہین تو دیدار ہو چکا

کس پر کرے گا جور و جفا تو ہمارے بعد
دلدار تیرا اے مرے دلدار ہو چکا

اس حسن لفریب سے سبکا ہی ایک حال
اب اختلاف کافر و دیندار ہو چکا

طاقت دل و جگر مین نہ ہے ہاتھہ پاؤن مین
سامان اب تو کوچ کا تیار ہو چکا

دیوار ہی گراؤنگا مین سیل اشک سے
سو بار بند روزن دیوار ہو چکا

آئے ہو گھر سے غیر کے مجھپر ہو مہربان
اخلاص وہ رکھو بس اب پیار ہو چکا

کبتک سنون دماغ مین طاقت نہین رہی
کس کے آگے اُسکی شکایت نہو چکی

بس شکر مہربانی اغیار ہو چکا
آصف تو بے خطا بہی خطاوار ہو چکا

ولہ

وہ بہی کیا دن تہے ہمین غم سے سروکار نہ تہا
دل کو ارمان نہ تہا جان کو آزار نہ تہا

جان دیتا نہ تڑپ کر یہ وہ بیمار نہ تہا
دل پہ جب ہاتہ رکہا تمنے تو آزار نہ تہا

ایلچی کو بہی کوئی قتل کیا کرتا ہے
مین خطاوار تہا قاصد تو خطاوار نہ تہا

وجہ کیا اسکو قلمبند کیا آپنے کیون
یہ تو روداد غم ہجر تہی اظہار نہ تہا

منصفی شرط ہے شایان کرم غیر ہی تہے
مین ترے جور و ستم کے بہی سزاوار نہ تہا

رہگیا کوئی نہ کوئی مرے دل کے اندر
تیر مین اسکے تہا پیکان تو سوفار نہ تہا

ایک کیا مین ہی ترے ہجر مین نالان تہا فقط
کون ایسا تہا جو وہ جان سے بیزار نہ تہا

کیا عیادت کی توقع ہو ستمگر تجہسے
بچگیا کوئی تو کہتا ہے یہ بیمار نہ تہا

عرصۂ حشر کے مانند تہی نفسی نفسی
اسکی محفل مین کسیکا بہی کوئی یار نہ تہا

واہ اے شان کریمی ترے صدقے قربان
جس گنہگار کو دیکہا وہ گنہگار نہ تہا

لطف کیا تہا جو اک آزاد رہا ایک اسیر
ہم گرفتار تہے جسکے وہ گرفتار نہ تہا

اُس نے جب ظلم کیا مجہپہ تو غیرون نے کہا
یہ وفادار کبہی اسکے سزاوار نہ تہا

محفل رقص تہی وہ تیری بہت ہوش ربا
سب ہی بیہوش تہے وان کوئی ہشیار نہ تہا

حسرت مشق ستم کیون ترے دلمین رہتی
مین تو حاضر تہا اگر کوئی خطاوار نہ تہا

تو نے افسوس ہے بیگانہ کو اپنا سمجہا
غیر سے رشتہ ترا اے بت عیار نہ تہا

وہ شب وصل بناوٹ سے بگڑنا اُسکا
غصہ تہا قہر تہا اخلاص تہا پیار نہ تہا

دور ہی سے وہ مجھے دیکھ کے فرماتے ہین
نہوا ہے کبھی کسیون سے سروکار نہ تھا

مجھکو کیا کوئی پہنسائیگا ازل سے اب تک
دل تو آزاد رہا میرا گرفتار نہ تھا

جنس دل لے کے ہم اپنی بغل مین سے آئے
جاکے بازار کو دیکھا تو خریدار نہ تھا

لیجئے غیر سے دو دن بہی نباہی نہ گئی
آپکے ذہن مین آصف تو وفادار نہ تھا

حرف ذال

تیری ہیکل مین مرصع ہین مسلسل تعویذ
دلکو تسخیر کرینگے یہی ہیکل تعویذ

یون تو زیبا سبھی زیور ہین ترے بازو پر
خوشنمائی مین مگر سب سے ہے اوّل تعویذ

درد سر کا تو نہو شکوہ نصیب اعدا
آپ لکہواتے ہین کیون لیکے یہ صندل تعویذ

غیر کی نکلی وہ تصویر گلے مین اُنکے
ہمنے جانا تہا کہ ہو گا یہ محمّل تعویذ

واسطے رفعِ نظر کے وہ اگر باندہتے ہین
شوخیٔ حسن سے ہو جاتے ہین ہیکل تعویذ

وہ گئے پہیر کے منہ لکہہ گئے کچہہ اُس پر
قبر کا میری رہا آنکہہ سے اوجہل تعویذ

مین نے جانا کہ یہی مارِ سیہ کا من ہے
اُسکی چوٹی مین جو چمکا تہا ذرا کل تعویذ

یہ جو کتن ہے ترے سینہ پہ اے ماہ جمال
ہے خداداد مبارک بہت افضل تعویذ

چشم مشتاق ہے پائے ترے سینہ پہ جگہہ
کاش اس آنکہہ سے ہو جائے مبدّل تعویذ

اسقدر ضعف ہے کیون رات انکو کیسی گذری
پہر اُتر اترے بازو سے گیا ڈہل تعویذ

ہو گیا آج وہ بیمار تمہارا رخصت
گہولکر جسکو پلاتے رہے تم کل تعویذ

سایۂ فضل خدا آصفِ دیندار پہ ہے
سحر بیکار رقیبون کا ہے مہمل تعویذ

حرف لام

ہوا چالاک تجہسے بہی سوا دل
چھلاوا شوخ چنچل چلبلا دل

یہ سچ ہے باوفا ہے آپکا دل — بہت ہی بیوفا ہے یہ مرا دل
تری کنہ حقیقت کو نہ پہونچا — مقدر سے سوا ہے نارسا دل
وہ تہی اور وقت صبح لذت — تڑپکر بہی یہ دیتا ہے مزا دل
بہت دیکھے ہین ہمنے بیوفا بہی — ترا سب سے ہے بڑہکر بیوفا دل
ترستی ہین یہ آنکھین دیکھنے کو — کرون کیا مین تڑپتا ہے مرا دل
یہ بتخانہ کو یا کعبہ کو لیجائے — عجب میرا بہی دل ہے رہنما دل
سنی تعریف جب اُس غنچہ لب سے — سمٹکر اور غنچہ ہو گیا دل
لئے جاتا ہے پہر اُسکی گلی مین — یہ بے غیرت یہ کیسا بیحیا دل
مین کیا جانون محبت اور الفت — یہ پہلے ہی پہل تجہ سے لگا دل
نہ دے اے سنگدل تو رنج اسکو — مگر تو ظلم توڑے گا مرا دل
ہماری بندگی ہے ایسے دل کو — نہ دے بندے کو ایسا بہی خدا دل
ہمارا بہی کبہی تو آشنا تہا — ارے او بیوفا نا آشنا دل
برائے نام اسکا بہی نشان ہے — دہن ہے آپکا یا ہے مرا دل
خراب و خستہ ہوکر خوب سنبہلا — محبت مین بگڑ کر بنگیا دل
بچانا عشق کی آفت سے مجکو — مرا اب مانگتا ہے یہ دعا دل
تڑپنے کی جو عادت ہے تو آصف — تسلی سے سوا تڑپا مرا دل

ولہ

کہا جب اُس نے کہئے کیا ہوا دل — بس اتنی بات سنکر آ گیا دل
ہر اک دلبر کی خاطر چاہئے ایک — کہان سے روز لاؤن مین نیا دل

مرا دلسوز ہے داغ جگر اب
مرا ہمدرد ہے درد آشنا دل

بہت ہی ٹھیک کہنا آپکا ہے
مرا ہی تو ہوا ہے بیوفا دل

ہمارے دشمن جان عاشقی مین
یہی ہین ایک آنکھین دوسرا دل

کہین آیا نہو وہ فاتحہ کو
تڑپتا ہے جو مرقد مین مرا دل

یہی کہتے ہین دلکو کعبہ ہے یہ
نہ ڈھا اسکو نہ مٹی مین ملا دل

اگر دل مین نہ دل ڈالون تو کہدے
کہ مین رکھلون کلیجے مین ترا دل

گلی مین دیکھکر اپنی وہ بولے
پھر آیا کسقدر ہے بیحیا دل

سما جائے غم کونین جس مین
کہان سے لاؤن مین اتنا بڑا دل

بہت آنکھون سے کی ہے خونفشانی
ہزارا بنگیا ہے یہ مرا دل

وہ کہتے ہین کہان رکھے کوئی پاؤن
پڑے ہین عاشقون کے جا بجا دل

یہ ہے گفتار یا رفتار کیا ہے
تری باتون پہ میرا بس گیا دل

مرا دل ہے نہ کر پامال اسکو
ارے ظالم کلیجے سے لگا دل

کسی پر جان جاتی ہے جب اپنی
خدا حافظ یہ دیتا ہے دعا دل

ہزارون دیکھنے والے ہین اسکے
صفائی ہست ہے آئینہ مرا دل

جسے دیتا ہون وہ کہتا ہے آصف
مبارک آپکو ہو آپکا دل

ولہ

جب اُسکے کام کا نہ مرے کام کا ہی دل
پھر کس مرض کی بار خدا یا دوا ہے دل

اُس سنگدل کے جور و جفا دیدنی ہے دل
کمبخت میری جان کے پیچھے پڑا ہے دل

پاس ادب ضبط محبت رہا مجھے
بے اختیار اُن سے کہا آگیا ہے دل

جسطرح ٹوٹ کر نہ جڑے رشتۂ حیات ‏ ‏ ایسا ہی اسکا حال ہے جب ٹوٹ جاتا ہے دل
تم دلستان ہو اور دل آزار بھی نہین ‏ ‏ تم جانتے ہو دلکو تمہین جانتا ہے دل
جس دن سے سنا ہے کہ ہرجائی آپ ہین ‏ ‏ اورون سے بدگمان ہون مرا جا بجا ہے دل
پہلے لڑی تھی آنکھ تری اسکا ہے قصور ‏ ‏ اسپر ہے کیون عتاب مرا کھنچتا ہے دل
بچنا محال اور نکلنا محال ہے ‏ ‏ اُس بیوفا کی زلف مین ہیہات پہنسا ہے دل
اکسیر کی تلاش مین کیون خاک چھانئے ‏ ‏ کشتہ کرے جو نفس کو پہر کیمیا ہے دل
کچھ وسعت زمین و فلک کی نہین بساط ‏ ‏ گر حوصلہ ہو دلمین تو سب سے بڑا ہے دل
باہم ہو کیا ملاپ کہ دونون ہین بیقرار ‏ ‏ تم شوخ ہو اگر تو بہت چلبلا ہے دل
بدنامیان اسی کی تو ہین اک جہان مین ‏ ‏ تم باوفا ہو سچ ہے مرا بیوفا ہے دل
دام وفا بچھا کے گرفتار جو کرے ‏ ‏ ایسے سے آنکھ اٹکی ہے اُس سے پہنسا دل
دلبر چھٹے نہ مجھسے نہ مین لیسے چھٹ سکون ‏ ‏ مین اُس کے پیچھے یہ مرے پیچھے پڑا ہے دل
انجام کیا ہو دیکھئے اس اختلاف کا ‏ ‏ سنتا ہون دل کی مین نہ مری مانتا ہے دل
کیسا فراق وصل مین کب چین ہی مجھے ‏ ‏ ترچھی ادائین دیکھتے ہی لوٹتا ہے دل
آصف کا امتحان تو کیا منصفی ہی کر ‏ ‏ یہ ہر کسی کا حوصلہ ہر ایک کا ہے دل

حرف نون

وصل مین تلخ بھی دشنام مزا دیتے ہین ‏ ‏ کوسنے والون کو ہم لیسے دعا دیتے ہین
عفو کرتے ہین خطائین نہ سزا دیتے ہین ‏ ‏ جان عاشق کی یونہین وہ تو گھلا دیتے ہین
حال دل کہکے جو ہنستون کو رُلا دیتے ہین ‏ ‏ تو ہنسی ہنسکے وہ روتونکو ہنسا دیتے ہین
ایسے لوگون مین نہین ہم جو کہین اور نہ کرین ‏ ‏ مرد جو کہتے ہین وہ کرکے دکھا دیتے ہین

وہ شہادت کو سمجھتا ہے حیات جاوید | زندگی آپ تو عاشق کی بڑھا دیتے ہین
سنکے آواز چلے آتے ہین وہ گھبرا کر | میرے نالے مری قسمت کو جگا دیتے ہین
دل مرا کسنے چرایا ہے بتائین مجھکو | زائچہ کھینچکے جو نام بتا دیتے ہین
ان حسینون سے کوئی خون کا دعوی کرے | خونبہا دیتے نہین خون بہا دیتے ہین
اُن کو لاؤ مرے گریہ کا کرینگے وہ علاج | بات کرنے مین جو روتون کو ہنسا دیتے ہین
بیوفا یاد نہین تجھکو وفا کا شیوہ | یاد رکھہ تو کہ یہہ ہم تجھکو سکھا دیتے ہین
آنکھہ ملتے ہی یہ خود ملتے ہین دل ملتا ہے | خوبرو پھر بھی تو مل ملکے دغا دیتے ہین
اُن سے کہتا ہون جو مین ہجر کی آفت شب وصل | قہقہہ مارکے وہ صاف اُڑا دیتے ہین
خط پہ خط بھیجین گے کچھہ تو کبھی ہوگا جواب | آج سے ہم بھی یہی تار لگا دیتے ہین
قول ہو بوسہ ہو معشوق تو دے مانگتی ہی | پھر یہ دیتا ہے کہان جس نے کہا دیتے ہین
دل لگی یہ بھی شب وصل رہا کرتی تھی | ہم جلا دیتے ہین وہ شمع بجھا دیتے ہین
راز افشا نہ ہو لوگون مین یہ ہے اندیشہ | اُنکے خط کو وہ پڑھتے ہی جلا دیتے ہین
روز ہان ہان کے سوا اور نہین ہے کچھہ بات | دل کا دیتے نہین پر کہکے منا دیتے ہین
دل بیتاب جو پنکھے کی طرح ہلتا ہے | روح کو ہم اسی پنکھے سے ہوا دیتے ہین
وہ تو خط پڑھتے نہین ہمکو یہ سوجھی تدبیر | دل کی تصویر لفافے پہ بنا دیتے ہین
ہوکے عاشق مرے مرینگے مبارکبادی | اُس ستمگر کو مرے اہل عزا دیتے ہین
ہم تو مرتے ہین مگر اہل وفا ہین تم کو | یاد رکھنے کے لئے یاد دلا دیتے ہین
جان کیونکر تجھے دیدون یہ خدا کا ہی مال | کیا پرائی ہی امانت کو لٹا دیتے ہین
یہ کچھہ احسان ہے دل زندہ کے گر چھوڑ دیا | گیسوئے یار گرہ سے ہمین کیا دیتے ہین

ابہی کمسن ہین وہ مانوس بہت کہیل سے ہین
خط امرا پہاڑ کے وہ پرزے اڑا دیتے ہین

لب جانان کو چکہائینگے مزا وصل کی شب
ہوتی آئی ہے کہ جہوٹے کو سزا دیتے ہین

چشم بادام دہن پستہ ہے رخسار ہین سیب
ہم ترے وصف مین اک باغ لگا دیتے ہین

وہ گئے دن جو اسے کوستے تہے آٹہہ پہر
اب تو آصف کو وہ جینے کی دعا دیتے ہین

ولہ

تو کرے مجہہ سے پیار کی باتین
ہین یہ پروردگار کی باتین

نہ کرو اعتبار کی باتین
دور رکہو یہ پیار کی باتین

صاف آئینہ ہو گئین ہم پر
ترے دل کے غبار کی باتین

ہم ہین مشتاق ہان سنا واعظ
بادہ و بادہ خوار کی باتین

رنج کے ساتہ رنج کا ہے کلام
پیار کے ساتہ پیار کی باتین

غیر بہی نوحہ گر ہے یون مجہہ پر
جیسے ہین سوگوار کی باتین

کیا کہین تجہہ بغیر کس سے کہین
دل امیدوار کی باتین

رات جاتی ہے کیجئے موقوف
قصۂ روزگار کی باتین

جبر کیجے کہ لطف دونون ہین
آپ کے اختیار کی باتین

کیا گزرتی ہے کسطرح سے سنین
ہائے اہل مزار کی باتین

کہدیا غیر سے تمہارا بہید
لو سنو رازدار کی باتین

جو ہین کنج لحد مین خاک نشین
جوشش فصل بہار کی باتین

ابہرے جوبن نے کردیا بیچین
کیا کہین ہو نہار کی باتین

رو کے رکتا نہین ہے طفل سرشک
دیکہو اس جانہار کی باتین

آنکھ سے سب عیاں ہے دیکھو تو
یاس ہو ہو گئی مگر ہین وہی
اے صبا کیا خبر ہے کہہ تو ذرا
کان رکھکر کبھی سنو تو سہی
دل نہ دیتا اگر تو کیون سُنتا
بیوفا ایک تیری خاطر سے
تجکو رسوا کرین یہ ہین آصفؔ

چشم مست خمار کی باتین
اس دل جان نثار کی باتین
میرے اُس شہسوار کی باتین
اپنے تم دوستدار کی باتین
چار کے طعنے چار کی باتین
سن رہا ہون ہزار کی باتین
اس دل بیقرار کی باتین

ولہ

ارمان بہت ہین ترے پیکان بہت ہین
تھوڑے بھی تو معشوق کے احسان بہت ہین
عاجز تری آنکھون سے مسلمان بہت ہین
جھگڑے تو ہزارون ہین مگر بات ہے اتنی
اے نامہ بر آئندہ کو اقرار تو ہو جائے
کیون خوش ہو مری حسرت دیدار مٹاکر
دل ڈھونڈھ رہا ہے اُنہین اے ناصح مشفق
مایوس نہو کوئی زمانہ مین خدا سے
یکبار بھی کو نہ گرا اپنی نظر سے
قسمت یہ ہماری ہے کہ ارمان نہ نکلے
تم جیسے پریرو کا سایہ نہین پڑتا

دلمین مرے ہر طرح کے مہمان بہت ہین
دو چار بھی نکلین تو وہ ارمان بہت ہین
یہ تاکتے یہ لوٹتے ایمان بہت ہین
ہم تم سے وفا کرکے پشیمان بہت ہین
کہتے ہین اگر وہ ابھی نادان بہت ہین
مٹنے کے لئے اور بھی ارمان بہت ہین
دو گام محبت مین جو آسان بہت ہین
ہونے کے لئے غیب سے سامان بہت ہین
آنکھون مین بھی کہہ لینے کی انسان بہت ہین
وہ جان کے ہم سے ہوئے انجان بہت ہین
یارو نہین ہمارے بھی نگہبان بہت ہین

زاہد سے قیامت مین بھی بنے کے نہین رند | اسکے لیئے ہر حال مین ہر آن بہت ہین
ہم پیتے ہی کرین گے ابھی توبہ پہ توبہ | دنیا کے لیئے دین کے سامان بہت ہین
دیوانون کو جنت ہے ترا سایۂ دیوار | ہان خاک اڑانیکو بیابان بہت ہین
وعدہ نہین کرتے ہو کبھی وصل کا ہم سے | کیا پوچھتے ہو دلمین تو ارمان بہت ہین
ٹلنے کے نہین ہم کہ گزرتے ہین گمان اور | محفل مین تری عیش کے سامان بہت ہین
دل جتنے شکستہ ہین اگر کیجیے گنتی | ٹوٹے ہوے اُنسے ترے پیمان بہت ہین
کیا تونے کسیکا دل آشفتہ پھنسایا | گیسو کے ترے بال پریشان بہت ہین
آتے ہین خدا جانے تصور مین وہ کیونکر | دربان وہان اُنکے نگہبان بہت ہین
یون کھینچکے خنجر مجھے قاتل نے پکارا | آ چاہنے والے تجھے ارمان بہت ہین
جانباز ہمین مین کہ ہے جان سے حاضر | یون نام کے ہونیکو تو قربان بہت ہین
ہان دیکھنے والے کو نظر اور پرکھ ہو | انسان جنہین کہیئے وہ انسان بہت ہین
دل لیکے کیا مجھسے سلوک آپنے کیا خوب | یون مفت جتانیکو تو احسان بہت ہین
کچھ اور ہو غم حضرت آصف کی بلا کو | ہان تیری محبت مین پریشان بہت ہین

حرف واو

نبہے کیا تم سے گو تم خوبرو ہو | ستمگر بے مروت تند خو ہو
کہا جب مین نے رنجیدہ عدو ہو | وہ بولے سنتے ہی وہ کیون ہو تو ہو
وہی ہے خوبرو جو نیک خو ہو | وہی ہے پھول جسمین رنگ و بو ہو
ادہر مین ہون اُدہر محشر مین تو ہو | جو ہونی ہو خدا کے روبرو ہو
تجھے دلمین تو رکھلون مین یہ ہے رشک | اُسی مین جان ہو اس مین ہی تو ہو

گداز عشق نے چھوڑا ہی کیا ہے — مزے سے ٹپکے گر دل مین لہو ہو
اُسے کیونکر نہو انداز پروانہ — کسی کی دہوم جب یون چارسو ہو
وفاداری ہے گو عاشق کا شیوہ — کرے کیا کوئی بے پروا جو تو ہو
یہ حسرت ہے تری تیغ ہلالی — گریبان کی طرح زیب گلو ہو
لڑائی کی ہین باتین اُنکی مجہ سے — کہین یہ ختم یارب گفتگو ہو
نقاب اُلٹے جو رخ سے روز دیدار — صف محشر مین بہی پہر تو ہی تو ہو
کرین بیگانہ سے ہم کیا شکایت — یگانہ ہوکے جب اپنا عدو ہو
ہمارا خون وہ ہے آبرو دار — تری تلوار جس سے سرخرو ہو
نہو اسکے سوا کچہہ بہی تمنا — دل بے آرزو کی آرزو ہو
یہ ہے خاک در بتخانہ زاہد — شکستہ اسکے چہونے سے وضو ہو
رہے ہردم مین یاد تیری — جدہر دیکہون اُدہر بس تو ہی تو ہو
چلے جو سر کے بل اُس رہگذر مین — وہی عاشق سراپا جستجو ہو
بگڑتے ہو بظاہر بات سے تم — یہ بہتر دل ہی دلمین گفتگو ہو
وہ پونچہین اپنے دامن سے جو آنسو — مرے اشکون کی کیسی آبرو ہو
تبرک ہے ہمارا بہی دل پاک — لگائے ہاتہہ وہ جسکو وضو ہو
سمجہہ مین آئے کیونکر بات ناصح — تری اُلجہی ہوی جب گفتگو ہو
عدو کو بزم مین ہو شربت خضر — مرے حق مین مے احمر لہو ہو
مقابل یون ملے جب حسن کی داد — اُدہر یوسف اِدہر بے پردہ تو ہو
بُرا کہتے ہین جو تیرے ستم کو — ہماری اور اُنکی گفتگو ہو

قیامت کی ہے اُسکی ناامیدی
کہ جسکو آرزو کی آرزو ہو

جب اُس سے ہمنے کرلی قطع امید
تو پھر کیون آرزو کیون جستجو ہو

جو ہو تکیہ کرم پر اُس کے اپنا
بر آئے دل کی جو کچھہ آرزو ہو

خدا عزت رکھے دونون جہان مین
اور آصف کی ہر اک جا آبرو ہو

ولہ

دل کے عاشق سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو
ابھی کیا تھے ابھی کیا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو ناحق ہی خفا ہوتے ہو انصاف کرو
اور پھر حد سے سوا ہوتے ہو انصاف کرو

ہین یہی ڈھنگ تو امید رہیگی کسکو
اب جوان نام خدا ہوتے ہو انصاف کرو

وقت پر کام جو آئین گے یہی آئین گے
دشمن اہل وفا ہوتے ہو انصاف کرو

جان ہم دیتے ہین تم سے ہی وفا کرتے ہین
تم تو غیرون پہ فدا ہوتے ہو انصاف کرو

منصفی شرط ہے مہمان یونہین رہتے ہین
تم تو آتے ہی ہوا ہوتے ہو انصاف کرو

خو گر لطف و عنایت ہون مجھے تاب کہان
مہربان ہو کے خفا ہوتے ہو انصاف کرو

داد عاشق کی نہ دی بادشہ حسن بنے
اور سرگرم جفا ہوتے ہو انصاف کرو

تم تو دل لے کے رقیبون سے جلاتے ہو ہمین
اور پھر ہم سے جُدا ہوتے ہو انصاف کرو

ہے برا شیوہ بیداد سے رسوا ہونا
سب مین انگشت نما ہوتے ہو انصاف کرو

آج بیداد جو کرتے ہو تو کل کیا ہوگا
منفعل روز جزا ہوتے ہو انصاف کرو

مار رکھتے ہو ذرا آنکھہ دکھاتے ہو جسے
دوسری تم تو قضا ہوتے ہو انصاف کرو

یاد بھی ہے کبھی آصف سے ملے تھے کہ نہین
آج پابند حیا ہوتے ہو انصاف کرو

حرف یائے تحتانی

مچی ہے دہوم زمانہین جابجا اسکی
بندہی ہے دہاک ترے حسن کی سوا اسکی

وہ حور وش بہی تو مسجد مین تہا خدا جانے
نماز کس نے ادا کی ہوی قضا اسکی

نکر کسی سے محبت یہ ہم نہ کہتے تہے
دل فریفتہ سنتا ہے تو بہلا اسکی

قصور تہا مری آنکہون کا دل نے پائی سزا
ہوی ہے عشق مین یہ کسکے سر بلا اسکی

مزاجدان ہو تمہین جب تمہین سے کچہہ نہوا
مریض عشق کو راس آئیگی دوا اسکی

ہزار رنگ سے نیرنگ ہین زمانے مین
ہوی ہے شعبدہ گر چشم فتنہ زا اسکی

فلک بہی گو ہے ستمگر مگر نہین تجہسا
یہ دیکہہ کم ہے جفا اسکی ہے سوا اسکی

لڑی نظر سے نظر میری آپ کی لیکن
ثبوت کیجئے ہے بیشتر خطا اسکی

تمہین بہی اسکی خبر ہے وہ کون ہی ایسا
بندہی ہوئی ہے زمانہین یہ ہوا اسکی

کہین نکرنے سے چہپتا ہے عیب دنیا مین
رقیب پر کہو اب جان ہے فدا اسکی

غضب تنے ہوئے ابرو کہنچی ہوئی تلوار
برے ہین طور ترے آئی ہے قضا اسکی

عدو بہی میری طرح ملتجی رہا شب قدر
وہان قبول ہوئی دیکہئے دعا اسکی

یہ امتحان تو دیکہو وہ مجہسے پوچہتے ہین
پسند ہے تمہین اس شہر مین ادا اسکی

کبہی لحاظ ہے دلکو کبہی ہے یہ گستاخ
سمائی اسمین شرارت بہری حیا اسکی

ہوئے ہین دیدہ و دل دونون والہ و شیدا
یہ کیا خبر ہے کہ اچہی ہو انتہا اسکی

نہ جان کا ہے بہروسہ نہ عمر رفتہ کا
یہ بیوفا ہوئی کسکی وہ آشنا اسکی

مئے طہور کے اوصاف سن لئے واعظ
لگی ہے رٹ تجہے اے بندہ خدا اسکی

خبر بہی ہے تمہین یا بیخبر ہو تم اس سے
خبر پہونچتی ہے ہمکو ذرا ذرا اسکی

ستم بھی آپ کریں اور آپ ہی پوچھیں	زبان زبان پہ شکایت ہے برملا کس کی
جو کامیاب نہو کوئی یہ نصیب آ سکا	نہیں قبول کی آصف نے التجا کس کی

ولہ

اگر ہو امتحاں کہیں نگاہ یار کیسی ہے	نہیں معلوم وہ کستی ہوئی تلوار کیسی ہے
مجھے کس وہم میں ڈالا ہے یہ گفتار کیسی ہے	لبوں پر مسکراہٹ سی وہ گفتار کیسی ہے
تمہاری نرگس بیمار بھی بیمار کیسی ہے	کہ یہہ بیمار ہو کر پھر غریب آزار کیسی ہے
چرائے ہیں جو اپنی جان اے قاتل وہ کیا جانیں	تری کھنچی چمکتی کاٹتی تلوار کیسی ہے
نہیں جاتے اگر تصویر ہی کھنچوا کے منگوا لو	یہہ تم کیا جانو شکل عاشق بیمار کیسی ہے
لئے ہیں رو ہی بوسے میں نے اسپر کیوں بگڑتی ہو	یہہ دیکھو سرخ ہو کر زینت رخسار کیسی ہے
بگڑتی ہے زمیں سے ہر قدم کو جبیں قاتل کے	یہ کیوں مشتاق ایسی ہے مری رفتار کیسی ہے
ہمارا خانۂ دل دیکھکر وہ سخت گھبرائے	کہ یہہ تعمیر بے سقف و در و دیوار کیسی ہے
مجھی سے چاہتے ہیں داد اسکی وہ یہ فرما کر	کہو انصاف سے تم صحبت اغیار کیسی ہے
ستم کرتے ہیں وہ مجھپر دعا دیتا ہوں میں انکو	کوئی دل سے تو پوچھے یہ جفا یار کیسی ہے
کوئی جب خواب میں آتا ہے کھلجاتی ہے آنکھ کی	اجی صاحب تمہاری نیند بھی ہشیار کیسی ہے
نہ کیونکر آبلے سے سرفرازی رنگو حاصل ہو	ملی یہہ عشق کی سرکار سے دستار کیسی ہے
ہوا بھی ہم اسیروں تک نہیں آتی جو یہ پوچھیں	فضائے باغ کیسی نکہت گلزار کیسی ہے
نزاکت کے بہانے سے تو مجھ تک آ نہیں سکتے	مری آنکھوں میں تم پھرتے ہو یہ رفتار کیسی ہے
گری پڑتی ہیں ٹھوکر کھاتی ہیں فریادیں	یہ راہ عالم بالا بھی ناہموار کیسی ہے
وہ جانے دل لگی کا حال جسنے دل لگایا ہو	بھی آسان کیسی ہے بھی دشوار کیسی ہے

خدا پر چھوڑ بیٹھے چارہ گر بھی دوست بھی سکو
ذرا چلکر تو دیکھو حالت بیمار کیسی ہے

ترے طعنوں سے اے ظالم کلیجہ ہو گیا چھلنی
ہوئی ہے تیر ہر اک بات یہ گفتار کیسی ہے

نہیں ملتے نہ ملئے ہمسے بھی گھر سے نہیں اٹھتے
یہ حجت روز کی کیسی ہے یہ تکرار کیسی ہے

کمر میں تو نے باندھی ہے کمر میں چاہئے رہنا
تری تلوار پھر میرے گلے کی ہار کیسی ہے

خدا نے عقل دی ہے اور کو بھی تو تو اے ناصح
نہیں سنتا کسی کی یہہ خدا کی مار کیسی ہے

مخاطب غیر سے ہیں بزم میں اُس سے میں خوش ہوں
مری آنکھوں کو حاصل فرصت دیدار کیسی ہے

سر شوریدہ سے سد سکندر توڑ ڈالیں ہم
جہاں روزن بھی ہے دشوار وہ دیوار کیسی ہے

بہت لڑتی تھی پہلے عاشق ناشاد سے ہر دم
وہی اب آنکھ اُسکی شکل سے بیزار کیسی ہے

وہ کہتے ہیں ہماری ہی صفت میں ہوں غزل جب ہو
کہوں کیا میں کہ یہہ بہار اشعار کیسی ہے

اُسے آصف کا غم ہے اور آصف کو یہ بیتابی
ہر اک سے پوچھتا ہے حالت غمخوار کیسی ہے

ولہ

کیا منہ ہے کوئی باتیں بنائے مرے آگے
دعوی ہو جو دشمن تو آئے مرے آگے

فتنے تری نظروں نے اُٹھائے مرے آگے
جادو تری آنکھوں نے جگائے مرے آگے

کرنی جو پڑی اُنکو رقیبوں کی اطاعت
کہتے ہیں بڑے بول سب آئے مرے آگے

بے پردہ کیا حور کی تعریف نے اُن کو
جھنجلا کے وہ باہر نکل آئے مرے آگے

وہ کہنے لگے دیکھ کے پروانے کا جلنا
جلتے کو کوئی اور جلائے مرے آگے

محفل میں جلانے کو مجھے ہائے وہ ضد سے
پہلو میں رقیبوں کو بٹھائے مرے آگے

جاتا ہوں عدم کو وہ عیادت کو نہ آئے
اتنی بھی نہ تکلیف اُٹھائے مرے آگے

اُس منزل دشوار میں تقدیر نے ڈالا
رہبر بھی جہاں ٹھوکریں کھائے مرے آگے

ہے نکہت گل مجکو قفس مین بھی غنیمت
یارب یہ بہار آکے نہ جائے مرے آگے

وہ بات نہ کرتے تھے جو کی بات تو یہہ کی
غیرون کے بہت عیب چھپائے مرے آگے

اندیشہ تھا انکو کہ نہ آنکھون مین سما جاؤن
منہ کھولے نہ محفل مین وہ آئے مرے آگے

جاتے تھے وہ گل چھپکے سر شام جو پوچھا
مین کیا کہون کیا فقرے بنائے مرے آگے

عاشق کو کیا قتل یہ احسان جتا کر
دنیا مین مصیبت اٹھائے مرے آگے

بلبل کی کہان ایسی گل افشانی تقریر
باتون کے چمن اس نے لگائے مرے آگے

بھر آئے جو دل عاشق مضطر کا کرے کیا
تم کہتے ہو آنسو نہ بہائے مرے آگے

روٹھے کا منانا مجھے آجائے جو کوئی
روٹھے ہوے اس دل کو منائے مرے آگے

اس بزم مین لیجا نہ مجھے اے دل مضطر
کیا ہو جو وہ کہدے یہ نہ آئے مرے آگے

دنیا کا جو ہے قافلہ رکھتا ہے کب ضعف
جائے کوئی پیچھے کوئی جائے مرے آگے

وله

کب مرے دلپہ کارگر نہ ہوئی
وہ تو برچھی ہوی نظر نہ ہوئی

غیر کو کاوش جگر نہ ہوئی
یہ ادھر کی بلا ادھر نہ ہوئی

نازنین کو کہان ہے تاب نگاہ
خواب مین کیا اسے نظر نہ ہوئی

مہربانی تری اس الفت پر
جتنی ہوتی تھی اسقدر نہ ہوئی

تیری فرقت مین رونے والونکی
آستین کب لہو مین تر نہ ہوئی

مین نے جب کچھہ کہا زبانی حال
تیری تسکین پیامبر نہ ہوئی

کب ترا غیر پر نہ دل آیا
کب تری پیار کی نظر نہ ہوئی

غیر اس بزم نازمین پہنچے
خیر گذری مجھے خبر نہ ہوئی

تجھکو دل دیکے اپنی رسوائی
وہ ہوئی اب جو عمر بہر نہ ہوئی

یہ شب وصل اُنکو حسرت ہے
شام ہوتے ہی کیون سحر نہ ہوئی

ہم بہی جیتی ہوئی کہے ہی گئے
کب ہمزابات پر نہ ہوئی

پہر کہان جائین گے آ کے ہم
خلد مین بہی اگر بسر نہ ہوئی

ہم نے میدان عشق جیت لیا
فتح غیرون کے نام پر نہ ہوئی

درد سر کا اُنہین بہانہ ہوا
داستان اپنی مختصر نہ ہوئی

دیکہیے دیکہیے پہری آب آنکہہ
ہوتی ہوتی ادہر نظر نہ ہوئی

پاس ہوتی تو سب خلش مٹتی
نہ ہوئی عشق مین مگر نہ ہوئی

مر گئے فراق مین ہم
نہ ہوئی اُنکو کچھ خبر نہ ہوئی

شب کا وعدہ وہ کرکے کہتے مین
رات دو چار دن اگر نہ ہوئی

سامنے ہی رہی تصور مین
آنکہہ اوجہل تری نظر نہ ہوئی

شاخ گل کی بہی دیکہہ لی جنبش
وہ لچکتی ہوئی کمر نہ ہوئی

مین جو رویا تو کیا گناہ ہوا
دامن تر سے چشم تر نہ ہوئی

شکوہ ہجر سنکے اُسنے کہا
تجھکو اس پر نظر نہ ہوئی

کب نظر تری اثر نہ ہوا
کب تری آنکہہ فتنہ گر نہ ہوئی

بہری تلوارین باندہ لین تمنے
یہ تو معشوق کی کمر نہ ہوئی

کب ہوا حشر کب تمام ہوا
مجھے محشر کی کچھ خبر نہ ہوئی

بتکدہ مین جو دیکہی بے صورت
وہ بہلے کو خدا کے گہر نہ ہوئی

صلح کی کچھ امید ہے باہم
آج آصف سے پہر اگر نہ ہوئی

ولہ

لیتے ہین ہنس کے میرا نام اُٹھتے بیٹھتے
پیار سے دیتے ہین وہ دشنام اُٹھتے بیٹھتے

غیر کی تعریف میرا شکوہ اپنی خوبیان
وہ بیان کرتے ہین صبح و شام اُٹھتے بیٹھتے

سامنے آ چک ارے ظالم کہ گذری دوپہر
مجکو بیتابی سے زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

چھیڑتے ہنس ہنس کے ہین عشاق کو رونا ہوا
دیکھکر معشوق گل اندام اُٹھتے بیٹھتے

میرے کہنے پر عمل کرتے تھے وہ دن اور تھے
اب تو ہے ہر بات پر الزام اُٹھتے بیٹھتے

سنکے قاصد سے رقیبون کے سنانیکے لئے
یاد کرتے ہین مرا پیغام اُٹھتے بیٹھتے

ہو چکی تعظیم غیرون کی کرو محفل تمام
شب تو گذری بہر خاص و عام اُٹھتے بیٹھتے

ضعف مین کن مشکلون سے طے ہوئی ہے راہ شوق
پہونچے ہین منزل پہ ہر ہر گام اُٹھتے بیٹھتے

ہمکو کیا مطلب کہ سب اغیار محفل کو تری
دیتے ہین آغاز سے انجام اُٹھتے بیٹھتے

میکدہ مین مدرسہ کی قید اے زاہد نہین
بے تکلف سب ہین می آشام اُٹھتے بیٹھتے

دل کے چھالون کی دکھاؤن سیر کیا مثل حباب
یہ نہین ہین ای بت گلفام اُٹھتے بیٹھتے

اب تو آ صورت دکھا جا گرتے پڑتے ضعف سے
ہم بھی آ بیٹھے ہین زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

عاشقون کا قتل انکو کھیل ہے مشکل نہین
وہ تو کر لیتے ہین ایسے کام اُٹھتے بیٹھتے

دل ہی جب بیچین ہے آصف تو کیا کوئی کرے
چلتے پھرتے ہے نہ ہے آرام اُٹھتے بیٹھتے

ولہ

انداز شوخ جو ملتے ہین یار کے
اب ناز دیکھیے کوئی دل بیقرار کے

نکلی ہے جان عشق مین اُس گلعذار کے
عشاق پھول لیتے ہین میرے مزار کے

وعدہ کا انتظار کہا تک کرے کوئی
ناچار ہم بھی بیٹھ رہے دل کو مار کے

دل مین ہمارے ایک صنم پردہ دار ہے — آئے خیال غیر تو پردہ پکار کے

رفتار اُسکی کیون نہ قیامت بپا کرے — فتنے قدم سے اُٹھتے ہین اُس شہسوار کے

بیٹھے شب وصال ہو چپ چپ الگ الگ — جب دل کھلے تو لطف ہون بوس و کنار کے

بیتاب دل کے ہاتھ سے ہے میری لاش بھی — اندر مزار کے کبھی باہر مزار کے

یہ تو شب وصال ہے ماتم کا دن نہین — کیون سادگی سے آئے ہو زیور اُتار کے

اُسکی نشیلی آنکھون سے ایمان کیا بچے — دشمن یہ دونون مست ہین پرہیزگار کے

چوری کی بات تھی جو پکارا رقیب کو — شہ مار رہے ہین سامنے میرے پکار کے

سرکار عشق کو ہے اب آزادگی پسند — قیدی نہ چھوٹ جائین کہین زلف یار کے

گلشن کے داغ پاس مرے دل مین رہ گئے — یہ ہین نشان لٹی ہوئی فصل بہار کے

یہ دل نہین ہے زلف بگڑ کر جو پھر بنے — اسکو کہین بگاڑ نہ دینا سنوار کے

بس امتحان غیر تو اب ہو چکا تمام — اُمیدوار ہم بھی تو ہین ایک وار کے

زاہد کو ناز زہد پہ رندون کا ہے یہ قول — بندے گناہگار ہین پروردگار کے

سچ ہے نہین کسیکا کوئی ہائے بیکسی — جاتے ہین یار قبر کے اندر اُتار کے

دونون طرف ہے بحر محبت مین ایک حال — بے صبر وار کے ہین تو بیہوش یار کے

بندون پہ اپنے شان کریمی سے رحم ہے — کیا فیض فضل ہین مرے پروردگار کے

جب تک ہے منہ مین بات تو اخفائے راز ہے — وہ بات کیا چھپے جو پڑے منہ نہار کے

انصاف کر تو خاک پہ کسکی ہے اے صبا — پیچھے پڑی ہے کیون مرے مشت غبار کے

آصف سے ہم نے پوچھا جو مذہب تو یہ کہا
ہم ہین غلام پنجتن و چار یار کے

ولہ

یہ دل آشنا اور نا آشنا ہے	بہلون سے بہلا ہے برونسے برا ہے
قیامت کی چتون غضب کی ادا ہے	بچائے خدا چشم بد سے دعا ہے
شکایت نہین تو اگر بیوفا ہے	یہ قسمت ہے میری اُسیکا گلا ہے
نہین ہے اگر تو ہمارا تو کیا ہے	زمانے مین کوئی کسیکا ہوا ہے
پیو بہی پلاؤ بہی اسکا مزا ہے	یہ شیشہ بہرا ہے یہ ساغر بہرا ہے
رہے یا نہین کوئی کس کام کا ہے	سلامت رہو تم یہ میری دعا ہے
کرین بتکدہ سے عبث قصد کعبہ	یہان بہی خدا ہے وہان بہی خدا ہے
مزا ہے بہی بات مین بات نکلے	اداسے ادا جب بہی پہر تو کیا ہے
نشانہ بنے دیکہیے کونسا دل	یہ تیر دعا ہے وہ تیر ادا ہے
گیا دل تو جائیگی جان حزین بہی	محبت کا آخر کو پہل کیا ملا ہے
یہ کافر حسین ایک جا جمع ہونگے	جہنم مین بہی اک طرح کا مزا ہے
نہ لکہنا اُسے خط مین کیا جانتا تہا	مرا مدعی یہ مرا مدعا ہے
شب وصل مین ڈر کے بیزار مجہسے	وہ پوچہا کئے صبح تک کیا بجا ہے
جفا کر کے تمنے وفا کی تو کیا کی	وہ دل ہی نہین مجہ مین اب کیا رہا ہے
نہ اترا و بس بس خدا سے ڈرو بہی	گر اچہے ہو تم تو برون کا خدا ہے
ترے توڑنے سے نہ ٹوٹیگا ہرگز	مرا دل بہی کیا تیرا عہد وفا ہے
کہان جائے انسان انسے نکل کر	زمین فتنہ گر ہے فلک فتنہ زا ہے
شب وصل کس طرح طے ہو یہ جہگڑا	نہ تم مانتے ہو نہ دل مانتا ہے

کبھو پھر تو گھبرا کے ذکرِ عدو پر — نہین ہم تو واقف خدا جانتا ہے

نہ ہونا کبھی مائلِ زلف بدل — اُسی کے رہے سر پہ جسکی بلا ہے

بجز میرے اوروں نے مطلب نہ رکھو — مرا مدعا ہے تو یہ مدعا ہے

تمہارا ہی مین ہون خطاوار عاشق — زمانہ کبھو مجھ سے پھر کیون خفا ہے

ستایش مین ہے ایک لطفِ مجسم — شکایت مین سو طرح کا مزا ہے

بہت دور ہے منزلِ اوست ایدل — جو یہ طے ہوئی پھر خدا ہی خدا ہے

یہ پوچھا کسی نے جو عاشق سے آنکے — ترا حال اب کیا سے کیا ہو گیا ہے

کہا اُس نے میری مصیبت نہ پوچھو — سراپا کا میرے یہ نقشہ بنا ہے

یہ سر تہا کبھی زانوے دلربا پر — یہی زانوے فکر پر اب جھکا ہے

کبھی یہ جبین رشکِ ماہ مبین تہی — یہی خاک مین صورتِ نقشِ پا ہے

کشیدہ کمان کی طرح تہا جو ابرو — وہ اب جوڑ ٹوٹی ہوئی تیغ کا ہے

وہ آنکھین جو تہین محوِ دیدار ہر دم — انہین اک قیامت کا اب سامنا ہے

وہ بینی جو تہی محوِ خوشبوے الفت — وہ مدت سے محرومِ بوے وفا ہے

وہ لب غنچہ لب جسکو دیتے تہے بوسے — لبِ زخم کی طرح اب بد نما ہے

وہ گوش طربناک لبریز نغمہ — شکایت ملامت ہی اب سن رہا ہے

وہ گردن پڑے دستِ محبوب جسمین — گریبان اُسے طوق اب ہو رہا ہے

وہ گلرنگ رخ جسکے بلبل تہے گلرو — خزان دیدہ پہولوں سے مرجہا گیا ہے

وہ سینہ جو عشرت کدہ تہا ہمیشہ — اُسے دیکھئے اب تو ماتم سرا ہے

پہرا جو سینوں کے سینوں پہ برسون — اُسی ہاتھ سے اب تو سر پیٹتا ہے

کبھی پاؤں چلتے تھے راہِ طلب میں — انہیں پاس نے اب شکستہ کیا ہے
یہ دل رنج و غم سے تھا آزاد کیسا — یہی اب گرفتار دام بلا ہے
کوئی بیوفاؤں کے دم میں نہ آئے — محبت جو کی تھی یہ اُسکی سزا ہے
مرے حال بد پر کرم کرنے والا — خدا ہے خدا ہے خدا ہے خدا ہے
ہمارے بھی ہے امتحاں پیش آصف — لگانا ہی دل کا سراسر خطا ہے

ولہ

کجی پر ارے دل گمراہ تو ہے — مرا دشمن مرا بدخواہ تو ہے
نظر آتا نہیں شب کو سیدن — کریں کیا ہم جو رشک ماہ تو ہے
فلک کو دیکھکر کوئے بتاں سے — اُٹھے یہ کہکے ہم اللہ تو ہے
کہا جب اُن سے عاشق اور بھی ہیں — قسم کہا کر کہا واللہ تو ہے
تصور غیر کا میں نے کیا جب — کہاں جاتا کہ سدراہ تو ہے
مرا راز محبت ہو نہ افشا — خدایا اس سے بس آگاہ تو ہے
رقیبوں کا جلائے دل تو جانیں — کہاں برق بلا اے آہ تو ہے
دل نہو دیدیا اُس بت کو میں نے — مرا یاور مرے اللہ تو ہے
پڑا پھرتا ہے کوچہ میں اُسی کے — ارے او دل بڑا گمراہ تو ہے
نہ پایا دل کے گوشہ میں کوئی اور — فقط اک زیب خلوتگاہ تو ہے
اثر دیکھا ترا اے عشق ہم نے — ارے ظالم بڑا جانکاہ تو ہے
کہا جب بیوفا غیروں کو میں نے — چٹخکر بولے وہ واللہ تو ہے
ترے در کا گدا یا ہیر میں ہوں — شہنشاہوں کا شاہنشاہ تو ہے

ادا سے ناز سے پاس آکے اُسنے | کہا آصف سے آصف جاہ تو ہے

ولہ

پھر رہی ہے سارے عالم مین دہائی آپکی | یہ خدائی ہے خدائی یا خدائی آپ کی
مار ڈالیگی ہمین یہ کج ادائی آپ کی | بیوفائی بیرخی بے اعتنائی آپکی
راست بازونپر ہے روشن کج ادائی آپکی | ہے وفادارونپہ ظاہر بیوفائی آپکی
دیدۂ پرخون کو میرے دیکھکر کہتے ہین وہ | ہے یہ بیماری کی سرخی آنکھہ آئی آپکی
خوب پھل پایا ہے ملکر لیا آگے کو عہد | کیا ملائیگی خدا سے آشنائی آپکی
جو ہنسائیگا کسیکو آپ بھی ہنس جائیگا | ہو چکی پھندے سے میرے اب رہائی آپکی
بال تھے اُلجھے ہوے شانہ کیا ہے دیر تک | ہین دبا رون دکھہ گئی ہوگی کلائی آپکی
چھیڑ کا اسمین مزا شکوے کا اسمین لطف ہے | صلح سے بہتر سمجھتا ہون لڑائی آپکی
جب تلوّن ہے طبیعت مین تو یکسان ہوگئی | آشنائی آپکی ناآشنائی آپ کی
کیا سکھائے گی قیامت آپکو فتنونکی چال | ابتدا سے یہ تو ہے سیکھی سکھائی آپکی
دلمین ہم جلتے ہین سنکر کچہہ چلتا بس نہین | لوگ کرتے ہین بُرائی پر بُرائی آپکی
پھر ہوے برہم یہ غصہ مجھپہ کیون ہے اسقدر | ہوگئی تھی وصل مین مجھسے صفائی آپکی
داور محشر کے آگے آپکا شکوہ کیا | حسب عادت پھر قسم بھی ہمنے کھائی آپکی
اپنے عاشق کو ستانا اسقدر اچھا نہین | بیٹھہ جائیگی مرے دلمین برائی آپکی
آپکی صورت جو دیکھینگے تو بھر آئیگا دل | یاد آئیگی قیامت مین جدائی آپکی
جانتے تھے جاکے ہونگے بزم دشمن مین سبک | کیا کرین ہمکو محبت کھینچ لائی آپکی
ہے تجلی نور کی لاکھون حجابون سے عیان | پردے پردے مین ہے کیا کیا خودنمائی آپکی

اپنی آنکھونکی بلائین یون کرشب کو جو ابہین
خوب بے پردہ مجھے صورت دکھائی آپکی

رنج فرقت مین جو مرکر جیئے تو کیا جیئے
خاک مین ہمکو ملائیگی جدائی آپکی

روز محشر پرسش اعمال ہوگی جب مری
یا نبی دونگا دہائی پر دہائی آپکی

عاشق و معشوق کے لب پر ہوی ہی داستان
یہ وفاداری ہماری بیوفائی آپکی

سیر گلشن کیا کہون کیا باعث فرحت ہوی
پہول کو سونگہا تو خوشبو مجھکو آئی آپکی

غیر کو بھیجا تہا چہلا خط کے اندر ڈالکر
وہ نشانی لیجئے میرے ہاتھ آئی آپکی

بدگمانی دیکھنا دیکھی جو میری آہ سرد
پوچھتے ہین وہ لگی کسنے بجھائی آپکی

کسطرح راضی ہوے کیا اُسنے جادو کردیا
شب کو آصف سے ہوی کیونکر صفائی آپکی

وله

نہ دل مین صبر نہ دل مین قرار باقی ہے
کسیکی یاد فقط یادگار باقی ہے

تری بہار جو ابر بہار باقی ہے
ابہی سرور مئے خوشگوار باقی ہے

حجاب وصل مین بہی اے نگار باقی ہے
نگہ نگہ کو مرے انتظار باقی ہے

لگا کے تیر مرے دل پہ تو جگر کو نہ چھوڑ
شکار وہ تو ہوا یہ شکار باقی ہے

مٹا سکے گا مجھے خاک چرخ کج رفتار
نہین مزار تو مشت غبار باقی ہے

نکالیو دل شیدا وصال مین ارمان
ابہی تو حسن کی کچھ کچھ بہار باقی ہے

نکر ابہی وعدہ خلافی سے عہد اے ظالم
کہ کچھ یونہین سا ترا اعتبار باقی ہے

جوان ہوکے تجھے گرچہ آئی شرم و حیا
وہ کمسنی کی شرارت تو یار باقی ہے

وہ کس غرور سے کہتے ہین اب شباب کے بعد
یونہین رہیگی یہ جتنی بہار باقی ہے

خدا کے آگے بہی کہدونگا مین تو روز جزا
کہ دل مین آرزوِ وصل یار باقی ہے

ہزار بار نکالو جو دل کی تم ارمان
یہ بار بار کہون لاکھ بار باقی ہے

نہ تھا قصور مرا اسکو کر دیا ثابت
تمہارے دل مین ابھی تک غبار باقی ہے

شبِ وصال وہ گھبرا کے صبح تک مجھ سے
یہ پوچھتے ہی رہے کوئی پیار باقی ہے

ہزار گن کے جو مین تھم گیا تھکی ہے زبان
بہت سا تیرے ستم کا شمار باقی ہے

تمہین رقیب کا جسطرح انتظار رہا
تمہارا ہمکو بھی یون انتظار باقی ہے

ترا جو سینہ ہے آئینہ مین بھی تو دیکھون
نہین ہے یا ترے دل مین غبار باقی ہے

نکل گئی مرے دل سے تری مژہ کی پھانس
عدو کے رشک کا کمبخت خار باقی ہے

مٹے بلا سے مٹے ہم مگر جفا تو کرو
ابھی مزار کا سنگِ مزار باقی ہے

تمہارے ڈھنگ تو سارے ہین بیوفائی کے
یوہین سا وعدہ ناپائدار باقی ہے

مٹے مٹے نظر آتی ہین داغ دل کثر
لٹی لٹی مرے دل کی بہار باقی ہے

نکالین تونے زمانے کی حسرتین کیا کیا
فقط یہی دل امیدوار باقی ہے

ہماری قبر پر اسکو چڑھا دے اے گلرو
ترے گلے مین جو پھولون کا ہار باقی ہے

نشان اہل نشان ہو گئے بہت معدوم
ظہور قدرت پروردگار باقی ہے

قد اسکا سرو ہے پستان انار سیب زنخ
بہار پر یہ وہ جوبن بہار باقی ہے

پلا دے ساغر مے ساقیا نہ دیر لگا
چمن مین جوش گل و برگ و بار باقی ہے

کوئی رہا نہین ارمان نزع مین مجھکو
جو ہے تو حسرت دیدار یار باقی ہے

بجا ہے قدر کرو جسقدر مرے دل کی
کہ عاشقون مین یہی یادگار باقی ہے

اٹھائے رنج کہان تک آہ صفی غمگین
کہ مجھہ مین کیا مرے پروردگار باقی ہے

ولہ

اب آشنا ہوئے ہین تمہارے نئے نئے
پہرتے ہین لوگ تمکو ابہارے نئے نئے

انسان ہے کہ حور و پری ہے یہ کون ہے
چلمن سے ہو رہے ہین اشارے نئے نئے

پہلے ہماری چاہ سے یہ بات تہی کہان
ہین رنگ ڈہنگ آپ تری پیارے نئے نئے

بستر پر اُنکے دیکہے ستارے جڑے ہوئے
دن کو نظر یہ آئے ہین تارے نئے نئے

مہجور و دلفگار و پریشان بدنصیب
رکہے گئے خطاب ہمارے نئے نئے

گر ایک ہے عدم تو قیامت ہے دوسرا
دریائے عشق کے ہین کنارے نئے نئے

وہ التفات ہے نہ وہ ہین مہربانیان
بدلے ہین طور آپکے سارے نئے نئے

تصویر داغ دل کی ہے زخم جگر کی بہی
تحفے یہ اُن کو نذر گذارے نئے نئے

اُن کو ملے رقیب تو معشوق ہمکو بہی
اُن کے نئے نئے ہین ہمارے نئے نئے

دیکہے بہت سے زہرہ جبین اور مہ جمال
چمکے زمین پر بہی ستارے نئے نئے

چاہت مین ہے نیون کی پرانون کا اب مزا
ہوتے نہین ہین یان کرارے نئے نئے

ہمسے چہٹے تو پہر نہین ملنے کا کوئی بہی
تم ڈہونڈتے پہروگے سہارے نئے نئے

جانے دو اگلی باتون کو جو کچہہ ہوا ہوا
پہر عہد ہون ہمارے تمہارے نئے نئے

بہڑکی جو دل کی آگ پتنگے نے ہین شتاب
آنکہون سے یہ دکہائے شرارے نئے نئے

ہمکو ملا نہ خانہ دل کا سا ایک بہی
نقشے مکان مکان کے اتارے نئے نئے

آصف نے غیر کا جو کیا شکوہ یہ کہا
معشوق کیا نہین ہین تمہارے نئے نئے

ولہ

شہرے ہوئے ہین جب سے کسی گلعذار کے
چمن سے جہڑ گئے ہین عروس بہار کے

حسن و جمال تیرے ہین کیا کیا بہار کے — دیتے ہین جان عاشق جانباز وار کے
صدمے بیان کیا ہون شب انتظار کے — سو بار چپ ہوا ہون اجل کو پکار کے
چلتا ہوا ہے پنجۂ مژگان اشکبار — لوٹے لئے ہین دامن ابر بہار کے
یہ قول وصل کا ہے نہ ٹوٹے خدا کرے — جاتے ہو میرے ہاتھ پہ تم ہاتھ مار کے
چکر مین تجھکو ڈال دیا عشق غیر نے — یہ تھکھنڈے ہین گردش لیل و نہار کے
یہ عرصہ گاہ حشر ہے محفل نہین تری — اغیار رے تو جائین تجھے اب بہار کے
کچھ تم نگاہ مہر و عنایت اگر کرو — کچھ حوصلے بڑہین دل امیدوار کے
میرے دل و جگر سے کوئی پوچھلے ذرا — کیا کیا مزے ہین وصل مین اس گلعذار کے
کس عارف خدا کا گذر اسپہ ہو گیا — قربان شیخ و شاب ہین میرے مزار کے
اس خوش گلو کی ہے وہ سریلی صدا کہ او — نغمے ہزار بار سنے ہین ہزار کے
آنکھون مین ہے سرور نہ مستانہ ہی ادا — پالے پڑے ہو کیا کسی پرہیزگار کے
مجبور کر دیا ہے محبت نے کیا کرین — دل اختیار کا ہے نہ تم اختیار کے
اس حسن پر دوچند ہوا حسن اور بھی — ابھرے ہوے ہین گال جو اس نو بہار کے
انگڑائیان خمار کی لیتے ہو صبح سے — ہتھے چڑھے تھے رات کو کس بادہ خوار کے
ایسی ہے تیری اٹھتی جوانی کی دھوم دھام — جوش و خروش جیسے ہون آئی بہار کے
قطرے شراب سرخ کے یاد آ گئے مجھے — توبہ کے بعد دیکھے دانے انار کے
دیگا چڑھے ہوے جوبن کی داد کون — پچتاؤ گے بہت مجھے دل سے اتار کے
ٹھنڈی ہوا ہے مے ہے بت شنگ گل ہے پاس — پھر اسپہ لطف بارش ابر بہار کے
کس سے کہون مین جا کے بس جوش عشق نے — کیسے ہین رنگ ڈھنگ دل بیقرار کے

پہونچائے ہمکو دیکھئے عمر رواں کہاں — قابو مین یہ سمند نہین ہے سوار کے
آصف کے حال پر بہی توجہ احسان کن کبہی — اخلاص کے وفا کے محبت کے پیار کے

ولہ

سامنے وہ بے نقاب دیکھئے کبتک رہے — دیکھنے والون کو تاب دیکھئے کبتک رہے
تشنہ مے ساقیا ہم بہی ہین جلد ہی پلا — بزم شراب کباب دیکھئے کبتک رہے
حشر کا دن ہے بڑا حال غم اس سے ہوا — مجھسے سوال و جواب دیکھئے کبتک رہے
ہجر کا دن یا خدا حشر کا دن ہو گیا — پیش نظر آفتاب دیکھئے کبتک رہے
رات تڑپنے کٹی چین نہین دن کو بہی — دل کو مرے اضطراب دیکھئے کبتک رہے
سوتے ہین وہ وصل مین ڈر ہے کچھ کچھ انہین — چشم ہے وا نیم خواب دیکھئے کبتک رہے
مٹ گئین جو صورتین کیا کہین کس سے کہین — چرخ کا یہ انقلاب دیکھئے کبتک رہے
تلوون مین کی گدگدی پانون بہی دابی کبہی — وصل کی شب انکو خواب دیکھئے کبتک رہے
چین نہین تو نہین موت بہی اسکو نہین — یہ دل خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے
تو نے پہرایا ہے سر کہنے کا تیرے اثر — ناصح مشفق جناب دیکھئے کبتک رہے
ہاتھ مین ہے جام مل پاس ہے اک شنگ گل — نشہ جوش شراب دیکھئے کبتک رہے
وصل کی جو تھی گھڑی وہ تو گذر ہی گئی — ہجر کا تیرے عذاب دیکھئے کبتک رہے
رشک سے وہ مہ جبین خاک نہ ڈالے کہین — آئینہ کی آب و تاب دیکھئے کبتک رہے
کہتی ہے شوخی تری اور یہ مستی تری — شرم سے منہ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے
جور کہانتک نہین اشک کہانتک نہین — اور غم بیحساب دیکھئے کبتک رہے
حسن کا اسکے ظہور دل کے ہوا نار نور — دورہ مہ آفتاب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی شب ہمکنار آج ہے وہ گلعذار | لطف شراب کباب دیکھیے کبتک رہے

آصف ناشاد کا حال وہی ہے جو تھا
عشق میں مٹی خراب دیکھیے کبتک رہے

سلام

سلامی دیکھنا اشکوں کے گوہر ایسے ہوتے ہیں | لئے ہیں شہ نے دامن میں مقدر ایسے ہوتے ہیں
مضامین غم شہ زور دل اتہام کر سنئے | رگ جان کھولدیتے ہیں یہہ نشتر ایسے ہوتے ہیں
سنا شبیر کا نام اور اک بجلی گری دل پہ | جو دلمیں درد رکھتے ہیں وہ مضطر ایسے ہوتے ہیں
فرشتوں نے کہا جب سر کٹانے آپکو دیکھا | ولی اللہ کے اللہ اکبر ایسے ہوتے ہیں
لڑے اس شان سے اکبر کہ دشمن بھی پکار اٹھے | بہادر اسکو کہتے ہیں دلاور ایسے ہوتے ہیں
زمیں سے عرش پر پہنچا دیا شبیر نے حر کو | خدا کے خاص بندے بندہ پرور ایسے ہوتے ہیں
مرے آئینہ دلمیں ہے جلوہ ماہ زہرہ کا | سکندر سے کہو دیکھے سکندر ایسے ہوتے ہیں
تن سرور پہ جتنے زخم تھے وہ سب بتاتے تھے | چھری تلوار برچھے تیر خنجر ایسے ہوتے ہیں
محبت زینب و شبیر کی دیکھو تو ظاہر ہو | کہ خواہر ایسی ہوتی ہے برادر ایسے ہوتے ہیں
رہے زندان میں شہ سے اور بھی کچھہ نا پیدا | نہ لعل اس شان کے دیکھے نہ گوہر ایسے ہوتے ہیں
لڑے بچے جو زینب کے تعجب اسپہ بیجا ہے | کہ جو شیر زمین پلتے ہیں وہ اکثر ایسے ہوتے ہیں
نہائی خوں میں اصغر تو بانو سے کہا شہ نے | کہ دیکھو باغ جنت کے گل تر ایسے ہوتے ہیں
مظالم کربلا کے سنکے حیرت اسپہ ہوتی ہے | کہ یہہ مٹی کے پتلے دلکے پتھر ایسے ہوتے ہیں
عدو بھی ہوگئے حیران جو دیکھا صبر حضرت کا | یہہ کیا معلوم کہ سبط پیمبر ایسے ہوتے ہیں
بہت ترسا کئے شہ کی نہ گئی ہی نہیں قاتل سے | کہ پیاسوں کے مشتاق خنجر ایسے ہوتے ہیں

مزا کیا دیکھے رہے ہین دیدۂ تر اپنے ای آصف	یہہ ہم نے آج جانا جام کوثر سے بہتے ہوتے ہین

سلام

رات دن دل مین خیال شہدا رہتا ہے	خوب رونے کا تڑپنے کا مزا ملتا ہے
ماتم شاہ شہیدان کبہی تہمنے کا نہین	یہ وہ ہے داغ ہمیشہ جو ہرا رہتا ہے
دل ذرا سا ہے مگر دیکہیے وسعت اُسکی	داغ رہتا ہے جدا اور درد جدا رہتا ہے
خلف ساقی کوثر ہے ہمارا ساقی	مئے کوثر سے یہان جام بھرا رہتا ہے
عاجزی چاہیے اُن کو جو کرم والے ہین	خاک پر نخل ثمر دار جہکا رہتا ہے
ہے تصور مین جو عابد کی برہنہ پائی	ایک کانٹا سا کلیجہ مین چبہا رہتا ہے

فیض یہہ چشم گہربار کا ہے ای آصف
موتیون سے مرا دامن جو بھرا رہتا ہے

آذری اسفراینی

آذری تخلص ۔ سید حمزہ نام ۔ شیخ نورالدین لقب ۔ آپ[۵۱] خواجہ علی ملک سربداریہ کے فرزند ہین ۔ نسب کا سلسلہ احمد یحیی ہاشمی مروزی سے منتہی ہوتا ہے ۔ خواجہ ملک سربداریہ کے عہد مین اسفراین مین صاحب اقتدار و اختیار تہا ۔ آذری کا مسقط الراس اسفراین ہے ۔ اسی شہر مین نشو و نما پایا ۔ اور وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی ۔ جب فارغ التحصیل ہوا اسوقت عالم شباب تہا ۔ شعر و شاعری مین مشغول ہوا شاعری کے میدان مین مشاہیر شعرا سے بڑہ گیا ۔ تیزی فہم و ذکا مین مشہور ہوا ۔ چنانچہ ایک وقت شیخ صدرالدین رواس کے ہمراہ مشہد مقدس مین میرزا الغ بیگ کے ملنے کیلئے گیا مرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچہا کہ آپ رواس مین جملہ یا روات ثلاثہ مین

شیخ نے کہا رواص صاد سے ہون۔ میرزا نے فرمایا کہ آپ صاد سے بھی نہین ہین اسلئے کہ رواص
کلام عرب مین نہین آیا۔ پھر شیخ آذری سے پوچھا کہ آپکا تخلص آذری کس وجہ سے ہے
آپنے کہا چونکہ میری ولادت ماہ آذر مین ہوی تھی اسلئے مین نے آذر تخلص اختیار کیا۔ میرزا نے
کہا آپ شاعر پیشہ نہین تھے۔ وہ آذر بضم ذال ہے نہ بفتح۔ شیخ نے بداہتہً جوابدیا۔ ماہ
آذر کے ذال نے متعدد سال ذلت و خواری مین گذارے اور اسکی پیٹھ خمیدہ ہوگئی۔ قریب تھا
کہ اسکی پیٹھ شکستہ ہوجائے۔ لیکن مقام شعور و ہوش مین آیا۔ اور قائم ہوگیا۔ اسکی پشت
درست و راست ہوگئی۔ میرزا کو شیخ کا جواب پسند آیا۔ شیخ کو مصاحبین کے زمرہ مین شریک
فرمایا۔ اور بیشمار انعام و احسان سے سرفراز کیا۔ اور شیخ سے فرمائش کی کہ سلمان ساوجی
کے قصائد جواباً لکھئے شیخ نے موزون کرکے پیش کیا۔ تمام شعرا نے پسند کیا۔ بعد ازان ایک
قصیدہ میرزا شاہرخ کی مدح مین بھی لکھا شاہزادہ کے توسل سے میرزا کے ملاحظہ
مین پیش کیا۔ میرزا بہت ہی خوش ہوا۔ ملک الشعرائی خطاب سے مخاطب فرمایا۔ اور صلہ
و انعام وافر سے مالا مال کیا۔ اسی زمانہ مین شیخ نے دنیا سے برخاستہ خاطر ہوکے طریقۂ درویشی
مین قدم رکھا۔ شیخ محی الدین طوسی کی خدمت مین پہنچا۔ کتب سلوک و احادیث کی سند
شیخ سے حاصل کی۔ اور ان کے ہمراہ حج کو گیا۔ شیخ کے فوت ہونیکے بعد سید نعمت اللہ
ولی کرمانی کی خدمت مین آیا اور بیعت کی۔ ریاضت شاقہ کے بعد سیر و سیاحت مین
مشغول ہوا۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکھا سفر کرتے وقت میرزا بایسنغر بن میرزا
شاہرخ نے شیخ کی خدمت مین ایک بدرہ زر پیش کیا۔ شیخ نے قبول نہین فرمایا۔ اور یہ بیت پڑھی

زر کہ ستانی و برافشانیش   ہم بہ ازانست کہ نستانیش

مولانا مجاہد ہندی طالب العلم نے اسی بدرہ سے ایک مشت زر اٹھایا اور کہا اے شیخ

تونے اس مال کو اپنی ذات پر حرام کیا۔ خدا نے مجھپر حلال کیا۔ شاہزادہ طالب علم
کے کلام سے مسکرایا۔ اور بدرہ اسکو دیدیا۔
شیخ سیاحت کے زمانہ مین ایک سال کامل بیت الحرام مین مقیم و مجاور رہا۔ قیام و مجاورت
کے زمانہ مین ایک کتاب مسمی سعی الصفا مشتمل بر مناسک حج و تاریخ کعبہ لکھی۔
فرشتہ نے لکھا کہ شیخ آذری حرمین شریفین کی زیارت سے فارغ ہو کے دکن مین
آیا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا سلطان کی مدح مین چند قصائد
غرا پیش کئے انعام و خطاب ملک الشعرائی سے سرفراز ہوا۔ پھر حسب الارشاد سلطان
بہمن نامہ کی نظم شروع کی۔ جب احمد شاہ کے داستان پر پہنچا تب کتاب بادشاہ کے
ملاحظہ مین پیش کی۔ اور وطن مالوفہ جانیکے لئے رخصت طلب کی۔ بادشاہ نے کہا
اے آذری فی زماننا مین مخدومی سید محمد الحسینی گیسو دراز کے فوت ہونے سے رنج
و مصیبت مین ہون آپکے ملنے سے میرا رنج و غم کم ہوتا ہے۔ آپ اسوقت سجائے نہین تو
آپکے فراق مین بھی مبتلا ہونگا۔ رنج و غم دوچند ہوگا۔ شیخ نے جب بادشاہ کی ایسی
عنایت دیکھی تو دکن مین سکونت اختیار کی۔ اور اپنے عیال و اطفال کو خراسان سے
طلب کیا۔ اتفاقاً بادشاہ نے انہین ایام یعنے ۸۳۲ ہجری مین دارالامارہ بیدر مین
ایک قصر رفیع الشان بنا کیا جسن اتفاق سے تیار ہوگیا تھا۔ شیخ نے قصر کی شان مین
دو بیتین لکھکے خوشنویس کے ہاتھہ سے لکھوا کے دروازہ پر چسپان کردین۔ ایکروز
بادشاہ کی نظر بیتون پر پڑی بہت خوش ہوا تحسین کرکے پوچھا کہ یہہ کسنے لکھین جا دو مین
مقربین نے عرض کیا کہ یہہ شیخ آذری کا نتیجہ طبع ہے۔ اسوقت شہزادہ علاء الدین
نے موقع دیکھہ کے عرض کیا کہ شیخ مشتاق وطن ہے۔ کہتا ہے اگر بادشاہ مجکو رخصت کرے تو

مین حج کا نصف ثواب پیشکش کرتا ہون۔ بادشاہ راضی ہوا شیخ کو بلوایا چالیس ہزار تنکہ نقرہ کہ ہر ایک تنکہ وزنا ایک تولہ ہوتا ہے پیش کیا۔ شیخ نے تمام زر کے بدرون کو دیکھکے کہا۔ لایحمل عطایا کم الا مطایاکم۔ آپ کی عطیہ کو کوئی نہین اُٹھائیگا مگر آپکے اونٹ۔ بادشاہ مسکرایا اور بیس ہزار خرچ راہ و کرایہ کے لئے عطا کیا۔ اسیوقت خلعت خاصہ اور پانچ خدمتگار ہندی بہی عنایت کئے۔ اور شیخ کو رخصت فرمایا شیخ نے رخصت کیوقت عضائر رازی کی یہہ دو بیتین پڑہین ؎

ثواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان	یگانہ داور دادار بی نظیر وہمال
وگرنہ ہر دو بخشیدی بوقت کرم	امید بندہ نماندی بایزد متعال

وعدہ کیا تہا کہ بہمن نامہ وہان سے لکہکے بہیجا کرونگا۔ ہمایون کے داستان تک لکہکے بہیجا۔ ہمایون کے داستان تک آذری کی تصنیف سے ہے۔ باقی ملا نظیری و سامعی وغیرہ نے تکمیل کی۔ اور اصل کے ساتہہ ملحق کردیا۔ شیخ آذری ہند سے اسفراین مین پہنچا تا زندگی گوشہ نشین رہا۔ شبانہ روز ریاضت و عبادت مین گزارتا تہا۔ آخر بیاسی برس کی عمر مین ۸۶۶ ہجری مین واصل بحق ہوا۔ زندگی مین اپنے قبر کے لئے زمین و باغ خریدکے وقف کردیا تہا۔ زمین و روضہ کی آمدنی طلبہ و فقرا و صلحا اور روشنی و فرش کے لئے وقف کردی تہی حمد اللہ مستوفی نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی ؎

چراغ دل بمصباح حیاتش	بانواع حقائق داشت پرتو
چو او مانند خسرو بود در شعر	ازان تاریخ فوتش گشت خسرو

ہفت اقلیم کے مولف نے لکہا کہ ایک بزرگ سے منقول ہے۔ فرمایا کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات خواب مین دیکہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتہہ جاتے تہے

مین نے چاہا کہ ایک شخص سے پوچھون کہ حضرت کہان تشریف لیجاتے ہین۔ یکایک حضرت صلعم میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ آذری کی زیارت کیلئے اس بیت کے صلہ مین جاتا ہون کہ اُس نے میرے فرزند کے مرثیہ مین لکھی وہ بیت یہہ ہے ؎

سوراخ میشود دل ماچون گل حُسین		ہر جا کہ ذکر واقعہ کربلا بود

باوجود این شیخ آذری کی شاعری و سخن گستری تمام طوائف انام کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اور اسکی درویشی و بزرگی بھی مقبول و محمود ہے۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا کہ صاحب التالیف و التصنیف تھا۔ من تصانیفہ جواہر الاسرار۔ و عجائب الدنیا۔ طغرائے ہمایون۔ سعی الصفا۔ جواہر الاسرار ایک مجموعۂ نوادر ہے بطور کشکول متعدد علوم پر شامل ہے۔ اور اسمین اکثر اشعار مشکلہ کو حل کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی لیاقت و استعداد کس حد تک تھی۔ تم کلامہ۔

من اشعارہ

در مدح حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

چنانکہ ہست فلک دوازدہ تمثال	کہ آفتاب برآن دور می کند مہ و سال
برآسمانِ ولایت دوازدہ برج اند	چو آفتاب نبوت ہمہ باوج کمال
شہان بی سپہ و خسروان بے شمشیر	ملوک بے حشم و اغنیائے بے اموال
ازین دوازدہ بروج دوازدہ خورشید	علی ست مہر سپہر کمال و مطلع آل
علیست آنکہ بکنہ حقیقتش نرسد	بغیر ذات خداوند ایزد متعال
حدیث معرفت او بمردم نااہل	ہمان حکایت آبست و قصۂ غربال
چنان منورم از پرتو رضا کہ اگر	رگم زنند ہمہ نور ریزد از قیفال

ولہ

منت خدای را که مطیع پیمبرم — فرمان بر قضای خداوند اکبرم
توحید بحر و این تن من همچو کشتی است — جان ناخدای کشتی و عقلست لنگرم
تا از سواد وجه شدم سرخ روی فقر — روشن شده است معنی گوگرد احمرم
معنی حل طلق حلول قناعت است — این نکته یاد گیر که من کیمیاگرم
دنیا چو جیفه طالب آن سگ شمرده اند — لیکن من این گروه بسگ نیز نشمرم
من ترک هند و جیفهٔ جیپال کرده ام — باد بروت چون نه بیک جو نمی خرم
از آفتاب همت من هر ذره ایست — کز ذره ایشانم از ذره کمترم
از خسروی روی زمین ننگ آیدم — تا من گدای حضرت ساقی کوثرم

ولہ

ز هول روز جزا آذری چه میترسی — تو کیستی که درآن روز در شمار آئی

ولہ

ز حکمت بیاموز مست نکتهٔ — که در هر دو عالم شوی سرفراز

ولہ

لباس طریقت چو در بر کنی — بذلت مرنج و بعزت مناز

ولہ

من گریهٔ آتشین نمیدانستم — من سوز دل حزین نمیدانستم
نه نام بمن گذاشت عشقت نه نشان — من عشق ترا چنین نمیدانستم

ولہ

چون مستولی درد جدائی تن هجران زده — دوای این مرض را هیچکس جز من نمیداند

ولہ

باز مست شد چشم من میدان گریه آب زد — سیل اشک آمد شبیخون بر سپاه خواب زد

ولہ

آن چشم شوخ را الستم میتوان شناخت — زانرو که مست را بکرم میتوان شناخت

ولہ

ما رخت دل بمنزل حیرت کشیده ایم — خط بر سواد خطهٔ راحت کشیده ایم
فردا عذاب حشر نما بحشر من — در جیب محنتی که ز فرقت کشیده ایم

ولہ

بمجلسی که در و گنج کبریا بخشند — مرا بشاهی بیک گدا نبخشند

ملازم میکده ها روز و شب گدای کن	بود که دردکشان جرعه بما بخشند
شدیم پیر ز عصیان و چشم آن داریم	که جرم ما بجوانان پارسا بخشند
غلام همت آن عاشقان پاکرم	که یک صواب به بینند و صد خطا بخشند
بکوی میکده از مفلسی چه غم دارم	که ساقیان همه جام جهان نما بخشند
بنیم ساعت هجر آذری نمی ارزد	هزار بار گرش در جهان بقا بخشند

وله

شنیده ام که درین جا رم زر اندود ست	خطیکه عاقبت کار جمله محمود ست
ز تاب قهر میندیش نا امید مباش	که زیر سایهٔ خود هست هرچه موجود ست

وله

اگرچه دولت وصلت بچون منی نرسید	درین امید بمیرم که خوش تمنای ست

وله

اگر صبا سر زلف ترا گذارد بهم	هزار دل شده ایمان خود بباد دهد

وله

بار شب شد چشم من میدان گریه زد	سیل اشک آمد شبخون بر سپاه خواب زد

وله

خوش حیات ست کسی را که پس از جان دادن	دوستان بر سر خاکش بزیارت آیند

وله

قیمت دولت وصل تو اگر جان بودی	کار بر عاشقان دل سوخته آسان بودی
گر رسیدی بخم طرهٔ او دست مراد	همچنین خاطر مجموع پریشان بودی

بہارستان کے مولف نے لکھا کہ شعرائے معاصرین امیر شاہی و آذری کے اشعار مین باہم ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے مین بحث و تکرار کرنے لگے۔ آخر اس تصفیہ کیلئے ایک بزرگ معتمد علیہ سے پوچھا۔ بزرگ معتمد علیہ نے تہوڑی دیر تامل کیا۔ ترجیح تو بیان نہین کی لیکن شیخ آذری کی غزل سے ایک مصرع جس سے دونون کی تعریف مستفاد ہوتی تہی تضمین کر کے تصفیہ کر دیا۔ ھو ھذا

ای که گفتی صفت آذری و شاهی کن	حال این نکته برون ست ز آگاهی ما

آذری مجمع اسرار کلام ازلست	در نیابد دسر اندیشه بهمراہی ما
بیک خود بر سر دیوان سخن می گوید	چرخ بر دوش کشد غاشیہ شاہی ما

مصرع مذکور آذری کی دیوان کے ابتدائے غزل کے مطلع سے ہے۔ ؎

گر کند نذر به لطف تو ہمراہی ما	چرخ بر دوش کشد غاشیہ شاہی ما

امیر شاہی سبزواری کی وفات ۸۵۷ھ ہجری مین بزمانہ بابر شہر استرآباد مین واقع ہوی اسکی نعش کو وہان سے منتقل کرکے سبزوار مین بزرگان سلف کے خانقاہ مین دفن کئے۔

مولانا محتشم کاشی نے شیخ آذری کے مرثیہ کی تتبع مین کہا ہے۔ کسی نے ابتک اس زمین مین مرثیہ نہین لکھا تھا۔ آذری سے بڑھ گیا۔ بعض نے کہا کیا بڑھا الخ

ہست از ملال گرچہ بری ذو الجلال | او در دلست و ہیچ دلے نیست بے ملال

بہارستان سخن کے مولف نے دولتشاہ کے تذکرہ سے نقل کیا۔ کہ شیخ آذری حج و زیارات سے فارغ ہوکے ہند مین آیا۔ سلطان محمد جونہ سے ملا۔ سلطان نے ملا کو پہلی ہی ملاقات مین پچاس ہزار دینار دے۔ بادشاہی مرد اہل دربار نے چاہا کہ شیخ ہندوستانی رسم کے موافق بادشاہ کی تعظیم و کورنش مین مبادرت کرے۔ شیخ نے تعظیم و تواضع سے انکار کیا۔ اور زر عطیہ سلطانی کو واپس کردیا۔ اور قصیدہ مین اسکا اظہار کیا ہے۔ ؎

من ترک ہندو جیفہ جیپال کردہ ام	بار بروت جونہ ہیچگو نمی خرم

انتہی کلام سمرقندی۔ لیکن سمرقندی کی نقل خلاف واقع ہے۔ اسلئے کہ سلطان محمد جونہ ۷۵۲ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور شیخ کا تولد ۷۸۴ھ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ کی وفات و شیخ کے تولد مین (۳۲) سال کا تفاوت ہے۔ اس تفاوت کے سبب سلطان محمد سے

محمد شاہ نبیرۂ خضر خان مراد لیئے ہین۔ کہ ۸۳۷ھ ہجری مین تخت نشین ہوا۔ لیکن اسکو کسی نے جونہ سے موسوم نہین کیا۔ الخ

دولت شاہ نے اسیطرح کے مقدمات بلا تحقیق لکہے ہین۔ انتہی کلام بہارستان۔

میرے نزدیک دونون مولفین غلطی کے میدان مین جولانی کررہے ہین۔ اید ہر اُدہر گم ہورہے ہین واقع مین یہ ہے کہ شیخ نے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان مین متعدد قصائد لکہے۔ اور ان مین اپنی استغنائی و آزادی کا اظہار کیا ہے اور یہہ بہی بتلایا کہ مین دنیا و مافیہا سے علیحدہ ہون جیساکہ ؎ من ترک ہندو

جیفۂ جیپال کردہ ام ٭ باد بروت جونہ بیک جو نمی خرم ٭ الخ

یہہ شعر شاعر نے باعتبار معنی مجازی لکہدیا ہے نہ باعتبار معنی حقیقی۔ اگر آپ باعتبار معنی حقیقی و عرف عام جونہ سے سلطان محمد لیتے ہین تو جیپال سے بہی وہی حقیقی لینا چاہیے۔ جیپال آذری کے زمانہ مین بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ آذر نوی صدی کے شعرا مین ہے۔ اور جیپال پانچوین صدی اور تغلق آٹہوین صدی مین گذرے ہین سمرقندی کو اسی شعر کے جونہ نے غلطی کے گڑہے مین گرایا۔ اور بہارستان کے مولف نے سمرقندی پر جرح و قدح کی لیکن پورا تصفیہ نہین کیا۔ مذبذب چہوڑ دیا۔ آذری کا دیوان نادرالوجود ہے۔

مولینا الفتی یزدی

الفتی تخلص۔ مولینا الفتی نام۔ سادات یزد سے ہے۔ عالم فاضل ادیب کامل تہا ۹۶۲ھ ہجری مین وطن سے ہند مین وارد ہوا۔ خان زمان کے ظل عاطفت مین خوشحال فارغ البال رہا۔ ہمیشہ خان بہادر کی صحبت مین کیا حضر کیا سفر زندگی

بسر کرتا رہا۔ اکثر خان موصوف کی مدایح مین قصائد ورباعیات لکھین۔ دلخواہ جائزے وصلے پاتا رہا۔ چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانۂ عامرہ مین لکھا الفتی نے خان زمان کی خدمت مین یہہ مطلع پیش کیا۔ ؎

مشت خاشاکیم و داریم آتشے ہمرہ خویش		دور نبود گر بسوزم از شرار آہ خویش

خان مذکور نے مطلع کا صلہ ہزار روپیہ عطا کیا۔ شاعر کے کلام کی داد دی۔ جسوقت خان بہادر عازم گجرات ہوا یزدی بھی ہمرکاب تہا۔ پھر گجرات سے دکن مین آیا۔ اس اثنا مین خان زمان کا انتقال ہوگیا۔ مولانا الفتی ۱۰۴۵ھ ہجری مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کی خدمت مین رجوع ہوا۔ سلطان موصوف نے مولانا کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مولانا نے قطب شاہ کے حالات مین ایک کتاب مسمی روائح گلشن قطب شاہی لکھی۔ کتاب مختصر ہے سات روائح پر شامل ہے۔ رائحہ اول مین بادشاہ کے اخلاق حمیدہ کا ذکر۔ رائحہ دوم مین محلات و عمارات شاہی کا بیان ہے۔ رائحہ سوم مین حیدرآباد کی آبادی کا ذکر ہے۔ رائحہ چہارم مین جشنہائے سالانہ کا ذکر۔ رائحہ پنجم مین لشکر فیروزی اثر کا ذکر ہے۔ رائحہ ہفتم مین سبب تالیف کتاب۔ کتاب قلیل اللفظ کثیر المعنی ہے عبارت رنگین۔ مصنف نے گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ عبارت رنگین و معانی شیرین ہے۔ کیا نظم و کیا نثر ہر ایک کا رنگ نرالا ہے۔ شایستگی الفاظ و خوبی معانی کا حسن دوبالا ہے دیکہنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ ہر ایک فقرہ دلچسپ ہے ہر ایک لفظ دلپسند ہے۔ ہم بطور نمونہ ہر ایک روائح سے دو ایک فقرے ذیل مین نقل کرتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹھائین۔

من رائحہ اول

للہ الحمد کہ ذات قدسی صفات در شش جہت ربع مسکون بہ پنج صفت یگانہ و ممتاز است

نورفشانی آفتاب عدل ۔ کوه شکوهی سنگ وقار ۔ جلوه طرازی حسن خلق ۔ گوهرباری پنجه سخاوت ۔ قدرت نمائی بازوی شجاعت ۔ از سواد عین عدلش بیاض دیدهٔ خورشید نورپژوه ؛ و از نقطهٔ قاف وقارش کوه باریزهٔ شکوه ؛ و دندان سین سخاوتش با جواهر عقد پروین بطنز در تبسم ؛ و طرهٔ لام خلقش با جعد حور العین بسر زلف در تکلم ۔ مد شین شجاعتش در صف شگافی سرآمد شمشیر بهرام ۔

من رائحه دوم

سبحان الله از شکوه دولتخانه عرش آشیانه که از بلند پایگی بسرکوبی قصر سپهر قامت رفعت برافراخته + تعالی الله از شوکت عمارت عالی منزلت که از علو شان بسر زنش کاخ آسمان لب بام را سخن گو ساخته ۔

نظم

زهی شان دروازهٔ شیر دل — که از رفعتش گشته گردون خجل
باین آستان تا شود سرفراز — سجود آورد مهر با صد نیاز
ز فیض زمین بوسی آنجناب — بگیتی شده روشناس آفتاب
باین در بپایند شاهان چین — بدربانیش باد دولت رهین

من رائحه سوم

توان از فیض وصف حیدرآباد — خرابی سخن را کرد آباد
قلم شرح سوادش را چو پرداخت — سواد اعظمی را طرح انداخت

من رائحه چهارم

وه چه عرصهٔ نشاط و بساط انبساط است که سامعه باریافتگان طالع سند را بنغمهٔ عیش نواخته ۔ و شامهٔ مقربان ارجمند را به نکهت نشاط معطر ساخته هر صبح فراشان

فراشان فرشتہ خصال بجاروب شہبال از گلہائے شبنمیہ آسمان آسمان انجم فشان

من رائحہ پنجم

در توصیف لشکر نصرت علم و تعریف عسکر ظفر پرچم صف آرائی و فوج نمائی معانی نموده شبدیز کلک و سمند قلم را بمیدان صفحہ می تازد و از جوش مضامین رنگین سطح بیاض را ہمچو عرصہ رزم ولیران شرخ رومی سازد

من رائحہ ششم

دلا چند باشی چو غم در خمار
حیات ابد جو مسیحا نہ رو
چو دست ابابت و ہی باو ضو
بجز توبہ ہیچش نباید شکست

سہر از حبیب ہستی چو عشرت برار
کہ بخشند شراب کہن جان نو
ہر آنکس کہ پیمان بہ پیمانہ بست
بگیر از ہمی و آب زمزم وضو

من رائحہ ہفتم

این گرامی نسخہ کہ ارمغان عالم غیب و تحفہ مبدا فیاضی ست۔ بے سرمایہ نقد فرصت سر حد اقلیم آغاز بمنزل کشور انجام رسید۔ ہر رائحہ اش بمشام یعقوب جان نکتہ سنجان عاشق سخن نکہت پیرہن یوسف معنی رساند و ہر فقره اش بگوش مجنون دل دقیقہ سنان بیان ادا فہم مژده وصل لیلی مضمون رساند۔ از روائح سبعہ این گلشن جہات ستہ قلمرو سخن نگہستان گشتہ۔ الخ

سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے کتاب مذکور کے صلہ مین سات ہزار ہون عطا کئے مولانا الفتی لطیف الطبع و ظریف المزاج تہا۔ بادشاه و اہل دربار تمام مولانا کی تقریر و بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی سے نہایت خوش ہوتے تہے۔ مولانا کی مروت و حسن خلق

دکن مین مشہور حسن خلق سے تمام اراکین دکن و مشائخ مشاہیر کو مسخر کر لیا تھا۔ سب ملانا کے مداح تھے۔ اکثر اہل حوائج کی سفارش بادشاہ کی خدمت مین کرتا تھا مولانا کے ذریعہ سے اکثر فائز المرام ہوتے تھے عبد اللہ قطب شاہ کے فوت ہونیکے بعد ابوالحسن تانا شاہ کے زمانہ مین بھی چند روز زندہ رہا۔ عمر رسیدہ ہوکر حیدرآباد مین سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ
عبد اللہ قطب شاہ کی مدح مین

بہار فیض ازل قطب شاہ عبد اللہ	کہ یافت نشاء ز عدلش ہنر شنگانہ
سواد دیدۂ عالم سنر و اگر گردو	ز نور معدلتش کشور تلنگانہ
ہمیشہ تا کہ نباتست خاکرا باشد	ز خاک مقدم او افسر تلنگانہ
لبالب از می مہر علی و آل شدہ است	بدور دولت او ساغر تلنگانہ
زمین تربیت آفتاب سلطنتش	بود برا اوج شرف اختر تلنگانہ

تعریف کمان شیر دل

زہے شان دروازۂ شیر دل	کہ از رفعتش گشتہ گردون خجل
باین آستان تا شود سرفراز	سجود آورد مہر با صد نیاز
زفیض زمین بوسی آنجناب	بگیتی شدہ روشناس آفتاب
باین در بسایند شاہان جبین	بدر پایش باد دولت رہین

تعریف لعل محل

چو نام لعل محل کلکم آورد بزبان	شوند معنی رنگین بصفحہ لعل نشان

تعریف چیندن محل

کنم وصف چیندن محل چون رقم — بدستم شود شاخ چیندن قلم

گلن محل

بنگری بر گلن محل بو زند — کاختران فلک سلحداران
اندرو هر شب از پئی چوکی — می نشینند بخت بیداران

سجن محل

بیا زبان بحدیث سجن محل بکشا — که در بنائے سخن رفعتی شود پیدا
زہے عمارت عالی که از ره وسعت — بزیر سایهٔ خود داده عالمی را جا
بصحن وسعت و فرش گشته کند وری — کشاده رو چو کریمان زند بخلق صلا

دروازه قدم

اس دروازه مین حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم کا نقش قدم تها

کنم چون رقم وصف بینگ قدم — مرا از ره تبه بر لوح ساید قلم
سرے را رسد وصل این نقش پا — که هر دو جهان را بود رو نما

خرقهٔ مبارک و موی مبارک

اسی دروازهٔ مذکوره مین آنحضرت صلعم کا خرقه مبارک تها

ز موئے پیمبر سخن سر کنم — مشام دل و جان معطر کنم
در اوصاف این موی عنبر سرشت — رقم گشته ریحان باغ بهشت

این موی بسته دل اهل دین
همین ست تفسیر حبل متین

دولت محل

اس محل مین اہل دربار کا سلام ہوتا تہا

بہین رتبہ و قدر دولت محل	کہ دولت ازو یافت قدر و محل
درو فرش گردیده بخت بلند	ستاده بپا طالع ارجمند
درو مجلسی با سعادت قرین	ہمیشہ بدولت شده ہمنشین
ز ارباب دولت درو فوج فوج	ہمہ کار خود را رسانده باوج

ندی محل

یہہ محل موسی ندی کے کنارہ پر تہا

سا کنش تر دماغ بی مئی ناب	از ہوایش بسیر عالم آب
خادمش دم زند ز فیض بنا	ہمچو خضر و مسیح ز آب و ہوا

حسینی محل

یہہ محل باغ مین تہا

عیان گشته بر طرف این بوستان	حسینی محل ہمچو قصر جنان
بو و شبنمی بر بسر لاله زار	کہ شد سنبل از سایہ اش آشکار

حیدر محل

اس محل مین خاص امرا بادشاہ سے ملتے تہے

درو ہموارہ دولت خواہ بادا	مکان مخلصان شاہ بادا

محمدی محل

اس محل مین بادشاہ کا تخت جلوس تہا اور بادشاہ اس مین دربار عام فرماتا تہا

زہے تختے کہ از عکس جواہر	بسطح چرخ انجم ساخت ظاہر
ز رفعت تاج از گردون ستاند	بساق عرش نسبت را رساند
علو او بکرسی شد ہم آغوش	ملک را زیور و ہم زینت دوش

الٰہی محل

یہہ محل بادشاہ کی سیرگاہ تہا

وُرِ تاج رفعت الٰہی محل	کہ زو بر بلندیش گردون مثل
ببام فلک قدرش افکندہ فرش	بنایش بکرسی است مانند عرش
شدہ بوستان بطرفش عیان	بلی جای خلد ست بر آسمان
سر ہر درختش بعرش آشنا	ہم آغوش با سدرة المنتہیٰ
ز ہر شاخ نارنج و لیمو چنان	چو ماہ و ستارہ ز سبز آسمان
چو خوش گشتہ بر طرف آن لالہ زار	دو حوض مدوّر ز زر آشکار
بہر حوض فیلے طلائی عیان	ز خرطوم پیوستہ گوہر فشان
چنان این دو حوضند روشن ز آب	کہ گشتند روشن ز مہ آفتاب

امانت محل

یہہ محل خاص بادشاہ کا خلوت خانہ تہا

این خانہ کہ گشتہ ظل حق را مسکن	طور است ز منزلت کلیمش شدہ من
چون نیست مرا چو صلۂ جام لقا	با من دارد ہمیشہ در پردہ سخن

حیات محل

اس محل مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کی والدہ حیات النسا بیگم رہتے تہی

درین عصمت سرائے آسمان فر	وله	نیاید کس بجز ناموس اکبر
کشد زهره را پرده دار حیا	وله	ز پرده برون او فتد کر نوا
تا بود بر سپهر شکل نبات	وله	یاورش باد در زمانه حیات
تا که باشد نشان زما در دهر	وله	یاورش از نور چشم شاهی بهر
کم مباد از سرش بحق اله	وله	سایۂ قطب شاه عبد اللہ

داد محل

بادشاہ اس محل مین مظلومون کی فریاد سنتا تہا اور دادرسی کرتا تہا۔

زہے از شان این قصر عدالت	ایضاً	که در رفعت بود ہمتاے گردون
غلط گفتم که از بیم حوادث		بود در سایه اش ماوای گردون
خدیو دادرس از روے نمودار		چو نور مہر از سیماے گردون
تعالی اللہ ز حسن جلوۂ این ولربا منظر		که باقی از ہواے جانفزایش دہر فانی باد
ز مہر شمسه اش گردون سپند از شمس میسوزد		که ایمن این بنا از چشم زخم آسمانی باد
بصد خوبی برآمد آرزویش عاقبت از دل		زمین را از وجود این عمارت شادمانی باد

مولینا احمد کمانچه گر لاری اسیر

اسیر تخلص۔ مولانا احمد نام المعروف امیر قاضی برادر قاضی بہائی بیگ سفیر والی احمد نگر دکن۔ آپکا وطن اصلی لار تہا۔ شاہ عباس ماضی کے زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا ملازمان اکبر مین ملازمت اختیار کی۔ چند روز کے بعد اکبر آباد سے بہائی کے نزدیک دکن مین آیا۔ بہائی کے سایۂ عاطفت مین مدت تک رہا۔ نہایت خوشحالی فارغ البال تہا

حاصل سودا پریشانیت کاکل شاہد است آتش عشق از ہجوم گریہ کی گردد خموش	ولہ	تیرہ بختان با بگل از ند سنبل شاہد است شعلہ را از آب پیراہن بود دل شاہد است

شیخ معین الدین محمد اوحدی الدقاقی البلبانی الحسینی

اوحدی تخلص ۔ شیخ معین الدین محمد نام ۔ سادات حسینی سے ہین ۔ آپکا اصلی وطن بلبان ضلع گازرون ہے ۔ آپ شیخ ابوعلی دقاق کی اولاد مین ہین تقی اوحدی آپکے فرزند ہین ۔ آپ صاحب علم و ہنر و اہل وجد و حال تھے ۔ حقائق و معارف کے رموز سے واقف ۔ تصوف و عرفان کے مراتب سے عارف تھے ۔ شعر گوئی مین بھی استاد کامل تھے ۔ آپکا کلام مضامین تصوف و توحید مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے ہر ایک فقرہ و کلمہ سے جوش و خروش نمایان ۔ آپ وطن سے ۱۰۰۹ ہجری مین شہر قزوین مین وارد ہوئے ۔ شاہ طہماسپ ماضی کی خدمت مین باریاب ہوئے ۔ بادشاہ آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا ۔ آپکی تعظیم و توقیر کی انعام لائق و خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا ۔ آپ بادشاہ کی خدمت سے رخصت ہوکر شیراز مین آئے ۔ وہان چندروز قیام پذیر رہے پھر وہان سے ہندوستان آئے چند روز احمدنگر مین بسر کئے ۔ چنانچہ آپنے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ مین نے محسن ہمدانی کو احمدنگر مین دیکہا ۔ آخر وہان سے حیدرآباد دکن مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کے پاس پہنچے ۔ سلطان ذی مروت نے آپکی بڑی عزت و آبروکی ۔ اور منصب عمدہ پر ممتاز فرمایا ۔ آخر آپ ۹۷۹ ہجری مین حیدرآباد مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین دفن کئے گئے ۔ اوحدی تخلص کے کئی شاعر گذرے ہین ۔ اوحدی اصفہانی المتوفی ۷۴۸ھ ۔ اور اوحدی تقی بلبانی

از ریاض الشعراء

آپکا فرزند بہی دکن مین آیا ہے۔ احمد نگر مین فوت ہوا۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ

گر نخلِ بلند تو بتر ندا افتادہ است	ولہ	ہم تخم راست چو نخل تو بلند افتادہ است
آن نہ خالیست دل ماست کہ در زنخ گزند		بر سر آتش حسنت چو سپند افتادہ است
دام صیاد معین باز بخود می بالد		تازہ صیدیش ہما نا بکمند افتادہ است
در عشق بجز خونِ جگر ہیچ مخور		تا زہر تو ان خورد شکر ہیچ مخور
از نعمتِ خوانِ عیش لذّت خواہی		زنہار کہ غم بخور دگر ہیچ مخور

میر مومن ادائی یزدی

ادائی تخلص - میر مومن نام - سادات یزد سے تہا - عالم فاضل و ادیب کامل تہا علوم حکمیہ مسائل فلسفیہ مین مہارت تامّہ رکہتا تہا فلسفہ و معقول مین مشہور تہا علماء ظاہری نے اُسکو الحاد و دہریت کی طرف منسوب و متّہم کیا - وطن مین اسقدر تنگ ہوا کہ اُسکو وہان رہنا مشکل ہو گیا - آخر اوسط عمر مین عازم ہند ہوا - ہند مین چند روز بندر سورت مین رہا پہر وہان سے گولکنڈہ حیدر آباد مین آیا - سلطان قلی قطب شاہ کی خدمت مین باریاب ہوا - بادشاہ نے بڑی عزت و توقیر کی - میر مومن استرآبادی کی تائید سے منصب عمدہ پر مقرر کر دیا - مدت العمر گولکنڈہ مین خوش خرم رہا - آخر سنہ ۱۰۲۳ ہجری مین یہین فوت ہوا - بقول صاحب آتشکدہ سورت مین فوت ہوا - ادائی کا کلام ادا ہائے رنگین و انداز ہائے شیرین سے مملو ہوتا ہے

من اشعارہ

کبوتر برو سویش نامه چون کنم یارب	وله	که نتوانی با وگفتن سخنهائی زبانی را
چاشنی گیر زهر کاسهٔ این خوان گشتم	وله	خوش نمک تر ز سر انگشت پشیمانی هست
بی روئے تو روزی که رهم در چمن افتد	وله	دیوار به از سایه که بر روئے من افتد
این عمر بباد نو بهاران ماند	وله	این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان مزی که بعد از مردن		انگشت گزیدنی بیاران ماند
زشوق نامه نویسم را اشک پاره کنم	وله	دلی که نیست تسلی در وچه چاره کنم
تا در جسد مدینه جسمت شده جان	وله	دین تو گرفت قاف تا قاف جهان
در لفظ مدینه کز اعجاز تو چون		مشتق شده و گرفت دین را بمیان

میرزا اختر

اختری تخلص - یزد کے مشاہیر شعرا سے ہے۔ ریاض الشعرا کے مولف نے لکھا کہ اختری نشو ونما کے بعد عالم شباب مین علمائے یزد کی خدمت مین کتب علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہوا۔ تحریر و تقریر مین یگانہ۔ عالی دماغ و پاکیزہ خیال تھا۔ علم نجوم و جفر مین بھی مہارت تامہ رکھتا تھا۔ شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ نہایت ذکی و ذہین تھا۔ طبیعت فصاحت و بلاغت کے میدان مین جولانی کر رہی تھی۔ کلام فصیح و بلیغ ہوتا تھا۔ اسی شاعری کی بدولت شاہ عباس ماضی والی ایران کی خدمت مین پہنچا۔ مقربین کے زمرہ مین شریک ہوا۔ شاہی دربار مین معزز و مکرم تھا۔ اور شعرا مین ممتاز و سرفراز تھا۔ ائمہ اطہار و بادشاہ ذی اقتدار کے فضائل و مدائح مین قصیدے لکھے۔ چند مدت بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ پھر سیر ہند کا ارادہ کیا۔

ایران سے ہند مین آیا۔ میر جملہ شہرستانی کی جو قطب شاہیہ سلطنت کا مدار المہام تہا کی خدمت مین آیا۔ میر کے توسل سے بادشاہی دربار مین باریاب ہوکر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا منصب و صلۂ مناسب پایا مدت تک دکن مین عشرت و عیش کے ساتہہ زندگی بسر کرتا رہا۔ میر جملہ کے فوت ہونیکے بعد ایران گیا۔ وہان چند روز قیام کرکے پہر ہند مین مراجعت کی۔ حیدرآباد دکن مین مع الخیر پہنچا۔ ابوالحسن تانا شاہ کی سلطنت کا عالم شباب تہا۔ ابوالحسن خضری کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تہا آخر ۱۰۲۶ ہجری مین فوت ہوا۔ لنگر حوض کے قریب مدفون ہوا۔

من اشعارہ

روز محشر گر بود دستے شہیدان ترا
زان دم کہ چشیدم نمک خوان تمنا
ترسم کہ نا مدام نرساند صبا بہار
ہلاکم می کند در عشق بازی رشک پروانہ
حکم عشق ست کہ در کوی تو افغان نکنم
از درش بردم ابسل ہمرنگ آخر کار

کار خواہد بود مشکل طرف دامان ترا
ولہ
ہر چند کہ خوردم مژہ خون جگر داشت
ولہ
بدگرد جان کہ ہمرہ باد صبا نرفت
کہ گاہے رخصت برگرد سر گردیدنی دارد
تا ترا از ستم کردہ پشیمان نکنم
اختری چون گلہ از دیدۂ گریان نکنم

ایجاد مرزا علی نقی خان

ایجاد تخلص۔ مرزا علی نقی خان نام۔ نقد علیخان خطاب۔ آپ ہی فی الاصل قوم قاچار سے تہے آپ کے والد ماجد نقد علیخان کی جو شیخ علیخان وزیر شاہ سلیمان صفوی کے قرابتدار تہے کی غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کے عہد مین وارد دکن ہوے۔ غفران مآب سے

ملازمت حاصل کی۔ حضور نے آپکو بلحاظ علم و فضل حیدرآباد کی دیوانی پر مامور فرمایا
آپ دیوانی کا کام امانت و دیانت کے ساتھہ عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ انصاف پسند
و خدا ترس تھے مقدمات کی تحقیقات مین خوب غور و فکر کرتے تھے۔ اور رعایا کے حقوق کا
زیادہ لحاظ فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ کہتے تھے ایسا نہو کہ رعایا کے حقوق تلف ہو جاین
اور مین قیامت مین ماخوذ ہو جاؤن۔ ابتدا مین آپکے والد ماجد نے برہانپور
کو اپنا وطن قرار دیا تھا۔ عیال و اطفال و متعلقین کو وہین رکہا تھا۔

مرزا ایجاد صاحب ترجمہ کی ولادت دار السرور برہانپور مین واقع ہوئی۔ چنانچہ
خود اُس نے ایام شباب مین اپنی ولادت کی تاریخ کہی ہے

چو ایجاد سعادت مند از دار السرور آمد　　در اول حیدرآبادی شد و آخر کربلائی شد

نشو و نما کے بعد جب سن شعور و عقل کو پہنچا۔ کتب درسیہ علوم و فنون سے فارغ التحصیل
ہوا۔ تمام کتب متداولہ والد ماجد و دیگر علمائے زمانہ کی خدمت مین ختم کین۔ تکمیل
تحصیل کے بعد شعر و شاعری سخندانی و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکہا۔ والد ماجد سے
کلام کی اصلاح لیتا رہا۔ چونکہ طبیعت مین شاعری کا جوش و خروش موجزن تہا۔ اور ایجاد
معانی تازہ کا شوق برق افگن تہا۔ شیرین سخن کا فرہاد و نقدی کلام کا نقاد۔ معانی تازہ
کا موجد۔ و نازک خیالی کا مجدد ہوا۔ آپکے صفائی محاورہ نے گوہر گرانمایہ کو کم مایہ کیا۔ اور شیرین
کلامی نے چشمۂ حیات کو گوشۂ ظلمات مین گم نام۔ شعر و شاعری کے میدان مین ایسی جولانی
کی کہ امثال و اقران پر مقدم ہو گیا۔ اور اقسام کلام کے ایجاد مین اقدم شمار کیا گیا۔
آپ کے اشعار آبدار تازہ تازہ مضامین معانی رنگین مین سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگے
اور ہر ایک شعر سے نازک خیالی و جادو بیانی ٹپکنے لگی۔ دکن کے شعرا مین آپ کی شاعری

وسحر البیانی کا چرچا ہونے لگا۔ اور شعرا کے نزدیک آپکی لیاقت مسلم الثبوت ہونے لگی۔ آپکے معاصرین مین سے میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ و عبد الحکیم حاکم لاہوری۔ و واقف بٹالوی و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی۔ و عبد القادر مہربان فخری و عبد الوہاب و غیرہم تہے اور آپ نثر نویسی مین بہی منشی بے نظیر تہے۔ عبارت رنگین و مقفی لکھنے مین قدرت کاملہ رکھتے تہے۔ آپکے عمدہ عمدہ فقرے فصاحت و بلاغت مین تولے ہوے ہوتے تہے گویا ہر ایک فقرہ خوبی و حسن کے سانچے مین ڈہلا ہوا ہوتا تہا۔ آپ اور میر غلام علی آزاد بلگرامی کے فیمابین محبت و اتحاد کا رشتہ قائم تہا۔ باہم مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ جاری تہا۔ آپنے ایکوقت آزاد کی خدمت مین ایک قطعہ لکہا تہا۔ جسکے ہر ایک فقرہ کے عداد مساوی عداد کے میر غلام علی آزاد کے برآمد ہوتے ہین کل عداد اسم و تخلص چودہ سے چوالیس ہوتے ہین۔ مین قطعہ کے چند فقرے اس مقام مین گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین اُسکے مطالعہ سے لطف اُٹہائین۔ فقرات ذیل ہین۔

شاہ عالی عذبۂ کشور آزادی۔ اعلی مراتب اقلیم والانزادی۔ سلطان مملکت حق جوی و قناعت۔ فرمان روائے عالم دانا دلی و راحت۔ اورنگ نشین شرایع و یقین مہر آرائے محفل حلم و تمکین۔ سید صحیح النسب میمنت صفات۔ دلکش کلام رفیع الدرجات شمع المتفات و سلوک۔ چراغ انجمن ملوک۔ عزت خاندان کرام۔ فخر مجموع اعالی بلگرام۔ انتہی۔

آپ عالم شباب مین والد ماجد کے توسل سے عالی جناب غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ غفران مآب آپکی لیاقت و استعداد و طبیعت خداداد کے

ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور آپ کو چند روز مصاحبت مین رکھا۔ پھر حضور نے آپ کو لشکر فیروزی اثر کی کوتوالی پر مقرر فرمایا۔ اور کوتوالی سے فیلخانہ کی داروغگی پر منتقل کیا۔ اور تھوڑی مدت شہر حیدرآباد کی کروڑگیری کی خدمت پر مامور رہے جب آپکے والد ماجد نے ۱۱۶۴ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی تب آپ کو نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے والد مرحوم نقد علیخان کی جگہ خدمت دیوانی حیدرآباد و خطاب موروثی نقد علیخان سے سرفراز فرمایا۔ آپ خوش خلق و نرم دل تھے پاکیزہ مزاج و صاف طبع نیک محضر و حلیم الوضع تھے۔ مدۃ العمر کسی کیلئے برائی نہین چاہی۔ نہ کسیکو برا کہا جسکو پایا بھلائی سی کیا۔ اہل کن آپ سے مانوس تھے آپکو مدبر وامین جانتے تھے۔ کوئی اہل غرض یا بیغرض آپکی خدمت مین آتا۔ تو آپ نہایت حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے۔ عام و خاص کی حاجت روائی مین زیادہ کوشش اسباب کی فرماتے تھے کہ حاجتمندون کے کام نکلین۔ عوام الناس کی تالیف قلوب و غربا کی ہمدردی جسقدر ہوسکے کرتے تھے آپ کی شان آفرین کے لائق تھی افسوس فی زماننا انقلاب زمانہ سے عہدہ دارون کی یہ حالت ہے کہ ارباب حوائج سے متنفر رہتے ہین۔ اور ملاقات سے بیزار ہر چند کہ کوئی درماندہ آفت و گرفتار مصیبت عرض حالات کرے نہین سنتے۔ ذرہ برابر رحم نہین کرتے۔ بزرگان سلف کے حالات سے سبق لینا چاہئے۔ اور اسلاف کے قدم بقدم رہنا چاہئے۔ اسی پیروی مین ملک کی آبادی مالک کی نیکنامی ہے۔ اور آپنے اپنی دیوانی کے زمانہ مین کسی پر ظلم و تعدی و ناجائز قہر و غضب نہین فرمایا۔ اور آقا کے اطاعت گزار و تابعدار رہے۔ کبھی آقا کی اطاعت کے دائرے سے قدم باہر نہین رکھا۔ جو آقا نے فرمایا سر آنکھوں پر رکھا۔ اگر مالک کوئی حکم خلاف منشا فرماتے

اسکی تعمیل کا اقرار کرکے حکمت عملی سے مالک کو ایسا سمجہا تا کہ مالک خود کہدیتا کہ حکم سابق
کو منسوخ کرنا چاہئیے ۔ دستور الوزرا کے مولف نے بادشاہ و وزیر کے اتفاق کی بابت
ایک جملہ تعریف و آفرین کے لائق لکھا ۔ وہ یہہ ہے وہ وزیر مبارک وزیر ہے جس سے
بادشاہ و رعایا خوش ہون ۔ اہل دکن کے نزدیک آپ اسی قسم کے وزیر تھے ۔ کہ آپکی
دیوانی کے عہد مین دکن کا ملک سرسبز و سیراب تہا ۔ آپکا سنہ رحلت کسی تذکرہ نویس
نے نہین لکھا ۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۸۵ھ کے قریب فوت ہوئے ۔ اولاً
حیدرآباد مین امانتہً مدفون ہوئے ۔ ثانیاً آپکے قرابتدارون نے لاش کو کربلائے معلی
روانہ کیا ۔ وہان کی خاک پاک مین دفن کئے گئے ۔ آپکے یادگار تین فرزند ہوشمند
و خداوند عقل و شعور تہے ۔ علی نقی خان انصاف و مہدیعلیخان تہور و باقر علیخان افسر
ہر ایک کا ذکر مستقل اس تذکرہ مین آئیگا ۔ آپ صاحب دیوان تہے ۔ آپکا دیوان و
کلیات قلمی نواب سر سالار جنگ وزیر مرحوم کے کتبخانہ مین موجود ہے ۔ اب مین
آپکے دیوان سے اشعار ذیل شایقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون
آپ فارسی و اردو دونو زبان مین کلام موزون فرماتے تہے ۔

من اشعارہ الفارسی

ما نگوئیم کہ از حلقۂ تقدیر بر آ		لیکن از دائرہ عقل و تدبیر بر آ
با کمان صحبت اگر راست نیاید بگذر		از کمانخانۂ این طائفہ چون تیر بر آ
در مزاج امر اگر تو در آمد خواہی	ولہ	جرم بر خویش بگیر از در تقصیر بر آ
ہر شب نگار تازہ آمد بدست من		ایجاد کردہ اند برنگ حنا مرا
تو در دل نعم دمی من آسطرف میرفتم از شوقت	ولہ	عبث بیہودہ عمرے کردہ ام تحصیل حاصل را

چون بخاطر برسد پامالی خون حنا	وله	دست و پا گم میکنم در فکر مضمون حنا
در هر جگری هست خراش سخن ما		الماس تراشی ست تراش سخن ما
ماه من در خانهٔ ایجاد هر شب میروی		رفتن آنجا یک شبی موقوف کن اینجا بیا

حرف بای موحده

کدام شمع بفانوس دل تجلی کرد		که هوش از دل پروانه ها پرید امشب
بروی شاهد پروانه شمع را دیدم		که چادری ز گل داغ می کشید امشب

تای منقوطه

دل که در گریه گرم بی تابی ست	وله	سر و کارش بهر دم آبی ست
یاد آمد و می به شست و شباب رفت		عمر عزیز حیف باین اضطراب رفت
ای داغ دلم چشم تماشائی قیامت	وله	لخت جگرم لالهٔ صحرای قیامت
سر زلف دگر سلسله جنبان شده است	وله	که حواس من دیوانه پریشان شده است
هر طرف می نگرم چشم خوشی می بینم		نرگس امسال درین شهر فراوان شده است
جوش موج گل این فصل نپرسید ز من		عندلیبان چه بگویم که چه طوفان شده است
خط رخسار تو زیبائش خاصی دارد		متن این باغچه گل حاشیه ریحان شده است
شمع رویان بسر تربت مجنون جمعند		امشب ایجاد درین دشت چراغان شده است
طالعم برگشت و بخت انتظارم برگشت	وله	نامه برگشت و خط برگشت و یارم برگشت
از پر همای ابرست داریم چتر شاهی	وله	این سایه بر سر ما از دولت بهار است
پیر گشتی و هوسهای جوانانه بجاست		صبح روشن شد و تاریکی این خانه بجاست
همچو طفلی نزد ایجاد بادسنگی چند		از چنین شهر برون رفتن دیوانه بجاست

سبک آید بنظر هر که تهی مایه شود　　همچو آن کیسهٔ منعم که ز درهم خالی است

وله

ایجاد مفلسی تهی و جز نام اهل بیت　　چیزی دگر بخانهٔ من هم نمانده است

وله

از هیچ دری بسکه ندیدیم گشودی　　ایجاد دل ما ز همه باب گرفته ست

ابر است و هوای خوش باران بهار است　　بر باده کشان ریزش احسان بهار است

تا غنچه دلش وا شود و گل کند آرام　　باد سحری مروحه جنبان بهار است

وله

بی کشتی و می جانب صحرا نتوان رفت　　امسال که جوش گل و طوفان بهار است

وله

عصری رسید زاهد و موقوف شد شراب　　گفتم برو نماز بکن آفتاب رفت

وله

چون غنچه و گل ایجاد مقسوم ما زین باغ　　از دولت بهاران دستار نیست و قبا نیست

قدر مجنون را کسی داند که همچون گردباد　　خاک بر سر گرد با عمری در بیابان گشته است

وله

در متانت که گران سنگ کسی نیست چو من　　کوه اگر هست کمربستهٔ تمکین من است

وله

احوال اشک خود چه مفصل کنم بیان　　دریای شور مجملی از ماجرای اوست

ایجاد رحم نکرده بمشهد روانه شو　　من ضامنم رضای خدا در رضای اوست

وله

هیچ خوفی هم نکرد از باطن پیر مغان　　آبروی دختر رز زاهد بی پیر ریخت

وله

نیست از کسی عجز و غرور من و تو　　قصهٔ شاه و گدا در همه جا مشهور است

وله

پان مسی که بر لب او رنگ تازه ریخت　　نقاشی تبسم و پروانهٔ بوسه است

عیش با تفاق در عالم　　صحبت بی نقاب محبوب است

وله

پیری و گریهٔ سحرگاهی　　شب ماهتاب و عالم آب است

وله

بر خطش رو گذاشتم همه شب　　بوی ریحان علاج بیخوابی ست

چندان عرق ز شرم بریزم که بشوید　　از گرد گناه همه سیمای قیامت

پادشاهی گدای درویشی ست	وله	سر دولت بپای درویشی ست
خواب شیرین و شکر آرام		در نی بوریای درویشی ست
بیشتر خلق ز هم شکوه چه گفتارند		ورنه کس را ز کسی کم گله خاموشی ست
چندی چو مرغ قبله نما چرخ میزنم	وله	آخر برب کعبه قرارم بسوی تست
میرسد پیغام دل هر دم که هامون از من است	وله	اشک می گوید بروی من که جیحون از من است
اگر تقصیر کردی معذرت خواه	وله	که ترک معذرت تقصیر ثانی است
دل به تسلیم و رضا کار خود آراسته است	وله	از خدا خواسته ایم آنچه خدا خواسته است
گفته بودی که فراموش نیادت نکنم	وله	کرده گر تو فراموش مرا خود یاد است
زن طبیعت از دم گیرای ما آگاه نیست	وله	جوهر شمشیر ما را مرد میداند که چیست
باز آن شوخ بکاشانهٔ من آمده است	وله	دولت رفته من خانهٔ من آمده است
رفتم و گرد سر یار شبی گردیدم		گفت با شمع که پروانهٔ من آمده است
شدم بمیکده و بدم شراب نوشیهاست	وله	میان باده و خم طرفه گرم جوشیهاست
قبای پرده دری باب بدقماشان است		لباس مرد هنرمند عیب پوشیهاست
دیدم ز عین مردمی او دل بروی من	وله	چشم تو قسم بنگاه نخست تست
این دست و پا شکسته سر جنگ روزگار		محتاج مومیای لطف درست تست
میخرامی بسر خاک شهیدان امروز	وله	بزمین خوردن دامان بلی چیزی نیست
تنگ پوشیده امروز برنگی که چو گل		جامهٔ نازک خوشبوی تو جز بدن ست
ضعفم چنان گرفته که در وصف نیار		گویم اگر قصیده مجال گریز نیست
بشکل مجلس آئینه می آئی		نگاه هر یکی بهر خود نمائی است

امیدوار بپیری خویش هر جوان | شب خواب هیچ کس نکند بی خیال صبح
وقت آخر چون رسد رونق ز دولت میرود | گشت بر من روشن آن حرف از فروغ ماه صبح

ردیف دال مهمله

نباشد گر کسی را دوست کس خود بکار آید | برای آشنا باید بپای آشنا افتد
وله
ذکری ز نمکدان لب یار نباشد | در مجلس ایجاد چه شوریست ببینید
وله
در بتخانهٔ حسن برهمن زاده دیدم | ملاقات من و آن سنگدل آنجا فدائی شد
وله
بسان کفش زردوزیست ممسک جفت با دنیا | بحلقش گر گذاری پا کسی از زر دست بردارد
وله
غریبی گر کند یاد وطن بسرور میگردد | دلم دار السرور از نام برهانپور میگردد
وله
نفس در کش گر از بحر حقیقت گوهری خواهی | بدریا چون رود غواص دم در خویشتن دزد
وله
آن نباتی جامه گر با بنده هم بالین شود | بند بندم یکقلم چون نیشکر شیرین شود
سختی دوران گران بر خاطر هموار نیست | صفحهٔ کاغذ ز نقش کوه کی سنگین شود
وله
چالاکی نگاه تو نازم که سوی من | دیدی چنانکه چشم ترا هم خبر نشد
وله
خاطر خود جمع دار ای غنچه لب نامه‌ام | خود بخود مکتوب من مانند گل وا می شود
وله
سرمهٔ پیراهنی در مجلس ما دوش بود | چشم از دیدار روشن بود خاموش بود
وله
ایجاد در حضور شریعت پناه عشق | بی مهر داغ محضر دل معتبر نشد
وله
ترکیب لب لعل تو بی سبزهٔ خط نیست | حرفی ست که یاقوت با سنگ ندارد
وله
هر کسی در صفت حسن تو بیتی میخواند | شعر برجستهٔ من مطلع ابروی تو بود
وله
نرگس چیزی گرفتم همچنین سنگ میداند | کف دستم را ز استغنا کجا رنگ حنا گیرد
شیشه در دست جوان ساقی گلفام رسید | هوش رفت از سر مستان که پریزاد آمد

این دل صافی که من دارم ز آئینه بس است
وله
بلکه در اقبال پهلو با سکندر می زند

روز حشر ایجاد من در سایهٔ مهر علی
خیمه خود بر کنار حوض کوثر می زند

وله
مو سفیدی نمک زندگی پیران است
ماهتاب طرف صبح بهاری دارد

وله
چشم دل مردمک دیدهٔ جانم کردند
هرچه منظور نظر بود به بیانم کردند

لاله زارے بمن از داغ عطا فرمودند
رونق محشر خونین کفانم کردند

وله
اگر با قامتش دعوی کند سرو
الهی حرف او بالا نگردد

کس اول گرد باید گر بگردد
بگرد کعبهٔ گردد یا نگردد

وله
سرکشی آن قد رعنا دارد
ناز بر عالم بالا دارد

گل دیدار شگفته است امسال
باغ نظّارهٔ تماشا دارد

بے تامل سفر از خویش کنید
راه اندیشه عمرها دارد

وله
هرگز سخنے نکردی ارشاد
از دست خموشش تو فریاد

وله
از خانهٔ خود نگردیم دور
عمر تو دراز خانه آباد

وله
ما را چو کمان بهر کشیدی
این خانهٔ الفت تو آباد

وله
در چمن یار گلعذار آمد
رنگ بر چهرهٔ بهار آمد

وله
راست می گوید اگر سرو که همدوش توام
بر سر دعوی خود مصحف گل بردارد

وله
قید هستی غم سنگین جانے دارد
دوش آزادی ما بار گران دارد

تو محیطی همه لب تشنهٔ دیدار تواند
چون حباب آئنه دل جمله هوادار تواند

حرف راء مهمله

پوشش خود سفیدان گلبدن از ناز کرد		رنگ از روی بهار یاسمن پرواز گیر

حرف زاء معجمه

اگر مطلب ز خط او نمی بود		نمی شد در جهان هرگز سخن سبز
شهید حسن سبزم گشته ام ایجاد		به محشر می کنم رنگ کفن سبز

حرف شین معجمه

ای مصور از لباس یار دامانش بکش		بر رقیبم دست اگر یابی گریبانش بکش

حرف صاد مهمله

گرش حشمت تماشای شب و روز منست		همچو آن مردم که بینند صبح و شام رقص

حرف لام

چشم زخم مردم عالم اگر منظور نیست		مهر شبنم چرا بستند در بازوی گل
در هوای گلرخان هر کس که زیر خاک شد		بر مزار او بیفشانند بر روی گل

حرف میم

پریشان میشود خاطر مبادا زلف بگشائی		من از شبهای تاریک و دراز تار می ترسم
از دست همدمان در شکوه لب نرم ولی	وله	یکدم کسی همچو بی تصویر نشنیده ست آوازم

حرف نون

با وصف نام همچو نگین در تمام عمر		یکجا نه دست داد برای نشست من

حرف یاء

نیستی در بحر هستی جز حباب زندگی		دم غنیمت دان بکن جم در اخراب زندگی

زود تر آ ئی جمع اند بکاشانۂ ما | با مید نمک لطف تو مہمانی
نہ بسر والفتی دار ی نہ سوئے لالہ می بینی | صراحی در بغل ساغر بکف مستانہ می آئی

من اشعاره الہندی

اب کے ترے گہر جو آئین گے ہم
پہر یہان سے کہین نجائین گے ہم

مانند نسیم تجکو ہر صبح
اے غنچہ وہان ہنسائین گے ہم

جو تیری زبان سے آئے کہیو
ٹک منہ سے تو منہ لگائین گے ہم

پی کر ترے منہ کی گالیان ہی
ان ہاتون کی مار کہائین گے ہم

لوہو ترا پانی کر کے تجہکو
بادہ کی جگہ پلائین گے ہم

پہر ہم کہے یہ تیری خاطر
یہ جو کہین سب اُٹہائین گے ہم

اب تو ری بندگی ہین آئے
جسطرح اُٹھے اُٹہائین گے ہم

سن یار کہا کہ تجہکو ایجاد
ان جانون سنتی دکہائین گے ہم

نوحہ سید الشہدا لئے امام حسین علیہ السلام

جان و دل قربان شاہ کربلا
من بلا گردان شاہ کربلا

من نشینم رفتہ چو نقش قدم
بر در ایوان شاہ کربلا

لعنت حق ای وفاداران کنید
بر جفا کاران شاہ کربلا

شاخ مرجان ریش در خون طپید
گوہر غلطان شاہ کربلا

مصحف حق را سجاوندی نمود
سرخی قرآن شاہ کربلا

آخر از فرمودۂ شاہ نجف
می شوم مہمان شاہ کربلا

جا مرا در صفحۂ خود مید ہند
بوذر و سلمان شاہ کربلا

ساقیٔ کوثر مرا مدہوش کن | از مئی عرفان شاہ کربلا
این مقرنس چرخ مخروطی بود | گوئے از چوگان شاہ کربلا
می کند خورشید ہم کسب ضیا | از مہ تابان شاہ کربلا
از رحمنت گوہر نیسان بود | ریزش احسان شاہ کربلا
سبحہ گردید ست باخود سجدگاہ | طینت پاکان شاہ کربلا
خانہ اش باب السلام جنت ست | ہر کہ شد دربان شاہ کربلا
یا علی ایجاد را محشور کن | با عزاداران شاہ کربلا

افصح - میر محمد علی

افصح تخلص - میر محمد علی نام مشہدی الاصل سادات رضوی سے ہین - تذکرۂ بے نظیر کے مولف نے لکھا کہ آپ کے جدامجد سید اختیار امیر تیمور گورگان کے عہد مین توران سے شہر سبزوارمین آئے - مدت تک وہان سکونت پذیر رہے - جب امیر تیمور خراسان کو فتح کرکے شہر سبزوارمین آیا - سید موصوف کو بلحاظ شرافت حسب ونسب اپنے ہمراہ سمرقند مین لایا - بقول بعض خراسان سے شہر سبزوارمین لایا - اور اپنی دختر سے شادی کردی - اور شہر سمرقند یا شہر سبزوار کی قضا پر مامور فرمایا - سید مذکور تا مرگ اسی خدمت پر بحال رہا - پھر سید کی رحلت کے بعد اُنکی اولاد بھی وہان معزز خدمات وعہدون پر کامیاب ہوتے رہے - اور خاص قضا کی خدمت کا سلسلہ بھی آپکے خاندان مین نسلاً بعد نسل مسلسل رہا - امیر تیمور کی قرابت کی وجہ سے آپکے اولاد کے نامون کا تاج لفظ سلطان ہوا آپکے والد سلطان شاہ مرزا عالمگیری زمانہ مین

وارد ہند ہوئے۔ سربلند خان میر بخشی کی لڑکی سے شادی کی۔ شادی کے بعد مخاطب بہ شاہنواز خان ہوا۔ میر افصح سربلند خان کی لڑکی کے بطن سے ہند میں پیدا ہوا۔ ہند ہی کی زمین میں نشوونما پایا۔ اور تربیت و تعلیم بھی یہیں پائی سنہ شعور کے بعد کتب درسیہ اساتذۂ زمانہ سے پڑہیں۔ عالم جوانی میں تحصیل علوم و تکمیل فنون سے فارغ ہوا۔ ذہین و ہوشیار فہیم و ہونہار تھا موزون الطبع و سنجیدہ وضع تھا۔ شاعری کے میدان میں ایسا قدم بڑہایا کہ معاصرین سے چند قدم آگے بڑہ گیا۔ گل رعنا میں لکھا ہے کہ حسن اتفاق سے ہے کہ ۱۱۵۲ھ ہجری میں شہر لاہور میں رونق افروز رہا۔ تذکرہ مردم دیدہ کے مولف حاکم نے لکھا کہ میں میر افصح سے لاہور میں ملا شاعر خوش مزاج و لائق ہے حسن اخلاق و تواضع میں فائق۔ لیکن جسقدر لیاقت رکھتا ہے اس سے زیادہ کا مدعی ہے شعرائے لاہور نے میر کی تحریک طرح پر مشکل زمین میں اکثر غزلیں کہیں۔ وہاں چند مدت مشاعرہ کا لطف رہا۔ یاران ہم مشرب کا جلسہ غنیمت تہا۔ پھر آپکے والد شاہ مرزا و میر افصح غفران مآب نواب آصفجاہ مرحوم اول کے ہمراہ دکن میں آئے۔ ڈاک چوکی کی داروغگی پر مقرر ہوئے۔ اور میر افصح بھی اہل مناصب میں مامور ہوئے۔ پدر و پسر دونوں غفران مآب کی ملازمت و رفاقت میں رہے۔ جب ہمت یار خان ناظم صوبہ بیجاپور ہوئے۔ آپ بھی مع والد با جد ناظم صاحب کے ہمراہ معین ہوئے۔ مدت تک ناظم صاحب کے ہمراہ ہمت و جوانمردی سے بسر کرتے رہے۔ آخر جب ناظم صاحب ہمت خان افغان مہدوی حاکم کرنول کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے۔ میر افصح مع والد ہمرکاب تہے۔ حاکم کرنول سے سخت جنگ ہوا۔ طرفین سے اکثر مقتول و مجروح ہوئے۔ اسی معرکہ میں میر افصح اور اُن کے والد شاہ میرزا مقتول ہوئے۔ صاحب مردم دیدہ نے لکھا کہ یہہ واقعہ ۱۱۶۴ھ یا زیادہ سے چون میں

واقع ہوا۔ اور دیگر مولفین نے لکہا کہ سنہ گیارہ سو پچاس مین الخ اوّل کا قول صحیح ہے اسلئے کہ مردم دیدہ کا مولف میر افصح کا معاصر ہے۔ جو لکہا ہے اسکا مشاہدہ ہے۔

من اشعاره

نمک بوسہ بر آن زند قدح نوش حرام ۔۔ کہ فراموش کند حق نمکدان ترا

وله

نیست پیرایۂ ہر تیرہ درون جامۂ فقر ۔۔ رسم آئینہ دلانست نمدپوشیہا

وله

شود معلوم ظرف نیک بد وقت سخن گفتن ۔۔ نمی باشد صدائے کاسۂ چینی سفالی را

وله

آہم مباد آن قد برجستہ رستہ است ۔۔ چون نیشکر ز خاک کمر بستہ رستہ است

وله

ببزم اہل تمیز در آ تماشا کن ۔۔ برین مرقع تصویر یک قلم صاد است

وله

منور است ازان نور چشم دیر و حرم ۔۔ کہ این چراغ میان دو محفل افتاد است

وله

شکر خدا کہ دیدۂ شاہد پرست من ۔۔ ہر چند بت پرست بود خود پرست نیست

وله

مرا کہ ابلق ایام زیر فرمانست ۔۔ چہ غم کہ توسن گردون ستارہ پیشانیست

وله

ہر دلبرے کہ دل نبرد مایۂ غم ست ۔۔ سروے کہ جلوہ نکند نخل ماتم ست

وله

از می تہی مباد کہ در چشم اہل ذوق ۔۔ پیمانۂ بے شراب ہلال محرم ست

وله

تا خرامان بچمن آن دلجو شدہ است ۔۔ سرو انگشت تحیر بلب جو شدہ ست

وله

ز خون بیگنہ تا ہنوز گلگون ست ۔۔ بہ تیغ یار چہ حاجت غلاف مخمل سرخ

وله

دل خرابی می کند از زلف تدبیرش کنید ۔۔ دست و پائے میزند دیوانہ زنجیرش کنید

آسمان خم بر سر کوئے تو از تعظیم شد ۔۔ عمر این محو ارادت صرف یک تسلیم شد

وله

نہ از رخت عرق از گرمی شراب چکید ۔۔ ستارہ آب شد از شرم آفتاب چکید

وله

چون رخت از می عرق افشان شود ۔۔ خانۂ آئینہ چراغان شود

دل عبث می خواہد از دور فلک عیش مدام	وله	آرزوے می کسی از شیشهٔ وارون نکرد
بدا و حق نبود شرط مومن و کافر	وله	که ابر کعبه گہے در فرنگ می بارد
دل بے درد چه اندیشهٔ نقصان دارد	″	موی چینی نشود از غم ایام سفید
خط مشکین بگرد حسن گلفام این چنین باید	وله	تکلف برطرف صبح اینچنین شام اینچنین باید
مرا در حلقهٔ زلف تو نرگس بے تحسین کرد	″	که صیاد اینچنین صید اینچنین دام اینچنین باید
شہید زہر نگاه که گشته افصح	وله	که ہمچو رنگ حنا شد ترا رگ جان سبز
بجز تصور چشم تو نیست در دل من	وله	شگفته است درین باغ یک قلم نرگس
کسے که کشته نگردد به تیغ دلبر خویش	وله	سزد که تیر خورد ہمچو ماہی از پر خویش
گردن دعوی بکش در بزم ادب	وله	میرسد آخر به پستی سرفرازیہاے شمع
در محفل که حسن تو روشن کند چراغ	وله	پروانہا به شمع نویسد بمہر داغ
بر من کاسهٔ سودا شده زان سبزه خط	وله	که خیالات فزون می شود از نشهٔ بنگ
تا دیده شبے سنبل گیسوے تو در خواب	وله	مشہور چمن شده پریشان نظری گل
در طریق راستیہا کرده ام از سر قدم	وله	گرچه ہمچو خامه در ظاہر محرف میروم

امین - امین الدین علی

امین تخلص - امین الدین علی نام - مہدی علیخان خطاب ہے - آپ سید مبارک خان بخاری قلعدار دولت آباد کے قرابتداروں میں سے ہیں - عالم فاضل فارغ التحصیل تھے - فضائل وکمالات صوری معنوی سے موصوف تھے - شعرگوئی و سخن سنجی میں لاثانی شمار کیے جاتے تھے - ذی استعداد صاحب سواد - خوش رفتار و خوش گفتار -

فقیر دوست و غربا پرور آشنا پرست و مہمان نواز تھے۔ آپکا کلام دلچسپ و پسند ہوتا تھا آپ کی غزل و مثنوی کو شعرا کا عذر زمہ سمجھتے تھے۔ آپ غفران ماب نواب آصفجاہ اول کے منصبداروں مین ممتاز تھے۔ منصب مناسب خطاب و مراتب سے سرفراز ۱۱۷۷؁ ہجری تک زندہ رہے آخر ۱۱۷۸؁ ہجری مین فوت ہوے۔ دولت آباد مین دفن کئے گئے

من اشعارہ

چہ قدر صید دل تواند کرد ۔ دربرش تا لباس بادامیست

ولہ

نہ چمن نہ غنچہ نہ گلزار میخواہم دلم ۔ چہرۂ سبز پیچ یار میخواہد دلم
بادۂ صاف کنار آب مہتاب خوشی ۔ ساقی امشب نشئہ سرشار میخواہد دلم
بسکہ دلچسپ است شیرین کارقند لبش ۔ بوسۂ زان لعل شکربار می خواہد دلم
دلربائے شوخ و شنگ ہرچند دلرا می برد ۔ دلبر دلدادہ را بسیار می خواہد دلم

ولہ

گر بے تو خورم شراب جانان ۔ جان سوزد و دل کباب جانان
در یاد تو میدم بہر سو ۔ چون نشئہ کہ بر شراب جانان
شاید کہ رسید روز وصلت ۔ دارد دلم اضطراب جانان

انسان شیخ غلام مصطفی مرادآبادی

انسان تخلص ـ شیخ غلام مصطفی نام ـ قوم کنبوہ آپکا مولد و منشا مرادآباد ہے انسان کامل عالم فاضل جامع معقول و منقول تھا ـ شعر و شاعری مین مقبول تھا کتب معقولات ملا قطب الدین سہالوی و شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے تحصیل کی تھین ـ ملا کے ارشد تلامذہ سے تہا ـ اور حدیث کی سند کا سلسلہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے

پہنچا ہے۔ اور شیخ جان محمد صاحب قادری دہلوی کے مرید و خلیفہ شیخ کملائے زمانہ و اولیائے عصر سے تہے۔ علوم درسی کے سوا علم طب نجوم و فنون خوش نویسی و شانہ بینی وغیرہ مین مستعد کامل تہے۔ اکثر براہمہ ہند مسائل نجوم مین آپ سے امداد و اعانت لیتے تہے مسائل غریبہ و عجیبہ کو نہایت آسانی و سہولت سے حل کر دیتے تہے۔ ہندی مین شعر و دوہہ خوب کہتے تہے۔ فارسی مین آپکا کلام توحید و تعرف و سلوک تصوف کے مضامین سے مملو ہوتا تہا۔ کلام کی بندش و ترکیب نہایت درست ہوتی ہے میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکہا کہ جمیع علوم و فنون کی کتابین انسان کے سینہ مین محفوظ نہین۔ آپکا علم سینوی تہا نہ سفینوی۔ آپکے پاس کوئی کتاب نہین تہی۔ جو کچہہ علوم و فنون سے تہا آپکی زبان پر از بر تہا۔ درس و تدریس کیوقت فوائد زوائد مع حل و شرح سامع کی حیثیت کے موافق بیان فرماتے تہے۔ اکثر طلبۂ علوم و فنون دیار و امصار سے آپکی خدمت مین آتے تہے اور آپ سے علوم و فنون کی کتابین پڑہتے تہے۔ مسائل مختلفہ و مقامات مشکلہ کو آسانی کے ساتہہ حل کر لیتے تہے۔ آپ مدۃ العمر نوکر پیشہ رہے عالمگیری زمانہ مین ہند سے دکن مین آئے منصبداری صیغہ مین مامور ہوئے۔ مدت تک اسی ملک مین گزارے۔ آخر نوکری ترک کر کے بلدہ ایلچپور برار مین آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ یہان ایسے جمے کہ مرکے اٹہے۔ یہان ایک جوان خوشرو دیہاتی پر فریفتہ ہوئے۔ اور اس سے تعلق خاطر ہو گیا۔ اسی محبوب کے دروازہ پر اقامت گزین ہوئے۔ اتفاقاً یکایک وہ جوان مر گیا۔ آپ کو رنج و غم کا سخت صدمہ ہوا۔ اسکے رنج مین زندہ درگور ہوئے۔ کثرت غم سے دیوانہ بنگئے۔ آبادی سے نکل کر صحرا نوردی اختیار کی۔ انہین ایام مین آپکے استاد مولینا قطب الدین سہالوی

جو زیارت حرمین شریفین سے مراجعت کرکے آرہے تھے بلدۂ ایلچپور مین وارد ہوئے لوگون سے شاگرد رشید انسان کا حال پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ ہوگیا ہے آبادی سے دور ویرانون مین رہتا ہے۔ مولٰنا نے فرمایا کہ اسکو میرے پاس لاؤ۔ لوگون نے عرض کیا کہ وہ آبادی مین ہرگز نہین آئیگا۔ ہم کو دیکھتے ہی فرار ہوجائیگا۔ مولانا نے ایک رقعہ لکھا ایک شخص کو دیکے کہا کہ یہ رقعہ انسان کو دکھلاؤ۔ آپ نے رقعہ مین یہہ فقرہ جو عرب کے نزدیک ضرب المثل ہے کہ اطرق کری اطرق کرا ان النعامة فی القری کہ یہ مثل اس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو اپنے نفس پر نازان ہو۔ یا اس شخص کے نسبت جو کلام لطیف و نرم سے دام فریب مین آجائے۔ اس مثل کی اصل حقیقت یہ ہے کہ کری ایک پرندہ مثل کبک دری کے ہوتا ہے عرب جب اسکے شکار کا ارادہ کرتے ہین تب آہستہ آہستہ یہ فقرہ بولتے ہین اطرق کری الخ وہ آواز سنکے زمین سے دبکے پیوست ہوجاتا ہے۔ پس اسپر چادر ڈالدیتے ہین اور اسکو آسانی سے شکار کرلیتے ہین۔ پھر عرب کے نزدیک یہ مثل شخص فریب خوردہ کے نسبت مستعمل و مروج ہوگئی۔ ھذہ ماخوذة من ضرب الامثال للمیدانی۔ حسب ہدایت ملا صاحب شخص مذکور رقعہ لیگیا۔ اور انسان کو دکھلایا۔ انسان رقعہ کو دیکھتے ہی مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مولانا سے نیازمندانہ ملا۔ پھر ملا صاحب ہندوستان روانہ ہوئے۔ انسان بدستور سابق دشت و صحرا مین پراگندہ و پریشان گہومنے لگا۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ انسان نے انتقال سے تین سال قبل ترک لباس کیا تھا۔ صرف ایک قمیص پر اکتفا کیا ہوا تھا۔ ایک رات اول وقت مین خواب مین دیکھا کہ کوئی ہاتف غیبی کہتا ہے۔ ارحل خلیلی من بعل خابرا۔ یعنے

نیک مرد وہ شخص ہے جو امر خیر کرے۔ آخر ١١٤٢ھ ہجری مین فوت ہوا۔ بلدہ ایلچپور مین
شاہ عبد الرحمن عرف رحمن شاہ دولہ غزنوی کے مزار کے قریب مدفون ہوا۔ اور
گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آقا محمد امین ایلچپوری متخلص بوفا آپکے ارشد تلامذہ
مین تہے۔ نقل کرتے ہین کہ ایک وقت ناصر علی ہندی و انسان باہم ملے۔ مکالمہ مین
ناصر علی نے استادون کے اشعار مین عیب جوئی و نکتہ چینی شروع کی۔ انسان نے
فرمایا کہ آپ ساتذہ کے کلام مین عیوب نکالتے ہین۔ اور اپنے کلام سے خبر نہین رکہتے
چنانچہ آپکے اس شعر مین ؎

تا مذہ ام بینائے می بر طاق و حسرت می کشم ۔۔۔ توبہ گستاخی است شرم از روی رحمت می کشم

شرم کشیدن خلاف محاورہ ہے۔ اس مقام مین خجالت کشیدن چاہیئے۔ کہتے ہین کہ
ناصر علی سخت نادم ہوا۔ جلسہ برخاست ہوا۔ انسان سلام علیک کہکر چلتے ہوئے۔

من اشعارہ

نہ بر راہ نو تنہا دارد از نرگس چمن چشمی ۔۔۔ بود با دام چشمی لالہ چشمی یاسمن چشمی

ولہ

بازی عشق است می باید بسامان باختن ۔۔۔ ہر سحر چون صبح جان تازہ خندان باختن

ولہ

چہ عجب در روش دہر گر افتاد خلل ۔۔۔ پیر شد چرخ ازان گشت دماغش مختل

ولہ

روشن دل و وابستہ مذہب چہ کمالست ۔۔۔ ہر چہ مقابل شود آئینہ ہمانست

در شان علی بحث کند شیعہ و سنی ۔۔۔ حقا کہ علی برتر ازین ہر دو بیانست

انسان چو مسمی شود از اسم الٰہی ۔۔۔ ناچار ز افزون شدن عبد بر آنست

در اسم علی چون کہ نبی عبد نیفزود ۔۔۔ بنگر کہ درین پردہ عجب رمز نہانست

ولہ

ہستی شخص عدم چو آئینہ بہ پیش ۔۔۔ عالم بمثال عکس ہیچو بیش ہیچو خویش

انسان بمثل چو چشم عکس است درو　　آن شخص عیان نموده پاک از کم و بیش

انسان نے اس رباعی مین وحدت الوجود کا مسئلہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اس رباعی کے شرح تذکرہ سرو آزاد مین لکھی ہے۔ مین یہان اُسکا ترجمہ ناظرین کے ملاحظے کے لئے گزارش کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظے سے مستفید ہون۔

قولہ ہستی۔ اصطلاح صوفیۂ کرام مین ہستی سے حقیقت حق مراد ہے۔ اسکو اُس شخص سے تشبیہ دیتا ہے جو اپنی ذات کو آئینہ مین مشاہدہ کرے۔ دونون مین وجہ تشبیہ جامعیت کثرت ہے۔ مشاہدہ کرنیوالے مین کثرت بوجہ اعضا۔ اور ذات حق مین باعتبار صفات ذاتیہ جیسا کہ وہ فرماتا ہے ﴿کنت کنزاً مخفیاً﴾ دونون ظہور کے خواہان وجویان ہین۔ ایک تناسب اعضا کی وجہ سے نمایان۔ دوسرا اسمائے صفاتی کے لحاظ سے عیان ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس کے قول سے ﴿فاحببت ان اعرف﴾ پس مین دوست رکھتا ہون کہ پہچانا جاؤن۔ قولہ و عالم لخ عالم سے علم حق مراد ہے۔ اُسکو آئینہ سے تشبیہ دیتا ہے اس لئے کہ دونون مبدء انکشاف ہین۔ اور عالم کو آئینہ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے اسلئے کہ عالم کے حقائق صوفیۂ کرام کے نزدیک صور علمیہ ہین۔ مرتبہ علم مین ظاہر ہوتی ہین۔ جیسا کہ آئینہ مین عکس دکھلائی دیتا ہے۔ عقلا پر ظاہر ہے جسطرح تمام اعضا کا عکس آئینہ مین واقع ہوتا ہے اسیطرح آنکھہ کا عکس بھی اسمین واقع ہوتا ہے اور آنکھہ کے عکس مین اُس شخص کا تمام عکس نمایان ہوتا ہے۔ پس شاعر انسان کی حقیقت کو جو تمام حقائق عالم سے جامعیت کے ساتھہ مخصوص ہے۔ آنکھہ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے کیونکہ وہ بھی بہ نسبت عکس تمام اعضا اُس شخص کی آئینہ داری کرتا ہے اور اُسکو

دکہلاتا ہے۔ بخلاف دیگر عکوس۔ اور شیخ محی الدین اکبر قدس سرہ کے کلام سے بہی یہی مراد ہے۔ {وکان آدم ہی المرآۃ المجلوۃ} مشبہ و مشبہ بہ کا مشترک الاسم ہونا نہایت لطف رکہتا ہے۔ اور شاعر کا تخلص کہ انسان ہے اس معنی نے لطف کو قند مکرر کر دیا۔ پس رباعی کے معنی یہ ہین کہ ہستی نے یعنی ذات حق جو جامع تمام اسمائے صفاتی ہے اور مرتبہ علم مین آئینہ سے ظہور کیا۔ اور عالم اُس شخص کے عکسون کی طرح صورت نما ہوا بیچ ویش و بیچ ویش کے معنی یہہ ہین کہ عالم کو عکس کی طرح دو جہت پیدا ہوئین۔ ایک کے وجود علیحدہ دکہائی دیتا ہے اور غیر معلوم ہوتا ہے بیچ ویش ہے۔ یعنی ہیچ ہے۔ کیونکہ واقع مین وہ شخص آپ ظاہر ہوتا ہے اور عکس کا وجود وہمی ہے کیونکہ یہ بہی واقع مین خود وہی ہے جو اپنی ذات پر ظاہر ہوا ہے یعنے موجود فی حد ذاتہ ہے انسان کی حقیقت تمام عالم کے حقائق کے مقابلہ مین آنکہہ کے عکس کی طرح ہے یعنے آنکہہ کے عکس مین ذات حق نے تمام مراتب کے ساتہہ جلوہ فرمایا۔ و معنی پاک از کم و بیش الخ کے یہہ مین کہ اللہ کا ظہور انسان کی حقیقت مین اور اسکا ظہور تمام عالم مین کم و بیش نہین ہے بلکہ انسان مین بطور اجمال۔ اور عالم مین بطور تفصیل ہے۔ مثلاً انسان کی صورت آئینہ مین اور انسان کی صورت آنکہہ کے عکس مین برابر ہے مگر فرق اتنا ہے کہ آئینہ مین بڑی اور آنکہہ کے عکس مین چہوٹی۔ اسلئے انسان کو عالم صغر اور عالم کو انسان اکبر کہتے ہین۔ انتہی ترجمۃ الرباعی۔

انصاف۔ علی نقی خان

انصاف تخلص۔ علی نقی خان نام ہمدانی الاصل قوم قزلباش تہے آپ

نعمت علیخان ایجاد کے فرزند ہیں۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد دکن میں ۱۲۷۳ہجری میں
واقع ہوئی چنانچہ آپکے جد امجد نے جو تاریخ گوئی میں بےنظیر تھے۔ آپکی ولادت کی تاریخ
اس فقرہ میں پائی کہ صاحب اقبال مبارک قدم ست کہ پرورش اور تربیت کے بعد
اسی شہر میں کتب درسیہ سے فارغ ہوئے۔ علوم حکمیہ و فنون ادبیہ میں مرتبہ کمال کو پہنچے
مرزا افضل ثاقب تحفۃ الشعرا میں لکھتے ہیں کہ انصاف الٰہیات و طبعیات میں بےنظیر
تھے۔ میں نے ایجاد کی زبانی سنا وہ فرماتے تھے کہ میرا فرزند فخر خاندان ہے ابھی کلام
انصاف کا عالم شباب تھا درجہ کمال آپکا ہمرکاب تھا مزاج بحر مواج تھا۔ بزرگی کا
سر پر تاج تھا۔ طبیعت برق تھی ذکاوت ذہن کے بادلوں میں کڑک رہی تھی دماغ میں
علم و فہم کی روشنی چمک رہی تھی۔ فلسفی خیالوں اور حکمی مثالوں کا ذخیرہ قوت حافظہ
میں محفوظ تھا اور زمانہ کے واقعات کا فوٹو خیال کے مرقع میں ملحوظ تھا۔ آپکے دلمیں
شعرگوئی کا خیال پیدا ہوا۔ جوش طبیعت سے موزون کرنے لگے۔ ابتدا میں والد ماجد سے
اصلاح لینے لگے تھوڑے ہی دنوں میں زمرۂ شعرا میں مشہور ہو گئے۔ آپکا کلام شستہ
وصاف ہے ہر ایک شعر سے مضامین دلپسند و معانی دلچسپ نمایاں ہیں اور ہر ایک فقرہ
سے رنگین بیانی و شیرین زبانی عیاں ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں آپکا دیوان عجائب
و غرائب کا سفینہ ہے لطائف و نوادر کا خزینہ ہے۔ ذہین و فہیم ادیب حکیم تھے۔ شاعر
خوش فکر و خوش طبع خوش مزاج و شگفتہ جبین ظریف و رنگین تھے۔ خلیق و لئیق تھے
دوست پرست و یار نواز۔ آپ سرکار عالی نظام کے منصبداروں میں سرفراز۔ عالم
فاضل و ادیب کامل تھے درس تدریس کا شوق تھا۔ چونکہ معقولات و الٰہیات میں
مشہور تھے۔ اکثر طلبہ منتہی آپسے اس فن کے کتب پڑھتے تھے۔ ہم عصروں میں لائق

از گلِ رعنا ۲

مانے جاتے تھے۔ اور آپکو موروثی شاعری کی بھی عزت تھی۔ ہفتہ عشرہ میں اپنے مکان پر مشاعرہ کا جلسہ بھی منعقد فرماتے تھے۔ شہر کے اکثر شعرا کا مجمع ہوتا تھا۔ خوب مزہ و لطف رہتا تھا۔ گل رعنا میں لچھمی نرائن شفیق لکھتے ہیں کہ میں ۱۱۸۰ ہجری میں وارد حیدرآباد ہوا انصاف سے چندروز خوب ملاقات رہی اکثر اوقات مشاعرہ کا اتفاق ہوا تھا کلام پھر دوسرے مقام میں لکھتے ہیں کہ جناب انصاف ۱۱۸۲ ہجری میں اورنگ آباد رونق افروز ہوے فقیر سے ملاقات ہوی چندروز مقیم رہے خوب لطف رہا تھا۔ غرض جہان آپ رہے اپنے خیال وضع کے پابند رہے مدۃ العمر عمدہ طرح سے گزارے۔ قدرت اللہ خان قدرت نتائج الافکار میں لکھتے ہیں کہ آپکی وفات ۱۱۹۵ ہجری میں شہر حیدرآباد دکن میں واقع ہوی۔ اب ہم آپکے دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے ملاحظہ کیلئے گزارش کرتے ہیں

من اشعارہ الفارسی

روشن از نور ثنائے اوست روئے حرف ما
غنچۂ گوہر بست حمدش در گلوئے حرف ما

چہرۂ گفتار ما را رونق از نعت نبی
وصف او در نیم ست آبروئے حرف ما

گلشن تقریر ما وصف آتش سبز ساخت
تا بہ فردوس می‌رود رنگ و بوئے حرف ما

ولہ

نفس را آدم نمید انیم باد ہوا نہا
بود یک غول بیابانی ز صحرائے شما

جان نباید داد چین را بہ جبین زنہار او
دل بیجا می‌کند در بیت ابروئے شما

ولہ

صبا ہر صبح ابدا گرد سر گردیدن شیرت
رسانی بندگی از من خداوندان بطحا را

ولہ

دست قاتل بدہم روز جزا دامان نہ
من نہ آنم کہ فراموش کنم احسان را

نشوم دشمن ہجران اگرم قتل کند
بسکہ بوصل بتان دوست ندارم جان را

ولہ

مرد ریاضت کشی خواہند شیخان ریاضت کش
تلاش توسن بد خوبود چابک سواران را

تماشا کردن جنگ خروسان معصیت باشد — نباید آزرده کردن نزاع تا جداران را

وله

روئے او دیدم نمودم محو داغ خویش را — صبح روشن شد زدم دامن چراغ خویش را

وله

بارہا چون شیشۂ ساعت درین گلشن مرا — آسمان برگشت و مشکل روزگارم برگشت

وله

در گلستان آمد و رنگ دیگر از رخ گلہا پرید — از برائے عندلیبان این گل دیگر شگفت

دل چون من ضعیفی را چہ نقصان گر بدست آرد — سلیمان ہم برائے نام مورے میکند پیدا

اوج نمک حرامان ہرگز نمی توان دید — خورشید چشم پوشید وقت ظہور مہتاب

من اشعارہ الہندی

مے ہو چکی تمام گلابی مین کیا رہا — ساقی سمجھ کے دیکھ خرابی مین کیا رہا

ذبح کر کے اب کیون کہتا ہے تو پانون تلے — چھوڑ دے بسمل کو تا کہو لگے وہ تلملے

ایما۔ میر بخشی عاشق علیخان

ایما تخلص۔ میر بخشی نام عاشق علیخان خطاب۔ آپ خوشحال خان قاقشال کے نواسہ تھے آپکے نانا عالمگیری زمانہ مین بادشاہی معزز منصبدارون مین تھے۔ شوخ طبیعت و آزادانہ مزاج تھے۔ بی پروائی آپکی ذاتی صفت تھی۔ آپکو خوشی سے خوشی تھی نہ غمی سے غمی ایکوقت خوشحال خان نے جواہر و زر سے بنگلہ آراستہ کیا۔ عالمگیری عتاب مین معتوب ہوا۔ کچھہ پروا نکی بلکہ شوخی سے کہتا تھا۔ ہماری خوشحالی کہین نہین گئی ہم ہر حال مین خوشحال ہین۔ آخر خانزادی کی وجہ سے قصور معاف ہوا۔ بدستور اصل منصب سے سرفرازی پائی۔ عالمگیری زمانہ مین فوت ہوا۔ میر بخشی صاحب ترجمہ نانا کے بعد وزارت خان بن دیانت خان کے ذریعہ سے پانصدی منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوا

نظام الملک آصفجاہ کے منصبداروں مین منسلک ہوا۔ چند مدت کے بعد پریشان حال ہوا اور کسیقدر ہواس و دماغ مین خلل واقع ہوا۔ اسوجہ سے دلاور خان بن دلاور خان نصرت کی رفاقت مین رہا۔ دلاور خان رانچور وادونی کی قلعداری و فوجداری پر ممتاز تہا۔ علم ہندی کا استاد۔ چند رسائل آپکی تصنیف سے ہین۔ علم عربی و فارسی مین بہی استعداد و قابل تہا۔ شعرگوئی و تاریخ گوئی مین یگانہ شمار کیا جاتا تہا۔ ۱۱۶۲ھ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چاہ زنخدان آبروے سائلان بوسہ بخت	باز گویم غور کن این ماجراے آشنا

جب مبارز خان نظام الملک آصفجاہ کے لشکر کے قریب پہنچکر دریاے پورنا سے عبور کرکے آگے نکل گیا اور آصفجاہ کا مقابل نہین ہوا تب لشکر مین شہرت ہوی کہ مبارز خان خوف سے بہاگا۔ میان ایاہی لشکر مین تہے۔ تاریخ کہی ہے

سال تاریخ پوچہتے ہین یاران	گفتمش ڈر گیا مبارز خان ۱۱۳۶ھ ہجری

من اشعارہ الہندی

طبیب عشق سین یہ پوچہا زلیخا نے علاج اپنا		کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
عاشق نہین ہے تجکو کچہہ خوف معصیت کا	ولہ	موسی رضا بنینگے امام ضامن اپنا
کیون نہ گہبراوے وہ کمان ابرو	ولہ	واسطے جسکے کہینچتے ہین سب چلے

افتخار۔ سید عبدالوہاب دولت آبادی

افتخار تخلص۔ سید عبدالوہاب نام۔ سادات بخاری الاصل سے ہین۔ نسب کا سلسلہ سید مخدوم جہانیان بخاری سے ملتا ہے۔ آپکا مولد و منشا احمدنگر دکن ہے۔ تعلیم و تربیت کے بعد

مرتضی خان بنجاری قلعدار دولت آباد کی دختر سے شادی کی - اس تقریب سے آپ دولت آباد
مین آئے - اور یہین متوطن ہوئے - سن شعور کے بعد فارسی کتب درسیہ مین استعداد
وافی حاصل کی - پہر صرف کی تصریف ماضی و حال استقبال مین مصروف ہے - بعد ازان
نحو کی طرف متوجہ ہوئے - ایک زمانہ تک کلمہ کلام کی تعریف و رفع و نصب و جر کے تحقیق مین
گذارے - علی ہذا القیاس معقول کے حاصل کرنے مین بہی عرق ریزی و دلسوزی کی
فراغت تحصیل کے بعد فن ادب و شعر کا شوق دلمین پیدا ہوا - جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی
کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور آپکی شاگردی مین فائز المرام ہوئے - اور کتب تحصیل شدہ
کی تکمیل بہی حضرت آزاد کی توجہ سے کی - آپنے تذکرہ بینظیر مین حضرت آزاد کی استادی
اور اپنی شاگردی کا اقرار و اظہار کیا ہے

ہفت اقلیم سخن امروز ازاستاد ما   دارد این معمورہ را زیر قلم آزاد ما

فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپنے علم طب کو بہی حاصل کیا - مدت تک اطبا کی خدمت
مین مشق کرتا رہا - اکثر مطبون مین بیٹھکر تشخیص و تفتیش کرتے رہے - حکیم حاذق و طبیب
فائق تہے - آپ ۱۱۸۳ھ ہجری مین نواب اشجع الدولہ بہادر بہبور جنگ متخلص بہ غیور کی خدمت
مین مقربین کے زمرہ مین اول نمبر تہے - نواب صاحب آپکی بڑی عزت و آبرو فرماتے تہے
خوش حال و فارغ البال تہے - آپ نواب صاحب کی مجلس کی رونق تہے - ہر وقت لطائف
و ظرائف سے نواب کی دلجوئی و خوش طبعی فرماتے تہے - آپ سلیم الطبع حلیم الوضع
پسندیدہ سیرت و سنجیدہ طبیعت تہے خوش کردار و خوش رفتار راست گفتار صاحب وقار
تہے - ظرافت و لطافت مین مشہور فصاحت و بلاغت مین نور علی نور تہے - انشا پردازی
مین بلند پروازی - اور نظم کی شیرازہ بندی مین گویا بلبل شیراز تہے - کلام شستہ و رنگین ہے

نقشبند و مضامین برجستہ و دلنشین کے نخابند تھے۔ آپکی انشاء نثر کے دیکھنے سے ذائقہ کو لذت اور سامعہ کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور لطافت نظم و نزاکت معانی کے مطالعہ سے قوت ناطقہ کو لطف و مزہ ہاتھ آتا ہے۔ تازہ تازہ لطائف شگوفہ ظرائف کے ملاحظہ سے دل و دماغ میرا بوستان تازہ ہوتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان روزمرہ اہل زبان ہے۔ محاورہ مین سفینہ کمال نزاکت و خوبی مین سحر حلال ہے۔ آپکا کلام ریختہ زبان مین بھی فصاحت و ملاحت سے لبریز ہے۔ حسن بلاغت و نزاکت سے شورانگیز ہے۔ اداہائے دل آویز و کرشمہائے جادو آمیز سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر سامری ہے۔ کثرت آرائش و نگارش سے ثابت ہوتا ہے کہ زہرہ و مشتری ہے۔ آپ ریختہ زبان مین بھی صاحب دیوان ہین۔ آپنے ریختہ مین دوہے اور کبت در جھولنہ و کڑی اور پہیلیان بھی کہی ہین۔ آپ کا تخلص افتخار ہے ہم اگر آپکو فخر دکن کہین تو بجا ہے۔ آپنے سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین تذکرہ شعرا مسمی بیبنظیر تالیف کیا ہے۔ اسمین متقدمین و معاصرین کا حال تاریخی طرز پر لکھا ہے تذکرہ کا نام بینظیر تاریخی ہے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۹ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ دولت آباد مین حضرت برہان الدین غریب کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی وفات کا سنہ نہین لکھا شاید معلوم نہوا ہوگا۔

من اشعارہ الفارسی

بود فیضان دیگر چشمۂ دادالہی را		ز ماہی قسمت افزونتر بود زندان ماہی را
حمایت میکند ہامون دل دیوانۂ ما را	وله	گل داغم چراغ زیر دامان ست صحرا را
بود معرفی با محبۂ بازار جوشیدن	وله	اگر راہ حمیت میروی بگذار دنیا را
انجد از نقش پایش جبہۂ ما بر فروزد	وله	از زمین ابن سجدہ دارہی بخشد انعام ما

مشت خاک خویش را فرش ره او ساختیم	وله	تا باین تقریب یابم دولت پابوس را
شب خیال او تصرف کرد در دل هر چه خواست	وله	حکم صاحب خانه دارد آنکه شد مهمان ما
بیقراران را بحال دیگران پروا نیست	وله	احتیاج دلو نبود چشمهٔ سیماب را
رسوا کند محک زر ناقص عیار را	وله	باشد همین معامله سنگ مزار را
یک جهان جلوه کند نور خدا در دل صاف	وله	آتشین نخل شود عکس چراغی در آب
بگذرند از خود نکویان از نکوی نگذرند	وله	بو نمیدارد دریغ از ما چو گل گردد گلاب
سوختن چون شمع بر بالین جانان بهتر است	وله	درد گر این منزلت یابد ز درمان بهتر است
آن خوب را بجامهٔ رنگین نیاز نیست	وله	چون بر لباس در بر او ساده خوشنماست
در تف عشق تو آرام دل بیتاب است	وله	قائم النار که دیدیم همین سیماب است
زیر تیغ یار چه احسان که نیست بر سر ما	وله	بود بهر دو جهان چهرهٔ شهیدان سرخ
یا علی غیر ترا در دل من نیست گذر	وله	هست مشهور که این بادیه شیرے دارد
برهمنے که دلم را بسوخت می گوید	وله	برو برو ز تو بوئے کباب می آید
چشم گریان مرا عالم تماشا کردنی ست	وله	آن پری را آرزوی سیر این دریا نشد
غنچه یکبار گشاید لب و خوشبو می دهد	وله	خوب آید سخنی کز لب کم گو آید
مزاج عاشق و طفل است یکسان امتحان کردم	وله	بانک حیلهٔ خوبان به پیراهن نمی گنجد
چه از بیگانه نالد کس وفا از خود نمی آید آخر	وله	ز شبنم شکوه بیجا که رنگش هم برید آخر
از وفا گشتم خجل چون یار شد شمع مزار	وله	می شدم پروانه گر جان دگر میداشتم
سر زلف تو چگویم بچه عنوان کردم	وله	هر دم آنجا دل جمعی پریشان کردم
مگر در خانهٔ آئینه روشن کردهٔ ظالم	وله	شبی در خانهٔ ما هم چراغان میتوان کردن

میرود آن آہنین دل از سرم دامن فشان	لوح خاکم سنگ مقناطیس بودی کاشکے

انور - نورالدین خان کرناٹکی

انور تخلص - نورالدین محمد خان بہادر نام - آپ ابوالمعانی بہادر گوپاموی کے فرزند ہین اور نواب محمد محفوظ خان بہادر شہامت جنگ کے نواسہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین شہر نتھڑ نگر مین پیدا ہوئے - سن شعور کے بعد کتب درسیہ عربیہ فارسیہ علما فضلا کی خدمت مین ختم کین اور فن شعرگوئی مین مولانا محمد باقر آگاہ سے تعلیم پائی اوّلاً انور تخلص کرتے تھے ثانیاً دل تخلص اختیار کیا -

ابتدا مین نواب والاجاہ کی سرکار مین بعہدۂ خانسانی تنخواہ پر مقرر ہوئے - بعد ازان نیلور کی فوجداری پر سرفراز - پھر وہان بجرم قتل معزول ہوئے - اور قلعہ چندرگیری مین مقید کئے گئے - حالت حبس مین حافظ محمد مکی سے قرآن حفظ فرمایا - حفظ قرآن کے بعد ایک عرضی معافی جرائم کے لئے نواب والاجاہ کی خدمت مین بھیجی - نوابصاحب نے قیدخانہ سے بلایا - اور قرآن شریف سنا - رمضان المبارک کا مہینہ تھا - تراویح پڑھنے کا ارشاد ہوا انور نے نوابصاحب کے حضور مین شبینہ پڑھا - نوابصاحب بہت خوش ہوئے پھر نیلور کی فوجداری پر بحال فرمایا - اور ویلنار اور رنگوان کی فوجداری بھی آپ ہی کے تفویض ہوئی - نوابصاحب کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین عمدۃ الامرا بہادر کے طرف سے صوبہ داری ارکاٹ کی نیابت پر مامور ہوئے - ایکسال کے بعد معزول ہوکر مدراس مین پہنچے - وہان عارضہ سل ودق مین مبتلا ہوئے - آخر سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا شیخ محمد مخدوم ساوی کے گنبد کے قریب مدفون ہوئے -

مشہور ہے کہ انور نے ایک روز ایک رباعی مستزاد نواب والاجاہ کی خدمت مین پیش کی نواب نے انور کا منہ جواہر گران بہا سے بہر دیا وہ رباعی مستزاد یہہ ہے

رباعی

از نقد بقائیکہ عطا کرد ترا ٭ رب الارباب	کردی بصفا صرف در راہ خدا بصدق و ثواب
از وعدہ ایزدی کہ یک بعوض ٭ دہ می بخشد	مقصد حق تست بعد از لطف و عطا ٭ ہو الوہاب

صاحب دیوان ہے۔ اشعار مین دونون تخلص موجود ہین کہین انور کہین دل ہے و بعض نے لکہا ہے کہ انور کے دو دیوان ایک مین انور تخلص کرتا ہے اور دوسرے مین دل یہہ سہو ہے صاحب گلدستہ کرناٹک نے محقق طور سے لکہا ہے۔

من اشعارہ الفارسی

طپید نہای دل آرزو ز حسرت نوید اینجا	ولہ	مگر قربان شدن باشد مبارکباد اینجا
ز فیض دادن سر باغتیم از سر جوانیہا	ولہ	بجا شد اتفاق شمع و من در سرفشانیہا
دل ز گیسوی تو شد محو پریشانیہا		کرد در کار جنون سلسلہ جنبانیہا
خوشتر از گلبانگ می آید فغانم یار را	ولہ	گوش گل باز ست از بہر نوای عندلیب
تیر تو آمد بدل منزل خود جا گذاشت	ولہ	طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت
درشکن زلف یار کرد دل آخر قرار		عشق تو دیوانہ را برد و بزندان گذاشت
سینہ از بسکہ وحشت آباد ست	ولہ	طفل اشکم رمیدہ می آید
بہر تعظیم یار ما ز عدم		سرو قامت کشیدہ می آید
گر بیاد زلف مشکین تو گردم اشکبار	ولہ	چون سلیمانی شود ہر اشک من زنار وار
وصل ہم مانع بیتابی انور نشود		لذت این طپش آغوش تو میداند و بس
آئینہ ہند و دل ساعت فرنگ		باشد حیات دل طپش بیشمار دل

وحشت نگر کہ چون قدم از کشور عدم
زشمع حسن تو گر چشم دل شود روشن
خدنگ ناز مکش غمزہ را تمام مکن
سحر زمن گل و بلبل کنند بگلشن مشق
من امشب ہر چہ گویم بے تکلف میشود موزون

ولہ

ولہ

بر داشتم بدامن صحرا گذاشتم
برنگ مہر زند خندہ ہر سحر شامم
بخون خلق مژہ دست و قتل عام مکن
یکی وریدن جیب و دگر کشیدن آہ
خیالم مخوان با لائی موزونست پنداری

ارسلان مولانا قاسم مشہدی

ارسلان تخلص - مولانا قاسم نام - مشہدی الاصل ہے - سید صحیح النسب تہا - علامۂ دہر وفہامۂ عصر تہا - فن شاعری مین فرد فرید - اکبر بادشاہ کے زمانہ مین ہندمین وارد ہوا تاریخ گوئی وخوشنویسی مین وحید تہا - چندمدت تک اکبر کی ملازمت مین رہا - پہر احمد آباد گجرات مین گیا - اور وہان سکونت پذیر ہوا - چند روز کے بعد دکن کی سیر کو نکلا اولا احمدنگر مین پہنچا - نظام شاہ بحری نے بڑی خاطرداری مہمان نوازی کی - پہر وہان سے بیجاپور آیا وہان کے بہی والی نے بڑی عزت وآبرو کی - چند روز قیام کرکے وہان سے گولکنڈہ مین رونق فزا ہوا - یہان بہی بدستور شاہان دیگر تعظیم وتوقیر سے ممتاز ہوا - اور عبداللہ قطب شاہ نے بہت کچہہ سلوک کیا - عطیات وصلات سے سرفراز فرمایا - چند روز مہمان رہا بعدازان احمدآباد گجرات مین معاودت کی - اس فکر مین تہا کہ وطن مالوفہ روانہ ہوجائے کہ یکایک وقت موعود پہنچا - وہین فوت ہوا - یہہ حادثہ ۹۸۵ھ ہجری مین واقع ہوا - صاحب صبح گلشن نے لکہا کہ یہہ واقعہ لاہور مین ۹۹۵ھ ہجری مین - اور ہم نے ریاض الشعرا مین دیکہا - کہ اسکا مدفن احمدآباد - اور

نہین معلوم کہ سنہ مذکور و مدفن لاہور صاحب صبح گلشن نے کس کتاب سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

من اشعارہ الفارسی

آہ دلم گر اثرے داشتے
شام امیدم سحرے داشتے

گرد سرت کشتی و کردے طواف
کعبہ اگر بال و پرے داشتے

ولہ

لفظ و معنی بحال من گریند
بی گذرے در کتاب کنم

امداد۔ شیخ غلام حسین برہانپوری

امداد تخلص۔ شیخ غلام حسین نام۔ ہاشمی النسب قادری الطریقہ ہے۔ حافظ گہانسی صاحب کا ہمشیر زادہ تہا۔ آپکا مولد و منشا برہانپور خاندیس تہا۔ سن تمیز کے بعد کتب درسیہ عربیہ فضلاے شہر سے پڑہین۔ لیاقت استعداد حاصل کی۔ شعر گوئی مین عمدہ سلیقہ پیدا کیا۔ برہانپور سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کے حلقہ شاگردی مین داخل ہوا آپکی خدمت مین مشق کرتا رہا۔ جناب آزاد کی توجہ و اصلاح سے شعر خوب کہنے لگا خیالات رنگین و مضامین دلنشین ایجاد کرنے لگا مدت تک اورنگ آباد مین رہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی ملازمون مین ممتاز تہا۔ ملازمت کے علاوہ امرا کے بچون کو بہی تربیت و تعلیم دیتا تہا۔ شہر کے اکثر معزز امرا زادے آپکی خدمت بابرکت مین بغرض استفادہ حاضر ہوتے تہے۔ امرا آپکی کفیل تہے عمدہ طرح سے خدمت و سلوک کرتے تہے۔ نہایت فراغت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر اورنگ آباد سے وطن مالوفہ برہانپور روانہ ہوا۔ وہان چند روز زندہ رہا۔ پہر بہشت برین کو رحلت کی۔ آپکی وفات قریب سنہ ۹۲ اا ہجری مین ہوئی۔ آپ خوش فکر خوش سلیقہ۔ ظریف الطبع شگفتہ جبین تہے

مزاج مین درویشی و خاکساری تہی درویش دوست و فانی مشرب تہے۔ اکثر اوقات اہل اللہ واہل دکن کی خدمت مین گزارتے تھے۔

من اشعاره الفارسی

از تو پنہان میکند آئینہ روی خویش را		ہر کسی منظور دارد آبروی خویش را
گل ز باطن صاحبدلان بی قصد فیض		در گرہ بستن نداند غنچہ بوی خویش را
سرگرم الفت من و اغیار بودہ	وله	اے جان عاشقی تو چہ عیار بودہ
بر دامن دلم نہ غبار تعصب است	وله	چون ساغر بلور مرا صاف مشرب است
گر بصحرا نگہ او چمن آرا گردد	وله	شاخ آہو قلم نرگس شہلا گردد
صندلی رنگ بہے گر سر درمان دارد		درد ہم گرد سر ما بتمنا گردد
دل ز دستم رفت و من ہم رفتم ای قاتل بیا	وله	گر برای من نمی آئی برائے دل بیا
سیر کتاب عبرت ازین باغ می کنم	وله	از داغ دل چو لالہ ورق داغ می کنم
ظاہر شود با وجود ہمہ رنگ شکست ما	وله	در صورتی کہ آئینہ گیر ذر دست ما
ما والی قلم و مضمون تازہ ایم		در گل زمین صفحہ بود بندوبست ما
ہزار شخص درین شیشہ خانہ امکان	وله	بوحدت تو نمودند صورت مجلس
در خدمت تو پیر مغان کہنہ بندگیست	وله	عمری بظل عاطفت تاک ماندہ ایم
موج واری دل طپش از آب میخواہیم ما	وله	پارہ بیتابی سیماب میخواہیم ما
دارم عشق نوجوان امداد ما پیرانہ		سیر بادہ گلرنگ سے مہتاب میخواہیم ما
در تحیر اشک ما خونین دلان بیوجہ نیست		نرگس تصویر را سیراب میخواہیم ما
از گلشن یک قلم پروردہ حسن تو اند	وله	سرو از سرکار نازہای تو یک نو سرفراز

رونق ده تخت شرع شاه نجف ست	وله	روشن کن آفتاب و ماه نجف ست
شاهی خواهی وگر تو راهی جوئی		شاه نجف است و شاهراه نجف ست
چون سر زند از کسی سخن بیهده کر شو	وله	از حرف بیک نیست الم گوش گران را
بداغ هجر تو ای وای سوختند مرا	وله	بدر رهی که نباید فروختند مرا
چسان کنم مژه را وا بسوی روی بتان		نگه چو جوهر آئینه دوختند مرا
همچو آن طایر که بیخود پر زند در باغ بند	وله	با کمال اختیار خویش مجبوریم ما
از دلش محو کن یارب یاد نسیان مرا	وله	بشکن از خاطر شکستهای پیمان مرا
با لباس سرمه در چشم خوبان میروم		یا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا
اگر گویم که چین ابروست آن ابرو کمان من	وله	رسد گر تیر چشمش می شود خاطر نشان من
آنها که زلف یار مکرر نوشته اند		هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند
امداد هر دو میکه بدر داند آشنا		مضمون اشک از همه بهتر نوشته اند

مستزاد امداد

سازی تو حیا بهانه در خون بطپیم * ای باغ نگاه
بر سر زنی گلی و ما داغ شویم * خورشید و ماه
این مسئله از کدام ملت ای یار * از بر کرده
تسبیح رقیب و ما زیاد رویم * سبحان الله

چو موشد ناتوان دیوانه زلف گره گیرش	وله	توان از شانه سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چسان از پرده حسنش چهره بکشاید
میان چو کلک مانی یک قلم شد صرف تصویرش

اقدس میر رضی شوستری

اقدس تخلص - میر رضی نام - سادات شوستر سے ہین - آپکے والد ماجد اُس ملک
مین شیخ الاسلامی کے خطاب سے مخاطب تھے - آپکی ولادت ۱۱۲۸ھ ہجری مین شہر شوستر مین
واقع ہوئی - نشو ونما کے بعد علوم وفنون کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اُنیس ۱۹ برس کی
عمر مین فاضل کامل ہوئے - تحصیل کے بعد آپکو سیر وسیاحت کا شوق ہوا - اوّلاً عراق عجم
وعرب کا سفر اختیار کیا - ہر ایک شہر و دیار کے علما وفضلا سے ملا اور اُن کے درس
وتدریس کے حلقون مین شریک ہوتا رہا - ہر ایک انجمن سے فائدہ ہر ایک نشیمن سے استفادہ پایا
اور ہر ایک خرمن سے خوشہ اور ہر ایک خوان سے توشہ لیا - ثانیاً ہندوستان کی سیر کا
ارادہ کیا ۱۱۴۹ھ ہجری مین بندر بصرہ سے سوداگرون کے ہمراہ بندر سورت مین آیا - چند روز
سورت مین قیام کرکے براہ دریا بنگالہ روانہ ہوا - بنگالہ مین پہنچکر نواب شجاع الدولہ ناظم
بنگالہ سے ملاقات کی - ناظم نے آپکی بڑی تعظیم وتوقیر کی نہایت عزت وآبرو سے رکھا
مہمان نوازی وغریب پروری کا حق پورا ادا کیا سعدی علیہ الرحمہ کے شعر پر کاربند ہوا

بزرگان مسافر بجان پرورند ۔۔۔ کہ نام نکوئی بعالم برند

میر رضی نہایت جمعیت واطمینان سے مدت تک نوابصاحب کی مصاحبت مین رہا
نوابصاحب کے انتقال کے بعد نواب اسد قلیخان بہادر رستم جنگ مخمور کے ہمراہ
دکن مین آیا - حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین ملازم ہوا - اہل مناصب کے
زمرہ مین شریک کیا گیا - ماہوار صرف احتیاج کے لئے ساٹھہ روپئے مقرر ہوئی تھی -
چونکہ خاطر خواہ ترقی نہین پائی تھی اسوجہ سے کشیدہ خاطر و رنجیدہ دل ہو کر بلند ہمت

و استقلال سے استغنا و بی پروائی کا دامن ہاتھ مین تہا مگر گوشہ نشینی اختیار کر لی تہی
امرا کی خدمت مین آنا جانا بالکل ترک کر دیا تہا۔ آخر عہد مین نواب آصفجاہ مرحوم نے دارالانشا
کی خدمت تجویز کی مگر اقدس نے منظور نہین کی۔ حضور سے ارشاد ہوا کہ ما بدولت کی
ملاقات کے لئے ہفتہ مین ایکبار آیا کرو۔ اقدس نے قبول کیا۔ اور عرض کیا اس شرط پر
کہ ایک شخص کی سفارش کرتا رہونگا۔ بندگانعالی نے منظور فرمایا۔ ملازمت و باریابی کا دن
سہ شنبہ تہا۔ روز مذکور مین میر رضی کے مکان پر ازدحام خلائق ہوتا تہا۔ میر رضی نے مقرر
کیا تہا جو سب سے اول نمبر پہنچے اسروز اُسکی سفارش کرتا تہا۔ مدۃ العمر یہہ سلسلہ برابر جاری رہا
اکثر حاجتمند رضی کے ذریعہ سے اس سرکار دولتمدار مین فائز المرام ہوئے۔ آصفجاہ ثانی کے
زمانہ مین دس ہزار روپیہ محاصل کے جاگیر سے سرفراز ہوا تہا۔ شہر حیدرآباد مین رضی کا
دولتخانہ ایرانی گلی مین اور امام باڑہ پورانی حویلی کے قریب تہا۔ فی زماننا اصل مکان تو
باقی نہین رہا۔ مگر اُسی مقام مین میر عالم کی بڑی بڑی عمارتین قائم ہین۔ اور امام باڑہ
و الاوہ بدستور قدیم اتبک موجود ہے۔ شہر مین ہر ایک شخص رضی کے الاوہ سے واقف ہے
ملا رضی علوم و فنون مین مشہور و معروف۔ اور فضائل و کرائم سے موصوف۔ خوش
تقریر و خوش تحریر فصاحت و بلاغت مین بےمثل۔ طلاقت لسانی و عذوبت بیانی مین
بے بدل تہا۔ علما و فضلا کی مجالس مین مسائل حکمیہ و نکات علمیہ کو اُس خوبی و آسانی سے
بیان کرتا تہا کہ حاضرین مجلس محظوظ و مستفیض ہوتے تہے۔

ادیب کامل و شاعر فاضل ناظم و ناثر تہا۔ فارسی و عربی مین نثر بامحاورہ لکھتا اور
نظم بہی دونون زبانون مین نہایت ہی مرغوب موزون۔ کیا نظم و کیا نثر بغیر سوچے
سمجھے لکھتا تہا۔ جو فقرہ یا مصرع آپکے قلم سے نکلتا تہا وہ دلچسپ و دلپسند ہوتا تہا۔ آپکے

آپ کے اشعار لالی آبدار و در شاہوار ہین - اب ہم گزارش کے رشتہ مین پروتے ہین تاکہ شائقین اونکو قوت ناطقہ کے گلے کا ہار بنائین -

من اشعاره الفارسی

آسمان تا طرح دل بیتاب ریخت — از سر کلک قضا یک قطرهٔ خون ناب ریخت

نشئهٔ جز بیقراری نیست اندر بزم عشق — در قدح ساقی بجای می مگر سیماب ریخت

سالکان راه حیرت را بآسایش چه کار — خامه کی در دیدهٔ تصویر رنگ خواب ریخت

شوخ چشمی بسکه دارد ساقی دوران شعار — شب نمک در جام می از پرتو مهتاب ریخت

سطرهای صفحهٔ مضمون حلبیا شد مگر — خامه طرح وصف کج رفتاری حباب ریخت

سیل از هر جا که خیزد مقصدش دریا بود — عشق طرح منزل دریای دل بیتاب ریخت

وله

نرم شو کز سخت رویان کار صورت گیر نیست — خامهٔ فولاد هرگز لایق تصویر نیست

وله

نباشد خود نمائی مردم افتاده از پا را — که رنگینی نباشد سایهٔ گلهای رعنا را

وله

ظالم از عربده بار ستم خویش کشد — عقرب از کجروئی بر سر خود نیش کشد

وله

رفته رفته ظلم گردون بیشتر از عدل شد — این کمان از بسکه کج ماند آخر خانه کرد

وله

ریاضت در جهاد نفس باشد حربهٔ مردان — خوش آن پهلو که ترکش نهد نقش بوریا گردد

وله

سخت رویان فارغ اند از کاوش این جهان — در زمین سخت سهم کندن بنیاد نیست

وله

دولت بی رنجگان سرمایهٔ سنگین دلی است — خاک چون یاقوت گردد سنگ خارا می شود

وله

تا چند بار خاطر دلها توان شدن — یک چند سیر کشور تنهائیم آرزوست

میر رضی موصوف کے دو فرزند تھے ایک میر ابو القاسم المخاطب میر عالم بہادر دوسرے میر زین العابدین میر عالم بہادر اولا بعہدہ وکالت فیما بین سرکار آصفیہ انگلشیہ معزز تھا

ارسطوجاہ مدار المہام سرکار عالی نظام کے فوت ہونیکے بعد عہدۂ مدار المہامی پر مامور ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوا۔ اولاد ایک فرزند میر دوران عالم شباب مین والد یا جد کے حیات مین فوت ہوچکا تہا۔ اور دو لڑکیان تہین دونون منیر الملک بہادر کے عقد مین آئین۔ ایک کے مرنیکے بعد دوسری۔ فرزند دوم میر رضی مرحوم میر زین العابدین ٹیپو سلطان کی سرکار مین ملازم تہا المتوفی سنہ ۱۲۱۳ ہجری بمرض سرسام۔

دونون کا حال محبوب الزمن تذکرۂ امرا و وزرائے دکن مین مفصل لکہا گیا ہے۔

امیر۔ سید امیر حیدر بلگرامی نزیل اورنگ آباد

امیر تخلص۔ امیر حیدر نام۔ آپ میر نور الحسین بن میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خلف الصدق ہین۔ آپکی ولادت شہر بلگرام مین دس تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین واقع ہوئی۔ جد بزرگوار آزاد نے تاریخ ولادت کہی ہے

بفرزند من میر نور الحسین ۔۔۔ پسر داد خلاق عالیجناب
خرد سال تاریخ میلاد او ۔۔۔ رقم کرد صاحب شرف آفتاب

سنہ شعور کے بعد سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین حسب الطلب جد بزرگوار ہمراہ میر اولاد محمد خان ذکا اورنگ آباد مین آئے۔ جد بزرگوار کے سایۂ عاطفت مین تربیت و تعلیم پائی۔ چند مدت کے بعد فارغ التحصیل ہوئے۔ جمیع علوم و فنون مین عمدہ مہارت حاصل کی مسائل فقہیہ کے استخراج مین قوت اجتہادیہ پیدا کی۔ جزئیات فقہ پر زیادہ واقفیت تہی ہزار ہا مسائل مستحضر تہے۔ دار الامارۂ کلکتہ مین خدمت افتا پر مقرر تہے۔ سولہ برس تک افتا کا کام نہایت خوبی کے ساتہہ انجام دیتے رہے۔ حکام وقت و رعایا آپسے

نہایت خوش تھے۔ آپ مقبول خلائق و عزیز خلائق تھے۔ شعر گوئی و انشا پردازی فارسی مین بھی بے نظیر تھے۔ خوش تحریر و خوش تقریر تھے۔ آخر ترپن سال کی عمر مین ۱۲۱۷ ہجری مین کلکتہ سے عظیم آباد روانہ ہوئے۔ مرشدآباد مین پہنچکر آخرت کا سفر اختیار کیا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ میر ارشاد فروش نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ع
واویلا امیر حیدر رفت ۔ آپکی تصانیف سے منتخب الصرف و منتخب النحو و تاریخ اکبری یادگار ہین۔

من اشعاره الفارسی

تاج نام حق بود بر تارک دیوان ما ۔ سرنوشت از بسم اللہ بر عنوان ما
با تنک ظرفان عالم نیست ما را اختلاط ۔ شیشہ نتواند شدن دام پریزادان ما

ولہ
یار آئینہ خود ساخت سراپائے مرا ۔ قابل صورت خود دید ہیولائی مرا

ولہ
حکمتے در دست باشد نرگس دلدار را ۔ از نگاہے میدہد صحت من بیمار را

ولہ
نمی باشد شکیب از ہمنشین چو یار صحبت را ۔ ندارد گر کسے از سایہ یاری میکند پیدا

ولہ
از چمن امروز رخصت می شوم ۔ عازم گلدام صیادیم ما

ولہ
عنایت کن ز چشم خویشتن ساقی شراب امشب ۔ روم تا در چمن چون غنچہ نرگس بخواب امشب
امیر آن نے سوار ماہ سیما در خرام آمد ۔ سزد گر فوج اختر ہا شتابد در رکابش

ولہ
در سر زلف بتان بر من چہ آفتہا گذشت ۔ حیف سیر ملک ہندوستان بختہا گذشت
صبح پیری آمد و فصل جوانیہا نماند ۔ چشم را واکن کہ وقت خواب غفلتہا گذشت
سرو بالا نازنینی در نظر آمد امیر ۔ از خرام قامتش بر من قیامتہا گذشت

ولہ
شب کہ در میخانہ بر لب تشنہ سانی نوش بود ۔ عالم آب از طلوع ماہ من در جوش بود

وله
این نگویم که مرا از قفس آزاد کنید — در چمن موسم گل نام مرا یاد کنید

وله
بسکه شب اعضای من لبریز از غم گشته بود — پیکرم از پائے تا سر نخل ماتم گشته بود

وله
پریشان می شود هر کس که در کوئے تو می آید — بزلف شوخ می نازم که بر روئے تو می آید

وله
در عدم هم درد و داغ عشق باشد بیشمار — طفل چون پیدا شود اول بگرید زار زار

وله
بر عاشق خود ظلم و بر اغیار نه ترحم — نا منصفی طبع شما را چه کند کس

وله
صفحه رخسار او با خالها همراه خط — زینت دیگر دهد همچون کتاب با نقط

وله
پیش آن شمع زجا رقص کنان برخیزم — کم ز پروانه از سر جان برخیزم
چشم سلمان منتجب نگرد سوئے امیر — صبح محشر که من از خواب گران برخیزم

وله
چه شد شمشیر خونریزت سلامت را نمی خواهم — تا اسیر شکن طرهٔ جانان شده ام

وله
هر که بے مغز است نتوان داشت زو چشم امید — آرزوی باده زنهار از تهی مینا مکن

وله
رود دولت ز ارباب غنا آهسته آهسته — که زائل می شود از مس طلا آهسته آهسته
بزرگان را بود دائم بکف سر رشته تمکین — گذارد فیل در رفتار پا آهسته آهسته
عندلیب قفسم یاد بهاران مددے — بال و پر ریخته ام سوی گلستان مددے
همچو ماهی که فتد دور ز سر چشمه آب — تشنگی میکشدم چاه زنخدان مددے

ارشد میر غلام علی اورنگ آبادی

ارشد تخلص - میر غلام علی نام - سادات رضوی سے تہا - صحیح النسب - نسب کا سلسلہ سترویں پشت میں سید شجاع المدنی الکرمانی سے پہنچتا ہے - اور سید شجاع گیارہ واسطے سے حضرت امام علی بن موسی الرضا سے ملتا ہے - آپکا مولد و منشا شہر اجین

صوبہ مالوہ ہے آپکی ولادت کا مادۂ تاریخ {نیک بخت ازلی} ہے آپنے سنہ شعور کے بعد شیخ نظام الدین دیپالپوری اعظم شاہی کی خدمت مین علم وفضل حاصل کیا۔ آپکی آجداد کرام کا اصلی وطن سنام ضلع سرہند تہا۔ آپکے والد یا جد میر محمد سعید و جد مجد میر محمد شاکر عالمگیری منصبدار تہے ضلع اُجین مین فوجداری خدمتون پر مامور تہے۔ آپنے اپنا سجع نام مع والد و جد موزون کیا ہے نہایت ہی عمدہ و خوشنما ہے ؎ شاکر بخت سعیدم کہ غلام علی ام۔ میر محمد جعفر آپکے نانا تہے وہ بہی عالمگیری زمانہ مین برار کے صدر تہے۔ پہر مالوہ مین اسی خدمت پر گئے آخر شہر اجین کے قاضی ہوئے۔ امانت ودیانت دار تہے۔ بادشاہ کے نزدیک ذی اعتبار وذی وقار تہے۔ میر ارشد بہی بادشاہ کی طرف سے موروثی عہدۂ قضا پر سرفراز ہوا مدت تک اُسی خدمت پر مامور رہا۔ پہر سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین وطن سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان سکونت پذیر ہوا۔ سلسلۂ قادریہ مین شاہ محی الدین بن قاضی سید احمد سنامی کا مرید تہا یہان شاہ عبد القادر بن شاہ محمد صادق اللطیفی الملتانی القادری کا بہی طالب ہوکے چندروز مستفید ہوتا رہا۔ پہر آخر مین حضرت شاہ فخر الدین الترمذی الحسینی سے فیضیاب ہوا۔ اسی سنہ مذکورہ مین امیر الممالک کے لشکر سے نواب مؤتمن الدولہ درگاہ قلیخان بہادر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ ارشد نے آپکی خیر مقدم مین یہ قطعہ پیش کیا ؎

ناظم عصر چو آمد بخجستہ بنیاد	شکر درگاہ الٰہی ز حد افزون باشد
دوحۂ گلشن دولت کہ بنظارہ بہشت	خلق را آفت دوران ہمہ مامون باشد
شاد در بزم بقایش دل احباب مدام	دشمن او بمصیبت کدہ محزون باشد
باد در حصن نگہبانی ایزد محفوظ	متصل آن نقطہ کہ در دائرہ نون باشد
خواست ارشد خرد سال قدومش فرمود	قدم مؤتمن الدولہ ہمایون باشد

ارشد مدت تک نوابصاحب کی رفاقت مین رہا۔ نوابصاحب ارشد کی بڑہی عزت و آبرو کرتے تھے آخر نوابصاحب غرہ رجب ۱۱۷۹ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ ذیحجہ پانچوین تاریخ سنہ مذکور اورنگ آباد سے نظام آباد مین رونق افزا ہوئے نظام آباد آپکی جاگیر تہی۔ دوبارہ بحالی کا بندوبست ہوا کہ یکایک ۱۸ جمادی الاول ۱۱۸۰ ہجری کو بعارضہ سرسام فوت ہوئے۔ نظام آباد سے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے۔ اُن کی والد کے مقبرہ مین مدفون کئے۔ ارشد نے نواب مرحوم کی تاریخ مین ایک مصرع لکہا ؏ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ ۔ ارشد نواب مرحوم کے بعد نواب شجیع الدولہ بہادر غیور جنگ متخلص غیور کی خدمت مین ارباب ہوا خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ میر ارشد ظریف الطبع لطیف المزاج شگفتہ جبین تہا۔ پسندیدہ صورت سنجیدہ طبیعت تہا۔ تاریخ گوئی مین بےنظیر خوش تقریر و خوش تحریر تہا۔ ائمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین بہت قصائد لکھے ہین۔ غزل مین کم فکر ہے۔ محمد اعظم اور اُسکے بیٹے بیدار بخت و خان عالم جب شہید ہوئے تاریخ شہادت آیہ کریمہ سے استخراج کیا ؏ ولندخلنهم فی الصالحین۔ اور امیر الامرا حسین علیخان کی تاریخ (رضوان اللہ عنہ) اور اپنے ماموں سید شاکر علیخان کی تاریخ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین) اور فردوس آرامگاہ محمد شاہ کی تاریخ (انی ذاهب الی ربی سیهدین) ہے۔ عزیز الدین عالمگیر ثانی کی تاریخ جلوسی۔ (ان فضله کان علیک) میر شمس الدین نامی کی تاریخ تولد (خورشید دمید) ارشد فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتا تہا۔

من اشعارہ الفارسی

عاشقان دیدۂ خود را چمنی ساختہ اند	تا بنظارۂ گلگون بدنے ساختہ اند

حاصل از طول امل نیست بجز بوالہوسی
عشق غالب گشت و دل را جانب آب نما برد
نیست آسان در فراقش زندگی بردن بسر
کاسہ کاسہ خون دل در باغ گیتی می خورم
قدر دان من نباشد ہر کسی از اہل جہان

مگر از بہر تفنن دل رسی ساختہ اند
ولہ
این گدا را قسمت آخر بر در آن شاہ برد
ولہ
در خیال قامت جانان قیامتہا گذشت
ولہ
حیرتے دارم ندانم لالہ زار کیستم
صیرفی داند کہ من نقد عیار کیستم

من اشعارہ الہندی

مجکو خبر نہین کہ مرے جی کدہر گیا
جس نے دیکہا ہے تری خوبی حسن رخسار
یار میرا ہے اس حسن کے آرائش مین
بات شیرین ہے اسکی مصری
اس کیفیت کی کیف بیکر سکو نہین
سجن یہ رو ہے نیر رشک سے رج اور مہ گل
نین تیرے ہین جیون آہو کے چشم و نرگس حور

گر راہ لی ہے گہر کی تو تحقیق گہر گیا
بے توقف کہا سبحان جمالک اے یار
مین بہی چشم نظر انداز کو رکہتا ہون سنوار
اسکے دو لب ہین شاہد عادل
ساقی کے جام سے پیتا ہون ہین مدام
سیاہ شب تیری مو اور مشک اور سنبل
مین لعل لب تیرے شکر اور آب نے مرہم دل

آپ کی تصنیف سے ایک تنبیہ شاگین فی جلالت محی الدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تہی
جسمین آپ نے محبوب سبحانی رض کے فضائل اور معترضین زائل کے اعتراضات کے جوابات
مدلل و مکمل لکہے ہین۔ اور اسی رسالہ مین اپنے بزرگان سلف خلف کے حالات بہی ضمنًا بیان
کئے ہین۔ آپکا رسالہ نادر الوجود مہرت کتبخانہ مین موجود تہا۔ لیکن افسوس کہ موسی ندی کی
طغیانی واقعہ ۱۳۲۶ھ ہجری مین غرق آب ندر سیلاب ہوگیا۔ مین نے جسقدر اس رسالہ سے
اختیار مین نقل کیا تہا۔ وہی میرے پاس باقی ہے۔ موقع و محل پر ایک واقع کو

بیان کرتا ہون - میر غلام علیؒ رشد حضرت شاہ فخر الدین ترمذی کا نواسہ و مرید و خلیفہ تہا۔

امید۔ قزلباش خان

امید تخلص - میر محمد رضا اصلی نام - قزلباش خان خطاب - ہمدانی الاصل قوم قرائلو سے تہا۔ عالم شباب مین ہمدان سے اصفہان مین آیا - مرزا طاہر وحید سے تلمذ حاصل کیا - عالمگیر کے زمانہ مین ہند مین پہنچا منصبدار رہوا - شاہ عالم کے زمانہ مین قزلباش خان کا خطاب جاگیر سے سرفراز ہوا - ہوشیار و تجربہ کار تہا امرا سے ربط و ضبط رکہتا تہا - زندگی عیش و عشرت و حظ و لذت مین بسر کرتا تہا - امرا اُسکی بڑی عزت و آبرو کرتے تہے - محمد معز الدین جہاندار شاہ کے عہد مین برہانپور کی دیوانی پر مقرر ہوا چند روز دیوانی کا کام انجام دیتا رہا - پہر امیر الامرا حسین علیخان کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا تہوڑے دن رہکر مبارز خان ناظم حیدر آباد کے ہمراہ شہر مین وارد ہوا - چست و چالاک دلیر و بیباک تہا - جب مبارز خان نواب آصفجاہ کے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا تو اُسوقت امید بہی ہمراہ ہوا - معرکہ جنگ مین خوب لڑا دلیری و بہادری سے خوب کام لیا آخر مبارز خان مقتول ہوا - فوج مین اضطرابی پہیل گئی - بہت سے مقتول ہوئے اور بعض نے فرار کا رستہ لیا - اور بعض آصفجاہی فوج مین اسیر و قید ہوئے - انہین امید بہی تہا - ایک غزل آصفجاہ کی خدمت مین بہیجی آپنے شاہانہ عنایت سے رہا فرمایا - اور بحالی خدمت و جاگیر کا حکم دیا - مدت تک خوشحال و فارغ بال رہا - سفر حرمین شریفین کی رخصت لی ۔ نواب آصفجاہ مرحوم نے نہایت خوشی سے مرحمت کی - ایک سن کے بعد زیارت حرمین سے مراجعت کی - نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر ہوا - نذر و تبرکات گذرانے

از تنبیہ شاکین ۱۲

آپ نے قبول فرمایا۔ بدستور سابق خدمت و جاگیر پر بحال کیا۔ پھر ۱۱۵۰ھ ہجری میں نواب آصفجاہ مرحوم دلی بلائے گئے۔ نواب موصوف فی الفور روانہ ہوئے۔ امید بھی ہمرکاب تھا۔ اور سفر بھوپال میں بھی ہمراہ رہا۔ دلی میں پہنچنے کے بعد چند روز نواب صاحب مرحوم کی خدمت و بندگی میں بسر کیا۔ جب حضور آصفجاہ نے دکن کی طرف مراجعت کی امید نے دکن سے ناامید ہو کے دار الخلافہ میں سکونت اختیار کی۔ تحفۃ الشعرا میں قاقشال نے لکھا ہے کہ حضور آصفجاہ دلی میں امید سے کشیدہ ہو گئے تھے۔ اسی وجہ سے امید نے آپکی رفاقت ترک کر کے دلی میں سکونت اختیار کی تھی۔

امید خوش اخلاق پسندیدہ سیرت شگفتہ مزاج سنجیدہ طینت تھا ظریف الطبع لطیف الوضع تھا۔ ذکاوت و چالاکی میں شعلہ جوالہ ذہانت و تیزی میں آتش کا پرکالہ تھا صحبت رنگین کا فریفتہ۔ یاران نازنین کا شیفتہ تھا۔ فن شاعری انشا میں وحید عصر۔ نازک خیالی میں فرید دہر تھا۔ ولایت زا تھا مگر ہندیوں کی بدولت دوہے و کبت خوب سمجھتا تھا۔ اور ریختہ زبان میں بھی شعر موزون کرتا تھا۔ جب تک دکن میں رہا بلند آوازہ رہا اسیطرح دلی میں بھی تا زندگی خوش و خرم رہا۔ امرا زادے اور نواب زادے آپکی بڑی قدر کرتے تھے۔ ہزار ہا روپئے نذر دیتے تھے۔ آرام و عیش کے ساتھ زندگی بسر کرتا تھا۔ موسیقی ہندی میں خوب ماہر تھا۔ خوش الحان و خوش آواز تھا۔ راگ و رنگ کا شائق۔ رباب و چنگ کا عاشق تھا آپکے مکان پر ہر روز ہر شہر کا مجمع رہتا تھا کبھی مشاعرہ کبھی سماع کا جلسہ ہوتا تھا۔ ہر روز نوروز ہر رات شب برات تھی۔ آخر امید ۱۱۵۹ھ ہجری میں اس عالم سے ناامید ہو کے بہشت بریں روانہ ہوا۔ میر غلام علی آزاد سے اتحاد و محبت رکھتا تھا میر نے مرحوم کی تاریخ وفات کہی ہے

خان سخن گستر و سحر آفرین	رخت سفر بست ازین خاکدان
سال وفاتش دل نالان من ۱۱۵۹ھ	یافته جان داده قزلباش خان

لطیفه۔ خود امید سے منقول ہے کہ مین ایک روز نواب ذو الفقار خان بن اسد خان وزیر کی خدمت مین گیا اور زمانہ کی شکایت کی۔ نواب نے فرمایا کہ دنیا کو امید کے ساتھہ کہاتے ہین۔ مین نے عرض کیا پس آپ کیون میرے بغیر کہاتے ہین۔ اُسوقت سے نواب نے روزانہ کہانا بہیجنا مقرر کیا۔ خاص نواب کے دسترخوان سے کئی خوان اقسام اقسام کے کہانون سے بہرے ہوے آتے تہے فراغت سے احباب کے ساتھہ کہاتا تہا۔ اور کہلاتا تہا آشنا پرست و مہمان دوست تہا۔

من اشعاره الفارسی

صنم آن آہوئے وحشت زدہ دشت جنون	کہ نیاورد بدام الفت صیاد مرا
برنگ سرمہ کہ در چشم کور بیقدرست	کسے بہیچ نگیرد درین دیار مرا
ز آب دیدہ ز بس پاے در گل است مرا	سفر ز کوئے تو بسیار مشکل است مرا
بسا کشاد کہ در بستگی شود ظاہر	کلید روزی استاد قفل گر قفل است
پاس لبہائے جگرخون شدہ چون خواہد یافت	چشم مخمور تو خود از ہمہ بیمار تر است
خدا نا کردہ اندوہت چرا از دوستان باشد	شنیدم کلفتی داری نصیب دشمنان باشد
سرگشتگی بطالعم ہست	برگرد سرت چرا نگردم
خوشا وقتے کہ می بالید از جانان بر و دوشم	برنگ ماہ نو ہر شام می گشت آغوشم
گشت رو گردان ز بس آبادی از ویرانہ ام	چون کمان حلقہ بیرون شد درون خانہ ام
روشن شود بہ پیش تو چون شمع سوز من	یک شب اگر تو ہمنشینی بروز من

بر در گہ دوست گناہے بخشند عفو گنہم بنا توانی کردند	رباعی	صد سالہ گنہ بتحد آہے بخشند زینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشند

امیر۔ امیر احمد مینائی

امیر تخلص۔ شیخ امیر احمد نام۔ مینائی نسبت ہے جد اعلیٰ حضرت شیخ مینا لکھنوی کے طرف آپکی نسب کا سلسلہ شیخ موصوف سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے۔ حضرت شیخ اولیائے کاملین سے تھے۔ صاحب کشف و کرامات۔ جامع الحسنات و البرکات تھے۔ آپکے ارشاد و ہدایت سے اکثر عام و خاص فیض نعمت و معرفت سے مستفید ہوئے ہین۔ ابتک آپکے خاندان مین یکے بعد دیگرے ارشاد و ہدایت کی مسند پر جلوس فرماہوتے ہین۔ بزرگان سلف سے خلف تک وہی سلسلۂ فیض جاری ہے۔ حضرت شیخ کی رحلت سنہ ہجری مین واقع ہوئی شہر لکھنؤ مین آصف الدولہ کے امام باڑہ کے قریب میدان پر فضا مین مدفون ہوئے۔ فی زماننا آپکا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ فقیر مولف آپکی زیارت و فاتحہ عرس سے مشرف ہوا ہے۔ عجب مقام نورانی فرودگاہ ملائکہ سبحانی ہے۔ صاحب ترجمہ کے والد ماجد مولوی کرم احمد تھے۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۲۴۴ھ ہجری مین ہوئی۔ آپکا مسقط الراس شہر لکھنؤ ہے۔ آپکی نشو نما وہان کی آب و ہوا کے آغوش مین ہوئی۔ جب سن شعور و تمیز کو پہنچے تحصیل علوم و فنون کے طرف ہمہ تن مصروف ہوئے۔ اولاً والد ماجد کی خدمت مین مختصرات کتب متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ اور کتب مطولات علوم عقلی و نقلی اساتذہ کملا و علمائے فضلا کی خدمت مین ختم کین۔ فارغ التحصیل کیوقت تبحر کامل عالم تھا۔ درس و تدریس کا شوق دل مین جوش مار رہا تھا۔ طلبہ کو نہایت محبت و خلق سے پڑہاتے تھے

عربی وفارسی دونون زبانون مین ادیب کامل تھے۔ چونکہ آپکی طبیعت فطرۃً موزون الطبع واقع ہوی تھی۔ آپکا میلان طبع شعروشاعری کیطرف مائل ہوا۔ طبیعت خداداد وعطیۂ رب العباد سے مضامین دلکش موزون کرنے لگے۔ اوراپنے نتائج طبع کو سید مظفر علیخان تدبیرالدولہ اسیر لکھنوی کے ملاحظہ مین پیش کرنے لگے۔ اسیر آپکے مضامین پاکیزہ کو دیکھہ کے حیران ہوتے تھے۔ اوراصلاح کے زیور سے آراستہ فرماتے تھے۔ اسیر کو آپکی شاگردی پر فخر وناز تھا۔ واقعی اسیر کا فخر بجا تھا۔ آپکی ذات پرشعروشاعری خودنازان ہے۔ آپ لکھنوکے مشاعرون مین شریک ہونے لگے۔ آپکا کلام نہایت ہی شگفتہ وبرجستہ ہوتا تھا جب آپ اپنا کلام حاضرین مشاعرہ کو سناتے تھے تب تمام حاضرین واہ واہ کرتے تھے اورکہتے تھے واہ میان اسیر آپنے تو ایک شہباز بلند پرواز تیار کیا۔ یہ ہونہار میدان شاعری مین خوب پرواز کریگا۔ عجب نہین کہ مجمع شعرا مین ممتاز ہوگا۔ تہوڑی ہی زمانہ کے بعد شعرا کا خیال وگمان مرتبہ اذعان ویقین کو پہنچ گیا۔ یعنی آپ ایسے لائق وفائق ہوے کہ استاذی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکا کلام شستہ وصاف پاکیزہ وشفاف ہوتا ہے۔ آپکی بندش الفاظ ونشست معانی ایسی دلچسپ ودلکش ہوتی ہے کہ سامعین کے قلوب پرجادو کا اثر کرتی ہے قلوب کی وہ حالت ہوتی ہے کہ مضمون پڑہتے ہی سرے وجد کرنے لگتے ہین۔ جس مضمون مین ارادہ کرتے ہین وہی مضمون آسانی سے ایسی خوش اسلوبی وخوبی کے ساتہہ موزون فرماتے ہین گویا مضمون کا مصداق دکہادیتے ہین۔ مثلاً اگر تصوف ووحدت الوجود یا نعت رسول محمود ومعشوق حقیقی کے خط وخال کی تعریف۔ یا بہار وخزان کی توصیف یا بخت واقبال کی خوبی یا بدبختی وادبار کی برائی بیان کرین تو واقع کے مطابق معانی ذہنیہ وصور علمیہ کا سمان نمایان کردیتے ہین۔ آپکے کلام الہام التیام کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ ممکن نہین کہ کوئی

ادا کر سکے - پس مین یہہ کہتا ہون کہ آپکے کلام کی تعریف محدود کرنا ممنوعات سے ہے
جب آپکی لیاقت و جادو بیانی کی شہرت بلند آوازہ ہوئی - اور آپکی شاعری کا شہرہ
اکناف و اطراف مین شایع ہوا - تب یقین کلام آپکے حلقۂ تلمذ مین دور دور سے
آنے لگے - اور آپکی اصلاح سے کلام کو مزین کرنے لگے - اسیطرح رؤسائے ہند آپ کو
خواہش سے طلب کرنے لگے - ہر ایک رئیس چاہتا تہا کہ آپ میری ریاست مین آئین
اور اپنے فیض سے طالبین کو مستفید فرمائین - آپ درویش صفت قناعت پرست تہے
دنیا و مافیہا کی طرف رغبت کم رکہتے تہے - جاہ و حشمت کے خواہان نہین تہے -
آپکا دل قناعت کی دولت سے مالامال تہا - آپ چند مدت واجد علیشاہ بادشاہ کے
دربار مین باریاب رہے - ہنگامۂ غدر کے بعد نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی رامپور
نے آپ کو طلب فرمایا - آپ حسب طلب لکہنو سے رامپور آئے - نوابصاحب نے
آپ کی تعظیم و توقیر و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا - اور آپکیلئے
معتدبہ تنخواہ مقرر کردی - آپ مدت تک نوابصاحب کی خدمت مین رہے - فراغت
سے زندگی بسر کئے - اور اپنی عمر کا بڑا حصہ بسر کیا نہایت آرام و فراغت سے رہے تالیف
و تصنیف مین مشغول رہتے تہے - اور اوقات معینہ پر نوابصاحب کی خدمت مین بہی
آمد و رفت کرتے تہے - آپ نوابصاحب کی مجلس کے روشن چراغ تہے - آپ کی ذات سے
مجلس کی رونق بڑہ جاتی تہی -

اعلیحضرت آصفجاہ ششم خلد اللہ ملکہ ۱۳۱۸ ہجری مین بتقریب ملاقات گورنر جنرل
کلکتہ تشریف لیگئے - ملاقات سے فارغ ہوکے بطور سیر و تفریح بنارس مین رونق افزا ہوئے
حسن اتفاق سے حضرت میر مینائی صاحب رحمہ بہی وہان تہے - بعض احباب کی تحریک سے

اعلیحضرت سے ملاقات کی۔ اور ایک مدحیہ مسدس تازہ تالیف پیش کیا۔ اعلیحضرت جو قلمرو سخن کے حکمران ہین آپکے کلام شیرین سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کی کلام کی داد دی اور آپ کو حیدرآباد تشریف آوری کی دعوت دی۔ آپ طاعتہً وسمعاً حیدرآباد دکن مین آئے۔ اور آتے ہی ہیضہ سے بیمار ہوے۔ بیماری کا سلسلہ ایک مہینے تک جاری رہا بہتیرا معالجہ کیا گیا۔ کوئی علاج مفید نہین ہوا۔ آخر بمصداق کل نفس ذائقة الموت آپ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی سنہ مذکورہ مین اس جہان ناپائدار سے خلد برین روانہ ہوئے۔ قالوا ان للہ وانا الیہ راجعون اور یوسف صاحب شریف صاحب قدس سرہما کی درگاہ مین مدفون ہین۔ آپ نیک نیت و پسندیدہ طینت تھے بعید و قریب و مقیم و غریب کی دلداری و ہمدردی مین کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ ہرایک کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے تھے۔ مریدون و تلامذہ کے ساتھہ حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ اور ہر ایک کو اپنی جادو بیانی سے مسخر کرلیتے تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد آپکے فرزند حقیقی مولوی لطیف احمد صاحب والد ماجد کے ہمراہ یہان آئے تھے۔ اور نیز مرحوم کے ایک نشاگرد رشید مولوی جلیل حسن صاحب جلیل ہمرکاب تھے۔ جو بے سروسامانی کے عالم مین نہایت استقلال کے ساتھہ متوکلاً علی اللہ شہر مین جمے رہے۔ اور امیدوار تھے کہ حضور خلداللہ ملکہ کیا تجویز فرماتے ہین لیکن اعلیحضرت کو آپکی پرورش کا کامل خیال تہا۔ بمصداق کل امر مرهون باوقاتها پس اعلیحضرت خلداللہ ملکہ نے ۱۳۲۸ ہجری مین مولوی لطیف احمد صاحب اختر و مولوی جلیل حسن صاحب جلیل کو پانسو پانسو روپئے ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ مولوی اختر صاحب کو ہوم سکرٹری کا مددگار کیا۔ اور مولانا جلیل کو استاد داغ کی جگہ عطا کی۔

دونون بزرگ سراپا خوش اخلاق و خوش اشفاق ہین لطیف الطبع و خندان جبین ہین۔ اسی تذکرہ مین آپ دونون بزرگون کا ذکر خیر آئیگا۔ مرحوم مینائی کو لطیف احمد کے سوا اور بھی چار فرزند دلبند ہین۔ محمد احمد۔ مولوی خورشید احمد۔ مولوی مختار احمد۔ مولوی مسعود احمد۔ آپ کے کل باقیات الصّالحات لائق فائق و ذی استعداد ہین۔ اللہم سلمہم بالخیر والعافیہ۔ آپ کی سخندانی و سخن سنجی کا آفتاب ایسا چمکا کہ ہند کے بلاد و امصار کو تمام روشن کردیا اور آپکے گلدستون و نشگوفہائے اشعار رشک گلزار سے شاعرون کے مشاعرے اور سخنورون کے جلسے گلشن بنگئے۔ آپ ہی کے مضامین رنگین و معانی شیرین سے نازک خیالان سخن سنج و نقش بندان بلند آہنگ مستفید ہوتے ہین۔ آپکے تالیفات سے مسدس و دیوان نعت وغیرہ مطبوع ہوچکے ہین ہندو دکن مین متداول ہین کون ایسا ہے جو آپکے کلام سے واقف نہوگا۔ بناءً علیہ بطور نمونہ مختصر آپکے نتائج طبع کو گزارش کرتا ہون۔

هوهذه

الف آدم مین ہے محمود و احمد مین ہے میم مد کا — سبب یہ ہے کہ وان سایہ تھا یان یہ تھا قد کا

گمان ہوتا ہے جنت سے وہی تیرا عبا ہو کر — اٹھا رکھا تھا جو اللہ نے سایہ محمد کا

زیارت کو چلون یارب پڑے یہ غلغلہ سینہ مین — غلام آیا محمد کا غلام آیا محمد کا

ولہ

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رنگ ہی وحشت — اٹھائی اس نے چلون ہنگیا پردہ گریبان کا

وہ زخمی مین تڑپ کیسی چھڑکتا اگر نمک قاتل — زبان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

ولہ

بہار آئی ہے اے دست جنون اعید لی ہے — گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

ولہ

بعد مردن شہر عصیان ہون پیاسا آب — خاک سے میرے تیمم بھی خفو ہوجائیگا

بتون کے ظلم سے بہی اپنا مدعا نکلا
وله کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا

سو جہاہے بیخودی مین یہہ مضمون دور کا
وله پردے مین دخت رز کی ہے جلوہ حضور کا

گل خود تہے بے ثبات گلستان دہر مین
وله گلچین غریب مفت مین بدنام ہو گیا

وہ کون تہا جو خرابات مین خراب نہ تہا
وله ہم آج ہوئے کیا کبہی شباب نہ تہا

لحاظ ہم سے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل
سنبہل سنبہل کے تڑپنے وہ اضطراب نہ تہا

شکایت انسے کوئی گالیون کی کیا کرتا
کسیکا نام کسیکی طرف خطاب نہ تہا

زلف آئی ہے لٹک کر رو جانان کیطرف
وله پاؤن پہیلائے ہین کافر نے قرآن کیطرف

آسمان بہر عادو ڈہونڈ رہا ہے لیکن
وله ایک ذرہ نہین ملتی ہے کہین گرد ملال

مہانی کی یہہ ہے رسم عجب کیا ہے اگر
سامری گاو کرے دعوی ہوسی مین جلال

مرے آنسو نے مجہکو بخشوا یا
وله بڑے کام آئے یہہ لڑکے مچل گیا

تیری کا تصور دل مجرم مین جو گذرے
ٹہرانے سے قاضی کے نہ ٹہیرے کبہی تقصیر

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
وله پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

گم گشتہ دل کی تا کجا جستجو کرین
وله ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

دل ویران میرا آباد رہے
وله ایسے ویرانے کہان ہوتے ہین

آئی ہے شب ہجر رلانیکے لئے
مین ایک نہین سب کے مٹانے کیلئے

اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم
آنکہین مری روتی ہین زمانے کے لئے

مسدس

آج کیسا رس آیا انقلاب آسمان
کر گیا تسکین خاطر اضطراب آسمان

اٹھہ گیا آنکہون کے آگے سے حجاب آسمان
گر گئے نظرون سے ماہ و آفتاب آسمان

اپنی گردش دیکھکر خود آسمان چکرا گیا
گردش چشم حسینان کا ہمیں لطف آگیا

لی مقدر نے یہ کروٹ یا کسی ادبار نے
رخ سے برقع کو ہٹایا شاہد اسرار نے

لیلیٰ بوسہ جبین کا دولت بیدار نے
منہ چھپایا دامن اقبال میں ادبار نے

باغ امکان میں بہار کامرانی آگئی
پیر گردون پر نئے سر سے جوانی آگئی

رنگ عالم دیکھیے اب ہے زینت اور ہے
کیا یہ نیرنگی کوئی سمجھے حقیقت اور ہے

کل تو تھی کچھ اور صورت آج صورت اور ہے
دل کو حیرت اور ہے آنکھوں کو حیرت اور ہے

رات سے دن ہو گیا اسد کیونکر ہو گیا
زلف ہٹتی چاند سا چہرہ منور ہو گیا

کون گھر سے اس طرح نکلا ہے نکلے جیسے ہم
مہر پہ گرد راہ چھائی صورت ابر کرم

دل سے نکلی آرزو نہ نکلا جگر سے خار ہم
دست ہمت ہنکلے کانٹوں نے لئے اپنے قدم

صبح عزت ہے کہ خود آغوش پھیلائے ہوئے
شام غربت ہے کہ لیلیٰ زلف بکھرائے ہوئے

امتیاز میر محسن مدراسی کرناٹکی

امتیاز تخلص۔ میر محسن نام مدراسی الاصل ہے۔ جامع فضل و کمال منشی بے مثال تھا۔ انشا پردازی و عبارت نویسی میں مرزا عبد القادر بیدل کی پیروی کرتا تھا۔ اور بیدل کی طرز تمام کا معتقد تھا۔ عزلت نشین زیادہ فقہا سے منفعہ تھا۔ گوشہ عزلت سے بے ضرورت

کبھی قدم باہر نہیں رکھتا تھا۔ اکثر اہل مدراس کو درس و تدریس سے مستفید کرتا تھا۔ مولانا رائق مصنف صبح وطن آپکے تلامذہ مین سے ہے۔ شاعر خوش گو و شیرین خو تھا۔ اُس کے کلام سے شیرینی و رنگینی عیان ہے آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین جہان فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا

من اشعارہ

از عدم رنگین کفن گردیده می آمد برون	غنچه سیدارد مگر در سینه پیکان ترا
حسن شوخ آئینه ها بر طاق مژگان چیده است	این چمن طبعان نگه را دسته بند گل کنید
گرد راه ما غزالان را سواد دیده شد	تا خراب ناز چشم سرمه سا گردیده ام

آثم سید ابراہیم حیدرآبادی

آثم تخلص۔ سید ابراہیم نام۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے۔ آپکی تربیت و پرورش اسی شہر مین ہوئی۔ آپنے عالم شباب کے شروع مین کتب درسیہ فارسیہ مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کرلی۔ موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ شعر گوئی بھی شروع کی موزون کرنے لگے۔ کلام درست و سنجیدہ ہوتا ہے۔ فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہوگی

من اشعارہ الہندی

مضمون بنا ہے دل مین مرے زلف یار کا	رکھا ہے مین نے نافہ مین نافہ تتار کا
فرقت مین بعد مرگ بھی آنکھین کھلی رہین	کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا
کیا خوب فاتحہ کا بہانا ملا اُنہین	تعویذ تک مٹا گئے آکر مزار کا
سنکر غم فراق تجاہل سے کہتے ہین	اب کہئے کیا ہے حال دل بیقرار کا

آتم وہ رکھے نور مین یا پہینکئے نار مین	جو حکم ہے بجا ہے مرے کردگار کا

اشک سید جمال الدین لکھنوی

اشک تخلص ۔ اشک تخلص سید جمال الدین حیدر نام ہے ۔ لکھنوی الاصل ہین آپکے بزرگ نواب مبارز الملک سربلند خان صوبہ ارکاٹ کے قرابتدار تھے ۔ آپ ذی استعداد و لائق ہین شعر و شاعری مین بے نظیر ہین ۔ آپکا کلام شستہ و سنجیدہ ہے مطالعہ سے لطف مزہ آتا ہے ۔ آپکو مولوی شیخ محمد بخش شہید لکھنوی سے تلمذ حاصل ہے ۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان مسمی باسم تاریخی دستور الشعرا مطبوع ہوگیا ہے آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی ہوگی ۔ آپ کو لکھنو چھوڑے ہوے تخمیناً چالیس برس کا زمانہ گذرا ہے ۔ چالیس برس سے حیدرآباد مین سکونت پذیر ہین ۔ سرکار عالی نظام مین منصب مناسب پر ممتاز ہین ۔ خوشحال فارغ البال ہین ۔ خوش خوراک و خوش پوشاک ہین ۔

من اشعارہ الہندی

ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی		اجتماع قالب جان ہوتے ہوتے رہگیا
دیکھئے آزاد ہون اُن کے اسیر		آج بھی وا قفل زندان ہوتے ہوتے رہگیا
ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑھ گئی	ولہ	جسقدر عصیان بڑہے اُتنی ہی رحمت بڑہ گئی
چل گئی وہ پہر چھری دیکھا جو سینے تا سے		قتل کے سامان ہوے جسدن عنایت بڑہ گئی
بعد مردن بھی دکھایا تیرہ بختی نے اثر		یا کہیل کر رہ گئی یا شمع تربت بجھ گئی

افسر سید احمد حیدرآبادی

افسر تخلص ۔ سید احمد نام حیدرآبادی المولد و المنشا ہے ۔ آپ فارسی مین عمدہ مہارت

واستعداد رکہتے ہین۔ جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین تیزقدم ہین۔ مزاج مین چستی کلام مین شوخی ہے۔ جو کچہہ کہتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے۔ نواب میر عباس حسین خان شسشدر حیدرآبادی سے اصلاح لیتے ہین۔ صاحب دیوان ومثنوی ہین۔ آپکا کلام صاف وشستہ وبامحاورہ ہے۔ رفتہ رفتہ درجۂ استادی کو پہنچ جائینگے۔ فی الحال آپکی عمر تقریبا پنتیس چہتیس ہوگی۔ خدائے تعالی خوش وخرم رکہے۔

من اشعارہ الہندی

اپنی سلامتی کا دوگانہ ادا کرے	وله	خط دیکے نامہ بر نہو سائل جواب کا
ظالم نے کی قبول قدم دیکہنے کی عرض		بنوایا میری آنکہہ سے حلقہ رکاب کا
احسان نہ رہا فرط خوشی بخت رسا کا		وان جاکے مجہے ہوش نہین ہی سرپا کا
اندیشہ شب وصل عدو کہنے کا بیجا		یان ضعف سے اٹہنا ہی نہین ہاتہہ دعا کا
ہے شوق کی افزائش الفت مین فنا ہونا		جان سیکہتی ہے دل سے قربان ادا ہونا

الفت۔ محمد جمال الدین مدراسی

الفت تخلص۔ محمد جمال الدین نام۔ آپ مولوی تاج الدین بہجت مدراسی کے خلف الصدق ہین۔ آپ مدراسی المولد ہین۔ آپنے والد ماجد سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ ذی استعداد ولائق ہوئے۔ شعرگوئی وسخن سنجی کا شوق ہوا۔ شعر موزون کی مشق والد ماجد سے کرتے رہے۔ چندروز کی اصلاح سے کلام درست ہوگیا۔ کلام سے پختگی وشستگی ظاہر ہونے لگی۔ آپکا کلام نعت وحمد مین ہے۔ آپنے اکثر قصائد حمد ونعت مین لکہے ہین۔ اور بزرگان عظام واولیاء کرام کی مدائح مین بہی موزون کئے ہین

جناب الفت نے خوب کیا تو شہ عقبیٰ ہے۔ آپکی عمر قریب ساٹھہ برس کے ہے۔ پیشتر ریاست حیدرآباد مین سرکاری خدمت پر مامور تھے۔ اب بسبب کبرسنی وظیفہ خوار ہین درپنش ریس فرماتے ہین ۔

من اشعارہ الہندی

ہے رونق بستان جہان کوی محمدؐ	رونق دہ گلہائے جہان روئے محمدؐ
والشمس ہے تفسیر دو رخسارہ انور	واللیل ہے تعبیر دو گیسوئے محمدؐ

من اشعارہ الفارسی

حکام جہان تابع فرمان محمدؐ	شاہان جہان اند گدایان محمدؐ
چون عرش دہم منزلت رفعت والا	نہ چرخ برین پایۂ دیوان محمدؐ
پاسنگ بود ثقل گناہان تو الفت	بس ہست گران پلۂ احسان محمدؐ

احسان۔ میر عباس علیخان حیدرابادی

احسان تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ نواب سہام جنگ کے فرزند ہین آپ حیدرآبادی الاصل ہین۔ آپنے فارسی کتب پڑہ کے بقدر ضرورت لیاقت پیدا کی مگر عالم طفولیت سے شعرگوئی کا شوق تہا اکثر استادون کے دواوین فراہم کر کے اُن مین سے ہزارہا اشعار یاد کر لیے۔ اور آپ ہی طبیعت کی صفائی اور فکر کی رسائی سے شعر موزون کرتے تہے۔ کلام سلیس نہایت صحاورہ ہوتا تہا۔ خوش خلق وخوش مزاج تہا خوش خورک وخوش پوشاک تہا۔ ہمتن لہو ولعب مین مشغول رہتا تہا۔ مرغ لڑانا۔ کبوتر اُڑانا۔ مرغبازی کبوتربازی مین ہزارہا روپیہ صرف کرتا تہا۔ پتنگ بازی کا فریفتہ تہا۔ ایک کبوتر اور مرغ سو سو روپیہ کو لیتا تہا۔ منیر ملا کہ ہما دراور مین لملک کے ہاتہہ

فروخت بھی کرتا تھا - آپ کو ہجو گوئی کی استعداد تھی جب چاہتے تھے کسیکی بھی ہجو کہدیتے تھے - لچھمی نراین صاحب تخلص رنگ آبادی نے اعظم الامرا بہادر کے نسبت چند اشعار نامناسب لکھے تھے - آپنے اوسکا رد کیا اعظم الامرا کی سرکار مین جاگیر و انعام سے سرفراز ہوا - آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین عالم ہستی سے عدم کا مسافر ہوا

من اشعارہ

آستین سے تری باہر جو کلائی ہوتی
شمع فانوس سے باہر نکل آئی ہوتی

ولہ

نہ کام اس چرخ دون پرور سے نکلے
مگر شاہنشہ قنبر سے نکلے

فلاطون سا مدبر تھا سو بھولا
نہ جھکا اب کوئی ہمسر سے نکلے

پر اسپر بھی ارسطو جاہ دانا
بڑی فطرت مین اسکندر سے نکلے

کرے کیا فوج نے اسکو نہ دی تن
مگر جو خال ادھر سے نکلے

سورن کو جیت کر اب سرخرو ہو
قسم ہے لالہ احمر سے نکلے

اڑا دون یہان سے یون مضمون صاحب
خزف جسطرح کسی گوہر سے نکلے

نہ سمجھانا قیامت فہم اتنا
کہ جب وہ شبیر اودھر سے نکلے

تو پھر کیا حال ہووے دشمنو نکا
کہ آہ شعلہ زن ہر سر سے نکلے

نکل آیا وہ یون خورشید تابان
کہ مہ بدلی کی جیسے گھر سے نکلے

یون نکلا کفر سے وہ اسم اعظم
شرر جون چیر کر پتھر سے نکلے

ریاست پھر نئے سر سے جو چمکی
چراغ خضر ہر اک گھر سے نکلے

تری تضمین پر تحسین احسان
محبت حیدر و صفدر سے نکلے

آزاد - ابو الحمید لکہنوی سلمہ اللہ

آزاد تخلص - ابو الحمید نام - آپکا اصلی وطن لکہنو ہے - آپنے سن شعور کے بعد فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کر کے شعرگوئی کی طبع موزون و خوش فکر تہے - خوب کہنے لگے - نواب مرزا خان داغ دہلوی سے اصلاح لینے لگے - جناب داغ کی عنایت و توجہ سے لائق شاعر ہوگئے - کلام سلیس و با محاورہ ہے - ایہام و مبالغہ سے پاک و صاف ہے - آپ چند سال سے سرکار عالی نظام مین ملازم ہین - خوش خلق و نیک سیرت ہین - عمر تقریبا چالیس و پچاس برس کے ہے -

من اشعارہ الہندی

وان سب اقرار صرف بیوفائی ہوگئی
ہا غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی

واہ اے نیرنگئی قدرت ترا ممنون ہون
وہ تماشائی ہوا جب مجہکو حیرت ہوگئی

جہوٹے وعدون نے کسیکی کردیا خانہ خراب
منزل دل رہگذار یاس و حسرت ہوگئی

جب تلاش شاہد مقصود مین رکہا قدم
رہنمائی کے لئے آگے مصیبت ہوگئی

آج عشق و عاشقی کا ہوگیا جہگڑا تمام
اُٹھہ گیا آزاد دنیا سے فراغت ہوگئی

ایما - میر حسن علیخان اورنگ آبادی

ایما تخلص - میر حسن علیخان نام - آپ شرفاء اورنگ آباد دکن سے تہے صاحب فضائل و کمالات تہے - شعرگوئی مین لائق اقران و امثال مین فائق تہے - آپکا کلام فصاحت و ملاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین تولا ہوا ہوتا تہا - ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہوتا تہا - آپ خوش گفتار و خوش گزار تہے - طرز لباس و وضع و قطع اہل ہنر کی طرح رکہتے تہے - آپ اورنگ آباد سے ۱۲ سال مین

حیدرآباد آئے۔ مہاراجہ چندولال بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے۔ مہاراج نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی پانسو روپئے ماہوار مقرر کردئے۔ آپ اکثر اوقات مہاراج کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ آپکو ایک وقت حضور سکندر جاہ بہادر نے یہہ فرد دی کہ اسکو اردو اشعار مین تضمین کرکے پیش کرو۔ **فرد** اکنون کرا دماغ کہ پرسد ز باغبان۔ بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد + آپنے اسکو تضمین کرکے پیش کیا۔ پانچ سو روپیہ صلہ پایا۔ تضمین یہہ ہے

ایما مین ساکنان چمن سے کیا سوال	ہم بہی تو تھے خزان تمہارے شریک درد
کیفیتین بہار کی ہم سے بہی کچھہ کہو	اردی بہشت و دی کی ہوئی کس طرح نبرد
غنچہ جو مسکرا کے دیا چٹ مین جواب	تو نے سنی نہین کسی استاد کی یہ فرد

اکنون کرا دماغ کہ پرسد ز باغبان
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

آپنے آخر سنہ ۱۲۳ ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ آپ صاحب دیوان تھے اردو و فارسی دونو زبانون مین خوب شعر کہتے تھے۔

ادیب مولوی محمد سیف الحق دہلوی

ادیب تخلص۔ محمد سیف الحق نام۔ آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپکی نسب کا سلسلہ مولوی شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے پہنچتا ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد علمائے دلی کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ ذکی الطبع و فہیم تھے طبیعت مین چستی و چالاکی خداداد تھی۔ اور آپکے دلمین اس بات کا جوش و خروش تہا کہ

حالت موجودہ سے کسی خاص فن جدید مین ترقی کرنا چاہیے۔ چندروز تک آپ اس تردد و تفکر مین رہے۔ مگر قوت فیصلہ سے کوئی خاص امر طے نہین پایا تہا کہ یکایک طبیعت کی اقتضا نے فن شاعری کیطرف متوجہ کیا۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے مضامین سنجیدہ و معانی پسندیدہ کو بیان کے قالب مین ایسی طرز سے ڈہالے کہ نہایت ہی خوشنما و مرغوب نظر آنے لگے۔ اُسوقت مرزا اسد اللہ خان غالب زندہ تہے۔ اور اُنکی اُستادی کل ہند مین مسلّم الثبوت تہی۔ آپنے غالب مرحوم کو اپنا کلام دکہلایا۔ مرحوم البتہ آپکا کلام دیکہتے ہی بہت خوش ہوئے اور فرمایا ہونہار بروا چکنے چکنے پات۔ اُستاد مرحوم کا یہ فقرہ ادیب کے دلپر موثر ہوا۔ اور آپکا شوق بہ نسبت سابق دو چند ہو گیا۔ اس فن مین خوب کوشش و جانفشانی کی۔ اور استاد مرحوم کی بہی توجہ کامل رہی۔ چندروز مین اُستادی کے رتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکی شاعری معاصرین کے نزدیک بہی مسلّم الثبوت ہو گئی۔

آپ خوش نویسی و خوش خطی مین بے نظیر تہے۔ اور تاریخ گوئی مین بہی عدیم المثال۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تہے یاران ہم مشرب سے خوش طبعی و خوش مزاجی سے ملتے تہے۔ اشفاق و اخلاق مین شہرۂ آفاق تہے۔ آپ فارسی و ہندی دونو زبان مین کہتے تہے۔ ہم آپکے اشعار آبدار ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ تا کہ ناظرین لطف و مزہ اُٹہائین۔

جناب ادیب بہی سے ریاست حیدرآباد مین آئے سرکار عالی نظام مین ملازم ہوئے۔ چند سال تک سرکار کی خدمت مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح کرتے رہے آخر ۳ صفر ۱۳۰۹ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین مسافر عدم ہوے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

آتا نہین ہو جو شمع جلانے بعد مرگ ۔۔ حسرت نشان ہے مرے کنج مزار کا

ہو جان پر جو ایک مصیبت تو روئیے — دل بہی یہان ملا تو ترے اختیار کا
موت آگئی مجہے سحر شام فراق سے — دشمن نے آج کام کیا دوستدار کا
گر چشم و دل کی خیر سے طلب دید — پیکان بڑا پڑا ہے تجہے انتظار کا

وله

کیسا کٹا ہے غیر جو دو چار ہو گیا — میرا دم اسکو خنجر خونخوار ہو گیا

وله

خوف افشا سے ستمہائے نہانی کیجئے — ناتوان دیکہتے ہین دیدۂ مردم مجہکو
غیر تک ملتفت حال یون ہے میرا — جاننا واقف اسرار نہان تم مجہکو
موج دریا کی حقیقت بہی کہلی یارب — جوش گریہ نے دکہایا جو تلاطم مجہکو

اعزاز - مرزا دین محمد بیگ کابلی

اعزاز تخلص - مرزا دین محمد بیگ نام - آپکا اصلی وطن کابل ہے - نشو و نما وہین کی آب ہوا اور وہین کی خوشنما غذا مین ہوا ہے اور سن شعور کے بعد آپنے وطن کے علماء سے کتب درسیہ علوم متداولہ و فنون متعارفہ تحصیل کی تہین - علم و لیاقت و فضل و قابلیت مین مستعد و لائق تہے - آپ وطن سے دلی مین آئے اور وہان متوطن ہے - چند مدت تک امرا کی ملازمت و سفارت و وکالت مین رہے - مال و زر خوب حاصل کرتے تہے - جہان رہے وہان خوش رہے - آپکا مزاج آزادانہ اور مشرب فلسفانہ تہا - صلح کل کے طریقہ کے پیرو تہے - آپ خوش خلاقی کی وجہ سے ہر ایک بشر کو کیا ہندو کیا مسلمان مساوی سمجہتے تہے - ہر ایک کے ساتہہ لطف و مدارا فرماتے تہے - دلی سے آپ نواب وزیر الدولہ کے زمانہ مین ریاست ٹونک مین آئے نواب سے ملے نواب صاحب نے آپکو سفارت کے عہدہ پر مقرر فرمایا - مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - خوش و خرم تہے کسی قسم کی تکلیف

نہین تہی - آپ ٹونک سے نواب ناصرالدولہ بہادر کے زمانہ مین حیدرآباد دکن آئے - مولوی محمد حسین صاحب جو مقرب حضور تہے اُنکے مکان پر فروکش تہے - مولوی صاحب آپکی بڑی خاطرداری کرتے تہے - آپنے ایک کتاب مسمی اخلاق محمدی نواب کے نام پر لکہی اور مولوی صاحب کے ذریعہ سے حضور مین پیش کی معلوم نہین حضور نے منظور فرمایا یا نہین کتاب اسم بامسمی مضامین اخلاق پر شامل تہی ہر ایک فقرہ و کلمہ سے خلق محمدی عیان اور ہر ایک حکایت و نقل سے خود خلق مجسم نمایان تہا - اُسکی متعدد باب ہین - ہر ایک باب مین مضامین اخلاق کو مع شواہد و نظائر لکہا ہے - دیکہنے سے لطف آتا ہے - آپکو سیر و سیاحت کا شوق تہا - عراق عجم و عراق عرب کی خوب سیر کی ہے - ملک بخارا و خوارزم و بلخ و بدخشان تک گئے ہین - سندہ و ہند مین بہی خوب گہومے ہین - ہر ایک مقام کے رسم و رواج اور ہر ملک کی طرز معاشرت سے واقف تہے - چنانچہ آپنے ایک کتاب قبا وہی نسائی تالیف کی - اُسمین ہر ملک کی عورتون کے رسم اور اُنکی مزعومات عمدہ طرح سے بیان کئے ہین - گویا یہہ کتاب مذہب عجم کے مسائل و عقائد کا آئینہ ہے -

آپ فارسی مین نظم و نثر عمدہ لکہتے تہے - آپکی تحریر و تقریر مین مضمون کی آمد تہی - بغیر سوچے سمجہے لکہتے تہے - آپکی عبارت رنگین و شیرین ہوتی تہی - نظم مین آپ اعزاز تخلص کرتے تہے اور نثر مین راست گفتار - آپکا کلام سبات کی تصدیق کرتا ہے کہ بیشک آپ اِن دو اسمون کے مستحق و مصداق تہے - آپ حیدرآباد سے برار آئے - اور وہان حکام کی قدردانی سے ملکاپور ضلع بلڈانہ مین منصفی کی خدمت پر مقرر ہوئے - دو ڈہائی سال تک اس خدمت پر مامور رہے عدالت کا کام نہایت امانت و دیانت کے ساتہہ انجام دیتے رہے - مقدمات کی تحقیق مین کسی کی رعایت نہین کرتے تہے اور نہ کسی کی سفارش سنتے تہے -

حق کو باطل سے علیحدہ کر دیتے تھے - اہل مقدمات اور اُن کے متعلقین سے کبھی نہین ملتے تھے - رشوت کے نام سے کشیدہ و رنجیدہ ہوتے تھے - کبھی ہدیہ و تحفہ بھی نہین لیتے تھے جب برار سے فارسی دفتر موقوف ہوا - اور اُسکی جگہ مرہٹی دفتر قائم ہوا - اور منصف بھی موقوف ہوئے اور آپ بھی موقوف ہوگئے - تب ملکاپور مین جامع مسجد کے بیرونی حجرون مین سکونت اختیار کی - ملکاپور کے قاضی خواجہ محمد صاحب جو برار مین نامی معروف و مشہور ہین آپکی خدمت و مہمان نوازی نہایت سیرچشمی سے کرتے تھے - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قاضی صاحب اور مرزا صاحب دو قالب ایکجان ہین - پھر آپ حکام کی قدر دانی سے عہدۂ تحصیلداری پر مقرر ہوئے - جلگاؤن ضلع آکولہ کے تحصیلدار ہوئے دو تین سال تک کام عمدہ طرح سے کرتے رہے - افسران بالا آپکے کام سے نہایت ہی خوش تھے - آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے - ظریف و بذلہ سنج و لطیفہ گو تھے اہل مجلس کو اپنے کلام رنگین سے رنگین فرماتے تھے - لطائف و ظرائف سے اسقدر ہنساتے تھے کہ پیٹون مین بل پڑ جاتے تھے - خندہ پیشانی و شگفتہ دل تھے - آپکے مزاج مین غرور و تکبر کا نام و نشان نہین تھا - فقیر مولف کو بھی آپسے نیاز تھا - نہایت توجہ و عنایت سے تکلم فرماتے تھے - لکھنے پڑھنے کی تاکید کرتے تھے - مین اُسوقت طالب علمی کرتا تھا - میری عمر اُسوقت تقریباً بارہ برس کی ہوگی - مین اکثر آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تھا - اور آپکے فیض رس سے مستفید ہوتا تھا - آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے - چند کتب آپ کی تالیف سے ہین ازانجملہ اخلاق محمدی - شاہنشہ نامہ فتاوی نسائی - دیوان غیر مرتب مین - عجائب الکلمات - مرات الخصائل - آپکی یہہ کتابین میرے کتبخانہ مین موجود تھین افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی مین تمام

غرق آب نذر سیلاب ہو گئیں۔ آخر آپ ۱۲۷۵ ہجری میں مقام قصبہ جلگانون ضلع
آکولہ برار میں عالم بقا کی طرف مسافر ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اسی
قصبہ میں مدفون کئے گئے۔ آپکی تاریخ منشی رام سیوک صاحب متخلص گہربار نے کہی

چو مرزا دین محمد بیگ اعزاز	ازین دار فنا شد جادہ پیما
چہ اعزاز یکہ سلطان سخن سنج	بلیغ و ناثر و ہم فخر عرا
ہمای فکر او را آشیان عرش	نہنگ طبع او را قعر دریا
ید بیضا مضامین منیرش	خیالاتش چہ اعجاز مسیحا
گذشت آن منشی یکتای دوران	کسے دیگر نگیرد نام انشا
ازین ماتم دو تا پشت فلک شد	دماغم این چنان بگرفت سودا
بگو تاج بلاغت چون بیفتاد	بتاریخش دریغا وائے ویلا

۱۲۷۵ھ

اسوقت برار میں مرزا صاحب مرحوم کے دوست و عنایت فرما دستور رتنجی و بہمن جی باشندگان پونہ معزز خدمات پر مقرر تھے۔ مرزا صاحب کے انتقال سے بہت رنجیدہ ہوئے اور مرزا صاحب کے تمام مال اسباب کو حفاظت سے امانتاً رکھا۔ اور مرحوم کے فرزند مرزا مہر علی بیگ کو دلی سے بلایا۔ حسب الطلب فوراً آئے۔ دونون معززین نے اپنے پیارے دوست کے لخت جگر کو اپنے دولتخانہ پر مہمان رکھا۔ اور مہمانی و مدارات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرمایا۔ اور انسے کہا اگر آپ یہان نوکری کرنا چاہیں تو ہم کوشش کرکے کرا سکتے ہیں مرحوم کے فرزند نے انکار کیا۔ آخر دونون بھائیون نے مرحوم کا تمام مال اسباب فرزند مرحوم کے حوالہ کیا اور اپنے جیب خاص سے بھی معتدبہ رقم دیکے دلی روانہ کیا مرحوم کے فرزند نے دونون بزرگان فرشتہ طینت کا شکریہ ادا کیا۔ اور وطن مالوفہ روانہ ہوا

دونوں بزرگان برامکہ خصائل کی ہمدردی خالصاً لوجہ اللہ آفرین و تعریف کے لائق ہے
ہم کو ایسے بزرگوں کی پیروی کرنی چاہئے۔ افسوس فی زمانناً مروت و ہمدردی عنقا
صفت مجہول الرسم و معروف الاسم ہے۔

من اشعارہ الفارسی

رفتیم کہ ببوسیم قدم پیر مغان را
نذر در میخانہ کنیم نقد روان را

ولہ

عذرم اثر پذیر نشد طبع یار را
خاموش آب چشم نسازد شرار را

چون بقامت راست سازد شعر موزون قبا
از زبان گل مبارکباد می آرد صبا

گر گذارد پا بچشم دل خیال ناز او
مردمک گوید برِ راہ دیدہ او را مرحبا

در سفر بردی رقیبا از چہ جانان مرا
دور کردی جانم از تن بردہ جان مرا

بنیو در خانہ ایم خانہ خراب
ہمچنان قطرہ درمیان حباب

گفت قاصد کہ یار می آید
این خیالیست دیدہ ام در خواب

از گردش زمانہ کسے را فراغ نیست
آن کیست در جہان کہ دلش پر ز داغ نیست

و ضع دل خونبار نمی دانم چیست
این گریہ بسیار نمی دانم چیست

حلقۂ زلف او گلو گیر است
می کشد دل چہ دام تزویر است

خواست آلودہ کند پنجہ بخون من زار
خنجرش را ز تن لاغر من عار آمد

در تہیدستی مناسبت قرب دوستان
می فتد شاخ درخت خشک از چشم بہار

ز جست پرتوی در گلشن افتاد
نمود از چہرۂ گلرنگ پرواز

گل بردہ مگر رشک رد امان قبایش
امروز پشیمان شدہ افتاد بپایش

می شوم آب چو چاہ ذقنش می بینم
غنچہ را محو بہ بینش دہنش می بینم

بر سر تربت اعزا زبنا آمد و گفت	وله	گشتہ کیست کہ خون از کفنش می بینم
می شود آخر بہان کارے کہ میدارد شدن	وله	مفت بہر کار خود در پیچ و تاب افتادہ ایم
شدہ ام پیر تمنائے جوانی دارم	وله	شاید از زہر بکف خط آمانی دارم
شد تہی دستی ازان سایہ و سامان من	وله	تا نہ بیند کسی غبار از گوشہ دامان من
از سر خاکم چرا برچیدہ دامان میروی	وله	روی گردان از سر خاک غریبان میروی
ہر غمم کہ درین زمانہ صورت دارد	رباعی	در پیش من آمدن ضرورت دارد
من میکنمش ضیافت از خون جگر		با این ہمہ خاطرش کدورت دارد

آفاق ۔ محمد عیسیٰ خان دہلوی

آفاق تخلص ۔ محمد عیسیٰ خان نام ۔ آپکا اصلی وطن دہلی ہے ۔ آپ دلّی کے شریف زادون مین سے تھے ۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھے مستعد طالب علم تھے ۔ شعرگوئی پر شیفتہ تھے ۔ طبیعت مین قدرتی تیزی و چالاکی تھی ۔ شعر کہنے لگے قائم دہلی سے اصلاح لیتے تھے ۔ رفتہ رفتہ کلام مین پختگی و شستگی آگئی ۔ درجہ کمال کو پہنچے ۔ شہرۂ آفاق ہوئے ۔ دلّی سے حیدرآباد دکن مین آئے ۔ اور نواب شمس الامرا بہادر کی سرکار مین دو سو روپئے ماہوار سے ملازم ہوئے ۔ مدت تک زندہ رہے ۔ آخر سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین اس دنیا ناپائیدار سے دار القرار کو روانہ ہوئے ۔ جناب مولینا میر شمس الدین فیض نے تاریخ رحلت کہی ہے ۔ ہ زاقصای آفاق آفاق رفت ۔

۱۲۵۳ھ

تضمین بر غزل قائم

کہتے جو ہو مثل گل چاک جگر جائے		اور برنگ صبا جلد گذر جائے

سب سے ہے بہتر یہی اب کے اگر جائیے — گلشن الفت سے دل لے یہ ٹھہر جائیے
داغ بدل جائے دست بسر جائیے

کیا کہوں تجھسے دلا طرفہ ہے اک ماجرا — نکہت گل کا گیا آ گئے نکل قافلا
پہلے تو وہ رنگ تھا اب یہ نیا گل کھلا — کر کے ہمیں پیشوا کہتی ہے باد صبا
میں کوئی کوئی دم میں چلی آپ ٹھہر جائیے

کیا کہوں کیا بات ہے ایک طلسمات ہے — مرگ کی شب بات ہے ظلم سے ظلمات ہے
ہجر کی یہ رات ہے غم سے ملاقات ہے — دل بھی نہیں بستا ہے عالم برسات ہے
ہات سے تیرے کدھر دیدۂ تر جائیے

ایمان شیر محمد خان حیدر آبادی

ایمان تخلص۔ شیر محمد خان نام محمد عاقل خان نایک کا فرزند ہے۔ حیدر آبادی المولد ہے۔ آپکے والد سرکار نظام میں وقایع نگاری کی خدمت پر مامور تھے۔ اور اخبار گوئی کا بھی کام انکے سپرد تھا۔ ایمان نے نشو و نما کے بعد شہر کے علما و فضلا کی خدمت میں کتب عربیہ و فارسیہ تحصیل کیں یگانہ روزگار ہوا۔ اور موروثی فن میں بھی بینظیر۔ سرکاری تمام اخباریوں کا افسر تھا۔ دکن کے تمام واقعات اسکے حافظہ کے خزانہ میں محفوظ تھے۔

سرکار میں ممتاز و معزز تھا۔ اکثر اوقات سفر و حضر میں اعظم الامرا کا مصاحب رہا ہے شعر گوئی و شعر فہمی میں بے مثل تاریخ دانی و وقایع نگاری میں بے بدل تھا۔ شعراء و حاضرین آپکی استادی کے قائل تھے۔ سنہ ۱۲۱۶ ہجری میں حضور آصفجاہ ثانی کے زمانہ میں محلہ کمان الچی بیگ میں مشاعرہ قرار پایا تھا۔ تمام شعرا جمع ہوئے۔ مگر آپ نہیں آئے تھے۔ سب آپکا

انتظار کر رہے تھے۔ بعض کی رائے ہوئی کہ غزل خوانی شروع کیجائے۔ اکثر نے کہا جب تک استاد نہون کچھہ مزہ و لطف نہوگا۔ آخر آپ آئے وجہ تاخیر بیان کئے سبکا شکریہ ادا کرکے عذر خواہی کی۔ مشاعرہ بڑی عظمت و شان سے ہوا اسمین شعراء ہند و دکن مجتمع تھے۔ آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے۔ صنائع و بدائع کے زیور سے آراستہ اور آرائش جگت و ضلع سے پیراستہ ہوتا ہے۔ آپ اپنے کلام مین ایہام بھی استعمال کرتے ہین۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان بعض کتبخانون مین موجود ہے۔ آپ تاریخ گوئی مین کامل مہارت و قدرت رکھتے تھے۔ فی البدیہہ تاریخ کہتے تھے۔ آپنے حضور آصفجاہ ثانی کی تاریخ مین ایک قطعہ لکھا۔ اُس کے چوتھے مصرع سے دو مادہ تاریخ برآمد ہوتے ہین۔ مقبرہ کے دروازہ پر مکہ مسجد مین بھی قطعہ کندہ ہے ؎

بر روح پاک میر نظام علی مدام	زین مصرع عجیب دو تاریخ رابخوان
خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ	مستوجب بہشت و با خلاص فاتحہ

اور دوسرے شعراء نے بھی تاریخین کہین مگر آپکی تاریخ مطبوع عام ہوئی۔ اسیوجہ سے مقبرہ کے دروازہ پر کندہ کرائی گئی۔ آپ خوش خلق خوش سیرت تھے۔ پاکیزہ شمائل و حمیدہ خصائل تھے۔ عزیز خلائق مقبول خالق تھے۔ آخر ۱۲۲۰ھ ہجری مین رحلت ہوئے۔ آپکی تالیف سے رسالہ شطرنج و رسالہ عروض قافیہ و دیوان مشہور ہے۔

من اشعارہ۔ ضلع میوہ مین

آسیب ہے جنگ عشق کر ہمین عیان	آتا نہین زخم پہ انگور یہان
سو سیر ہوا فال سے یونہین معلوم	سر دیکھو ہی تو ناشپاتی ہے کہان

ضلع پلنگ مین

آرام نہ کیونکر اب یہ بنئیے بہو لین		کسطرح خوشی سے نہ پلنگ پر جہولین
پایا تہا کبہو نہ سات پیٹری مین یہ وکہ		پٹی پڑی ایسی کہ اُکہڑ گئی چولین

ضلع لٹو مین

لٹو ہے تیرے پہ ہر کوئی اب یار		اور حال پریشان سے نہیں کہتا ہی عا
آخر کوچے مین اُسکی جاکر جالی		پہرتا تہا اسی آس پہ وہ سوسوبار
سرمہ گر چشم سے اپنی وہ خوش برو پونچے	ولہ	گرد خجلت کو سدا دیدہ آہو پونچے
آستین کا مین کسو کی نہ ہوا دست نگر		میری ہاتون نے آخر میرے آنسو پونچے
رنگ گلشن کا شفق روئے فلک سے اُڑجائے		اپنے ماتہے سے وہ کافر کبہی جو پونچے
رنگ لب جانان کو سرخ زیادہ ہے	ولہ	اور وزن مین برگ گل و سرخ زیادہ ہے
روا ہے کون سے مشرب مین ای ایمان نامنصف	ولہ	دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو
ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا ایمان آنکہون سے	ولہ	مئی گلگون کا جبسدم بزم مین ساغر جہلکتا ہے

افسر۔ میر باقر علیخان

افسر تخلص۔ میر باقر علیخان نام۔ آپ نقد علیخان ایجاد کے فرزند دوم ہین آپ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اور پیرایہ حسن خلق و کمال سے پیراستہ تہے خوش سلیقہ خوش سیرت تہے۔ شعر و شاعری کے شیفتہ۔ استعداد خدادا د تہی۔ اصلاح کلام والد ماجد سے لیتے تہے۔ آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہے۔

من نتائج طبع

امروز میرو دبگلستان نگار ما		از دست میرود دل بے اختیار ما

دوستان موسم گل آمده دل شاد کنید	وله	دست در گردن ہم زمزمہ بنیاد کنید

اختر۔ مولوی لطیف احمد صاحب

اختر تخلص۔ لطیف احمد نام ہے۔ آپ حضرت امیر احمد مینائی لکھنوی کے فرزند سوم ہین۔ آپ کی ولادت باسعادت شہر لکھنو مین ہوی۔ (بلند اختر) سے آپکی تاریخ ولادت بحساب جمل برآمد ہوتی ہے۔ یعنی ۱۲۸۷ھ ہجری۔ آپ کی نشو و نما لکھنو کی آب و ہوا مردم خیز مین ہوئی۔ جب آپ کی عمر ہفت سالہ ہوئی۔ تب والد ماجد نے آپکی تعلیم شروع کی۔ آپ نہایت ہی ذکی الطبع و ذہین تھے۔ آپکے چہرہ مہرہ سے چستی و چالاکی عیان تھی۔ عزیز قریب یہی کہتے تھے یہہ صاحبزادہ ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ چشم بددور خدا عمر خضر نصیب کرے۔ والد ماجد تعلیم کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے۔ والد ماجد کی توجہ کی برکت سے آپ پندرہ یا سولہ برس کی عمر مین فارسی عربی کتب درسیہ و علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ شعر و شاعری کے طرف بچپن ہی سے طبیعت مائل تھی۔ مائل کیون نہو یہ شعر گوئی و سخندانی آپ کی موروثی ملک تھی والد ماجد ایام طالب علمی مین اگرچہ شاعری و شعر گوئی سے مانع ہوتے تھے۔ لیکن مقتضائے طبیعت مبادرت کر ہی جاتا تھا۔ آپکے نتائج طبع والد ماجد و دیگر اعزہ دیکھہ کے متعجب ہوتے تھے تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد آپ شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرنے لگے۔ اقران و امثال مین فائق ہونے لگے۔ آپکو تلمذ والد ماجد ہی سے تہا۔ اپنے نتائج طبع والد ماجد ہی کے ملاحظہ مین پیش کرتے رہے والد ماجد ہی کی اصلاح سے استادی کے رتبہ کو پہنچے۔ بمصداق الولد سر لابیہ والد کے

ہین۔ آپکے اخلاق وعادات سے بزرگان سلف کی شان نمایان ہوتی ہے۔ مروت
وہمدردی آپکا پیرایہ فتوت وجوانمردی آپکا سرمایہ ہے۔ آپکی کسر نفسی وخاکساری کی
یہہ حالت ہے ہر کس وناکس کے سامنے جہکے جاتے ہین۔ نہد شاخ پرمیوہ سر بر زمین کے مصداق ہین
ہر غریب نابلد ونو وارد بلد سے ایسے ملتے ہین جیساکہ کوئی اپنے عزیز قریب سے ملتا ہے
آپ کو علوم وفنون سے ایسی دلچسپی ہے کہ ہر وقت آپکی مجلس مین علوم وفنون کا
تذکرہ اور شعر وشاعری کا چرچا ہوتا ہے۔ اور خاص آپ کی عادات سے ہے کہ بزرگان
سلف وخلف کو بہلائی سے یاد کرتے ہین۔ اور آپنے ایسا طریقہ وضابطہ رکہا ہے
کہ حاضرین مجلس سے کوئی کسیکی شکایت نہین کرسکتا۔ اگر کوئی سہواً کسیکی نسبت
کہے تو آپ اسکے قول کو ایسے ڈہنگ سے بدل دیتے ہین کہ وہ خیر محض ہوجاتا ہے
یا اشارۃً وکنایۃً اسطرح تکلم کرتے ہین کہ عاقل شاکی شاکر بنجاتا ہے۔ فقیر مولف کو
تہوڑاہی زمانہ گذرا ہے کہ آپسے نیاز حاصل ہوا ہے۔ مجہے اس تہوڑی ہی مدت مین آپکی
ملاقات سے جو لطف ومزہ حاصل ہوا ہے۔ اسطرح مدت کے احباب سے کبہی نہین ہوا۔
مین اختر صاحب و مولانا جلیل کو سچے دل سے ایسا سمجہتا ہون کہ گویا یہہ میرے قدیم
عنایت فرما ہین۔ مدعیان عیب بین میرے اس قول پر قہقہہ مارین گے۔ کہ یہہ مولوی
تملقاً دونون بزرگون کی صحبت کا دم مارتا ہے۔ یہہ نہین سمجہین گے کہ دونون
بزرگون کی خوش اخلاقی کی کرامت ہے کہ مین انکو اپنا عنایت فرما سمجہتا ہون۔
فی زماننا جناب اختر صاحب و مولانا جلیل امام الشعرا واستاذ البلغا ہین۔ آپ کی توجہ
واصلاح کی برکت سے دکن مین شعرا کا گروہ بہت بڑہ جائیگا۔ اور شعر وشاعری کا
بازار گرم ہوجائیگا۔ اکثر شاعر شاعر ہوجائین گے۔ سخن سنجی وسخن دانی سے ماہر ہراک

شاعر کو آپکی شاگردی پر ناز ہوگا۔ مورخین سلف کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نظم کلام ریختہ کا وجود اولاً زمین دکن میں پیدا ہوا۔ ابھی اسکی پوری نشو و نما نہین ہوئی تھی کہ وطن سے غربت اختیار کیا۔ دکن سے ہندمین پہنچا۔ کبھی لکھنو کبھی دلی مین آمد و رفت کرتا رہا۔ اور اپنے اصلی وطن کو فراموش کردیا تھا۔ اب مدت کے بعد اپنے اصلی وطن کو مراجعت کرتا ہے۔ عجب نہین کہ یہان بھی دونون بزرگون کی توجہ سے سکونت اختیار کرے۔ اور شعرا کے نزدیک لکھنو و دکن و دلی کی زبانین مستند سمجھی جائین۔ آپکا کلام آسمان فصاحت و بلاغت کا نیر اعظم ہے۔ بندش برجستہ و ترکیب شایستہ کا اختر معظم ہے۔ آپکا کلام صفائی و شستگی مین ڈوبا ہوا ہے۔ نزاکت و لطافت سے بھرا ہوا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک و صاف۔ تعقید لفظی و معنوی سے شفاف ہے سامعین کے دلون پر سحر سامری کا اثر کرتا ہے۔ اور کلام کے سننے سے دل کو سرور حاصل ہوتا ہے اور صاحبان کمال وجد کرتے ہین۔ جناب اختر اسوقت ہوم سکرٹری کے مددگاری کی خدمت پر مامور ہین۔ خدمت مفوضہ کا کام نہایت عمدگی سے ادا کرتے ہین۔ ارباب حاجات سے خلوص و حسن سلوک سے ملتے ہین۔ غرور و تکبر سے منزلون دور رہتے ہین۔ آپکی انکساری دیکھکے کل دفتر کے ملازمین و صاحبان اغراض فرمان بردار و حلقہ بگوش بنتے ہین۔ تھوڑی ہی مدت کی ملازمت مین وہ قبولیت عامہ حاصل ہوئی کہ دیگر برسون کے ملازمین کو ہمدست نہین ہوئی۔ ادنی سے علی تک تمام آپکے شکر گزار ہین۔ کوئی آپکی نسبت شکایت نہین کرتا ہے ہر ایک آپکو بھلائی سے یاد کرتا ہے۔ اختر کے لئے قبولیت عامہ کا ہونا عطیہ عظمی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء، وطوائف انام کا آپکو معتمد قرار دینا نعمت کبری ہے۔ آپکے حالات لطائف

آیات بیشمار ہین۔ مین نے طوالت کی وجہ سے قلم انداز کر کے اسیقدر پر اکتفا کیا۔ اب آپکے نتائج طبع گذارش کرتا ہون **ھو ھذہ**

دکہا دے آج ای اختر کہ جودت ایسی ہوتی ہے
سخنور اسکو کہتے ہین طبیعت ایسی ہوتی ہے

ثنا ہو شاہ آصف کی اور ایسی ہو کہ سب کہدین
بلاغت نام اسکا ہی فصاحت ایسی ہوتی ہے

جمال شاہ دیکہا تہا کہ دل اپنا پکار اُٹہا
خدائے پاک کی بندون پہ رحمت ایسی ہوتی ہے

خدا رکہے یہی ظل خدا ہین اب خدائی مین
جوان مین ہے کسی مین کب جلالت ایسی ہوتی ہے

علی کا ہو جو محبوب اُسکی رعنائی کا کیا کہنا
ہزارون صورتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہی

غلط کیا ہی کہ آپ آصف کے پر ہیمن سلیمان مین
کسیکی قاف سے تا قاف شہرت ایسی ہوتی ہے

فلک فر میر محبوب علیخان کا زمانہ ہے
جو گہر گہر ایسی عشرت ہے مسرت ایسی ہوتی ہے

وہ طرزِ حکمرانی ہے وہ رنگ خسروانی ہے
حکومت خود یہ کہتی ہی حکومت ایسی ہوتی ہے

مظالم کو مٹا دینا غریبونکی خبر لینا
سیاست کے یہ معنی ہین سیاست ایسی ہوتی ہے

جہانبانی سلیمانی مسیحائی و دارائی
کوئی پوچھی تو ہم کہدین کہ حضرت ایسی ہوتی ہے

بشر کیسے فلک بہی نقش قدم لینے کو جہکتا ہے
اسی کہتے ہین رفعت شان و شوکت ایسی ہوتی ہے

ہزارون دل ہین سب مین ہے جگہ اک ذات آصف کی
حقیقت تو یہ ہی کثرت مین وحدت ایسی ہوتی ہے

آزاد۔ میر غلام علی الحسینی البلگرامی

آزاد تخلص۔ میر غلام علی نام۔ آپکا مسقط الراس محلہ میدانپورہ واقع قصبہ بلگرام صوبہ اودہ ہے۔ آپکی ولادت باسعادت پچیس تاریخ ماہ صفر روز یکشنبہ سنہ ۱۱۱۶ الہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی نسب کا سلسلہ عیسیٰ موتم الاشبال بن زید شہید بن امام زین العابدین

رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ چنانچہ خود آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکہا ہے

گرچہ باشد موتم الاشبال عیسیٰ جا دمن — عیسی جان بخش شیر نرم باد انفس

آپ نسباً حسینی و اصلاً واسطی و وطناً بلگرامی مذہباً حنفی وطریقۃً چشتی تہے جب آپنے نشو ونما کے میدان مین قدم رکہا۔ سرو روان کی طرح بڑہنے لگے۔ اعزہ و اقارب آپکے رنگ ڈہنگ کو دیکہکر کہتے تہے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ آپکے چہرے مہرے اور اعضا و مفاصل کے قیافہ سے مترشح ہوتا تہا کہ یہہ آفتاب خاندان جہان کو روشن کریگا۔ فضائے عالم کو اپنے فیضان نعمت سے گلشن بنائیگا۔ اور محافل علم و فضل کو زینت دیگا معقولات و منقولات کے نکات ظاہر کریگا۔ بناءً علیہ والد ما جد و دیگر اعزۂ خاص جلیا دری علامہ میر سید عبد الجلیل بلگرامی آپکی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہوئے اور عمدہ اہتمام کیا۔ اساتذہ کرام و علمائے نحاریر سے آپکی تعلیم شروع ہوئی۔ آپ درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج کرتے رہے۔ چنانچہ خود صاحب ترجمہ نے اپنے مولفہ تذکرہ خزانۂ عامرہ مین لکہا کہ میری تحصیل پانچ اساتذۂ کرام سے درجۂ تکمیل کو پہنچی۔ اوّل مولانا میر طفیل احمد بلگرامی قدس سرہ سے کتب درسیہ پڑہین۔ آپکے قصیدہ افتخاریہ کے شعر سے ثابت ہوتا ہے

شاگرد خاص میر طفیل محمدم — او در علوم عقلی و نقلی ست رہبرم

دوم علامۂ زمان میر عبد الجلیل سقی اللہ السلسبیل سے لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب حاصل کیا۔ چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے مین

آزاد ما کہ فضل و کمال بہم رساند — خادمت نمود حضرت عبد الجلیل را

سوم بحر مواج علوم میر سید محمد خلف علامہ مرحوم سے عروض و قوافی و فنون ادب کی

تکمیل کی ۔ چہارم صاحب آیات بینات مولانا شیخ محمد حیات سندی روح اللہ روحہ سے مدینہ منورہ مین صحیح بخاری کی سند و صحاح ستہ و سائر مفردات کی اجازت حاصل کی پنجم جامع کمالات شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ مین بعض فوائد علم حدیث اخذ کیا۔ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہونیکے بعد ۱۱۳۰ہجری مین حضرت قدوۃ العارفین سید لطف اللہ بلگرامی قدس سرہ العزیز سے بیعت حاصل کی انتہی کلامہ۔

آپ پندرہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے ۔ عالم شباب تہا ۔ طبیعت بحر علوم و فنون مین مواج شعر و شاعری کے میدان مین شعلہ جوالہ تہی ۔ اور دلمین سیر و سیاحت و تلاش ملازمت و تحصیل نعمت و شہرت کا شوق جوش زن تہا ۔ چنانچہ آپنے خزانہ عامرہ مین لکہا کہ مجکو مدت العمر مین تین سفر واقع ہوئے ۔ سفر اول شاہجہان آباد ۔ آپ ۱۱۳۰ہجری مین علامہ مرحوم کے ملنے کیلئے بلگرام سے میر عظمت اللہ بیخبر بلگرامی کے ہمراہ شاہجہان آباد روانہ ہوئے ۔ وہان پہنچ کے علامہ کی خدمت مین دو سال تک رہے اس مدت مین فوائد علم و فضل سے مستفید ہوکے وطن مالوفہ تشریف لائے ۔ سفر دوم سیوستان واقع سندہ ۔ سیوستان مین آپکے ماموں میر سید محمد میر بخشی گری و وقائع نگاری پر مامور تہے ۔ حسب الطلب میر ۱۱۴۲ہجری ماہ ذیحجہ مین وطن سے سیوستان روانہ ہوئے شاہجہان آباد و ملتان واچ وغیرہ بلاد سے عبور و مرور کرتے ہوئے بتاریخ دہم ماہ ربیع الاول ۱۱۴۳ہجری مین شہر مذکور مین مع الخیر پہنچے ماموں صاحب کی ملازمت سے مشرف ہوئے ۔ میر صاحب ہمشیرہ زادہ کے دیدار سے بہت خوش ہوئے ۔ اور ہمشیرہ زادہ کو نیابتاً دونون خدمتون پر مامور کرکے خود بلگرام روانہ ہوئے ۔ آپ چار سال تک دونون خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے ۔ آپکے انتظام سے حکام بالادست خوش تہے ہوئے

آپکی لیاقت وخوبی انتظام کی تعریف کرتے تھے - چار سال گزرنے کے بعد میر صاحب وطن سے واپس آئے - اور اپنے ہمشیرزادے آزاد کو بلگرام روانہ فرمایا - پس صاحب ترجمہ آزاد ۱۱۴۷ ہجری مین سیوستان سے روانہ ہوئے - جب شاہجہان آباد مین پہنچے وہان معلوم ہوا کہ آپکے والد میر محمد نوح مع تمام اہل بیت الہ آباد مین آئے ہین - آپ شاہجہان آباد سے برآمد ہوئے - سیدھے اکبرآباد سے الہ آباد پہنچے - تین سال تک وہان والد ماجد کی خدمت مین رہے - اس مدت مین دو مرتبہ بلگرام مین بھی گئے تھے - لچھمی نرائن شفیق شاگرد آزاد صاحب ترجمہ تذکرہ گل رعنا مین آپکی زبانی نقل کرتا ہے کہ جناب آزاد نے مجھسے ذکر کیا - کہ نواب مبارزالملک سربلند خان تونی صوبہ الہ آباد اپنے فرزند میر محمود المخاطب بہ شاہنواز خان کو نیابتہً صوبہ مین مقرر کرکے خود شاہجہان آباد مین محمد شاہ بادشاہ کے پاس گیا اور میرے والد میر محمد نوح نواب شاہنواز خان کی سرکار مین میرسامانی کی خدمت پر مامور تھے - ایک روز والد مجکو اور میرے بھائی میر غلام حسین کو نواب شاہنواز خان کی ملازمت کے لئے لیگئے - نواب بنگلہ مرتضی مین رونق افزا تھے - اور میرے والد نواب کے قریب کھڑے ہوئے افراد کاغذات پر دستخط کرا رہے تھے - اور ہم دونون بھائی دور کھڑے ہوئے اس انتظار مین تھے کہ نواب ہمارے طرف دیکھے کہ ہم تسلیم بجالائین - نواب دستخط کرنے مین ایسے مشغول تھے کہ دیر تک ہماری طرف نہین دیکھا باوجود حسب دستور چوبدارون نے باادب وباقاعدہ کہہ کے چلایا لیکن نواب نے چوبدارون کے چلانے سے بھی ہمارے طرف نہین دیکھا - اسوقت میرے دل مین غیرت حمیت نے جوش کیا کہ مخلوق کے دروازہ پر اسقدر عجز وانکسار کرنا فضول ہے - خالق حقیقی کے طرف رجوع ہونا افضل ہے مین سلام گاہ سے لوٹا - چوبدار نے پوچھا حضرت کہان جاتے ہین - مینے کہا گھر

چوبداروں کے آداب سے ہے کہ پیادہ کو روکتے ہیں۔ اور روندہ کو نہیں روکتے چوبدار نے مجھکو نہیں روکا۔ میں پیادہ گھر آیا۔ اور میرا بھائی وہاں ٹھہرا رہا۔ بعد میں نواب کی ملازمت وتسلیم سے مشرف ہوا جب والد ماجد دربار سے گھر میں آئے۔ مجھ سے پوچھا کہ آپنے نواب کی ملازمت ترک کئے آخر کیا کروگے میں نے عرض کیا جو کچھ تقدیر میں ہے ہوگا

سفر۔ زیارت بیت اللہ شریف

آپنے اسیوقت دلمیں عزم جزم کیا کہ آپکو خالق کے دروازہ پر چلنا چاہئے۔ پس بلگرام سے تیسری تاریخ ماہ رجب ۱۱۵۰ھ ہجری مطابق مادۂ تاریخ (سفر خیر) زیارت بیت اللہ کا احرام باندہا۔ اور شہر سے نکلتے وقت کسیکو آگاہ نہیں کیا۔ نہیں تو سدراہ ہوتے۔ اہل بیت کو تین روز کے بعد معلوم ہوا۔ افسوس کرنے لگے۔ آپکے حقیقی بھائی غلام حسن تین منزل تک تعاقب میں گئے۔ آخر آپکو نہیں پایا۔ لاچار ہو کے واپس آئے۔ آپ غیر معروف راہ سے پیادہ پا سرونج ضلع مالوا تک آئے۔ آپنے غیر متعارف طریق اسلئے اختیار کیا تہا تاکہ کوئی خبردار ہو کے مانع نہو وے۔ اسوقت عالیجناب نواب آصفجاہ اول کا لشکر فیروزی اثر اس ملک میں جلوہ افروز تہا لشکر میں ایک عزیز نیک محضر نے بے سابقۂ معرفت آپ کی خاطر و مدارات کی۔ اور مہماں نوازی کے لوازم پورے ادا کئے۔ اور آپکو ایک تہہ مکلف ساز وسامان سے آراستہ سواری کے لئے عطا کی۔ سبحان اللہ اُس زمانہ میں اہل زمان کیا فراخ حوصلہ و مہمان نواز و غرباپرور ہوتے تہے۔ غربائے نابلد و درماندگان بیوسیلہ کے ساتہہ جان و مال سے ہمدردی اور مساعدت فرماتے تہے۔ فی زماننا باوجود معرفت سابقہ اغماض کرتے ہیں بیچارۂ غریب بلکہ قریب کی بہی کوئی ہمدردی نہیں کرتا۔ ہم بزرگان سلف کے واقعات سے

سبق لینا چاہیے اور قدم بقدم چلنا چاہئے۔ اسلاف کی پیروی مین دارین کی بہبودی و نیکنامی ہے۔ اسی ضلع مین حسن اتفاق سے بتاریخ دوم شعبان سنہ مذکورہ مین نواب آصفجاہ سے ملاقات حاصل ہوئی۔ اور آپنے ایک رباعی پیش کی۔ رباعی

اے حامی دین محیط جود و احسان　　حق داد ترا خطاب آصف شایان
او تخت بدرگاہ سلیمان آورد　　تو آل نبی را بدر کعبہ رسان

نواب عالیجناب رباعی دیکھہ کے بہت محظوظ ہوئے۔ اور زاد و راحلہ کا کامل بندوبست کردیا۔ آزاد اسم بامسمی تہا بجز اس رباعی کے کسیکی مدح سرائی نہین کی۔ اور نہ کسی سے صلہ طلب کیا۔ اگر غور سے دیکہا جائے تو یہہ رباعی بہی بیت اللہ شریف کے سفر کیلئے ہے نہ اپنی ذاتی منفعت کے لئے۔ بقول صاحب گل رعنا آپ بادہ سے آسائش و آرام کے ساتہہ آہستہ آہستہ منزل مقصود کو پہنچے۔ یعنے بندرگاہ سورت مین داخل ہوا۔ اور سبحۃ المرجان مین خود آزاد نے لکہا کہ مین مبادین و شوار گزار و کوہ ہاے ناہنجار کو پیادہ پا طی کرتا ہوا جاتا تہا راہ مین سوائے شوق دل ہیر کوئی رہنما و رفیق نہین تہا۔ آخر خدا تعالی نے مجکو اس مقام پر پہنچایا جسکی مجکو امید نہین تہی یعنی مین بندرگاہ سورت محروسہ مین پہنچ گیا۔ اور وہان سے جہاز پر سوار ہوا۔ چند روز کے بعد جدہ مکّیہ کے کنارہ پر وارد ہوا۔ اور وہان دلکش ہوکے خدا کا شکریہ ادا کیا چار روز تک اسی مقام پر فضا مین قیام پذیر رہا۔ اور چار روز کے قیام مین تندرست و شگفتہ رو ہوگیا۔ پہر وہان سے کعبہ معظمہ مین مع الخیر والعافیہ بتاریخ ۲۹ محرم ۱۱۵۱ھ ہجری داخل ہوا انتہی کلامہ۔ چونکہ حج کا موسم باقی نہین رہا تہا۔

تین روز مکہ معظمہ مین قیام فرمایا طواف بیت اللہ و مقامات متبرکہ کی زیارت سے
مشرف ہوکے مدینہ منورہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے
شوق مین روانہ ہوا۔ ۲۵ تاریخ ماہ صفر مدینہ منورہ مین حضرت کی زیارت سے دل کو تازہ
وسیراب فرمایا۔ خود فرماتے ہین کہ زیارت سے مشرف ہوتے ہی غربت کے مصائب دور ہوگئے
اور مین قبہ عالی وروضہ صافی کے سامنے نہایت ادب سے کھڑا ہوگیا۔ اور آستانہ مقدس
کی خاک کو آنکھون کا سرمہ بنایا۔ اور وہان کے قیام کو نعمت عظمی سمجھا۔ تپس اقامت کے
زمانہ مین حضرت شیخ محمد حیات سندی سے صحیح بخاری پڑہی اور اسکی سند اور صحاح ستہ
اور مفردات کی اجازت بہی شیخ سے حاصل کی۔ جیساکہ صدر مین مذکور ہوچکا ہے
آپ مدینہ منورہ مین تقریبًا دس مہینے تک رہے اور عید الفطر وہان کرکے ۱۴ تاریخ ماہ
شوال سنہ مذکور مین مدینہ منورہ سے دیدۂ گریان وسینۂ سوزان برآمد ہوئے
آخر عشرہ مین بیت اللہ شریف مین پہنچے۔ وہان شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے
احادیث نبویہ مین فوائد کثیرہ حاصل کئے۔ پہر حج کے لئے احرام باندہا۔ اور حج
کے مناسک فرائض وسنن کل ادا کئے اور ادائے حج کی تاریخ عمل اعظم ہے۔ خود
صاحب ترجمہ نے تذکرہ خزانہ عامرہ مین لکہا کہ سالم کشمیری نے میرے اور اپنے حال
کی نسبت کہا ہے ؎

عید فطر ست بر در پیغمبر — شیئًا للہ گفتم بس باور
این عید و مدینہ بخت من طالع — انشاء اللہ مکہ و عید دگر

آخر ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین طائف گئے۔ وہان کے باغات ومیوہائے
لطیف کی سیر کی اور سیدنا عبد اللہ بن عباس کی زیارت سے مشرف ہوکے مکہ مین

مراجعت کی ماہ مذکور کے آخر عشرہ مین مکۂ معظمہ سے اہل عیال کے تعلق و والدین
کی محبت کی وجہ ہند روانہ ہوئے۔ تیسری تاریخ جمادی الاولی جدہ سے جہاز پر سوار ہوکے
آٹھہ روز مین مخا مین پہنچے۔ حضرت سیدنا علی بن عمر شاذلی کی زیارت کی وہان
چار دن قیام کرکے ۲۹ ماہ مذکور کو بندر مسرورہ کے کنارہ پر اترے۔ اور دوسری تاریخ
ماہ جمادی الثانی بلدۂ ماموره بندر مین داخل ہوے۔ آپکی مراجعت کی تاریخ (سفر بخیر)
ہے۔ پانچ مہینے تک بندر مین رہے۔ پھر آپ ۱۱ تاریخ ماہ ذیقعدہ وہان سے برآمد ہوکے
۲۷ ماہ مذکور مین شہر اورنگ آباد کو قدوم میمنت لزوم سے رشک گلشن فرمایا۔ اور
عارف ربانی شاہ مسافر غجدوانی قدس سرہ المتوفی سنہ ۱۱۲۶ ہجری کے تکیہ مین
گوشہ نشین ہوئے۔ دنیا و مافیہا سے کنارہ کش۔ سات برس تک تکیہ مذکورہ مین سکونت گزین
رہے سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین بطور سیر حیدرآباد و بیدر گئے تھے۔ چند روز بسر کرکے سال مذکور
مین خجستہ بنیاد مین آئے بدستور تکیہ مین تھے۔ جب سنہ ۱۱۵۸ ہجری مین نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید والد ماجد نواب آصف جاہ کی طرف سے صوبہ داری اورنگ آباد پر مامور
ہوکے آئے۔ اسوقت نواب نے آپکو اپنے دربار مین بلایا۔ آپ حسب طلب نواب کے
پاس گئے۔ نواب نے آپکی بہت تعظیم و توقیر کی۔ اور آپکو اپنے حسن خلق کے دام مین مقید
کرلیا۔ ہرچند کہ آپ کنارہ کش ہوتے تھے لیکن نواب شہید آپکو نہین چھوڑتا تھا۔ ابتدا
ملاقات سے مدت حیات تک آزاد کو محبت و اتحاد کے دام سے کبھی آزاد نہین کیا نواب
شعر و شاعری کا فریفتہ تھا۔ آپ سے اصلاح لیتا تھا۔ آزاد خزانۂ عامرہ مین لکھتے مین
کہ نواب نے جو اشعار فقیر کی ملاقات کے بعد لکھے ہین بے سقم و عیب ہین۔ جب میرے سامنے
موزون فرماتے تھے تب اسیوقت اصلاح لیتے تھے۔ اور اگر غائبانہ کہتے تو لفافہ مین بند کرکے

میرے پاس بھیجتے تھے۔ فقیر اشعار اصلاح کردہ کو سربمہر کرکے بھیجتا تھا۔ خود نواب اصلاح کردہ اشعار شائقین کو سناتے تھے۔ اور دیوان میں داخل کرتے تھے۔ نواب نے جو اشعار فقیر کی ملاقات سے قبل موزوں کئے اصلاح طلب ہیں۔ مجکو اپنا دیوان اصلاح کے لئے دیا تھا۔ میں دیوان کا تھوڑا حصہ درست کیا باقی کے لئے دماغ و زمانہ نے موقع نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزوں کرکے فقیر کے پاس بھیجی۔ اصلاح باقی کے لئے دماغ و زمانہ نے موقع نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزوں کرکے فقیر کے پاس بھیجی اصلاح کرکے بھیجدیا۔ صبح نواب دیوانخانہ میں رونق افزا ہوئے۔ اور امرا و شعرای کبار مثلاً صمصام الدولہ شاہنواز خان و موسوی خان جرات و رنگ آبادی و رضی خان داماد موسوی خان مذکور و نقد علیخان ایجاد وغیرہ حاضر تھے۔ نواب غزل اصلاح شدہ پڑھنے لگے ایک شعر میں سرو خراماں بمعنی درخت سرو باندھا تھا۔ جرات نے اعتراض کیا کہ سرو خراماں معشوق کے قامت پر صادق آتا ہے۔ درخت سرو پر کیونکر صادق ہو سکتا ہے۔ نواب نے فقیر کی طرف دیکھا۔ میں نے کہا میرزا صائب نے سرو خراماں سے درخت سرو ارادہ کیا ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

یک برآر از آستین دست نگارین در چمن تا دستہا پنہان کند سرو خراماں در بغل

نواب بہت خوش ہوئے اور بیت کو فوراً یاد کرلی۔ جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے کہ سرو زمین گیر کو سرو خراماں کہا۔ میں نے کہا جناب شعر کی بنا تخیل پر ہے۔ درخت کہ ہوا کی تحریک سے جنبش کرتا ہے گویا خرام کرتا ہے۔ چنانچہ سلمان ساوجی اس امر کی تصریح کرتا ہے ؎

سرو از صبا گرد چمان تا چون قدت باشد روان ہر چند بخرامد بان سرو خراماں کی رسد

ایسا ہی عربی میں غصن میّاس و شجر میّاد کہتے ہیں میّاس و میّاد دونوں بمعنی خراماں

ہین۔ (انتہیٰ کلام آزاد بلگرامی صاحب ترجمہ)
حضرت نواب کی خدمت مین تا بہ زندگی سایہ کی طرح ہمرکاب ہے۔ نواب شہید آپکی
مصاحبت سے بہت محظوظ ہوتا تہا۔ اور آپ کی عزت و آبرو مین ایک دقیقہ فرو گذاشت
نہین کرتا تہا۔ آپکے توسل سے اکثر اہل حاجات فائز المرام ہوتے تہے۔ آپ کرش ناکس
کی سفارش مین کوتاہی نہین فرماتے تہے۔ نواب شہید آپ کی سفارش سنتا تہا۔ آپ
اس کار خیر مین معروف تہے۔ ہر ایک غریب بے وسیلہ آپکے سایہ عاطفت مین آکے خواستگار
دستگیری ہوتا تہا۔ سنہ مذکورہ مین نواب کرناٹک مین بطور دورہ روانہ ہوا۔ اسوقت آزاد
صاحب ترجمہ کو ہمراہ لیا۔ آپ سریرنگ پٹن تک جو راجہ میسور کا دار السلطنت تہا ہمرکاب رہے
پائین گہاٹ و بالا گہاٹ کے پرفضا میدانون و پہاڑون کی خوب سیر کی۔ و عجائب
و غرائب تماشے دیکہے۔ آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری غرہ ماہ صفر کو ہمراہ نواب اورنگ آباد رونق افزا
ہوئے۔ اور اسی سال مذکورہ مین نواب صوف کے ہمراہ بلدہ برہانپور گئے۔ چند ہی روز
مین واپس آئے۔ پہر سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین دوبارہ برہانپور جانیکا اتفاق ہوا۔ کنارہ نربدا
ملاحظہ کرکے مع نواب اورنگ آباد آئے۔ ابہی سفر سے آرام نہین پائے تہے کہ پہر ۱۴ تاریخ
ماہ شوال سنہ مذکورہ مین نواب شہید کے ہمراہ ارکاٹ روانہ ہوئے۔ ایک سال چند ماہ
تک سفر مین بسر کیے۔ اسی سفر مین نواب کی شہادت واقع ہوئی۔ نواب کی شہادت کے بعد
بتاریخ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری شہر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ بعد بتاریخ
نہم رجب سنہ مذکور حسب الطلب نواب صمصام الدولہ شاہنوازخان مرحوم حیدرآباد روانہ
ہوئے۔ چند مہینے بسر کرکے ۲۶ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور حیدرآباد سے برآمد ہو کے
اورنگ آباد مین آئے قدوم میمنت لزوم سے اورنگ آباد کو رشک فردوس بنا دیا۔

چند روز تک شاہ مسافر کے تکیہ مین آزادانہ رہے۔ جب نواب صمصام الدولہ شاہنوازخان سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین نواب امیر الممالک خلف آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت منصب وکالت سے سرفراز ہوکے حیدر آباد گئے۔ وہان سے آزاد صاحب ترجمہ کو نہایت شوق واشتیاق سے طلب فرمایا حسب الطلب سنہ مذکورہ مین حیدرآباد تشریف لیگئے۔ پہر سنہ ۱۱۶۸ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین مراجعت کی پہر اورنگ آباد مین ایسے جمے کہ مرکے اُٹھے۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ حضرت آزاد فرماتے تہے کہ جب بیت اللہ کی زیارت سے واپس آیا تب مین نے دل مین مشورہ ومطارحہ کیا کہ فقیری متعدد الاقسام ہے ازانجملہ کونسی قسم اختیار کرنی چاہئیے۔ آخر یہہ امر قرار پایا کہ بند شیخت وپیری ومریدی سے آزاد رہنا چاہئیے۔ راہ راست پر ثابت قدم۔ اس لئے کہ دنیوی معاملات مین ورع کو فروغ نہین ہوتا ہے اور دنیوی معاملات مین بطریق اولی۔ چنانچہ حضرت کرامات گوئی وسلسلہ پیری ومریدی سے منزلون دور رہتے ہین۔ راستی ودرستی وخوش معاملگی مین زندگی بسر کرتے ہین مشایخانہ وپیرانہ نمائش نہین کرتے ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے تہے۔ کہ عرس وبزم آرائی ریاکارون کی شہرت وشکار کا وسیلہ ہے۔ خلائق کو گرفتار کرنیکا دام ہے۔ آپنے اپنے لئے خاص کوئی تکیہ خانقاہ نہین بنایا۔ فرماتے تہے کہ تکیہ داری مین خانہ داری سے زیادہ مضرت ہے۔ اسلئے کہ اگر خانہ داری مین صاحب خانہ سے قصور وخطا واقع ہوجائے تواہل بیت زن وفرزند بسبب تعلق جزئیت معاف کرتے ہین۔ اور تکیہ داری مین اگر قصور وفتور واقع ہوجائے تو واردین وصادرین مختلف الطبایع چشم پوشی نہین کرتے۔ بلکہ لعن وطعن کا بازار گرم کرتے ہین چنانچہ آپکے ایک شعر سے یہی مضمون مترشح ہوتا ہے۔ ؎

تکیہ داران نیست تند از خانہ داران ہیچ کم ٭ شکر حق آں را ما ز سیم شان وارو فراغ ٭ انتہی کلامہ

آزاد صاحب ترجمہ کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے لکھا کہ جب میں نے سفر حجاز سے مراجعت کی اول بندر سورت میں آیا۔ اور وہاں سے اورنگ آباد میں پہنچا۔ گوشہ نشینی و توکل پر قدم جمایا۔ تقریباً دس برس تک برفاقت قناعت زندگی بسر کی۔ کسی کی پروا نہیں کرتا تھا آخر عمر چالیس برس سے زائد ہوگئی۔ امور ضروری کیلئے استعانت کی نوبت آئی۔ گرمی سردی کے سہنے کی تاب و توان باقی نہیں رہی۔ ایسی حالت میں توکل سے کام نہیں چلتا تھا۔ پس انہیں ایام میں نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے آپ سے رفاقت کی خواہش کی آپ نے بامر مجبوری قبول کی۔ اور آپ نواب کی رفاقت میں شہادت تک رہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ نواب کی رفاقت کے بعد یقیناً معلوم ہوا کہ ایک امیر کی نوکری توکل سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایک امیر کے طرف محتاج ہونا ہزار امیر کے طرف سے بہتر ہے۔ جب انسان کی نظر تمام جانب سے بند ہو جاتی ہے تب وہ دل جمعی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ جو کام پیش آتا ہے اطمینان سے انجام دیتا ہے۔ آپ نے توکل کے معنی اسطرح بیان فرمایا کہ متوکل پر اگر پے در پے فاقے واقع ہوں مگر اسکے دلمیں یہہ خطرہ نہووے کہ کوئی کہانا لائے اگر توکل میں یہہ مرتبہ حاصل ہو تو توکل مبارک ہے۔ اگر توکل میں یہہ مرتبہ نہو تو وہ توکل توکل نہیں ہے بلکہ پراگندگی ہے۔ جو متوکل منتظر فتوح ہوگا۔ اپنا دل پراگندہ کریگا۔ اور وقت عزیز کو برباد کریگا۔ ؎

توکل را نظر بر روزبہ تو خدمتی باشد ❊ ہمان بہتر کہ این کس را صاحبدلے باشد
اگر بینے میان زرادرشاد کار محتاجان ❊ تقرب با خداوندان دولت طاعتے باشد
سواد فقر را انیہ پر تو دولت چراغان کن ❊ نہ زین جامعیت با سلیمان ہمسری باشد

ہمدردی ودستگیری غربا وفقرا کا ذکر

آزاد صاحب جمہ کے مزاج مین ہمدردی ودستگیری غربا وفقرا جوش زن تہی۔ اہل جہان کی حاجت روائی وفیض رسانی ودلسوزی خلق مین زبان وقلم ودرم سے دریغ نہین فرماتے تہے۔ یہہ صفت ہمدردی خاص آپکی ذات بابرکات مین ایسی تہی کہ سلف سے خلف تک کسی مین دیکہے گئے نہ سنی گئے۔ چنانچہ جب نواب نظام الدولہ نے مظفر جنگ پر فیروزی پائی اُسوقت ملک ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے۔ اُسطرف کے تمام عمال وحکام حضور طلب ہوئے ہر ایک سے محاسبہ لینے لگے۔ آپ اس زمانہ مین نواب صمصام الدولہ کے خیمہ کے قریب فروکش تہے۔ آپ ایک روز نواب کے خیمہ سے برآمد ہوئے۔ ایک شخص آپکے پاس دوڑتا ہوا آیا۔ اور آپسے کہا کہ حاجی عبد الشکور نام عامل معزول کہتا ہے کہ مین حوالات مین ہون۔ جگہ سے جنبش نہین کرسکتا ہون۔ شکنجہ بلا مین مبتلا ہون۔ آپ یہانتک تشریف لائے اور میرے حال پر نظر رحم فرمائے۔ باوجود اسمعنی کہ آپسے اور عامل سے تعارف وآشنائی سابقہ نہین تہی۔ آپ ازروی مروت اسکے پاس گئے۔ دیکہا اسنے محاسبہ وقیدکی شکایت کی۔ آپ اُسیوقت نواب صمصام الدولہ کے پاس مراجعت کرکے آئے۔ نواب سے کہا حاجی عبد الشکور نام ایک عامل عاملون کے زمرہ مین آپکے آستانہ پر حاضر ہے۔ آپ بیچارہ غریب کو روبرو بلائے۔ نواب نے فرمایا عامل محاسبہ کو روبرو طلب کرنیکا ضابطہ نہین ہے آپ نے فرمایا کہ مین آپکو یہہ نہین کہتا ہون کہ اسکو محاسبہ سے معاف فرمائے۔ صرف یہہ چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ روبرو بلائے۔ نواب انکار فرماتے تہے اور آپ اصرار کرتے تہے آخر نواب نے اسکو روبرو بلایا اور اسکی حالت دیکہی۔ بہت مہربانی کی۔ فرمایا کہ کل دیوڑہی پر حاضر رہین اور چوبدار کو تاکید کی جب حاضر ہوجائے تو ہمکو مطلع کرنا

حسب الحکم دوسرے روز حاجی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا۔ چوبدار نے خبر دی۔ نواب صمصام الدولہ نے نواب نظام الدولہ سے عرض کیا کہ حاجی عبداللہ شکور محاسبہ دار حاضر ہے۔ میر غلام علی آزاد نے مجھہ سے کہا کہ ایک مرتبہ اسکو روبرو بلائے۔ ہر چند کہ مین نے انکار کیا لیکن میرے مجھکو معذور نہین رکہا۔ بامر لاچاری روبرو بلایا۔ اسوقت مین بہی حضور مین عرض کرتا ہون کہ حاجی کو ایکمرتبہ روبرو بلائے۔ حکم صادر ہوا کہ حاضر کرین۔ فوراً حاضر ہوا۔ نواب نظام الدولہ نے دیکہا کہ پیر نود سالہ کوزہ پشت پیراہن زیب بدن و دستار سبز بر سر عصا و تسبیح ہاتہہ مین تہامے ہوے ہے۔ نواب نے دیکہتے ہی پیر فانی کو پاس بلایا۔ اور حال استغفار فرمایا۔ فرد محاسبہ قریب ہزار کے تہی معاف فرمایا۔ اور پیر فانی کے لئے روزینہ معین کردیا۔ سرکار سے سواری عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ اور آپ فرماتے تہے کہ باہم زمانہ مین اتفاق پیدا کرنا بہتر ہے۔ اور انقطاع بے مہری۔ آدمی کو چاہیے کہ عالم آشنائی و صحبت مین نقدی ایام و صحبت کو ضائع نکرے۔

عظمت و رفعت

امرائے جلیل القدر و رؤسائے عالی جوہر آپکو بزرگی و عظمت کی نظر سے دیکہتے تہے اور آپکی تعظیم و تکریم بجا لاتے تہے۔ آپ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ کسی امیر و وزیر سے خواستگار نہین ہوتے تہے۔ امرا آپ کی ملازمت و خدمت کو فخر جانتے تہے۔ اور آپ سے امور ریاست مین استعانت لیتے تہے۔ آپکی رائے صائب سے مستفید ہوتے تہے۔ آپ تا بزندگی مستغنیانہ رہے آپ خزانہ عامرہ کے خطبہ مین لکہتے ہین کہ۔ مین مدۃ العمر کسی امیر کی مدح نہین کی نہ اپنے نامہ کو کسی دولتمند کی ستائش سے سیاہ کیا

مہر برلب کردہ آزاد از ثنائے اغنیا   نیست ارباب دولت بار دیوان ما

آپ فرماتے ہین ہرچند کہ مین امرا سے ارتباط و رؤسا سے اختلاط رکھتا ہون۔ لیکن استغنائی و بی پروائی کو ترک نہین کرتا ہون۔ اور فقر کے فخر کو تونگری کے دروازہ پہ ذلیل نہین کرتا ہون۔ چنانچہ بلبل گل کی مصاحبت سے خواہان رہ نہین ہے۔ نہ مچھلی سیپ کی مجالست سے گوہر کی خواستگار ہے۔ اسی مضمون مین کہا ہے ؎

حبابم شت من از گوہر منت نمی آمد نباشد عیب گر خود را بدریا آشنا کردم

اور آپ نے فرمایا کہ خادم الخلائق کی نیت کا مدار اسبات پر ہے کہ اگر تہی دستی کی وجہ سے دستگیری نہو سکے تو حاجتمندون کی حاجت روائی مین اعانت کے طریق پر چلنا چاہیئے اور حاجتمند کو امیر و وزیر کے پاس لیجانا۔ اور منزل مقصود کو پہنچانا چاہیئے۔ اگر انگشت مین گرہ کشائی کی قوت نہو تو بذریعہ زبان قلم حاجتمندون کی سفارش کرنی چاہیئے۔ تہی کلامہ آپ کی سفارش کا رقعہ اکسیر ہے غربا و فقرا آپ کے رقعہ کو آیہ رحمت جانتے ہین۔ جس شخص کو آپکا رقعہ ملا گویا اُس نے رقعہ زر پایا۔ امرا آپ کے رقعہ کو مانتے تھے۔ آپکی سفارش سنتے تھے۔

بردباری کا ذکر

آپ حلیم الطبع و سلیم المزاج و متواضع تھے اگر آپ کسی نا اہل جاہل سے سخت کلامی و درشتی سنتے تو چشم پوشی فرماتے تھے۔ اور فرمودہ الٰہی (واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلامًا) پر عمل کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ کلام تلخ ایسی دوائے تلخ ہے کہ اُسکا پینا مفید ہے شور و شر کو دفع کرتا ہے۔ اور کلام تلخ کا جواب فتنہ و شر کا سبب ہوتا ہے۔ ایکوقت کسی بزرگ نیک محضر نے مرتبان کلان مُربا سے بھری ہوئی آپکی خدمت مین ہدیۃً بھیجی آپ نے جانی نام خادم کے حوالہ کیا۔ جانی اُٹھا کے لے گیا۔ پھر آپ نے مرتبان کو ایک ساعت کے بعد

دیکھا ربع حصہ خالی ہوگیا۔ آپ کو گمان ہوا کہ جانی نے تصرف کیا۔ اُس سے اسطرح پوچھا۔ اے جانی اگر تو نے مرتبان مین ہاتہہ دہو کے ڈالا ہے تو بہتر ہے نہین تو باقی تمام مربا بیکار ہوگا۔ جانی نے کہا سرکار مین نے ہاتہہ دہو کے مرتبان مین ڈالا تہا۔ آپ نے فرمایا بہت خوب کیا۔ آپ کی چشم پوشی و معافی سبحان اللہ کیا خوب تہی۔ اللہ اللہ بزرگان سلف کیسے ملائک صفت ہوتے تہے۔ عفو کرم حلم و تواضع انکا خمیر ہوتا تہا واقع مین یہی شرفا انسان کامل ہوتے تہے۔ فی زماننا ہم اخلاق کو ان کے خلاف پاتے ہین۔ ابتو خادمون زیر دستون کو ذراسی تقصیر خطاب پر سخت سخت سزائین دیتے ہین بلکہ کوتوالی مین بہیجتے ہین۔ انکی قدیمانہ خدمتون کو بہول جاتے ہین۔ رعونت و غرور مین ایسے مست ہین کہ عفو و کرم و حلم و تواضع کے مفہوم کو نہین جانتے اللہ تعالی ہم تمام کو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کے طریقہ پر چلین۔ اور اُن کے واقعات کو عبرت کی نظر سے دیکہین۔

گل رعنا کے مولف لچہمی نراین نے لکھا کہ اورنگ آباد مین ایک رات آپکی شال چورا لی گئی چند روز کے بعد ایک دست فروش نے فروخت کے لئے بازار مین لایا۔ آپکے کسی دوست یا آشنا گردنے شال کو پہچانا کہ یہہ حضرت کی شال ہے۔ خرید کے بہانہ سے حضرت کے پاس لایا۔ اور عرض کیا کہ دست فروش کو گرفتار کرنا چاہئے۔ اور اُس سے استفسار کرنا کہ یہ شال کہان سے لایا۔ آپ نے مخبر کی بات نہین سُنی اور فرمایا۔ کہ یہہ معاملہ حاکم وقت کی پیشی مین جائیگا۔ مین مدعی ہونگا۔ مین اس بات کو پسند نہین کرتا ہون کہ کبہی مین حاکم کے اجلاس مین بازاری آدمی کا مقابل ہون۔ شال واپس کردی اور سارق کو چہوڑ دیا۔

عقل و فراست و فہم و کیاست

آپکی عقل و فراست و فہم و کیاست اسدرجہ پر تھی کہ ارسطو آپ سے سبق لیوے اور افلاطون اصلاح۔ چنانچہ ایکروز جناب مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے پاس ایک شخص ہدیہ لایا۔ اور مولوی صاحب نے ہدیہ کو رشوت سمجھ کے رد کیا۔ اسوقت حضرت آزاد حاضر تھے۔ آپنے شخص کو رسے کہا کہ اگر یہہ ہدیہ مجھکو دیتا ہے تو مین لیتا ہون۔ اس شخص نے برضا و رغبت دیا۔ آپنے ہدیہ لیکے مولوی صاحب کے سامنے رکھا۔ اور فرمایا مولانا یہہ میری ملک ہے مین آپکو دیتا ہون لیجیے اسمین رشوت کی آمیزش نہین ہے۔ مولوی صاحب نے مسکرا کے قبول کیا۔ حاضرین مجلس اس معاملہ کے دیکھنے سے تعجب کرنے لگے۔

نقل ہے کہ ایکروز سید غلام حسن و مولوی فخر الدین کے درمیان نغمہ کی حلت و حرمت کی بابت باہم مباحثہ ہونے لگا۔ سید صاحب نغمہ کی تحریم کے دلائل بیان کرتے تھے۔ اور مولوی صاحب دلائل حلت۔ حاجی حسام الدین علامۂ سیاح سید کا طرفدار ہوا یہہ مباحثہ بہت بڑہگیا حضرت آزاد بھی اسی مجلس مین شریک تھے۔ ہرچند کہ آپنے رفع مناقشہ مین جسقدر کوشش کرنی تھی ادا کی لیکن کوشش مفید نہین ہوئی بامر لاچاری ایک تدبیر سوجھی۔ حاجی حسام الدین سے پوچھا کہ آپنے کہان کہان کی سیر و سیاحت کی۔ فرمائے۔ ہود علیہ السلام کی قبر کہان ہے۔ آپنے فرمایا یمن مین۔ آپنے فرمایا نہین شام مین ہے۔ حاجی نے کہا مین نے اُن کی قبر کی زیارت یمن مین کی آپنے کہا کہ مین نے ایک معتبر کتاب مین دیکھا کہ شام مین ہے۔ حاجی اپنی راستی پر مبالغہ کرنے لگا۔ حضرت آزاد بھی معارضہ کی زنجیر ہلاتے تھے۔ مولوی و سید

اپنا مناقشہ چھوڑکے آزاد و حاجی کے مناقشہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور نغمہ کا مذاکرہ بھول گئے۔ جب آزاد نے دیکھا کہ مناقشہ نغمہ منقطع ہو گیا۔ تب آپنے حاجی سے فرمایا آپ جو کچھ کہتے ہین وہی صحیح ہے ہود کی قبر یمن مین ہے۔ آپنے مناقشہ کو حکمت عملی سے دور کیا۔

قوت حافظہ۔ و لطیفہ گوئی۔ و حسن ظرافت

آپکی قوت حافظہ نہایت ہی قوی تھی۔ جو بات ایک دفعہ سنتے وہ حافظہ کے صفحہ پر نقش کالحجر ہو جاتی تھی۔ پھر کبھی نہین بھولتے تھے۔ چنانچہ آپنے سرو آزاد مین سید عظیم الدین بلگرامی کے ترجمہ مین لکھا کہ ایک وقت قاسم کاہی کی یہہ بیت ان کے سامنے پڑھی گئی۔ ؎

چون زعکس عارضش آئینہ برگ گل شود　　　　گرو ران آئینہ طوطی بنگرد بلبل شود

بہت محظوظ ہوئے۔ انہین ایام مین احمد آباد گجرات اپنے والد ماجد کے پاس گئے پھر پانچ برس کے بعد بلگرام مین آئے۔ آزاد سے پوچھا کہ وہ بیت خوب آپنے سنائی تھی فوراً آزاد نے سنادیا۔ سید متعجب ہوا۔

آپ لطیف الطبع و شریف الوضع تھے۔ [illegible] آیہ [illegible] الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا) یعنے خدائے تعالی نے تمہارے لیے [illegible] کی تفسیر مین کہتا ہے مثلاً جب مرخ کی شاخ کو عفار [illegible] مین [illegible] دونون سے پانی ٹپکتا ہے آخر [illegible] ہون [illegible] جو [illegible] مین کہتا ہے کہ مرخ و عفار دو درخت ہین [illegible] مین [illegible] ہے۔ [illegible] سبحۃ المرجان مین لکھا کہ [illegible] صعو [illegible]

زیادہ پڑہتا ہا - لیکن قاضی نے قول الٰہی پر عمل کیا - فاتوحرثکم انّا شئتم سیہر آپ نے قاضی کے جانب سے خوش طبعی کے ساتہہ جواب دیا کہ آیہ کا معنی یہہ ہے کہ تم مباشرت کرو بی بیون سے جسطرح چاہو۔

لطیفہ دیگر - سیف الدولہ میر بخشی آصفجاہ ثانی کی زوجہ کو دردزہ عارض ہوا - ولادت مین دیر ہوئی - حاجی علی اکبر نامی تعویذ نویس جو بخشی کے دولتخانہ پر حاضر تہا - آسانی ولادت کے لئے اُس سے تعویذ طلب کیا گیا - حاجی مذکور نے تعویذ لکہہ کے دیا - حق التعویذ گیارہ پیسے مقرر ہوئے - اتفاقاً بچہ مردہ شکم سے برآمد ہوا اُسی دن حاجی کی ماد یان بہی فوت ہوئی - حق التعویذ گیارہ پیسے حاجی کو دئے - اُسوقت کسی ظریف الطبع نے کہا بچہ مردہ برآمد ہوا - حاجی صاحب اجرت کیون لیتے ہین - حضرت آزاد صاحب ترجمہ نے فرمایا - مادیان کا کرایہ لیتے ہین - اسلئے کہ میر بخشی کا لڑکا پیادہ نہین چل سکتا ہے - حاجی کی گہوڑی پر سوار ہو کے جاتا ہے

لطیفہ دیگر - حضرت آزاد شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر غجدوانی کے تکیہ مین سکونت پذیر تہے حسن اتفاق سے ایک مغل تازہ بخارا سے آیا - عصر کیوقت تکیہ مین وارد ہوا - حضرت شاہ محمود نے اُسکو آزاد کے حجرے کے پہلو مین اُتارا - مغل نے رات اپنے حجرے مین گذاری - باوجود عدم تعارف صبح آزاد کے حجرے مین آیا - اور کہا مین آپکا مہمان ہون - آپنے میری ضیافت نہین کی آپنے فرمایا باوجود آشنائی قدیم ہمارے لئے کیا تحفہ لایا - ضیافت طلب کرتے ہین بعد ازان ماحضر سے اُسکی دعوت کی - مغل بخاری مرہون منت ہوا۔

لطیفہ دیگر - ایک روز ایک فقیر جو مدّعی فضیلت تہا - اور خود کو شعرائے عرب سے شمار کرتا تہا آپکے پاس آیا - اور عربی قصیدہ اپنا طبع زاد پڑہا - قصیدہ تمام پڑہنے کے بعد تحسین تعریف کا امیدوار ہوا - چونکہ قصیدہ شعرا کے عادات کے خلاف تہا و قواعد عربیت و موزونیت سے

خارج تہا۔ آپنے اسکی تعریف اسطرح کی کہ آپکا قصیدہ خرق عادت ہے۔ آپکی مجلس مین کبہی کسیکی برائی نہین ذکر کی جاتی تہی نہ آپ کی زبان قلم سے یا قلم زبان سے لغو و بیہودہ لفظ و حرف نہین نکلتا تہا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

زحرف تلخ مبرّاست خانۂ آزاد — کہ زہر ریختن از نیشکر نمی آید

لطیفہ دیگر۔ آپنے سرو آزاد مین لکہا کہ فقیر کو عالیجناب غفران پناہ آصفجاہ سے محبت و اتحاد کامل تہا۔ اکثر اوقات مصاحبت رہی ہے۔ اتفاقاً ایک روز عین مجالست کے وقت ایک ہندو بارادہ اسلام آیا۔ شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ عرض بیگی نے عرض کیا کہ نام کا امیدوار ہے فرمایا کوئی نام ایسا رکہنا چاہیئے کہ دین اسلام پر دلالت کرے۔ آزاد نے عرض کیا کہ دین محمد نام رکہو آصف جاہ نے فرمایا کہ کلہ ایک شخص سلمان ہوا اُسکا نام دین محمد رکہا گیا۔ آزاد نے عرض کیا دین محمد جسقدر زیادہ ہو جائے بہتر ہے اللھم انصر من نصر دین محمد نواب بہت خوش ہوے یہی نام رکہا گیا۔

لطیفہ دیگر۔ آپنے فرمایا کہ میسور کے سفر مین نواب نظام الدولہ اور مین ہاتی پر سوار جاتے تہے۔ میدان ناہموار و صحرائے ناہموار مین گذر ہوا تمام میدان سوار و پیادے سے معمور ہو گیا۔ جدہر نظر پڑتی تہی اُدہر سوار و پیادہ دکہلائی دیتے تہے۔ نواب نے مجہہ سے کہا کہ لشکر کی رفتار کو ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ مین نے کہا جبر و اختیار کا مسئلہ مشکل زیادہ مسائل لاینحل سے ہے یہان حل ہوتا ہے کہ تمام خلائق کی حرکات ایک ہی شخص کے تابع ہے اور اسے ایک کے حکم سے حرکت کرتے ہین۔

مقبولیت بارگاہ ایزدی

گل رعنا کے مولف نے لکہا آپ جب مکہ معظمہ مین سکونت پذیر تہے اُسوقت ایک

عجیب و غریب واقعہ غیبی و کرشمہ وہبی نمود ہوا۔ جس سے آپکی مقبولیت بارگاہ ایزدی مترشح ہوتی ہے۔ معتقدین پیرپرست و مستان الست کہینگے کہ کرشمہ و کرامت گویا خرق عادت ہے و حکمائے فلسفی مشرب اس کیفیت کو بخت و اتفاق پر محمول کرینگے ھو ھذا

آپ مکہ مین سکونت کے زمانہ مین ایکروز جبل ثور جو مکہ معظمہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اسی پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار برج ثور کی مانند واقع ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شب ہجرت اسی غار مین رونق افزا تھے۔ خود آزاد صاحب ترجمہ مآثر الکرام مین لکھتے ہین کہ مین نے انتیس تاریخ ماہ محرم سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین جبل ثور کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اسوقت گرما کا موسم ایسا سخت تہا کہ باد سموم تند و تیز برق تاز و حرارت خارا گداز تہی۔ فرودگاہ سے چند قدم برآمد ہوا کہ تشنگی کی حرارت نے غلبہ کیا۔ زبان خشک ہونے لگی۔ اور ہمراہ پانی اس خیال سے نہین لیا تہا کہ راستہ مین ملجائیگا راستہ مین کہین پانی بجز عرق نہین نظر آتا تہا۔ راستہ مین چند آدمی ملے جنکے پاس تہوڑا سا پانی تہا۔ بلحاظ شرم اُن سے سوال نہین کیا۔ خود اُن کے پاس اسقدر ہے کہ انکو کافی نہین ہے سائل کو کیا دینگے خاموش ہو گیا اور چلنے سے باز نہین رہا بمشقت تمام رستہ کے نشیب و فراز کو طے کیا۔ میرا جگر حرارت کی سوزش سے کباب ہوا۔ بمشکل تمام پائین پہاڑ پہنچا اب دوسری مصیبت پیش آئی کہ باوجود تشنگی و تکان پہاڑ چڑہنا چاہئے۔ افتان و خیزان کمر کوہ تک چڑہ گیا لیکن طاقت سے طاق ہوگیا۔ آگے بڑہنے کی قوت باقی نہین رہی۔ ایسی حالت مین کہ مین پانی کے شوق و خیال مین تہا۔ میرے آئینہ دل مین عجیب و غریب کیفیت نقش پذیر ہوئی۔ دیکہا کہ ایک بزرگ مجہسے دو تین قدم آگے چڑہ رہا ہے اور اُس کے ہاتہہ مین صراحی ہے۔ یکایک اسکی صراحی پتہر سے ٹکرائی۔ اسکا نصف حصہ علی عزیز کے ہاتہہ مین

اور نصف اسفل کاسہ کیطرح بلندی سے نیچے آرہا تھا۔ اور اسمین پانی محفوظ تھا۔ فوراً اُسکو دونون ہاتھ سے اخذ کرلیا۔ اور اُسی عزیز مالک سے اجازت لیکے پیا۔ بخدا وہ پانی ایسا شیرین وبامزہ تھا کہ ابتک اسکا مزہ حلق و زبان مین موجود ہے۔ جب خیال کرتا ہون لطف و مزہ خاص پاتا ہون۔ اسوقت خدائے جل شانہ نے بندۂ غریب و سوختہ دل کو آب رحمت سے سیراب فرمایا۔ فسبحان الذی ھو یطعمنی ویسقین انتہی کلامہ

ایضاً

جب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید و مظفر جنگ کے درمیان پھلچری مین مقابلہ معرکہ واقع ہوا نصارائے فرانسیس مظفر جنگ کے معین و مددگار رہے۔ مقابلہ تمام روز رہا۔ طرفین میزان عدل مین برابر رہے۔ شام تک جنگ کا فیصلہ نہین ہوا تھا۔ نواب و دیگر امرا نے نماز مغرب اداکی آزاد صاحب ترجمہ امام تھے۔ نواب و امرا مقتدی تھے۔ آپنے نماز مین تفاؤلاً سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ پڑھے۔ نماز سے فارغ ہونیکے بعد تمام مقتدیون نے تحسین و تعریف کی کہ سورہ موقع پر پڑھا گیا۔ انشاء اللہ تعالی تمروز ہم فیروز و کامیاب ہون گے۔ مخالفین بمصداق یدخلون فی دین اللہ اطاعت اسلام کے دائرہ مین داخل ہون گے۔ آپنے فرمایا کہ مین نے عمداً تفاؤلاً اسی سورہ کو پڑھا۔ دوسرے دن نواب نظام الدولہ کو فیروزی و کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آپ کی فال واقع کے مطابق ہوئی تمام آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔

ایضاً

جب ۱۱۷۴ ہجری مین احمد شاہ درانی نے بھاؤ رئیس مرہٹہ پر بمقام پانی پت مین فیروزی پائی آپنے فتح سے چھ مہینے پیشتر تفاؤلاً ایک غزل موزون کی تھی۔ چنانچہ آپ کی فال کا

آخر نتیجہ ظاہر ہوا ۔ غزل یہہ ہے ۔

شاہے رسید و ہند سیہ فام را گرفت
ماہے طلوع کرد و سر شام را گرفت

شکر خدا کہ کز لک تصحیح حک نمود
نقش غلط کہ صفحۂ ایام را گرفت

چون رشتہ خویش شد علف تیغ بیدریغ
آن برہمن کہ سلطنت عام گرفت

آخر ز تیغ خسرو غازی بریدہ شد
زلف ایاز کز دل خود کام را گرفت

انجام کار غیر ندامت چہ صرفہ برد
فیلے کہ راہ خانہ احرام را گرفت

نازم باقتدار سلیمان کامگار
از دست دیو لشکر اسلام را گرفت

آمد خبر ز دہلی محروس در دکن
آزاد ما بمیکدہ کل جام را گرفت

رحمدلی

آپ رقیق القلب و رحیم الفؤاد تھے ۔ کسی انسان و حیوان کو ایذا نہین دیتے تھے حتی المقدور جان کی حفاظت مین کوشش فرماتے تھے ۔ آپنے سرو آزاد مین لکھا کہ جب نواب نظام الدولہ بطور دورہ ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے ۔ اُسوقت صحرائے پرفضا و مرغزار روح افزا مین شکار کے لئے گئے جب بطہ قراولون نے ہرن کو نواب کے خیمہ کے قریب لاکے ٹھہلائے ۔ نواب نے حاضرین محفل سے کہا کہ اس ہرن کو شکار کرنا یا آزاد کرنا چاہئے حاضرین نے دیکھا کہ نواب شکار کی طرف مائل ہے ۔ نواب کی مرضی کے موافق کہا کہ شکار کرنا چاہئے ۔ آخر نواب نے آزاد سے دریافت فرمایا ۔ آزاد نے عرض کیا ۔ اسوقت ایک نقل یاد آئی ہے اگر حکم ہو تو عرض کرون ۔ فرمایا وہ کیا ہے ۔ آزاد نے عرض کیا کہ سلاطین سلف سے کسی ایک بادشاہ نے کسی قیدی کے قتل کا حکم جاری کیا ۔ رسم عام ہے کہ جب کسی کو قتل کرنا چاہتے ہین اُس سے دریافت کرتے ہین اُسوقت جو چیز مطلوب ہو ظاہر کرے ۔ اگر وہ

جو حکم کرے اسکی تعمیل کرتے ہین۔ جب سیہ رسے استفسار کئے۔ اُس نے کہا میری یہہ آرزو ہے کہ مین ایکمرتبہ بادشاہی دربار مین باریاب ہو جاؤن۔ اسکی خواہش کے موافق دربار مین حاضر کئے۔ اور اُس سے استفسار کیا کہ کچھہ عرض کرنا ہے جواب دیا نہ خیر۔ جب بادشاہ دربار سے برخاست کرنے لگا۔ قیدی نے عرض کیا کہ مین اگرچہ واجب القتل ہون۔ لیکن بادشاہ پرحق مصاحبت ثابت کردیا۔ بادشاہ اسکی حسن تقریر سے بہت خوش ہوا اور اُسکو آزاد کردیا۔ بالفعل اس امیر نے حضور پرحق مصاحبت ثابت کردیا۔ آپ مختار ہین جو چاہین کیجئے۔ نواب نے مسکرا کے آزاد کردیا۔ میرزا جلال اسیر کا شعر حسب حال ہے ؎

کباب آہوی تنگ خلاصی او | اگر از ممی مروت قدحے چشیدہ باشی

ایضاً

صاحب ترجمہ سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ نواب نظام الدولہ نے اورنگ آباد مین سادات عرب کی دعوت کی۔ قہوہ کا دور چلنے لگا۔ نواب اپنے بزرگان سلف کی طرح قہوہ دوست نتھا۔ سادات مین سے ایک نے جو عقل و خرد سے خالی تہا کہا ع القهوة محرمة عند بعض العلماء نواب نے آزاد سے پوچھا۔ آپ کیا فرماتے ہین مولانا نے عرب کے قول کی ایسی توجیہ کی کہ نواب خاموش ہو گیا۔ توجیہ یہہ ہے۔ سید عرب فرماتے ہین کہ بعض علما کے نزدیک قہوہ معظم ہے لفظ محرم مادہ احترام سے ہے۔ آزاد کی توجیہ سے نواب نے سکوت اختیار کیا۔ عرب صاحب سے بحث نکرا یہہ ہین کی مجلس برخاست ہو چکے بعد سید عرب نے آزاد کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا مرحبا مولانا آپنے میرے کلام کی خوب توجیہ کی۔ نہین تو نواب مجہہ سے سخت رنجیدہ ہوتا۔ انتہی کلامہ۔

بدیہی گوئی

آپ کو نظم فی البدیہ کہنے مین قدرت کاملہ تہی۔ جب ارادہ کرتے فوراً موزون کر دیتے تہے طبیعت مین مضامین کی آمد تہی غور و فکر کی ضرورت نہین ہوتی تہی۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ حضرت آزاد صاحب جمعہ ایک مجلس درس تدریس مین فرما رہے تہے کہ مجمع النفائس مین سراج الدین علیخان آرزو باباافغانی کے ترجمہ مین لکہتا ہے کہ باباافغانی کی یہہ ایک بیت مجکو نہایت خوش مزہ معلوم ہوتی ہے ؎

نخل قدرت کز چمن جان بر آمده — شاخ گلے بصورت انسان بر آمده

پہر آپنے فرمایا شاخ کا برآمد ہونا انسان کی صورت مین محض ادعا ہے۔ انسان مین برآمد ہونا امر وقوعی ہے۔ اسوقت آپنے باباافغانی کے جواب مین ایک مطلع موزون کیا۔ ؎ طفلی بطرز نو ز دبستان برآمده ٭ یعنی پری بصورت انسان برآمده

ایضاً

ایکروز نواب معین خان بہادر ناظم اورنگ آباد نے آپسے کہا کہ میرے والد فرخ نژاد خان تحسین تخلص نے ایک ایسا مصرع موزون کیا ہے کہ اسکا ثانی مصرع موزون نہین ہو سکتا ہی وہ مصرع یہہ ہے ؎ کاغذ سوختہ ام خندہ من نزع من است۔ آپنے اسیوقت فی البدیہہ یہہ ایک مصرع موزون کر دیا۔ **وہو ہذا** صبح افروختہ ام خندہ من نزع من است صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است ٭ پہر اسی غزل کو تمام کیا۔ **وہو ہذا**

صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است — برق افروختہ ام خندہ من نزع من است
شرر یا بر کابم کہ نظر بر رخ غم — دو طرب وختہ ام خندہ من نزع من است
در شبستان جہان شمع طرب انگیز — خوب آموختہ ام خندہ من نزع من است

گفت آزاد برین مصرع تحسین غزلے	کاغذ سوختہ ام خندہ من نزع من است

صلح پسند

گل رعنا کے مولف نے لکھا ایک رات بتقریب عرس حضرت محبوب سبحانی الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت غلام حسن صاحب قدس سرہ کے مکان پر تمام شہر کے مشائخ وامرا مجتمع تھے۔ شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر بھی تشریف لائے۔ سید موصوف رعونت کے سبب تعظیم کے لئے نہیں اُٹھے۔ شاہ محمود رنجیدہ وکبیدہ خاطر ہوئے۔ سید بھی بدستور شاہ صاحب کے طرف متوجہ نہیں ہوا۔ دیر تک سید و شاہ صاحب عالم سکوت مین رہے۔ حضرت آزاد اس فکر مین تھے کہ دونون بزرگون مین باہم صلح ہو جائے۔ اور شیخین کے دلون سے کدورت دور ہو جائے۔ آپ دونون کے قریب آئے۔ اور بیٹھ گئے۔ اُس روز سید صاحب چھیٹ ہزارہ کا جبہ زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ کہ ہزارہ اُس چھیٹ کو کہتے تھے جس کے گل وبوٹے مختلف ہوتے تھے کہ آپ نے دونون بزرگون سے خطاب کرکے فرمایا ای حضرات اس چھیٹ مین صوفیہ کرام کا مسئلہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ حق تعالی کی تجلی مین تکرار نہیں ہوتی ہے۔ آپ کے اس قول سے دونون بزرگ مسکرائے۔ اون کی بستگی کشادگی سے مبدل ہوگئی۔ دونون بزرگ باہم مکالمہ کرنے لگے۔ اور اُٹھے اور فرمایا خدا تعالی عالم ہستی سے خارج ہے۔ اور عالم کے ہر ایک جز مین موجود ہے واحد کی طرح۔ علمائے حساب احد کو اعداد سے نہین شمار کرتے ہین اور وہ تمام اعداد مین موجود ہے۔ یہہ مضمون رباعی مین موزون کیا گیا ہے۔ رباعی

اللہ برون ز عالم ایجاد است	اما ہمہ جا بجملہ افراد است
شک نیست کہ احد نبود از اعداد	لیکن موجود در ہمہ اعداد است

پھر فرمایا کہ اس عالم مین جو تمام سے کمتر ہے۔ عالم اخری ہین تمام سے برتر و بہتر ہے
جیسا کہ کتاب کے صفحہ مین انتہائے صفحہ کا کلمہ اس صفحہ کے تمام کلمات سے موخر ہے
لیکن دوسرے صفحہ کے تمام کلمات و فقرات سے مقدم ہے آپنے اس مضمون کو
موزون کیا۔ ھو ھذہ

سر فراز آنجہان باشد ذلیل اینجہان　　حرف ختم صفحۂ تلج صفحہ آیندہ است

آپ کے علم و فضل کا ذکر

آپ جامع کمالات انسانی و مظہر انوار تجلیات ربانی تھے۔ برہان قاطع معقولات
و میزان عدل منقولات شیرازہ بند دفتر صلح کل۔ آب و رنگ بہار تفضل۔ پیشوائے
ارباب بلاغت و قدوۂ صاحبان فصاحت مفتاح کنوز الہی۔ و مصباح رموز نامتناہی
آپکا تبحر علم و فضل علمائے معاصرین کے نزدیک مسلم الثبوت تہا۔ آپکی
طبیعت فطرۃً موزون تہی۔ شعر گوئی و شعر فہمی کی استعداد خداداد تہی۔ آپ علوم
و فنون کی تکمیل سے پہلے ہی شعر موزون کرنے لگے۔ آپکے اشعار سنجیدہ و پسندیدہ
ہوتے تھے۔ مضامین تشبیہ استعارہ کے زیور سے آراستہ ہوتے تھے۔ جب آپ تحصیل
علوم و فنون سے فارغ ہوئے۔ تب آپ درس و تدریس مین ہمہ تن مصروف ہوئے اور
شعر گوئی کے میدان مین ایسی سبقت کی کہ امثال و اقران مین مقدم ہو گئے۔ اور اساتذہ
کے زمرہ مین شمار کئے گئے عربی و فارسی دونون زبان مین موزون فرماتے تھے۔ اور اپنے
جد اعلی مولانا عبد الجلیل بلگرامی اور اپنے ماموں سید محمد بلگرامی سے اصلاح لیتے تھے
آپکا کلام کیا ہے گویا الہام ہے باوجود بسیار گوئی کلام کو خوبی و خوش اسلوبی کے قالب
مین بطرز عجیب و غریب ڈھالتے ہین۔ خیالات نفائس کا فوٹو نہایت خوشنما پیرایہ مین

کھینچتے ہین۔ مضامین کو تشبیہ و استعارہ کے نوادر زیور سے سجاتے ہین۔ آپکا کلام معجز نظام اعجاز عیسوی کا دم بھرتا ہے۔ اور اپنے ید بیضا سے سحر سامری کا بازار سرد کرتا ہے آپ صاحب تالیف و تصنیف ہین۔ عربی و فارسی مین آپکے متعدد دیوان مدون ہین چونکہ آپکے اکثر قصائد حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین ہین۔ آپکو حسان الہند کے لقب سے ملقب کرتے ہین۔ آپنے عربی اشعار کو ایسی ایسی تشبیہات سے آراستہ فرمایا کہ اہل عرب آپکی تقلید کرنے لگے۔ ہند مین ابتدائے فتح اسلام سے کوئی شخص ایسا پیدا نہین ہوا۔ اکبری عہد کے بعد آپ ہی ایک ایسے بزرگ ہین کہ تذکرہ نویسون مین مقدم و مستند مانے جاتے ہین۔ تاریخ و تذکرہ نویسی مین قوت کاملہ و ملکہ تامہ رکھتے تھے آپکی تصنیفات سے متعدد کتابین متداول و متعارف ہین۔ ازانجملہ تذکرہ خزانہ عامرہ و ید بیضا۔ و سرو آزاد۔ و غزلان الہند۔ شرح بخاری تا کتاب الزکوۃ۔ و شمامۃ العنبر فی ذکر الہند۔ تسلیۃ الفواد۔ سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات۔ روضۃ الاولیائے خلد آباد۔ ماثر الکرام۔ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان۔ دو دیوان عربی سہ ہزار اشعار دیوان فارسی پنجہزار بیت۔ خود آزاد صاحب ترجمہ خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ مین نے کلام عربی کو طرز خاص سے ادا کیا ہے۔ اور بابل کے افسانہ گویون کا بازار سرد کیا ہے مین طوطی ہند ہون قمریان عرب کے ساتھہ ہمدم و ہم نوا ہون و نغمہ سنج پورب ہون با خوش نوایان حجاز ہم آوازہ۔

من قولہ

سخن عربی را بطرز خاص ادا میکنم و بازار افسون خوانان بابل می شکنم۔ طوطی ہندم با قمریان عرب دمساز و نغمہ سنج پوربم باخوش نوایان حجاز ہم آوازہ۔ دیوان فقیر درحرمین شریفین

وبلاد یمن و مصر شہرت و محافل عرب عربا باین غربت تازہ وارد معمور گویا شوکت بخاری از زبان من گوید ؎

شنیدہ اند بتان یمن کلام مرا ٭ نوشتہ اند بآب عقیق نام مرا ٭ انتہی کلامہ

گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ سید حسین بغدادی جو عالم فاضل و شاعر علامہ تہا بغداد سے عازم ہند ہو کے شہر اورنگ آباد مین وارد ہوا۔ حضرت آزاد سے ملا چندروز باہم خوب ملاقات رہی۔ آپ کے قصائد نعتیہ سنکے وجد کرتا تہا۔ آپکی فصاحت و بلاغت کی داد دیتا تہا۔ جب سید بغدادی عربی اورنگ آباد سے عازم بغداد ہوا۔ آپکے دیوان کے دو نسخے ہمراہ لیگیا بندر مسقط مین پہنچ کے ایک خط عربی عبارت مین مورخہ ۲۹ ماہ رجب ۱۱۸۰ سنہ ہجری آپکی خدمت مین بہیجا۔ خط مذکور بتاریخ دہم رمضان سنہ مذکور شہر اورنگ آباد مین پہنچا۔ اسمین لکہتا ہے کہ حسن اتفاق سے یہان بصرہ و بحرین کے علما و شعرائے اکابر جمع ہوئے مین نے آپکا عربی دیوان علما کے مجمع مین پیش کیا۔ تمام نے دیکہا اور پڑہا بہت پسند کیا۔ ہر ایک مرحبا مرحبا واہ واہ کہتا تہا۔ اشعار کے مضامین پر وجد کرتے تہے۔ اور تعجب کرتے مین کہ ہندی الاصل جسکی نشو و نما ہند کی سر زمین ہوئی ہو کسطرح زبان عربی اہل زبان کی طرح کہتا ہے اور اشعار مین مضامین فصاحت و بلاغت اسیر باندہتا ہے۔ منجملہ علمائے بحرین حضرت شیخ عبد العلی بحرینی نے جو اجل علما سے ہے کہا۔ واللہ لو ادعی النبوۃ فی الھند صاحب ھذا الدیوان لصحت دعواہ یعنے بقسم خدا اگر دعوی نبوت کند در ہند صاحب این دیوان ہر آئینہ صحیح شود انتہی مضمون المکتوب۔

میرزا محمد امین مثل قطعہ خواجہ حافظ شیرازی جسکا اول یہہ ہے ؎

بعہد سلطنت شاہ ابو اسحق ٭ بہ پنج شخص ملک فارس بود آباد الخ کہتا ہے ؎

درین زمانہ کہ ارباب فضل کمیاب اند	ز بلگرام دو شخص اند در سخن استاد
یکے امام زمان سیّدی غلام نبی	رساند فطرت او شعر ہند را بمراد
کلام فائق آن شہرۂ دیار عرب	ز خوبی سخن این ہند شور فتاد
نگاہ دار ہمیشہ الٰہی ایشان را	بمرسل عربی و آلہ الامجاد

حضرت آزاد صاحب ترجمہ نے دیوان فارسی سے چند اجزا خان آرزو کے پاس اورنگ آباد سے دہلی بھیجے۔ خان آرزو نے جواب مین لکھا کہ مین نے آپکے اشعار اول سے آخر تک دیکھے کوئی شعر لطف و مزے سے خالی نہین انتہی کلامہ۔

بخدا خان آرزو کی زبان سے حرف راست و درست مطابق واقع برآمد ہوا۔ دیوان کے مطالعہ سے آپکے کلام فصاحت التیام کی خوبی و نازک خیالی معلوم ہوتی ہے۔

جب آپ سبحۃ المرجان کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔ چاہا کہ ایک نسخہ دیار عرب مین روانہ کرین بمقتضائے وقت انہین ایام مین فیمابین نصاریٰ و اعراف مناقشہ واقع ہوا بسبب فتنہ و شر علما و اکابر تجار بصرہ و بحرین سے حفظ جان و مال کے لئے سرزمین مسقط مین پناہ گیر تھے۔ آپنے ایک نسخہ مع خط عربی بنام سلطان مسقط امام احمد بن سعید نواب قائم الدولہ حاکم بندر سورت کے پاس بھیجا۔ اور لکھا کہ آپ اپنے ذریعہ سے امام مسقط کے خدمت مین روانہ کرین۔ نواب موصوف نے کتاب و مکتوب کو روانہ کیا۔ امام نے نامہ کا جواب بتعظیم تام و تعریف کتاب مع ہدیہ بھیجا۔ **ھو ھذہ**۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد اللہ المتوکل علیہ المعتصم بامام المسلمین احمد بن سعید بن احمد بن محمد البوسعیدی الی حضرۃ افصح الامۃ لسانا وابرعھم بیانا واحدھم

عقلاً و اثبتہم نقلاً الشیخ الاستاد علامۃ الدھر و فرید العصر ازاد الحسینی الواسطی البلگرامی سلمہ اللہ تعالی۔ احی رسوم الفصاحۃ بعد ان عفت و اطلع شموسہا بعد ان انکسفت و اجری میاہہا بعد ان غاصت و شیّد ارکانہا بعد ان نہاصت الخ چونکہ خط دراز ہے تخمیناً پچاس فقرے نثر مین اور چند اشعار نظم مین تہے۔ طوالت کی وجہ سے باقی فقرات کو قلم انداز کیا۔

ضمیمۂ وقعت

آپ دکن مین تمام عمر اعزاز و اکرام کے ساتہہ رہے۔ اہل دکن امرا و فقرا کل آپ سے مانوس و موافق تہے۔ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی نظر مین آپ معزز و مکرم ہے۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید آپکی بہت ہی خاطر و مداراۃ فرماتے۔ آپکو تا بہ شہادت اپنی مصاحبت مین رکہا۔ آپکے دائرۂ تلمذ مین داخل ہوا۔ آپکی صلاح سے اپنا کلام درست کرتا رہا آپ ناصر جنگ کی مجلس کے رونق تہے اگر رات ہو تو روشن چراغ۔ اگر دن ہو تو آفتاب روشن تہے۔ سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہمرکاب بنتے تہے۔ شہید مرحوم آپ سے جدا رہنا پسند نہین کرتا تہا۔ آپکی صحبت کو غنیمت سمجہتا تہا۔ اسیطرح نواب نظام علیخان جنگ بہادر آصفجاہ دوم بہی آپکی بہت قدر کرتے تہے۔ چنانچہ مآثر آصفی کے مولف نے لکہا کہ جب حضرت آزاد تقریب سیر یا بسبب طلب بعض احباب حیدرآباد تشریف لائے اور شاہ علی بنڈہ پر قریب دروازہ علی آباد لب سڑک پر فروکش ہوئے۔ قائم الدولہ نے آپکی تشریف آوری سے خبر دی آپنے فرمایا۔ کہان فروکش ہوے وہ ہمارے مہمان ہین انکو مکان عزیز پر اُتارنا چاہئے۔ قائم الدولہ نے فرمایا کہ علی آباد کے دروازہ کے قریب فروکش ہین فرمایا آج ہم اس راہ سے تفرجاً جائین گے۔ محل فرودگاہ کے قریب

سواری پہنچے تو ہمکو مطلع کرنا۔ آپ حسب قرارداد سہ پہر کو ہاتھی پر سوار دروازہ کے قریب پہنچے نقیب نے عرض کیا حضور یہہ آزاد کا فرودگاہ ہے۔ آپ ہاتی سے اُتر رہی تہے کہ حضرت آزاد حاضر ہوئے نذر دکہلائی۔ حضور خیر و عافیت دریافت کرکے روانہ ہوگئے۔ سیر سے مراجعت کرکے آئے۔ قائم الدولہ کو حکم کیا کہ حضرت آزاد کے لئے اکہزار روپیہ فرد قدم و شمست سیر بہیجدیجئے۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضرت آزاد نے عطیہ حضور کو منظور فرمایا۔ اور شکریہ ادا کیا۔ دوسرے روز آپ حضور سے ملے۔ حضور آپکی ملاقات سے بہت مسرور ہوئے۔ پوچہا آپ کبتک یہان رہینگے۔ آپنے فرمایا۔ چندروزہ۔ حکم صادر ہوا۔ کہ آپ ہمارے مہمان ہین ہر روز صبح و شام آپکے لئے خاص ہمارے خاصہ سے ماحضر طعام بہیجتے رہین۔ جب تک آپ رہے خاصہ کے طعام سے سرفراز رہے دیکہو سرکار آصف جاہ اول کے زمانہ سے اس عہد تک وہی شان مہمان نوازی۔ و علما و فضلا کی قدر دانی۔ اور ہر ایک اہل ہنر کی جوہر شناسی نسلاً بعد نسلٍ میراثاً اباً عن جد مسلسل نظر آتی ہے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت تو مہمان غریب کی ایسی مہمانی و خاطرداری فرماتے ہین کہ وہ وطن کو غربت اور دکن وطن قرار دیتا ہے۔ اور آپکے سایہ عاطفت مین ایسا جمتا ہے کہ مرکے اُٹہتا ہے۔ اللہ جل شانہ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت فلک شوکت میر محبوب علیخان نظام الملک فتح جنگ مظفر الممالک آصفجاہ ششم مع صاحبزادگان بلند اقبال دائم و قائم رکہے آمین ثم آمین۔

تعمیر عاقبت خانہ کا ذکر

آپنے ۱۳۰۹ ہجری مین عزم جزم کیا کہ اس مسافرخانہ ناپائدار سے دارالسرور پائیدار کی طرف رحلت ضرور ہے۔ پس زاد راہ کی فکر کرنا چاہئیے۔ از انجملہ اعمال خیر و افعال پسندیدہ

کئے جاتے تھے۔ اور مکان اصلی و وطن ابدی کیطرف جانیکے لئے مستعد رہتے تھے۔ آپنے
جسم خاکی کے دفن کیلئے ایک قطعہ زمین روضۂ خلد آباد قریب مزار حضرت شاہ برہان الدین
غریب خرید کیا۔ اور وہان قبر بنوائی۔ تاکہ اس قالب سے روح کے برآمد ہونیکے بعد آسانی سے
جسم فانی کو اسمین دفن کرین۔ اور آپنے اسکا نام عاقبت خانہ رکھا۔ عاقبت خانہ کی
آبادی و تعمیر کا جشن بزرگ عرس عظیم الشان منعقد فرمایا جشن مین شعرا و امرا و مشایخ کو
دعوت دی۔ عمدہ عمدہ کہانے پکوائے اور طرح طرح کے حلوے بنوائے۔ حاضرین دعوت کی
خاطر و مدارات و تواضع مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے یہہ جشن
وداعی ہے۔ غنیمت ہے خلان باصفا و دوستان باوفا کا مجمع آپ ہر ایک سے فرماتے تہے۔
هذا فراق بيني وبينك آپکے اس فقرہ سے ہر ایک کے دلپر حسرت و رقت موثر ہوتی تہی۔
آپ ہشاش و بشاش تہے فرماتے تہے یہہ جدائی چند روزہ ہے آخر ہم سب عقبی مین باہم ملینگے۔
یکے بعد دیگرے اسی مقام اصلی مین پہنچ جائین گے۔ فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے کوئی پیچھے
پہنچیگا۔ طعام سے فارغ ہونیکے بعد آپنے تمام حاضرین جشن کا شکریہ ادا کیا۔ اور ہر ایک سے
معافی چاہی۔ شعرانے آپکے عاقبت خانہ کے تعمیر کی تاریخین کہین۔ اور آپکی مدح سرائی
مین قطعات مدحیہ و دعائیہ لکہے۔ مین نے یہہ واقعات کتاب مسمی تنبیہات الکین فی
جلائل حضرت محبوب سبحانی مولفہ میر غلام علی رشد تخلص مین دیکہے ہے۔ اور بہی اسمین اکابر اسلام کے
تذکرے تہے۔ افسوس وہ نسخہ نادر الوجود رود موسی کی طغیانی مین برباد و تلف ہو گیا۔ اسکی
گم ہونے پر مجکو سخت رنج و الم عائد حال ہے۔ بامر لاچاری صبر و شکر اختیار کرتا ہون۔ اس
جشن کے بعد آپ پانچ سال تک زندہ رہے۔ آخر سنہ ۱۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم
جاودانی کیطرف رخصت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی رحلت سے

مشاہیر شہر و مشائخ کرام و امرائے عظام کو بہت رنج و غم لاحق ہوا۔ تمام مشائخ و بزرگان شہر نے آپ کی تجہیز و تکفین کرکے آپکا جنازہ اعزاز و اکرام کے ساتھہ لیجا کے خانۂ معہودمین دفن کیا۔ کسی شاعر نے آپ کی رحلت کا مادۂ تاریخ نکالا۔ ع آہ غلام علی آزاد ۱۲۰۰ھ

سخن دانی و سخن فہمی کا ذکر

آپ ایسے ذکی الطبع و سریع الفہم تہے اشعار ما لاینحل کو آسانی سے حل کردیتے تہے۔ اساتذہ و قدما کے کلام کی توجیہ واقع کے مطابق فرماتے تہے۔ محاورات و اصطلاحات سے ماہر تہے استعارات و تشبیہات کے رموز سے واقف تہے۔ کلام کی بلاغت و فصاحت کو خوب پہنچتے تہے مضامین کی خوبیان و معانی کی نازکخیالان۔ و صنایع بدایع کی موشکافیان صراحت و وضاحت کے ساتھہ حسن تقریر سے کرسی ظہور پر جلوہ افروز فرماتے تہے۔ سامعین و طالبین آپکی تقریر دلپذیر سے محظوظ ہوتے تہے۔ اور کلام کے حسن و قبح سے واقف ہوتے تہے۔ آپکی طبیعت جامع العلوم و الفنون تہی۔ اور خاص آپ کی طبع سلیم ہر ایک علم و فن سے مناسب تہی جس فن و علم کا طالب آپکی خدمت مین آتا تہا مستفید ہوتا تہا۔ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب و کامیاب ہوتا تہا۔ آپ اورنگ آباد دکن مین شاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت پذیر و گوشہ نشین تہے۔ قطب کی طرح جمے ہوئے تا بزندگی مقام تکیہ سے نہین نکلے آپ کی شہرت ہند و سندہ عرب و عجم کے اطراف مین گہوم رہی تہی۔ آپ شب و روز درس و تدریس و اصلاح شعر و شاعری مین مصروف رہتے تہے۔ آپکی مجلس مین مذاکرہ علوم و فنون کا جوش و شعر و شاعری کا خروش رہتا تہا۔ آپکے حلقۂ درس مین طلبا عرب و عجم رہتے تہے آپکی بدولت دکن مین اکثر پیرایۂ علم سے آراستہ ہوگئے۔ مثلاً مولانا عبد الوہاب افتخار مولف تذکرۂ بے نظیر و عبد القادر مہربان فخری۔ و افضل بیگ خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا

ولچھمی نرائن شفیق مولف گل رعنا وغیرہا وغلام علی ارشد مولف تنبیہ الشاکین - ومولانا رفیع الدین قندہاری - ونواب ناصرجنگ شہید وغیرہم - یہہ تمام آپکے خوان نعمت سے مستفید ہوئے ہین - اب مین بطور نمونہ آپکی تحقیقات مسائل مختلفہ وحل مشکلات مالاینحل سے دو ایک مثالین ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ میرے کلام کی تصدیق - اور حضرت آزاد صاحب ترجمہ کی ذکاوت ذہن وسرعت فہم کا اندازہ ہوجاسکے ایکروز وقت صبح نواب شہید کے دیوانخانہ مین شعرا وامرا مجتمع تھے - نواب نے غزل پڑھنی شروع کی ایک شعر مین سروخرامان بمعنی درخت سرو باندہا تہا - موسوی خان جرات نے کہا کہ سروخرامان معشوق کے قد پر صادق آتا ہے - درخت سرو پر اسکا اطلاق کیونکر ہوسکتا ہے - نواب نے آپکے طرف اشارہ کیا آپنے فرمایا کہ میرزا صائب نے سروخرامان سے درخت سرو مراد لی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

ناوستہا نہان کند سروخرامان در بغل | یک رہ برآر از آستین دست نگارین در چمن

نواب شہید بہت محظوظ ہوئے اور بیت کو حفظ کر لی - جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے کہ درخت زمین گیر کو خرامان کہا - آپنے جواب مین فرمایا - شعر کی بنا تخییل پر ہے - درخت ہوا کی تحریک سے ہلتا ہے گویا خرامان کرتا ہے - ایسا ہی آپنے سلمان ساوجی کا شعر بھی تائید آبیان کیا ؎

ہرچند بخرامد بان سروخرامان کی رسد | سرو از صبا گردد چنان تا چون قدت شیدا روان

آپ کے نظائر وشواہد سے تمام حاضرین مجلس خاص مولانا جرات خاموش ہوگئے - اور آپکی معلومات وشعرفہمی کی تعریف کرنے لگے - آپکی سخن دانی وسخن فہمی کا کامل اندازہ آپکی تالیفات وتصنیفات دیکھنے سے ہوتا ہے - طوالت کی وجہ سے صرف ایک ہی مثال پر اکتفا کیا - اگر

کوئی طالب تحقیق و شائق ہو تو آپ کی تالیفات کو دیکھے۔

تاریخ گوئی کی مہارت کا ذکر

آپ تاریخ گوئی مین فرد کامل تھے اکثر واقعات خوشی و غمی کی تاریخین موزون فرماتے تھے۔ اشعار موزون مین ایک مصراع یا نصف یا زائد مادۂ تاریخ وسن واقعہ ہوتا ہے بحساب جمل حروف ابجدی پورا سنہ برآمد ہوتا ہے۔ آپ کے قطعات تاریخی بیشمار ہین اگر جمع کئے جائین تو ایک کامل کتاب مفید ہو جائے۔ مین چند تاریخی قطعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ تاکہ ملاحظہ سے لطف اٹھائین۔

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین محمد شاہ بادشاہ ہند۔ و وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدینخان بہادر و نواب میر قمر الدینخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر یہ ارکین ثلاثہ یکے بعد دیگرے عالم بقا کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ نے باسقاط شش عدد تعمیہ تاریخ کہی۔ ؎

گشت تاریخ چون کشیدم آہ — موت شاہ و وزیر آصفجاہ

ایضاً

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند	فنا و حیف سہ در یگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہرسہ یافتم تاریخ	نماند شاہ زمان با وزیر آصف دہر

تاریخ شہادت نواب ناصر جنگ بہادر مرحوم

نواب عدل گستر عالیجناب رفت	فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم ز ماہ محرم شہید شد	تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

تاریخ وفات شجاع الدولہ

کرد از عالم فانی رحلت	سرور غالب صاحب صولت

گفت تاریخ این ظفر آزاد	نصرت بادشاه عالیجاه
۱۱۷۳ھ

ایضاً

شاه باؤ راپس از دو تا به کشت	کرد در انجام و در آغاز فتح
سوزنائے خامۂ تاریخش نواخت	شاه دُرّانی نموده باز فتح
۱۱۷۴ھ

ایضاً

باؤ با فوج خود تلف شد	از دست مجاهدان قتال
تاریخ شکست فوج کفار	فرمود خرد غنیم پامال

تاریخ فتح کشمیر

کشمیر گرفت بار دیگر	سلطان احمد بزور شمشیر
فرمود زبان تیغ تاریخ	او فتح نمود باز کشمیر
۱۱۷۴ھ

منه تاریخ رحلت میرزا خان رسا

شیرازۂ نظم میرزا خان	هم شعر بفکر او مباهی
تاریخ وفات او خرد گفت	پیوست برحمت الٰهی
۱۱۷۴ھ

منه تاریخ رحلت موسوی خان جرأت

موسوی خان کلک گهر بار	آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد	کرد جرأت وداع دنیا را
۱۱۷۵ھ

منه تاریخ رحلت سراج الدین علیخان آزاد

خان والاشان سراج الدین علی	شمع رونق بخش بزم گفتگو
زود رقم آزاد سال رحلتش	رحمت کامل بروح آرزو
۱۱۶۹ھ

منه تاریخ میر محمد افضل اله آبادی ثابت

استاد زمان که کرد تسلیم — اعجاز سخن بکلک صامت
تاریخ برائے رحلت او — فرمود خرد رحیل ثابت
۱۱۵۷ھ

اب مین آپکے اشعار آبدار فارسی بترتیب ردیف گزارش کرتا هون. هو هذا

الهی ناله گرمی دل دیوانهٔ ما را — کرامت کن نهال آتشینی دانهٔ ما را
بده در دست زنگار هوس آئینه دل را — زحسن خویش کن آباد حیرت خانهٔ ما را
کریمان را نظر بر زشتی مهمان نمی باشد — مبر از باغ بیرون سبزهٔ بیگانهٔ ما را
درین محفل مکن از دست مردم آبرو ریزی — تو گردش ده برنگ آسمان پیمانهٔ ما را

ولہ

برار از مد بسم الله تیغ خوش مقالی را — مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را
چو آن زلفے که بعد از شانه کردن تاب بر بندد — بجمعیت رساند صبر من آشفته حالی را
نگاہے هست چشم یار را با چشم گریانم — که بستان دوست میدارد ابر برشکالی را

ولہ

اگرچه فرمود ز بند قفس آزاد مرا — گشت بیرون قفس منت صیاد مرا
بلبلے دور ز گلزار بزاری میگفت — خاطر عاطر گل کاش کند یاد مرا

ولہ

کرد تا آهنگ رفتن محمل جانان ما — چون جرس در سینه می غلطد دل نالان ما

ولہ

مزاج کم کسے را الفت اول بجا ماند — برد در بیکسی سنجیده ام اسباب یاران را

ولہ

بے فنائے خود میسر نیست دیدار شما — میفروشد خویش را اول خریدار شما
منکه باشم تا شوم در بزم والا باریاب — میکنم سر را فدا بر پائے دیوار شما

ولہ

سفیدی آمده بیوقت زلف پرخم را — مبین بچشم حقارت بلائے ارقم را
اسیر دام دو معشوق می شود رسوا — برآورد ز چمن آفتاب شبنم را

کردم علاج درد دل خود ز درد دل
از می توان شکست خمار شراب را

در وصل بیقراری عاشق نمی رود
دایم گواه خویش گل آفتاب را

وله

ز خود گذشتم و در عالم دگر رفتم
مریض عشقم و تبدیل می کنم جا را

دو چشم او دل آزاد را ز پا افکند
دو ناتوان زده بر خاک یک توانا را

وله

با سرمه سر و کار ندارد بصر ما
خاک قدم یار بود در نظر ما

والله که ما طاقت پرواز نداریم
صیاد چرا می شکند بال و پر ما

وله

ای مصور از تو آید اینقدر تدبیر ما
با شبیه آن پری پیکر بکش تصویر ما

التماس آشنایان را میفگن بر زمین
قابل گوش تو باشد گوهر تقریر ما

وله

ساقی ما جا و بیجا میدهد پیمانه را
یا الهی هوش ده این قاسم دیوانه را

وله

می داد چشم یار دل زخم دیده را
داند که نافع است جراحت رسیده را

خطش دمید و وحشی دل را اسیر کرد
تو چاکری گرفت غزال رمیده را

پیری رسید بر در طاعت مقیم شو
ضایع مساز حلقهٔ قد خمیده را

نازم به صاحبی که سراپا مروت است
آزاد کرد پیر غلام خریده را

وله

با گل پیام گفت ز برگ گیاه ما
شاباش بر نسیم سفارت پناه ما

تسخیر دل نمود بطوریکه واه واه
هر چند خورد سال بود بادشاه ما

وله

همچو گل رنگین لباس صلح کل پوشیده ایم
تار و پود شعله و آب است در دامان ما

وله

با توانا نیست روز ناتوان روشن شود
گر کتان را فلکی در آفتاب و ماهتاب

وله

بادشاها خاطر آزاد را آباد کن
ننگ سلطان است در اقلیم و شهر خراب

وله

دست طلب ز عنبر و گوهر کشیدنی است
یکبار طرّه و سخن او شنیدنی ست

بی فیض قابل دم تیغ اجل بود ‌ ‌ ‌ شاخے که برگ و بار ندارد بریدنی ست

وله

نامه را در پیش پائے قاصد افگندی بجاست ‌ ‌ ‌ خاکساری اثرها در وصول مدعاست

گفتم آن یار یکه باشد شمع این محفل کجاست ‌ ‌ ‌ آمد آواز یکه در دل جوے گفتم دل کجاست

بیا که چون گهرم هم تو چشم تریاقی ست ‌ ‌ ‌ تمام خشک شدم لیکن اینقدر باقی ست

توان رساند ببالین حضرت صیاد ‌ ‌ ‌ ز مرغ بسمل و مشت بال و پری باقی ست

وله

دل با علو همت خود از جهان گذشت ‌ ‌ ‌ بر پشت این براق ز رتبه آسمان گذشت

با من نسیم صبح حدیث صحیح گفت ‌ ‌ ‌ بیمار شد کسیکه برین گلستان گذشت

وله

در هجر از خرابی احوال ما مپرس ‌ ‌ ‌ یعنی که در قلمرو ما پادشاه نیست

وله

دست هوس مزن کمر یار نازک است ‌ ‌ ‌ شوخی مکن چو آبله که این کار نازک است

دل از غبار حاشیه خویش بشکند ‌ ‌ ‌ این شیشه لطیف چه مقدار نازک است

اے باد صبح مرضی او دیده عرض کن ‌ ‌ ‌ پیغام من که نازک و بسیار نازک است

وله

بوده آهوے صیاد شناس ‌ ‌ ‌ دام در راه تو چیدیم عبث

وله

شراب خورده ز میخانه شد روان کج مج ‌ ‌ ‌ کلاه گوشه بسر حرف ز زبان کج مج

وله

معاشران سبب پیچ و تاب می پرسند ‌ ‌ ‌ ندیده اند مگر زلف جا بجا کج مج

وله

خوش قدان ساغر بکف چو شاخ گل ایستاده اند ‌ ‌ ‌ شاید از دست کسی این بستان گیرد قدح

کسے چه رنگ اقامت درین زمین ورزد ‌ ‌ ‌ نشد ز آبله خار این بیابان سرخ

سپهر پایه دولت بتیغ رو بخشند ‌ ‌ ‌ رخ محیط نماید ز شاخ مرجان سرخ

عمرے بسوے غمکده ما گذر نکرد ‌ ‌ ‌ روزیکه کرد زود گذشت و خبر نکرد

با آنکه صبح و شام ازین راه میرود ‌ ‌ ‌ یکباره سوے گور غریبان نظر نکرد

در بزم دوش جانب ما ملتفت نشد — اینهم غنیمت است که ما را بدر نکرد

وله

خط مشکین خال رخسار ترا بر سر رسید — فوج هندوستان بتسخیر ملک عنبر رسید

پیش گل بی رتبه می گردد بهار یاسمن — قدر مفلس نیست در بزمی که صاحب زر رسید

وله

سرکشی سرمایهٔ نقصان دولت می شود — نیشکر را بنده بالا کم حلاوت می شود

وله

ساقیا امروز برقع جست و باران میرسد — فکر ساغر کن که وقت عیش یاران میرسد

میتوان تا دامن صحرا باستقبال رفت — در چنین روزی که ابر از کوهساران میرسد

کیست تا بارے نگهدارد عنان هوش را — با هزاران ساغر گل نو بهاران میرسد

وله

در کوی یار از دل من ناله میرود — دل نیز عنقریب بدنباله میرود

دارد شراب طرفه دهان و دو چشم یار — هوشم ازین ثلاثه غساله میرود

اشکم ز بلگرام بر آید بسوی شوق — مانند رود گنگ به بنگاله میرود

وله

دلارام مرا گیسوی مشکین بر قدم افتد — چو هندوی سیه فامی که در پای صنم افتد

وله

ابروی یار و چشم تر ما نظر کنید — ماه ربیع و آب روان را نظر کنید

سبحان باین عبارت رنگین سخن نکرد — تقریر آن دو نرگس شهلا نظر کنید

وله

نیلوفر از شگفتن شبها ادا کند — چون یار رفت دیده خود بر که وا کند

یکبار هم بطرف مزارش نمیروند — این اجر بیکسی که بخوبان وفا کند

صیاد لاابالی من صید تشنه را — در وادیی که آب ندارد رها کند

وله

عطر حسن خلق و زر وقتے که یکجا میشود — قدر صاحب دولتان چون گل دوبالا می شود

میکند طوطی سخن اما پس از آموختن — بلبل خوش دهن بی اوستا گویا می شود

وله

چشم دارم که مرا گوشهٔ صحرا بخشند — راضیم کرد گدا را همه دنیا بخشند

دل آرام طلب عیش دو بالا خواهد
کاش در سایهٔ آن سرو مرا جا بخشد

وله

چه خوش شد دل بپختهٔ مغز از دیدن این باغ میگردد
گل صد برگ را دل در جوانی داغ میگردد

این پسر سلّمه الله جوان خواهد شد
هست گر ماه نوی بدر جهان خواهد شد

خورد سالے که خورد شیر پستان کرم
پدر مشفق ابنائے زمان خواهد شد

گل همان به که زر خویش به بلبل بخشد
بعد چندے همه تاراج خزان خواهد شد

وله

صبح دیدم بدر میکده میخوارے چند
ساغرے چند خریدند بدستارے چند

چیست حاصل ز تماشائے بیابانے چند
گر بپایم نخلد خار مغیلانے چند

وله

نگار ما دل شب در نظر نمی آید
که جز بشام و سحر زهره بر نمی آید

وداع کرد جهان را مگر نسیم علیل
که در تبیت ز جانان خبر نمی آید

بود ضرور شعور مزاج دانیها
تقرب امرا از هنر نمی آید

وله

دل از شنیدن پیغام آشنا شگفد
که غنچه از مدد حضرت صبا شگفد

ز گرم جوشی آن آفتاب دل واشد
چو آن گلے که بهنگام استوا شگفد

منم شهید حنابند قاتل آزاد
همیشه بر سر خاکم گل حنا شگفد

وله

شیشهٔ نازک ز سنگ خارا پیدا می شود
گاه می باشد که دهقان زاده میرزا می شود

همچو صیادے که فی را وصل سازد در شکار
کار ظالم از تهی مغزان دو بالا می شود

وله

عمر همیشه نقد نصیب ستاره شد
نخواه مایهٔ نسیهٔ عمر دوباره شد

وله

نگاه نرگس خوابیده ات ز جان نافذ
خدنگ ناز تو تا جسته از نشان نافذ

بلا بود مرض شسری که چشم تر است
که شد بچشم زدن در دل جهان نافذ

وله

زن بود در زبان هندی نار
وقنا ربنا عذاب النار

می شکنند گلستان طرف کلاه از غرور — چشم نمائی تو هست نرگس شوخ را ضرور

وله

دل عنان گرداند از یار کهن سوی دگر — قبله را تحویل کرد از طاق ابروی دگر

علاج خسته دلان کرده خنده لب یار — ز یک انار بر آید مراد صد بیمار

وله

رو بدرگاه الهی چه نمائی فردا — به که خود فوت شوی پیشتر از فوت نماز

همچو زلفی که رسد تا کمر صاحب ناز — می کشد تا بعدم سلسلهٔ عمر دراز

وله

مژگان بدور مردم چشم سیاه او — استاده کرده کعبه مدور صف نماز

وله

آتش زدیم پیکر خود را ز داغ خویش — ما سوختیم پیکر خود از چراغ خویش

فردوس را وداع چو طاوس کرده ام — گل گل شگفته ز تماشای باغ خویش

وله

دلی که زلف نگاری بود شبستانش — ز شاه هند فزون است شوکت و شانش

کجا نصیب که چینم گلی ز بستانش — غنیمت است مرا نکهت گلستانش

من از خزانهٔ او گوهری نمی‌خواهم — نمی بس است مرا از سحاب نیسانش

مرا ز خدمت آن طفل آرزو این است — که خاکروب شوم بر در دبستانش

وله

بقربانت روم پایت ببوسم مرحبا ای دل — که می آئی ز سیر لیلة المعراج گیسویش

چه واقع شد که اکنون نقش پای او نمی بینم — خوشا وقتیکه بالین سر من بود زانویش

بسکه شوخی‌هاست پنهان در سینهٔ حال او — می تواند کرد بر رخسار آتش فام رقص

صهبا خوش است وقت بهاران علی الخصوص — در حالت ترشح باران علی الخصوص

هنگامه‌های میکده بسیار دلرباست — انداز رقص بادکشان علی الخصوص

یاران نیاز مندی من در جناب او — کردند عرض آئینه داران علی الخصوص

رسم ادب بحلقهٔ مخلص نگاهدار — در بارگاه کوه وقاران علی الخصوص

نیست خودداری میسر شعلهٔ جواله را — از طپیدنهای دل صوتی کند ناکام رقص

وله

ترا ز آمدن جای ما چه بود غرض — بجز نوا خفتن آشنا چه بود غرض

دل شکسته قابل فشار نبود — ز تاب دادن کاکل ترا چه بود غرض

زمین آئینه اخلاص نابوسیدی — بحیرتم که ازین التجا چه بود غرض

سوای این که کند پاس حکم پیر مغان — ز پیر میکده آزاد را چه بود غرض

وله

خون مرا حلال مکن میکنی غلط — زنهار این خیال مکن میکنی غلط

حال بتان همیشه بخاطر نگاه دار — انکار خال خال مکن میکنی غلط

وله

شراب خورده کجا میروی خدا حافظ — گشاده بند قبا میروی خدا حافظ

هزار حیف که پروانه قدر خود نشناخت — به پیش شمع چرا میروی خدا حافظ

چه واقع است که آن طفل در شب تاریک — دویده پا بحیا میروی خدا حافظ

وله

جدا از شهر شور خنده کبک دری دارد — چه عشرتها که در کوه و بیابان است در واقع

وله

موسم طفلی عجب جنت بود طاوس را — در جوانی ز آتش اندیشه گردد داغ داغ

وله

عداوت غربا میکنی ز بی انصاف — تلاش کشتن ما میکنی ز بی انصاف

ز ساغر تو درد محض میخواهم — جواب صاف وا میکنی ز بی انصاف

وله

مرا اگرچه نسبت نامست با سهیل یمن — نمیرود طپش سینه جز بآب عقیق

اگر ز دام بلا ها نجات میطلبی — مشو اسیر تأمل مرو بچاه عمیق

وله

بلند رتبه کند از قبول منت ننگ — بپای جبهه ز برگ حنا نگیرد رنگ

دو چشم شوخ تو با من کرشمها دارد — بحیرتم ز نهبهای کافران فرنگ

حسن بیرنگ مرا شد بلای عالم رنگ — گردد دلم شکسته تماشای تصاویر رنگ

وله

سبزبادا زفیض جاریم هوای ابر نشکال — محو سازد از زمین و آسمان گرد ملال

خط ترا شیادی عارض زلف آراستی — عامل معزول را از مرحمت کردی بحال

چون بلا نازل شود سازند ساز آن هم — تارهای مختلف را کوک سازد گوشمال

نیست صف بینائی قسمت آزادگان — جاده پیدا می کند در خود زمین پایمال

بی مشقت نیست ممکن وصل آن سرو سهی — خار بستی از رقیبان هست گرد این نهال

وله

نواز دگر باهنگ اثر تا ز نفس بلبل — دهد هر غنچه خاموش را شور جرس بلبل

دماغ عاشق شوریده هم دارد بلندیها — نشستن بر بساط برگ گل دارد هوس بلبل

وله

که کند در شکن زلف ترا غمخواری دل — نشود گوش تو با قرب مکان یاری دل

وله

من از سر رشته طول امل دلدارها کردم — بزور این چهره را بیرون ز کاغذها کردم

مرا چون غنچه کی شد فرصت نظاره هستی — نفس گردید تاراج صبا تا چشم وا کردم

گرانی کرد بار زندگی از دام بر دوش — چو شاخ میوه دار از پختگی سر را جدا کردم

وله

میرود مکتوب و من داغم ز بخت نارسا — کاش من هم بال مرغ نامه بر میداشتم

هر کسی برداشت یک چیزی ز اسباب جهان — من ازین دنیای فانی دست بر وا داشتم

وله

بیخودم از نشاء وحدت برنگ چشم یار — خود قدح گردان و خود مخمور و خود میخانه ام

چو سایه در قفای سرو سرفراز توام — مرید سلسله گیسوی دراز توام

وله

دلم را کرد غارت زلف جانانی که من دارم — بدست کافری افتاد قرآنی که من دارم

درین ماتم سرا کردند با دولاب هم رنگم — حمائل شد بگردن چشم گریانی که من دارم

وله

کشیده اند ز رنگ نیاز تصویرم — خط شکسته از خوشنویس تقدیرم

وله

کبوتر را چو طوطی کاش باشد خوش بیانی هم — که یار از ما رساند نامه پیغام زبانی هم

امید قوتم در وقت پیری نیست از صهبا — که محتاج عصا چون تاک بود در جوانی هم
شب آزادی ما پروانه شد آن شمع اقدس را — بجا آورد آداب غلامی جانفشانی هم
چشم بر لطف تو دارد رخت بی‌سامانیم — ز آتشین تیغی تو جامهٔ عریانیم هم
شبنم نااهل دارد وحشتی از آفتاب — ماه می‌باید که گیرد نور را از پیشانیم
گوهرم را آسمان هرچند دارد در گره — آخر از قید صدف بیرون برد غلطانیم

وله
مگیر تنگ مرا تو اسیر دام تو ام — بلطف تربیتم کن که نو غلام تو ام
تو بعد سوختنم قصد کشتنم داری — مکش مرا که چراغی برای شام تو ام

وله
از و عنایت کم بیشمار میدانم — چو عندلیب یکی را هزار میدانم
جواب وقت تکلم بجا بلان ندهم — که قدر این گهر آبدار میدانم
ثبات نیست سفید و سیاه عالم را — نظر ز گردش لیل و نهار میدانم
نگاه مرحمتش نیست جز باهل جنون — دماغ عالی فصل بهار میدانم

وله
تماشش مذهب هر شخص را نظر دارم — مرقع عجب از صلح کل ببر دارم

وله
خواهم که کارخانهٔ ایجاد بشکنم — گر دست من رسد دو جهان را بهم زنم

وله
یاران بهم نشستن فردا که دیده است — باید شمرد صحبت امروز مغتنم
اینقدر چشم ز تصویر بتان میدارم — که فروشند ببازار بتان تصویرم
کرد از بسکه سر زلف بتان زنجیرم — نیست ممکن که مصور که کشد تصویرم
وصل آن ماه کند چارهٔ بیماری من — قرص کوکب نتواند که کند تدبیرم
منع کردی که کسی حرف شفاعت نزند — شرح کن بنده نوازا چه بود تقصیرم

وله
تو خداوندی من بندهٔ سرکار تو ام — خواه کش خواه رها کن که گرفتار تو ام

جان من نیز فدایم باشد و جانش بهر
باغبان بلبل نوا ر دبستان تو ام
قبلهٔ عالمیان کعبهٔ حاجت طلبان
داد و بیداد جفائے تو اگر بنیادم
در قفس یاد چمن کردم و خود را کشتم
منتظر دار و مرا یار کرم فرمائے من
سائلم اما لب ز اظهار مطلب بسته ام
بسکه جا چون چرخ بر طاق بلندی داده اند
بخود نازم زر از سرمهٔ آن چشم فهمیدن
آسان درین جهان نیست سر پایه بر گرفتن
روزیکه کامیاب شوم از لقائے او
شهریک صحبت ناجنس بهار منشو
خدا را ز پیاله دارم شب مهتاب بنتو
صنما سیر تو کردم شب ماه جلوه فرما
نه بخانه می نشینم نه بباغ انس گیرم
بعدالت قیامت چو حساب من بینند
ماه من امشب نمیدانم که مهمان کہ
سالها شد در سراغت سر بصحرا داده ام
من هم آخر درد منا چشم بیمار توام

چه قدر خون ز گل گوشهٔ دستار توام
وله
قبلهٔ من زر گل ده که ثنا خوان تو ام
خبر از حالت من گیر که قربان توام
وله
می توانی که کنی از سر نو آبادم
کاش در سایهٔ گل دفن کند صیادم
وله
دیر می آید چو عیسی صاحب احیائے من
حالتم چون ماه نو پیدا ست از سیمائے من
دست خار را تصرف نیست بر مینائے من
وله
که در روته نشین جام بالا شد ز گردیدن
وله
سوراخ میشود گوش از بهر زر گرفتن
وله
بے اختیار گریم و افتم بپائے او
وله
کناره گیر او بلکه سبزه وار منشو
وله
بدهان یار ماند قدح شراب بنتو
بخدا که چشم من شد گل مهتاب بنتو
که بود بچشم گریان همه جا حباب بنتو
سخن فرشتگان را ندهم جواب بنتو
وله
گرم رفتی از نظر شمع شبستان که
اے غزال حیرت در بیابان که
ای نقر بانت روم در فکر درمان که

تا تو رفتی یک قلم مکتب خراب افتاده است
طفل شیرین حرف من شور دبستان کِه

خاطرت آزاد دارد سخت بی جمعیتی
خیر باشد واله زلف پریشان کِه

وله
در نظرها بچه انداز نمایان شده
چشم بد دور را مام صف خوبان شده

باد سیراب گلستان تو از آب بقا
بر سر تربت آزاد گل افشان شده

وله
هزار حیف که از مخلصان جدا شده
بگو برای خدا یا که آشنا شده

وله
دل من از هوا بت گشته وا آهسته آهسته
به رنگ غنچهٔ گل از صبا آهسته آهسته

اگر طشتم فتاد از بام رسوائی بدست من
نمی ترسم که برخاستن ماند صدا آهسته آهسته

دل نومشق را در کوی او شد طاقت جولان
گذارد طفل در رفتار پا آهسته آهسته

به پیش آن آفتاب آزاد هر دم سایه می کاهد
شدم در پرتو رویش فنا آهسته آهسته

وله
ز جانان در کمند وحدت خود میکنم یادی
درین مندل نشستم بهر تسخیر پریزادی

چه لازم تا کشم از سبزه گل منت بیجا
کفایت میکند بر مرقد من سرو آزادی

وله
نشاط آدمیان کم غم زمانه زیاد است
برای گریه دو چشم برای خنده دهانی

وله
الهی تا زنم در هر خم گیسوی او دستی
کرامت کن مرا چون شاخ سنبل مو بمو دستی

وله
به پیش او دل بیماره میکشد آهی
علاج می طلبد از طبیب بدخواهی

دلا بران ز فن نو دمیده خط منشین
مخسپ در شب تاریک بر سر چاهی

وله
مرا بسمل نمودی زنده باشی
ز پا انداختی پاینده باشی

وله
تا کجا تشنهٔ خون من ناکام شوی
آنقدر هم نکنی جور که بدنام شوی

ز خود آسودگان دانند آئین حق آگاهی
درین دار الخلافت میرسد منصور را شاهی

درین عالم که همراه موافق میکند پیدا
نیامد راست از خضر و کلیم الله همراهی

آگاہ ۔ مولوی محمد باقر ناعط مدراسی

آگاہ تخلص ۔ محمد باقر نام ۔ قبیلہ نوناعط سے ہین ۔ آپکے بزرگان سلف وطناً بیجاپوری تھے ۔ بکشش آبخورش مدراس مین آئے شہر ویلور مین سکونت اختیار کی ۔ آگاہ صاحب ترجمہ شہر مذکور مین پیدا ہوئے ۔ وہان کی سرزمین مین نشو ونما پایا ۔ سن شعور کو پہنچ کے اساتذۂ کرام و علماء عظام سے کتب علوم و فنون کی تحصیل درجۂ تکمیل کو پہنچائی ۔ فراغت تحصیل کے بعد درس تدریس مین مشغول ہوئے ۔ اکثر طلبہ مدراس مین آپسے فارغ التحصیل ہوئے آپ سخندانی و سخن شناسی کے صدرنشین تھے آپکا کلام مثل اہل زبان با محاورہ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے ۔ آپکے اشعار آبدار سے سامعین و شائقین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے ۔ شمع انجمن کا مولف آپکی نسبت لکھتا ہے ۔ کہ درجبابان کرناٹک ہیچو او نہالی سر بالا نکردہ ۔ و از گل زمین مدراس مثل او گلے خوش رنگ ندمیدہ انتہی کلامہ ۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے ۔ فضائل نفسانی و کمالات روحانی سے بھی موصوف تھے آخر سنہ ۱۲۲۰ مین اس دار فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے ۔ ۔

من اشعارہ

غم فراق تو از بسکہ کاست جان مرا ستم بطرۂ تو دل زار خویش را شیخ در میخانہ با ہر مست یاری میکند	عصا رآہ بود جسم ناتوان ما آخر فگندہ ام بسرت بار خویش را ظاہرا با خضر زر خواستگاری میکند

امین ۔ محمد امین

امین تخلص ۔ محمد امین نام ۔ ہندی الاصل تھا ۔ شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر تھا

نواب سعادت اللہ خان ناظم صوبہ کرناٹک کی خدمت مین میرمنشی تھا۔ نظم و نثر مین استعداد کامل رکھتا تھا۔ تحریر و تقریر مین منشی بےنظیر تھا۔ انشا گلشن سعادت و دیوان شعر اسکی تالیفات سے یادگار رہے۔ خوش فکر و سخن سنج تھا۔ اسکا کلام اہل زبان کیطرح ہوتا تھا۔ آخر سہ ہجری مین فوت ہوا۔

من کلامہ

بنجابت ہرکرا چون مہر بارفعت قرین باشد	اگر بر چرخ چہارم رفت چشمش بر زمین باشد

باب الباء موحدہ

بدیع - ملا بدیع

بدیع تخلص - ملا بدیع نام - سمرقندی الاصل تھا۔ سمرقند کے مشاہیر مین سے تھا۔ فن معما و تواریخ مین استاد مانا جاتا تھا۔ وطن سے دکن مین آیا۔ شہر مین اس کے فن معما و تواریخ دانی کا ذکر کوچہ و بازار مین ہوتا تھا۔ اسکا کلام دلچسپ و شیرین ہوتا تھا۔ بلدہ جنیر کو کن مین مدت تک رہا۔ وہان اسکو کافی کامرانی ہوئی آخر وہین رحلت کی۔

من اشعارہ

چشم تو بیدار سازد فتنۂ مست است	زلف تو بر روی آفتاب پرست است
شبی در خواب رہا رقیبان ہم سخن بودیم	نہ بیند ہیچکس در خواب یارب آنچہ من بودیم
تو را اگل چو خندان صبحدم در بوستان دیدم	ز شبنم غنچہ را آب حسرت در دہان دیدم

بسمل - میر محمد یوسف خان

بسمل تخلص - میر محمد یوسف خان نام - آپ میر امام بدخشانی کے فرزند ہین

آپ وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئی۔ مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد کی ملازمت اختیار کی۔ مدت تک خان موصوف کی خدمت مین رہا۔ جب ۱۱۳۷ھ ہجری مین مبارز خان و نواب آصفجاہ کے فیمابین جنگ ہوا۔ بسمل صاحب ترجمہ خان موصوف کے ہمرہ معرکہ مین تیسری تاریخ ماہ محرم سنہ مذکور مین تلوار و نیزون کے زخمون سے بسمل ہو گیا بسمل صاحب ترجمہ کے فرزند و اقربا قلعہ فرخنگر مین بتقریب خدمت قلعداری سکونت پذیر تھے۔ شاعر خوش فکر و شیرین زبان تھا۔ دلیری و بہادری مین بے نظیر تھا۔ شعر و شاعری کا شائق تھا۔ بشرط فرصت کبھی کبھی شعر موزون کرتا تھا۔ آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہوتا تھا۔

من نتائج طبعہ

زاہد تو صبح و شام عبث شورمی کنی
شوخی نیحچ برہم میزند یک دام را
از گردش نگاہت شد نیم کشتہ بسمل
از غم جگر فگار رہ برہ و یم
صحرائے عدم ز لالہ پر شد
از حیرت ما نبود واقف
اے اہل وفا نداشت قدرے
خاک رہ او شدیم بسمل

اللہ ہو اکبرست ز اللہ اکبرت
تا نبود ابتر دل من لف او ابتر شد
گردہ ہر تو گردم یک غمزہ بار دگر
این گل بسر مزار بردیم
تا ما دل داغدار بردیم
آئینہ بہ پیش یار بردیم
این جنس بہر دیار بردیم
از سر بہ جدا اعتبار بردیم

بینش۔ سید مرتضی مدراسی

بینش تخلص۔ سید مرتضی نام۔ میر صادق علی حسینی کے فرزند ہین۔

مشہدی سے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے پہنچتا ہے آپکی جداعلی مشہد مقدس سے ملک دکن مین وارد ہوئے۔ گلبرگہ مین اقامت گزین ہوے۔ آپکے احفاد مین شاہ ابراہیم مصطفی حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز گیسودراز کے ماموں تہے۔ شاہ نوراللہ جو شاہ ابراہیم کے اولاد مین سے تہے۔ نواب سعادت خان کے زمانہ مین شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوے۔ شاہ نوراللہ سید ابراہیم بینش کے جد حقیقی ہین۔ شاہ صاحب نواب والاجاہ کی عنایت و مرحمت کی وجہ سے مدراس مین سکونت پذیر ہوئے۔ ۱۲۲۶ھ سنہ ہجری مین بینش کی ولادت شہر مدراس مین واقع ہوئی۔ بس شعور کے بعد علماء مدراس سے کتب درسیہ عربیہ فارسیہ تحصیل کین تحصیل کے بعد شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ اولاً والد ماجد و برادر سے مشق سخن کرتے رہے۔ ثانیاً مولوی واقف سے مستفید ہوئے۔ ذکی الطبع و صحیح الفکر و خوش تقریر و حاضر جوابی مین بیمثل۔ شعر و شاعری مین بیبدل تہا۔ حیدرآباد مین مدت تک مقیم رہا۔ پہر مدراس مین پہنچا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ شعراء معاصرین سے خوب مناظرہ و معارضہ کرتا رہا۔ آخر ۱۲۶۵ھ سنہ ہجری مین مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ راہ مین بہت سی تکلیفین اٹہائین آخر فائز المرام ہوا۔ حج و زیارت سے مشرف ہوا۔ ایک سال کے بعد وطن مالوفہ مین مراجعت کی۔ چند مدت کے بعد وطن مین مسافر عدم ہوا۔ وفات کا سن کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہا۔

من اشعارہ الفارسی

نتوان یافت جز بکوچہ یار	دل از خود رمیدہ مارا
آشنا رعشق سبز خطان جلوہ میاید	از سبزہ دمیدہ خاک مزار ما

نشاء بادهٔ این بزم خمار آموداست ۔ وله ۔ سر بسر در پئے ہر سود زیانست اینجا

دلم از زلف بتان ربط نہان میدارد ۔ وله ۔ دانهٔ سبحه کند رشتهٔ زنار طلب

خط شعاع نیست که از پنجهٔ جنون ۔ وله ۔ گشت است تا ز تار گریبان آفتاب

چشمم گہر اشک فشاند بقدومش ۔ وله ۔ گر پیک صبا زان گل رعنا خبر آرد

از وطن آواره گردید از نظر افتاده آه ۔ وله ۔ برق عالم سوز حسنش سوخت تا ما وانموا

لغزد چسان بگوہی تو از ضعف پای دل ۔ وله ۔ باشد ہمیشه آه رسایم عصائے دل

گر خاک شوم پائے حنابست تو بوسم ۔ وله ۔ ور سرمه شوم چشم سیه مست تو بوسم

روزافزون حسن تو یا ماه یا آزار من ۔ وله ۔ گرم تر خوبی تو یا خورشید یا بازار من

آستینت پرشکن یا زلف یا پیچش نیم ۔ دست شه گوہرفشان یا ابر یا افکار من

خال مشکین طرف چشم بلا انگیزش ۔ وله ۔ مست افتاده سپاہی بدر میکده

بینش بہر دلیکه صفا موج می زند ۔ وله ۔ نایاب گوہریست ببازار زندگی

ہر دم از رنگ گل عارض این غنچه دہن ۔ وله ۔ بینوا گل کند اکنون بخیالم چمنی

بہار ۔ سید علی مدراسی

بہار تخلص ۔ سید علی نام ۔ آپ سید عبد الحق مذہبًا حنفی مشربًا قادری مولدًا مدراسی کے فرزند ہین تیس بتیس برس کی عمر ہے ۔ جوان صالح و مستعد طالب علم ہین ۔ فارسی و اردو دونون مین شعر کہتے ہین ۔ اوائل مین سید صادق حسین شریف مدراسی سے مشق سخن کرتے رہے ۔ اور آخر مین منشی امیر احمد امیر لکھنوی کے شاگرد ہوے صاحب دیوان ہین کلام شیرین و رنگین ہے ۔

من اشعاره الهندی

نیم بسمل مرے قاتل نے مجھے چھوڑ دیا
اور آفت مین پڑا رحم کے قابل ہو کر

عکس سے آئینہ مین اوس نے بگڑ کر پوچھا
آپ ہی آئے ہو کیا بوسہ کے سائل ہو کر

سختیان بعد فنا بھی ہی باقی ہین بہار
سنگ میری چھاتی پہ پر ہاسل ہو کر

ولہ

آتی ہے بوئے محبت آج دود شمع سے
جل بجھا شاید کوئی پروانہ اس محفل مین ہے

یہ نیچی نیچی نگاہین کہہ رہی ہین صاف صاف
مجھسے بڑھ کر وصل کا ارمان تیرے دل مین ہے

بلیغ۔ محمد غریب الدین فتحپوری

بلیغ تخلص ۔ محمد غریب الدین نام فتحپوری ہسوہ کے رہنے والے ہین۔ کتب عربیہ درسیہ سے فارغ التحصیل ہین۔ جامع معقول و منقول ہین۔ آپنے علم حدیث مین مولوی محمد شاہ صاحب محدث دہلوی سے سند پائی ہے۔ ذی استعداد و لائق ہین ہر ایک علم و فن مین لیاقت و قابلیت رکھتے ہین اور آپکو شعر گوئی مین حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی سے تلمذ ہے شعر خوب کہتے ہین۔ کلام صاف و شیرین ہوتا ہے۔ خوش طبع و خوش خلق ہین مدت سے حیدرآباد دکن مین وارد ہین۔ معلوم نہین کہ آپ کس محکمہ مین ملازم ہین۔ آپکی عمر قیاساً پینتیس برس کی ہوگی۔ بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ

اون کی حنائی ہاتھ مین جام شراب ہے
یا جلوہ گہ شفق مین فلک آفتاب ہے

یہ بات ہے جو کہتے نہین خط کا وہ جواب
ایک ایک حرف خط کا مہرے لاجواب ہے

اوٹھے اگر نقاب تو باقی رہی حیا
بے پردگی بھی آپکی عین حجاب ہے

سہرپر بلا نہ لائے لٹکا کے زلف کو	آنکھیں دکھائیگا جو مجھے عتاب سے
مٹی تری خراب نہو گی کبھی بلیغ	تو تو نہال باغ بن بو تراب سے

بیان خواجہ احسن اللہ دہلوی

بیان تخلص - خواجہ احسن اللہ نام - آپکا اصلی وطن دلی ہے - آپنے عالم شباب میں علم و فضل کے حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق کیا طبیعت میں موزونیت خداداد تھی - موزون کرنے لگے - جناب مرزا جانجانان مظہر کے شاگرد ہوئے - استاد کی توجہ و اصلاح سے چند ہی روز میں درجہ کمال کو پہنچے - آپکا کلام شیرین و دلاویز نمکین و شور انگیز ہوتا تہا - آپ اپنے معاصرین و اقران سے بڑہ گئے - خوش خلق و خوش سیرت تہے - ظریف الطبع لطیف المزاج تہے یاران ہم مشرب سے نہایت خوشی و خرمی سے ملتے تہے خندہ رو شگفتہ پیشانی تہے - مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے مرید تہے - مرشد کے عاشق تہے مرشد کے معتقد و مطیع تہے - آخر آپ دلی سے حیدرآباد دکن میں وارد ہوئے چند مدت تک زندہ رہے پہر آخر سنہ ١٢٠٦ ہجری میں فوت ہوئے -

من اشعارہ

قفس میں میں ہائی کیلئے کیا کیا نہیں کرتا		تڑپتا ہوں پہڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا
کہتا نہیں میں عرش پہ میرا نالہ جا پہنچ	ولہ	کانوں تلک تو اوسکے نوا ہی رسا پہنچ
باتوں میں آدہ کٹی لگا یا رسی بیان	ولہ	رکھتا تہا کان تک مری فریاد کیطرف
ہووےگا ذوق حسرت دیدار میں خلل		شیرین گذر نکیجیو فرہاد کی طرف
جادو تہی کہ سحر تہی بلا تہی	ولہ	ظالم یہہ تیری نگاہ کیا تہی

مت آئیو اسے وعدہ فراموش تو اب بھی		جسطرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی
بیان کون ہے اتنا کہ پوچھتے ہو	وله	تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھسے ہمنشین	وله	شام سے لیکے صبح تک وہی نہین نہین رہی

بندہ میر محمد میر اورنگ آبادی

بندہ تخلص - میر محمد میر نام - سید صحیح النسب شریف الحسب ہین - اصلی وطن اورنگ آباد دکن ہے - آپ فارسی و عربی مین ذی استعداد طالب علم تھے - زبان ریختہ مین نہایت نزاکت و لطافت سے کلام موزون فرماتے تھے چند مثنویان ہندی زبان مین ارباب دول کی تعریف و توصیف مین تالیف کین - لچھمی نراین صاحب کے دوستون مین سے ہین - صاحب چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ میر صاحب ابتدا مین میر تخلص کرتے تھے - جب مجھسے ملاقات ہوئی تو مین نے کہا کہ میر تقی میر تخلص آپکے ہمنام و تخلص ہند مین موجود ہین میرے نزدیک اشتراک تخلص خوب نہین آپنے میری بات قبول کی اوسیروز سے بندہ تخلص فرمایا انتہی کلامہ آپ حرف گیرون کے بیان مین ایک مثنوی لکھی ہے - ہم تیمناً چند اشعار لکھتے ہین ہو ہذہ

مثنوی

سنو نکتہ چینون کا مجھسے بیان	کہ اون کی حقیقت ہے اُنپر عیان
کہیگا اگر شعر ہے خوب صاف	ولیکن وہ کہتے زراہ خلاف
کہ اس شعر مین کچھہ نہین بندوبست	ہر اک جائے پر بحر مین ہے شکست
کسی کا ہے مضمون اگر بہترین	یہہ کہتے ہین وہ سارے زراہ کین
یہ مضمون مدت سے ہیگا قدیم	کہ اسکو کہا ہے اسیر و کلیم

کسی نے اگر تازہ مضمون پڑہا	کہ جس کے معانی ہے بس بے بہا
یوں کہتے ہین وہ نکتہ چین از حسد	یہ مضمون کسی سے نہین ہے سند
سرو شمشاد ہو گئی حیران	شعر جب چمن مین ترا خرام ہوا

بیان آقا مہدی اصفہانی

بیان تخلص - آقا مہدی نام - ابو طالب کلیم کا ہمشیرہ زادہ ہے - ہمدانی المولد اصفہانی المنشا ہے نشو و نما کے بعد اصفہان مین علوم و فنون مین استعداد وافی و مہارت کافی حاصل کی - جامع علوم و فواضل تہا - تحریر و تقریر مین بے نظیر زمین خوش مزاج و حلیم تہا - ظریف الطبع و لطیف الوضع تہا - تکبر و غرور سے نفور صاحب عزت و غیور تہا - شاعری مین استادانہ کلام شستہ و پختہ کہتا تہا - عالمگیری زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا - دلّی و لاہور و آگرہ مین چند مدت تک بسر کرتا رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا اوسوقت عبداللہ قطب شاہ زندہ تہا - بادشاہ کے حضور مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا - اُسوقت گولکنڈہ دکن مین وبا کی بیماری پیدا ہوئی - اکثر خلائق اس مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوئے بیان بہی اسی مرض مین مبتلا ہو کر فوت ہوا - یہ واقعہ سنہ [illegible] ہجری کے آخر مین واقع ہوا - صاحب ریاض الشعرا اور صاحب تذکرہ کے بیان صاحب ترجمہ کے حال مین اختلاف کرتے ہین - صاحب ریاض الشعرا کا قول فقیر مولف کے موافق ہے - اور صاحب تذکرہ ... فی ازطیر کہتے ہین کہ بیان اولا وطن سے کشمیر مین وارد ہوا اور وہان سے چند روز کے بعد سنہ [illegible] کے آخر مین وطن کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا

کشتی مین سوار ہوا کشتی کو آگ لگ گئی آگ و دریا مین حریق و غریق ہو گیا

من اشعارہ الفارسی

شب جنابت و دل خلقی ز کف امر بر بر
بیان خاک ہت گرد یاد عمر بست

ولہ
خدنگت بہر غمم وا میگذارد
گذشت تیر جانان را بلا کم

ولہ
ازان خار سر را ہم نکوبیت
خوب دستی آن بت بیداد گر وا کردہ است

ولہ
بزیر پا نگاہے میتوان کرد
اگر در سینہ ام جا میگذارد

که پیکان را بدل وا می گذارد
که آنجا مدعی پا میگذارد

بیجان ۔ لالہ جیکشن داس اورنگ آبادی

بیجان تخلص ۔ لالہ جیکشن داس نام ۔ آپکا وطن اورنگ آباد ہے ۔ آپ نواب صلابت جنگ بہادر کی دار الانشا مین تھے ۔ منشی خوش تحریر ۔ اور خوشنویسی مین جواہر قلم ۔ شعر گوئی ریختہ کا فریفتہ تھا ۔ اور شاہ سراج اورنگ آبادی کی خدمت مین کلام کی اصلاح لیتا تھا ۔ مضامین نازک و معانی لطیف کو موزون کرتا تھا ۔ خوش خلق نیک سیرت درویش دوست و صوفی مشرب تھا لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین نقل کرتے ہین کہ ایکروز مجھسے شاہ سراج نے نقل کی کہ جیکشن نواب صلابت جنگ کے لشکر جانے کے لئے تیار ہو کر میرے پاس رخصت کے لئے آیا اور ایک شعر تازہ جو کہا تھا پڑھا اور اصلاح کا خواہان ہوا شعر یہ ہے

تری یاد کر ہے یون عالم مین ملگیا بیجان ❊ کہ قالب بہی نیاوے
گو کوئی اُسکا کفن کہولے ❊ حاصل کلام رخصت ہو کر چلا گیا اثنائے اُسکا

بیتاو نشان نہین انتہی کلامہ ۔

من اشعارہ الہندی

نگہ کی جوت پتلی کی نین سیتی نمایان ہے
اندہاری رات مین بجلی ہی چمکی ہے خدا حافظ

وله

یار مہندی بہری ہاتون سی اگر ہووے طبیب
شاخ نبض دل بیمار سے مرجان پہولے

قید مین عاشق اگر یاد کرے گلرو کو
وہان کی زنجیر کے والے سے گلستان پہولے

وله

باغ مین کرے نرگس عرض حال اگر اپنا
آنکہہ کے اشارت سے تب جواب دیتا ہے

کیون نہ حاصل ہووے خوشی غمگین
دل بیجان مین جان آیا ہے

باقی ۔ راجہ گرد ہاری پرشاد حیدرآبادی

باقی تخلص ۔ راجہ گرد ہاری پرشاد نام بنسی راجہ عرف ہے ۔ آپکے بزرگونکا اصلی وطن چہپرا ہوا ہے ۔ آپکے جد اعلی آصفجاہی زمانہ مین وطن سے حیدرآباد دکن مین آئے بندگان عالی سرکار نظام کی قدردانی سے خدمات جلیلہ پر مامور ہوئے ۔ ہر ایک خدمت مفوضہ کا کام دیانتداری امانت سے انجام دیتے رہے ۔ امانت و دیانت وقتاً فوقتاً آپکی بزرگون کی ترقی کا باعث ہوتی رہی ۔ آپکا خاندان ہمیشہ ترقی کے اوج پر عروج کرتا گیا ۔ روز بروز عزت و آبرو بڑہتی گئی ۔ فی الحال زمانہ کے امتداد سے اور خاندانی سلسلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی پانچ یا چہہ پشتین گذری ہین ۔ برابر آپکے بزرگ مسلسل طور پر اس ریاست مین معزز و مکرم رہے ہین ۔

آپکی ولادت باسعادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی ۔ نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین ہوا ، ابتدائے تعلیم و تربیت کے بعد آپنے شروع شباب مین علماء حیدرآباد سے کتب درسیہ

فارسیہ کی تحصیل کی۔ اور عربی مین مختصرات نحو و صرف کو حاصل کین۔ انشا پردازی و عبارت نویسی مین منشی بیدل ہوئے۔ فن حساب و سیاق مین جو آپکا موروثی ہی محاسب بے مثل ہوئے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی موجزن۔ اور طبیعت مین شوخی و بیبا کی شعلہ زن تہی۔ مزاج مین جولانی اور دماغ مین سنجیدگی کا جوش۔ اور قوت ناطقہ مین تازگی اور خیال مین نازک خیالی کا خروش تہا۔ طرفہ یہہ ہے کہ شباب کا عالم ہر رگ و ریشہ تازہ دم تہا ایسے زمانہ رشک بہار مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ تلاش مضامین کا ذوق ہویدا ہوا۔ آپنے اکثر استادون کے دواوین فارسی و اردو جمع کیئے۔ اور ہر ایک دیوان کو ابتدا سے انتہا تک خوبغور و فکر سے ملاحظہ کیا۔ مواد و اسباب ہر قسم کا حافظہ کے خزانہ مین موجود تہا۔ دواوین کا دیکہنا کیا تہا کہ آپ دیوانہ و مستانہ بنگئے۔ جوش دل سے تازہ تازہ مضامین شگفتہ شگفتہ معانی کے ساتہہ موزون کرنے لگے۔ سننے والون کو آپکے کلام سے حیرت ہوتی تہی۔ اور اکثر کثرت تعجب سے عالم سکتہ مین مبہوت ہوتے تہے۔ آپکا کلام دونون زبانون مین نہایت ہی شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ حضرت شمس الدین فیض کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

میر فیض صاحب سے ہے اُستاد دکن سے جائین کیون ہندوستان ہم

آپ بظاہر امیر مگر بباطن فقیر ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ آپکا کلام ہمارے اس قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اکثر آپکا کلام صوفیانہ ہوتا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے توحید و وحدت عیان ہے۔ ہر ایک فقرہ و کلمہ سے انا الحق کی کیفیت نمایان ہی آپکے صوفیانہ کلام سے صوفیائے کرام کو وجد و حال آتا ہے۔ آپکی رباعیات مین بہی کیفیت ہے

غزلیات مین عاشقانہ جوش و خروش ہے کہین خط و خال کی تعریف ہے۔ کہین سراپائے حسن و جمال کی توصیف ہے۔ کہین شکایت فراق ہے کہین لذت وصال ہے۔
اور آپ کے قصائد مدحیہ کا اور ہی رنگ ہے کہین ممدوح کی سیرت و صورت کی بہار ہے کہین شجاعت و سخاوت کا گلزار ہے۔ کہین مضامین واقعہ کا مرقع۔ کہین لطافت و نزاکت کا تماشا دکھایا ہے۔ غرض کہ آپ جامع الکمال ہین۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع ہین سلیم المزاج و حلیم الخصال ہین۔ آپکی عمر قریب ستر برس کی ہوگی۔ ماشاء اللہ چشم بد دور روشن دل و تازہ دماغ ہین۔ ابھی تک طبیعت مین جوانی کا ولولہ و ترقی کا حوصلہ موجود ہے حسن اتفاق و اشفاق مین شہرۂ آفاق ہین۔ آپکو خلائق کے ساتھہ کیا خاص کیا عام اتفاق ہے۔ پیشتر بندگان عالی متعالی حضور پرنور کی مقرب تھے۔ رات دن مورد عنایت و مرحمت تھے۔ بعد ازان نظم جمعیت مین عہدۂ جلیلہ سررشتہ داری پر مامور ہوئے صاحب التالیف و التصنیف تھے۔ کلیات یادگار باقی۔ کنوز التاریخ۔ دیوان بقائی قصائد باقی۔ سیاق باقی۔ پیرایۂ عروض۔ آئینۂ سخن وغیرہ ہین
آخر آپنے سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

شبے اے ترک ابواب طرب بر روے ما بکشا
کلہ از سر بنہ بنشین کمر واکن قبا بکشا

بہ بستان نرگس شہلا بشوخی دیدہ می بازد
تو نیز از خواب شب بیدار و چشم سرمہ سا بکشا

بس اے صیاد رحمی کن بہار آمد رہائی دہ
چنین تا چند بال بسته دارم تا کجا بکشا

بیا و ر بادہ ور بندد خمار رم تا کجا داری
در میخانہ اے پیر مغان بہر خدا بکشا

نگر در سیبریم از تشنگی ساغر تو اے ساقی
سر رطل و سبو واکن خم سربستہ را بکشا

به محشر تا حساب دیگران را فرصتی باشد
نبازان زلف را برېند و کاکل از ادا بکشا
همه فانیست الا آخر ازان در بحث لا بکشا
به بند از نقش چشم و صنعت نقاش را بنگر
تماشائے دو عالم دید نی دارد چو آئینه
تو باقی و دفتر آوارهٔ خود را جدا بکشا
آن بست و کشا وین خاطر وابسته را بکشا
بجز او کیست باقی چشم عبرت انتها بکشا
مکن صورت پرستی دیدهٔ معنی نما بکشا
به بین از پائے تا سر دیدهٔ حیرت نما بکشا

من اشعاره الهندی

جلوہ فرما جو کبھی وہ مہ انور ہوتا
شرف منزل خورشید میرا گھر ہوتا
بلبل آتش نفس ہون ڈر ہی کیا صیا کا
شعلۂ آواز سے پہونکون قفس فولاد کا

ولہ

ملے گا خضر کو اپنا پتا کب
روان ہین صورت ریگ روان ہم

ولہ

آگ دیتا ہون جگر کو دل سے
حق ہمسایہ ادا کرتا ہون

ولہ

شور گریہ سے زمانہ کی ہوا بدلی ہے
مرکے یدیدۂ تر ابر سے کیا بدلی ہے
ایک گل مین بھی نہین بوئے وفا باقی
اندنون گلشن عالم کی ہوا بدلی ہے

ردیف بائے فارسی

پروانہ ۔ شاہ ضیاء الدین برہانپوری

پروانہ تخلص ۔ شاہ ضیاء الدین نام آپکا مسقط الراس دار السرور برہانپور ہے اور آپکے بزرگان سلف ورنگ آباد آئے اور سکونت پذیر ہوئے ۔ آپ بھی بزرگان سلف کے ساتھ ایام طفلگی مین آئے ۔ وہی شہر مین نشو و نما پایا ۔ اور سن شعور کو پہنچکے کتب درسیہ متداولہ اساتذہ کرام سے حاصل کین ۔ اور شعر و شاعری مین حضرت آزاد بلگرامی سے

اصلاح لیتے رہے - آزاد کی اصلاح سے درجہ کمال کو پہنچے - چنانچہ میر کی خدمت مین اپنی نیازمندی کا اظہار کرتا ہے ؎

پیشت اے نسیم صبح عرض مطلبی دارم رسانی حضرت آزاد را از من بعین سعی را

پروانہ صوفی مشرب فقیر دوست تہا - شاہ سراج الدین اورنگ آبادی کا مرید و خلیفہ تہا تا بزندگی پیر اورنگ آباد مین قیام پذیر رہا - پیر کی رحلت کے بعد سیر و سیاحت کا عزم کیا پیر و مرشد کی قبر و مکان کی عمدہ تعمیر کی - تعمیر کے بعد بیدر گیا - اور وہان اپنے لئے ایک تکیہ تعمیر کیا - وہان کے حکّام و اعزہ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تہے - گُل رعنا کا مؤلف لکھتا ہے ایک زمانہ مین ہم دوستان موافق یعنی میر اولاد محمد ذکا و میر عبدالقادر مہربان و میرزا عطاء ضیا - و شاہ پروانہ صاحب ترجمہ وغیرہم کا مجمع ہوتا تہا - باہم حسن صحبت و اخلاق سے لطف و حظ حاصل ہوتا تہا - شعر و شاعری کا مذاکرہ و مباحثہ رہتا تہا انتہی کلامہ - پروانہ صاحب ترجمہ ہندی فارسی دونون زبانون مین کلام موزون کرتا تہا - لیکن شعر گوئی ہندی کیطرف زیادہ مائل تہا - کبہی کبہی اعزہ و احباب کی خواہش سے فارسی بہی موزون کرتا تہا - دونون زبانون مین آپکا کلام رنگین و خوش ادا ہے آپ ۱۱۷۵ہجری مین بطور سیر احمد نگر مین رونق افزا ہوئے تہے - بمقتضائے آب و خورش چند مدت تک وہان سکونت پذیر رہے - اس سکونت کی وجہ سے بعض نے آپکو احمد نگری اور بعض نے بیدری لکہا - واقع مین آپ مولد اً برہانپوری نشو و نما کی وجہ سے اورنگ آبادی تہے - کسی تذکرہ نویس نے آپکا سنہ وفات نہین لکہا - لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے ۱۱۹۰ہجری مین رحلت کی - والعلم عنداللہ

من اشعارہ الفارسی

در حجاب حق ز تقصیرها تولائیم ما — بر سر غیر خدا تیغ تبرائیم ما
کی شناسد هستی ما چشم پیچ هر حباب — در نظرها قطره‌ایم و عین دریائیم ما

وله

در میان ما حجابی نیست جز پندار ما — آئینه شد حد فاصل شاهد و مشهود ما

وله

که می فهمد بجز عشاق قدر کم نگاهی را — تغافلهای صیاد است دام مرغ ماهی را
بدستی خنجر و در دست دیگر تیغ می آید — خدا حافظ دل خود داده‌ام طفل سپاهی را
بمن پروانه دیر و حرم این حرف میگوید — که در هر شمع دیدم شعلهٔ نور الهی را

وله

روز عید از دست خود فرمود قربانی مرا — خلعت بسیار رنگین کرد ارزانی مرا
رنگ دامن کرد رسوا قاتل بیرحم را — آه گشت از خون خود حاصل پشیمانی مرا

وله

چه بخت سبز دارد هر که می بوسد دهانش را — بمن هم لطف کن یا رب نصیب برگ پانش را

وله

اگرت بود بدل اینچنین که تخلص شود یقین — پر و بال سوخته را ببین بطواف شمع لگن درآ

وله

انحرافی از هوا دارد مزاج عندلیب — می توان از قرص گل کردن علاج عندلیب

وله

کیست از سلسله‌جویان که گرفتار تو نیست — نیست در مصر عزیزی که خریدار تو نیست

وله

سینه‌ام دل نگاری که وفائی دارد — باز ده آئینهٔ من که ز سر کار تو نیست
روش پروانه با شمع خود آرائی گفت — که بجز من سببی گرمی بازار تو نیست

وله

ندارد در کف ساقی این پیاله عبث — نکرده‌ایم باو نقد جان حواله عبث

وله

پای من وقت خزان گشت بدامان محتاج — فصل گل دست جنون شد بگریبان محتاج

وله

نه از تراوش می و شور قلقل بود — که خواند شیشه اوراد خوان دعای قدح

وله

ز شمع گریه ز پروانه ماند خاکستر — آب چشم صراحی بخاک پای قدح

وله

هست در بستان اگر صحن و در و دیوار سرخ — در بیابان از کف پایم بود هر خار سرخ

ولہ
چون شمع مرا شعلهٔ آتش بسر افتاد   سر تا قدمم سوخته در چشم تر افتاد

ولہ
زند دم بوالهوس بر زخمم از روی نادانی   چو شمع گشته از سوز درونم دود برخیزد
ز شوخی بسکه داری در دل من آمد و رفتی   غبارے گر تو بر خاطر نشیند زود برخیزد

ولہ
دید چون نقش مرا پرسید این مقتول کیست   دیده و دانسته میدانم تجاهل می کند

ولہ
غنچه سان خوابیدگانرا کیسهٔ زر می نهند   هوشیارانرا چو شبنم دیدهٔ تر می دهند

ولہ
فغانم غفلت آسودگان خاک بر هم زد   دل بیتابے الله الهی چنین باشد
نمی ماند ز رفتن شمع گر آتش بسر بارد   رهے سالکے او را جان آگهی چنین باشد
خیالت در دل تنگم هر آنکس دید می گوید   که تاریکی چنین یوسف چنین چاهی چنین باشد

ولہ
تا حال دل خود بدلارام نویسم   اے اشک دمی باش مشو دشمن کاغذ

ولہ
خدا بیرون آورد از گلدام آزادم نکرد   مرغ دست آموز تمکین رشته بر پایم هنوز

ولہ
با زبان تیر خواهم گفت حرف راجواب   بوالهوس از جوهر شمشیر عریانم مپرس

ولہ
جز دل آگه خدا را کی توانی یافتن   قبله گر میجوئی از قبله نما غافل مباش
هر بلبلے که زاغ شود هم نوائے او   باشد با و چو غنچه خموشی هزار فرض
کی کند با سرو پا در گل به بستان خیال   گر کند قمری بان سرو خرامان اختلاط
لاله و سنبل بگرد کوه و صحرا گرد گل   دست سر دیوانه دارد با گریبان اختلاط
خیال روئے تو از دل نمی شود زائل   برنگ آتش خاراست در وطن محفوظ
سوختن در محفل عشاق چون سر کرد شمع   دیده را اول ز اشک آتشین تر کرد شمع
موسم خط در بساط زلف و یکدل نماند   کهنه دولتمند یارب بے پریشان شد دریغ
جان داد و در پیش دل امیدوار حیف   آن طفل نے سوار نیامد هزار حیف

وله یکروز ہم نکرد گذاران سیاہ چشم — چشم سفید شد بره انتظار حیف

وله ریخت ہر شب شور ہا در دیدۂ لیلی نمک — کرد پیدا در جہان یارب جنون ما نمک

وله در ہیچ گاہ یار بہ یک جو نمیخرند — آرد اگر چہ یوسف مصری ہزار دل

وله بیاد سرو بلجوئے قیامت نا لہا کردم — چو قمری مشت خاک خویش را اندر ہوا کردم

بگوش گل رسان پیغام درد آلود مشتاقان — بہ پیشت عرض احوال خود ای باد صبا کردم

وله نقش تصویریم سراپا انتظار کیستم — کیست داند تا مرا جز خود دو چارہ کیستم

وله ہمین کہ فال شہادت گذشت در دل من — رسید خنجر عریان بدست قاتل من

عشقبازان دیدہا سازند پا انداز او — رخصت تشریف فرمودن وہد گر نازا او

زکات بود فرض بر لب امشب — کرماہ حسن رخت صاحب نصاب شدہ

باواز حزین در کوہی او میگفت یا بوسی — زنم بر سنگ سرتا چند مالم دست افسوسے

پناہ۔ محمد پناہ اورنگ آبادی

پناہ تخلص۔ محمد پناہ نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ لچھمی نرائن شفیق کے رفیقون مین سے تہا۔ شاعر خوش سلیقہ تہا۔ فارسی و ہندی دونو زبانون مین موزون کرتا تہا کلام پاکیزہ وصاف ہے جو کچھہ کہتا ہے خوب کہتا ہے۔ سنہ ۱۱۸۰ہجری مین زندہ تہا۔ سنہ ۱۲۰۰ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

من اشعار الہندی

تری روز لف سیہ کی قسم ہے ای دلبر — علاج جلد مرا کر لڑا ہے کالا ناگ

حسن کے دریا مین تیری حلقۂ در کی قسم — ای دلکو مری نہہ لف جالا ہو گیا

پنچھی نجم الدین بلگرامی نزیل حیدرآبادی

پنچھی تخلص - نجم الدین نام - سادات بلگرام سے ہے - پیشتر عاجز تخلص کرتا تھا - عارف الدینخان عاجز کا شہرہ سنکر بجائے عاجز پنچھی تخلص اختیار کیا - ۱۱۷۵ھ ہجری مین حیدرآباد مین آیا محلہ حسینی علم حیدرآباد کے قریب سکونت اختیار کی - قناعت و توکل مین زندگی بسر کرتا تھا - مستغنی المزاج تھا کسی امیر وفقیر سے کچھہ غرض و واسطہ نہین رکھتا تھا لچھمی نرائن لکھتے ہین کہ مین ۱۱۸۰ھ مین میان پنچھی سے حیدرآباد مین ملا خوش مزاج و خوش خلق پایا - مجھہ سے نہایت محبت سے ملے - طرفین مین خوشی حاصل ہوئی - اور مجکو اپنے چند اجزا جنمین آپکے اشعار طبع زاد مرقوم تھے عنایت کئے - ہم آپکے چند اشعار آبدار چمنستان شعرا سے نقل کرتے ہین -

جناب نجم الدین صاحب نے حیدرآباد مین بلگرام کی براق کی نقل یہان حسینی علم کے قریب قائم کی - ابتک ہر سال ماہ محرم مین وہ براق قائم ہوتی ہے - اکثر اہل دکن نیاز گل و چراغ چڑہاتے ہین - شہر مین آپکے نام پر مشہور ہے - لوگ پنچھی کی براق سے نامزد کرتے ہین - یہہ خاص میری تحقیق ہے - اسکو کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے نہین لکھا آپ ۱۲۰۰ھ ہجری کے قریب اسی شہر مین فوت ہوئے -

من اشعارہ الہندی

کفر و اسلام کی کچھہ بات نہ پوچھو ہمین
در بدر نالہ و فریاد کیا ہم ہر چند
اسقدر نادان نہین ہو کبھی دل ہاتھہ سین دون

بت عیار کو ہم اپنا خدا کہتے ہین
یہہ کبھو ن نے نہین پوچھا کہ یہ کیا کہتے ہین
عمر گذری ہے سجن تمہین سے عیارون کے بیچ

ابرو کمان چڑہا کے کہتے ہو بات اگر کبھی شاید کہ آج آوے پنچھی ترا تماشا	ولہ	جی تو لیا ہمارا اب کیا کروگے لڑکے پہڑکے ہے آنکھہ ہر دم دلکو لگے ہے دہڑکے
صنم ہنا تو خدائیکا تجہکو کیا نہوا کہاں آتا ہے رحم اوسکو ستم کا جو مزا جانے	ولہ	ہزار شکر کہ نوبت ہوا خدا نہوا مرے کوئی پا جئے صیاد ظالم کی بلا جانے
چہپی نہیں ہے حقیقت داغ دل میرے کی گلشن مین تنگ آیا ہے ایسی قید کے جینے سے جی میرا	ولہ	وہ لالہ جانتا ہی باغبان جانے صبا جانے قفس مین کب تلک قسمت ہماری ہے خدا جانے
قیامت ہے ترا گہونگٹ کے اوٹ مین لٹک جانا نئی تم سے چلی ہے ناز کی یہہ طرح دنیا مین	ولہ	بلا انکہیان سوا نکہیان سکہ لہنسکے ہٹک جانا کہ دکہلا دور سے چہلکے تملنا اور ٹہٹک جانا

حرف التاء

تجلی محمد حسین کاشی

تجلی تخلص - محمد حسین نام - کاشانی المولد ہے - استعداد ضروری حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق ہوا سخن سنجی و نکتہ پردازی مین عدیم المثال تہا - طبیعت مین بلند پردازی تہی مضامین رنگین و معانی دلنشین کی شیرازہ بندی کرتا تہا - آپکے کلام سے نزاکت نمایان ہے ہر فقرہ سے لطافت عیان ہے - وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوا گجرات مین سکونت اختیار کی مولانا نظیری کا معاصر تہا مشاعرہ مین مع ملا ناکے ساتہہ ہم طرح ہوتا تہا - بطور سیاحت حیدرآباد دکن مین بہی آیا تہا اور قطب شاہیہ سلاطین سے انعام و اکرام پاکر پہر دکن سے گجرات مین مراجعت کی آخر سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین فوت ہوا خاک گجرات مین مدفون ہوا۔

من اشعارہ

برجائے خدنگ تو دہد بوسہ شادی	ولہ	صید تو کہ آرد بسوئے زخم دہن را
تو کشتی بادہ و تجلی آہ	ولہ	آتش آنجا بلند و دود اینجا
چہ شد کہ رخ ننمودی و دین و دل بردی	ولہ	کہ روئے بستہ حریفان زنند قافلہ ہا
دمی در بزم ہیچوار از خون خالی نخواہد شد	"	اگر ساغر کند دوران پس از مردن گل ما را
بر مزار ما شہیدان نے چراغ و نے گلے	"	ہر طرف پروانہ در طوف است و ہر سو بلبلے

تابع خلیفہ اسد اللہ تتوی نزیل برہانپوری

تابع تخلص - خلیفہ اسد اللہ نام - آپکا اصلی وطن تتہہ سندہ ہے - وہان سے شہر برہانپور مین آکے مدت تک متوطن رہے - پہر وہان سے بندر سورت مین پہنچے علی نواز خان جو سورت کے متصدی تہے اُن کے مصاحب ہوے - تا مرگ معز الیہ کی خدمت مین زندگی بسر کرتے رہے - آخر سورت مین ۱۱۹۵ھ ہجری مین فوت ہوے - شعر گوئی کے عاشق و شائق تہے - کبہی کبہی موزون کرتے تہے - دو شعر آپکے طبعزاد ہمکو تذکرہ مردم دیدہ سے ملے ہین لکہے جاتے ہین ؎

راہ سفر وصل تو تا سر نشود اے دوست
پیش از قدمم در رہ شوقت سرم افتاد

اے دل تو بپرواز بر من یکدو قدم پیش
راہے بسر کوچۂ آن دلبرم افتاد

تسلیم محمد قلی برہانپوری

تسلیم تخلص - محمد قلی نام - برہانپوری المولد ہے - آپکے بزرگ ہمدانی الاصل تہے آپ جعفری المشرب یعنی اثنا عشری المذہب تہے - گوشہ نشین و تارک دنیا تہے زندگی آزادانہ گذارتے تہے

توکل وقناعت کا سہارا تہا - راتدن زبان پر صبر شکر کا نعرہ تہا - جوش محبت وعشق الٰہی مین جگر پارہ پارہ تہا - دل شیفتہ مجنون کی طرح جنگل وصحرا مین آوارہ تہا - نواب منورخان خویشگی المتوفی ۱۱۵۶ہجری آپکے معتقد تہے ہمیشہ آپکی خبر گیری کرتے تہے تسلیم نواب نظام الدولہ ناصرجنگ شہید کے زمانہ مین زندہ تہے - نواب شہید کی شہادت کے بعد برہانپور مین فوت ہوئے - تقریبًا ۱۱۷۹ہجری مین وفات واقع ہوئی - سخنوری وسخن گوئی مین لائق تہے - ہمعصرون مین فائق تہے - ذی علم وفہم تہے - آپکے اشعار دلکش و دلاویز - شورانگیز وشکر ریز ہین - صاحب دیوان تہے آپنے ایک مثنوی ایک لڑکے برہمن زاد کی تعریف مین لکہی تہی ہم اشعار کے ساتہہ مثنوی کے بہی چند شعر گذارش کرتے ہین تاکہ ناظرین محظوظ ہووین -

من اشعاره

فکر خود در فکر بالائے تو عالی کردہ ام	زان کمر باریکتر نازک خیالی کردہ ام
در فراقت نیست غیر از سر گرانی با نسیم	داغ پہلوئے تو گلہائے نہالی کردہ ام
این غزل را مصرع نواب برکرسی نشاند	من بقدر رم درین صحرا غزالی کردہ ام
حرف حرفم خوش نگاہا بر زند ناخن بدل	بسکہ تعریف بروئے ہلالی کردہ ام

من المثنوی

کہ رساند بگوش صاحب رام	وحشئی تازہ اوفتادہ بدام
دل من مہر نقش روئے تو بست	گو بگو بندہ آفتاب پرست

ولہ

شعلہ سر زدہ تسلیم زدل حرف کلیم	می کشد خار درین بادیہ دامان از من

نواب نورالدینخان بہادر فوجدار سیکاکول نے ایک عرضی نواب نظام الدولہ ناصرجنگ

شہید کی خدمت مین لکھی عرضی مین جوش شوق ملازمت ظاہر کیا ہے - اور عنوان نامہ پر یہہ ایک بیت تھی ؎

ہردم از شوق آستان بوسی　　　میشوم محو بیقرار یہا

جس زمانہ مین نواب صوفی کے پاس عرضی آئی آپ اسوقت نواب شہید کے مہمان تھے - آپنے بھی اسی بیت کی طرح مین غزل لکھی - غزل یہہ ہے ؎

چہ نگارم ز بیقرار یہا	بیقرارم بانتظار یہا
چہ گلہ از تغافل یارست	چون ز خو نیست چشم پا یہا
سوخت گز بہر شمع پروانہ	شمع را بہر کیست زار یہا

تجلی - شاہ تجلی علی حیدر آبادی

تجلی تخلص - شاہ تجلی علی نام - آپکا اصلی وطن حیدر آباد دکن ہے آپنے نشو و نما کے بعد عالم شباب مین علماء حیدر آباد سے کتب رسیہ عربی و فارسی تحصیل کین مستعد و لائق ہوئے - تحریر و تقریر مین فائق شمار کئے گئے - شہر مین سب لوگ کیا عام کیا خاص آپکی تعظیم و توقیر کرتے تھے - جامع علوم و فنون تھے - فن زرگری و آہنگری و نجاری مین ہوشیار تھے - اوران فنون مین عمدہ قدرت رکھتے تھے اور تصویر کشی مین مصور بے مثل تھے - آپکے ہاتھ کی قلمی تصویر اسطرح صاف و شفاف ہوتی تھی کہ ناظرین کو عکسی معلوم ہوتی تھی ذرہ برابر بھی فرق نہین ہوتا تھا - آپنے نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی تصویر خاکہ پر برابر قد مبارک کہینچی تھی - اور جواہر قیمتی جو بندگا نعالی سے عنایت ہوے تھے اُسپر مرصع کئے - اور اقسام اقسام کے رنگون و طرح طرح کی بیل بوٹون سے اُسکو سجایا

تیار ہونیکے بعد حضور پرنور مین پیش ہوئی۔ بندگانعالی و اہل دربار نے پسند فرمایا آپکو پانچہزار روپئے انعام ملا۔ آپ فن خطاطی مین بہی اُستاد کامل تہے۔ انواع انواع کے خطوط لکہے تہے۔ آپنے اس فن مین حضرت شاہ معین تجلی قدس سرہ ایرانی سے جو شہر حیدرآباد مین نزیل تہے کمال حاصل کیا۔ اور آپ درویشی مین شاہ صاحب موصوف کے مرید و خلیفہ تہے۔ حسن ارادت کی بدولت درجۂ کمال کو پہنچے تہے۔ آپکے مرشد اسی شہر مین فوت ہوئے۔ اولاً آپکو بیرون دروازۂ علی آباد مدفون کیا۔ آپ نے چار مہینہ کے بعد محمد جلیل اللہ خان کو جو آپکے مرید خاص اور بندگان عالی حضور آصفجاہ ثانی کے اُستادزادے تہے خواب مین خبر دی کہ مجکو غصبی زمین سے نکالو دوسرے مقام مین دفن کرو خانموصوف اُسیوقت قریب نصف شب سو دو سو ملازم سپاہیان ہمراہ لیکر قبر پر حاضر ہوئے اور قبر کو کہولا سبنے دیکہا کہ نعش مبارک مع کفن بجنسہ موجود ہے۔ سڑی نہ گلی۔ گویا آج ہی کی میت تازہ ہے۔ اُسیوقت نعش کو پلنگ پر ڈالکر اپنے دولتخانہ پر جو یاقوت پورہ مین تہا لیگئے اور اپنے خاص باغ مین مدفون کیا۔

آپ شعرگوئی و تاریخ دانی مین عدیم المثال تہے۔ صاحب تالیف و تصنیف تہے۔ فارسی مین ناظم و ناثر کامل تہے۔ اہل زبان کے ساتہہ فارسی مین اسطرح مکالمہ کرتے تہے کہ اہل زبان آپکی تقریر و لہجہ کو دیکہکر کہتے تہے کہ یہہ شخص ہندی نژاد نہین ہے ضرور فارسی الاصل ہوگا خوش گفتار و خوش کردار تہے۔ ہرایک دنی و اعلی کے سامنے کسرنفسی سے جہکے جاتے تہے۔ نہایت عاجزی و خاکساری سے ملتے تہے۔ شاعری مین خوش مذاق و ظریف تہے تازہ تازہ مضامین کو بیان کے سانچے مین ڈہالتے تہے۔ معانی رنگین و شیرین بیانی کا فوٹو کہینچتے تہے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے تہے۔ کلام سے لطافت

و نزاکت ٹپکتی تھی۔ سامعین لذت و حلاوت پاتے تھے۔ ہم آپکے کلام سے ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین

آپ کو بسبب جامع الفنون و العلوم ہونیکی وجہ سے حضور پرنور آصفجاہ ثانی۔ و اعظم الامرا ارسطوجاہ و نواب شمس الامرا بہادر ہر وقت یاد فرماتے تھے۔ آپنے روزانہ اوقات تقسیم کردئے تھے۔ ہر ایک مقام مین وقت معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور آپکو ہزارہا روپئے اور خلعتین عنایت کرتے تھے۔ آپ حقیقت مین فقیر امیر تھے آپنے تزک آصفیہ تالیف کرکے اعظم الامرا ارسطوجاہ کے توسل سے بندگان عالی آصفجاہ ثانی کی خدمت مین پیش کی حضور کے پسند ہوئی۔ ارسطوجاہ نے مدار ریاست سے نقد پچاس ہزار روپیہ لوا یا اور حضرت بندگانعالی شاہ تجلی کی لڑکی کی شادی مین اون کے مکان پر رونق فزا ہوئے اُسمروز بہ پچاس ہزار روپیہ کا سلوک فرمایا گویا یہہ صلہ تزک آصفیہ کا تہا۔ راجہ راجندر رگہوتم راو پیشکار سرکار عالی تزک آصفیہ کو با تصویر نستعلیق خط مین لکھوایا۔ اور اُسکی جداول طلائی۔ اور رنگ آمیزی تصاویر مین تین ہزار روپئے خرچ کئے۔ تیاری کے بعد حضوری کتبخانہ مین داخل کیگئی صاحب گلزار آصفی لکھتا ہے کہ اب تک حضوری کتبخانہ مین موجود ہے۔ صاحب گلزار آصفی بزمانہ حضرت بندگانعالی ناصرالدولہ مرحوم زندہ تہا سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین کتاب کو تالیف کیا۔ مین یقین کرتا ہون کہ فی الحال بھی حضوری کتبخانہ مین نسخہ مذکورہ موجود ہوگا سردار الملک گہانسی میان شاہ تجلی علی سے بہت محبت و اتحاد رکھتے تھے۔ شاہصاحب کے ساتھہ عزیزانہ و برادرانہ سلوک کرتے تھے۔ معلوم ہوتا تہا باہم یکدگر قرابتدار قریبہ ہین۔ واہ رے حسن محبت و اتفاق۔ فی زمانا باپ بیٹون مین محبت و اخلاص عجیب معلوم ہوتا ہے یہی بدبختی و پہٹکار ہے کہ ہم ذلیل و خوار ہین۔

شاہ تجلی آخر ۱۲۱۵ھ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپکے خلف الصدق مرزا محمد متخلص بمرزا یادگار تھے۔ مرحوم الیہ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوئے۔

من نتائج طبعہ

تاریخ فیروزی سریرنگ پٹن

مشیر الملک از تائید حیدر
بہمراہ سکندر جاہ غازی
خرد تاریخ این سال نکو گفت
شاہ دین پرور سلیمان حشمت و آصف لقب
چشم امید جہان روشن زگرد راہ او
میشود غلطان بچون لعل گران از اشک او
خاک راہ زر گہش در بوتۂ چشم ہوس
سینہ میگردد ز اندوہ دوا گر ز نشاط
بہر دفع چشم حاسد میکند ورد دعا

ولہ

باسم اعظم و عقل ارسطو
روان شد از پئے تنبیہ بد خو
بدست آمد سرنگ پٹن ٹیپو
ماہ اوج سلطنت عالی نسب والا حسب
یک نگاہ فیض عامش جاہ و عزت را سبب
گر گہر پاشی کند وقت تکلم از دو لب
می سزد گر میکند فغفور چین کسب ادب
میکشاید ہر کہ پیشش باب دست طلب
انس و جان صبح و مسا و ہم ملک در روز و شب

حرف الثاء مثلثہ

ثاقب۔ محمد احسان اللہ خان بدایونی

ثاقب تخلص۔ محمد احسان اللہ خان نام۔ مولوی نصر اللہ خان بہادر صدر الصدور آگرہ کے فرزند ہین۔ آپکا اصلی وطن بدایون ہے۔ آپنے عربی فارسی وانگریزی مدارس

انگریزی مین تحصیل کی ۔ مدراس کے سند یافتہ ہین فہیم و ذہین ہین ۔ موزون الطبع وخوش فکر ہین ۔ شعرگوئی شروع کی متفرق استادون سے مشق کرتے رہے ۔ اولاً حافظ خان محمد خان نزیل بہوپال سے ۔ ثانیاً محمد محسن کاکوروی سے ۔ ثالثاً مولوی فضل رب عرشی نزیل حیدرآباد سے اصلاح لیتے رہے ۔ اوستادون کی توجہ سے شاعر بنگئے ۔ کلام پاکیزہ وشایستہ ہوتا ہے ۔ فارسی اردو دونون زبان مین کہتے ہین ۔

من اشعارہ الفارسی

ہشدار اے سپہر کہ شست کمان من درواکہ نماندہ است درو جز نفسے چند	وله	تیر فغان و ناوک آہ رسا گرفت بشنو زلب کشتۂ خود ملتمسے چند
زد وست کہ جا گرم کنم بر سر شاخش ناصح چہ و زاہد کہ و کے آمد و کے رفت		الممنة للّٰہ کہ شکستم قفسے چند مارا چہ چیز ازین گاو خسے چند

من اشعارہ الہندی

تیری نمود ہے کف ہر ذرہ سے عیان اک لطف ہے شراب ہے ساقی ہے شوخ وشنگ	وله	جلوہ ہے تیرا ہر رگ سنگ وشرار مین تاقب سا ہمنشین ہے روز بہار مین

حرف الجیم

جانی ۔ میرزا جانی ترخانی

جانی تخلص ۔ میرزا جانی نام ۔ ساکن بہکر ہے ۔ قبیلہ ترخانیان سے تہا ۔ اُسکا جد میرزا عیسی ترخان المتوفی ۹۷۵ھ ہجری بہکر من اعمال سندہ کا بادشاہ تہا ۔ اُسکے بعد محمد باقی میرزا پدر میرزا جانی قائم مقام ہوا ۔ اور اکبر بادشاہ کا تابع تہا ۔ ہمیشہ فیمابین

سلطان محمود بہکری بادشاہ سابق و محمد باقی میرزا کبھی جنگ کبھی صلح کا سلسلہ جاری رہتا تہا۔ آخر ۹۸۲ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے محب علیخان کو بہکر کی تسخیر کیلئے بہیجا۔ انہین ایام مین سلطان محمود بہکری فوت ہوا۔ اور بہکر اکبری تصرف مین آیا۔ اور بعد ازان محمد باقی بہی ۹۹۳ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میرزا جانی صاحب ترجمہ باپ کی جگہ قائم ہوا۔ اور حکمرانی کرنے لگا۔ پہر اکبر بادشاہ نے خانخانان عبدالرحیم کو تتہ کی تسخیر کے لئے ۹۹۹ھ ہجری مین روانہ کیا۔ اولاً میرزا جانی اکبر سے خلاف کرتا رہا۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد و قائم رہتا تہا۔ آخر عاجز ہوا۔ اور خانخانان سے ملاقات کی اور ۱۰۰۱ھ ہجری مین خانخانان کے ہمراہ درگاہ اکبری مین حاضر ہوا۔ اور امرا کے زمرہ مین شریک ہوا۔ اکبر نے تتہ کو اسکی جاگیر مین مقرر کیا۔ انہین ایام مین بادشاہ اسیر کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا میرزا جانی بہی ہم رکاب برہانپور مین آیا۔ اور وہان ۱۰۰۸ھ ہجری مین فوت ہوا۔ تاریخ طاہری مین لکہا ہے کہ بہادر پورہ مین فوت ہوا اور وہین دفن کیا گیا۔ موزون الطبع تہا۔ شعر گوئی کرتا تہا۔

من کلامہ

عشقی خواہم کہ از خودی پاک کند	آب مژہ کہ دہر نمناک کند
پاے کہ بیابان امل را سپرد	دستی کہ گریبان ہوس چاک کند

جرأت۔ میر محمد ہاشم

جرأت تخلص۔ میر محمد ہاشم نام۔ موسوی خان خطاب۔ اورنگ آبادی المولد مین آپکے نسب کا سلسلہ بہ چند واسطہ سے امام ہفتم سے ملتا ہے۔ ابتدا مین آپکے جد سید علی

زمین گیلان سے ہند مین وارد ہوئے۔ اور آپکے والد میر محمد شفیع بہی ہمراہ تہے۔
علوم و فنون مین مہارت کامل رکہتے تہے۔ عالمگیری زمانہ تہا علم و فضل کا بازار گرم تہا
جد و والد بادشاہی ملازم ہوئے بحسب شش آب دانہ اورنگ آباد متعین ہوئے۔ اور اس
شہر مین سکونت اختیار کرلی ۱۰۸۰؁ ہجری مین موسوی خان پیدا ہوئے۔ والد کے
سایۂ مرحمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد امیر الامرا حسین علیخان
بارہہ کی ملازمت مین پہنچکر دہارور ضلع اورنگ آباد کی قلعداری پر مامور ہوئے جب ۱۱۳۱؁ ہجری
مین جب دکن سے ہندکو روانہ ہوئے تب موسوی خانصاحب بہی ہمرکاب ہوئے۔ دلی مین
پہنچکر علماء ہمعصر مثلاً میرزا عبد القادر بیدل و میر عبد الجلیل بلگرامی وغیرہ سے ملے۔
ہر ایک سے استفادہ کیا۔ سادات بارہہ کی خرابی کے بعد حضور بندگان عالی آصفجاہ کی
خدمت مین آئے غفران پناہ نے عنایت و مرحمت سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور منصب
ڈہائی ہزاری اور دار الانشا کی میر منشی گری سے سرفراز کیا۔ غفران پناہ کے انتقال کے بعد
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کے زمانہ مین بہی بدستور دار الانشا کی میر منشی گری پر مامور رہے
منصب چار ہزاری اور معز الدولہ کے خطاب سے سربلند ہوئے۔ امیر الممالک آصف الدولہ
صلابت جنگ مرحوم کے زمانہ مین بسبب ضعیفی خانہ نشین ہوئے۔ اور اپنے فرزند
مستعد خان کو ۲۷ برس کی عمر مین دار الانشا کی خدمت پر قائم مقام فرمایا۔ آخر
۱۱۵۷؁ ہجری مین جہان فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے۔ اورنگ آباد کے غربی
جانب مین دفن کئے گئے۔ جناب میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی

موسوی خان زکلک گوہر بار	آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد	کرد جرأت وداع دنیا را
	۱۱۵۷ھ

سرو آزاد و گل رعنا ۱۲

موسوی خان سخندانی و سخن سنجی و انشا پردازی و شعر فہمی مین فرید زمانہ تہا۔ اکثر وقت نواب آصفجاه کے ہمراه محمد شاہی دربار مین باریاب ہوا تہا۔ اسوقت آصفجاه نے دربار مین بادشاہ کے حضور مین کہا کہ موسوی خان اس زمانہ کا ابو الفضل ہے میر آزاد و عبد الجلیل و مرزا عبد القادر بیدل و خان آرزو وغیره کا معاصر تہا۔ آزاد اور آپ مین بہت ہی محبت تہی۔ زمانہ دراز تک ہم صحبت رہے بایکدیگر علمی مذاکره رہتا تہا۔ اکثر آپسمین غزلین طرح کرتے تہے۔ اور دونون مین کہتے تہے۔ ہفتہ عشره مین مشاعره بہی ہوتا تہا۔ خوب لطف رہتا تہا۔

من اشعاره الفارسی

با یاد ابروش را کردیم نقش در دل — رسم است بنگه گیرند در دست چپ کمان را

ولہ
تا توانی ہمعنان بوے گل دارد مرا — از نسیم صبح می جوییم سراغ خویش را

ولہ
آنکس که بنازد به نسب مرده فروش است — ماییم که باشد نسب ما حسب ما

ولہ
وضع ہموار است مرغوب ملایم طینتان — ہر که را دندان نباشد دوست دارد آش را

ولہ
دریاد خدا باش که کارے به ازین نیست — سیاحی دل کن که دیارے به ازین نیست

ولہ
بے بہار خلق شہرت با ہنر دمساز نیست — نکہت گل بے شگفتن قابل پرواز نیست
منتہاے کار عشق از بدایت روشن است — شمع را آئینہ انجام جز آغاز نیست

ولہ
ہوس زخم به جنناب تجلی دارم — کاش عریانی من رنگ کتانی میداشت

ولہ
تو آن خدنگ نگاہے بسوے ما افکنده — ہنوز باتن مجروح نیم جانی ہست

ولہ
آمد اندیشہ دنیا بطلب گاری دل — گفتم آن شیفتہ بے مہر با حاضر نیست

ولہ
چون قلم مردم سخن چین را — از جہان روسیاه باید کرد

خلق عالم گر بسا فرستند	وله	خیمهٔ گردون چرا برپا بود
کاش دنیا با جوانمردی سپر پیدا کند	وله	باده است این هیولا تا بذری پیدا کند
شب که در بزم چمن طرب آماده بود	وله	دانهٔ انگور قندیل چراغ باده بود
قرب شاهان مجو که تنگ مایه می شود	وله	با آفتاب ماه چو همسایه می شود
فارغ از هر دو جهان بندهٔ جهان توام	وله	سرو آزادم و پابندهٔ گلستان توام
نه بهر آنکه منزل دور و پالنگ ست می نالم	وله	دلم را چون جرس جای طپش تنگ ست می نالم
بسملم کردی و بر می طلبم آزرده مشو	وله	میکنم رقص که در ذیل شهیدان توام
شد صرف سوز عشق سراپا که یافتم	وله	مانند شمع سوخت باقی که یافتم
منظور از نظارهٔ حسنت شهادتست		از فعل بد نرست مانی که یافتم
راز جانان بهر معشوق سنت باید پاس داشت	وله	بهر این لیلی نباشد بهتر از دل محملی
پاس دل گر بنوانی زرانست سلطان میشوی	وله	این نگین را گر بدست آری سلیمان میشوی
بی غبار کینه نتوان زیستن آساده لوح		از صفای سینه چون آئینه حیران می شود
تا شنیدم پند ناصح می گریزم از شراب		چون گزد کس را سگ دیوانه می ترسد ز آب
دل چون گشته ز چشم چه بتا خیر چکید		وا نمی شد گره الفت او دهر چکید

جویا۔ محمد فاضل سرہندی

جویا تخلص۔ محمد فاضل نام۔ آپکا اصلی وطن سہرند ہے۔ اوسط عمر میں وطن سے اورنگ آباد دکن میں وارد ہوئے۔ خواجہ کامگار خان اورنگ آبادی کے ہم صحبت تھے مزاج میں دیوانگی تھی۔ عزلت نشین رہتے تھے۔ اہل دنیا سے کم ملتے تھے۔ گذر اوقات کا مدار

اطفال ہنود کی تعلیم پر تہا۔ آپ سرکاری ملازمت سے متنفر تہے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ درویشانہ رنگ رہتے تہے۔ شعرگوئی مین ذہین و فہیم تہے۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے تازہ تازہ مضامین ایجاد کرتے تہے۔ اور اشعار مین نئے نئے رنگ دکہلاتے تہے۔ خواجہ موصوف آپکی مدح مین کہتے ہین ؎

سخن فہمی بجویا ختم شد چون حسن بر یوسف　　کہ پیش از جنبش لب یافت معنی طبع چالاکش

لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے تذکرہ گل رعنا مین لکہا کہ آپ دوسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ بیرون شہر اورنگ آباد مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بسکہ لبریز ست گلشن از بہار جلوہ ات	ولہ	بال بلبل آشیان گردید از پرواز ماند
سرکشان از من حیرانی سن یاد کنید	ولہ	آب گردید دلم آئینہ ایجاد کنید
پیش سرو قد رعنا می کسے از قمری		مشت خاکی بسر نخوت شمشاد کنید
ز غیرت عشق چشمی بخبری بند و تماشا کن	ولہ	غبار پیر کنعان سرمۂ چشم زلیخا شد
شوخی رنگ شکستہ است صدف را چون گل	ولہ	فکر نقاش بہ پیری رسید کہ تصویر کہ بود
غم ندارد گشتۂ چشم تو از خورشید حشر	ولہ	بر مزارش سایہ از شاخ غزالان می شود
شب کہ یاد غیرت او شمع این کاشانہ بود	ولہ	تا سحر از شمع نے ورنا خن پروانہ بود
ملال آسائیے بیداری دل مژگان جو یا	ولہ	خبر از صبح محشر میدہد حال ہنا گوشش
ندانم تا چہ سازد با نقاب آن شوخی قمر گلگون	ولہ	کہ دل شد پردۂ زنبور از یادش چو غربالم
چنان از خانمان آوارگی دارم ز بیتابی		کہ نتوان دید اندر خانۂ آئینہ تمثالم
مو را کہ از خضاب سیہ فام کردہ ایم		خوبان برق جلوہ درین دام کردہ ایم

جو یانہ شبنم است کہ از اشک عندلیب	تعویذ بستہ است صبا ور گلوئے گل
زفیض عشق سبز آہنگ حیرت نالہ دارم	کہ موئے چینی افلاک گردیدہ آفغانش

جولان ۔ میر حسن علی احسان حیدر آبادی

جولان تخلص ۔ میر حسن علی خان نام حیدر آبادی المولد ہین ۔ شہر کے مشاہیر شرفا مین سے تہے ۔ سرکار عالی نظام کے منصبدار تہے ۔ ذی استعداد و لائق آپکو عالم جوانی مین شعرگوئی کا شوق ہوا ۔ طبیعت کی تیزی و چالاکی سے موزون کرنے لگے ۔ کلام سنجیدہ و با محاورہ ہوتا تہا ۔ ملاحت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا ہمکو نہین معلوم ہوا کہ آپ کس شاعر سے اصلاح لیتے تہے ۔ میرا گمان ہے کہ آپ بمصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن ، فیض الٰہی سے فیض پاتے تہے ۔ آپ سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین زندہ تہے ۔ رحلت کی تاریخ کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہی ۔

من کلامہ الہندی

اب ایسی جام ساقی شراب ارغوانی بہر	کہ جسکو دیکہہ کے زاہد کے منہ مین آئے پانی بہر

جوش ۔ مرزا غلام حسین مدراسی

جوش تخلص ۔ مرزا غلام حسین نام ۔ مدراسی الاصل ہین ۔ مدت سے حیدر آباد دکن مین سکونت پذیر ہین ۔ فارسی مین مستعد و لائق ۔ شعرگوئی کے شائق میر محمد زکی لکہنوی سے اس فن مین مشق کی ہے ۔ استاد کی اصلاح سے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و درست ہو گیا ۔ پختگی و شستگی کلام سے نمودار ہے ۔ آپ

نیک کردار و پسندیدہ گفتار و حمیدہ رفتار ہین فی الحال تخمیناً آپکی عمر چالیس برس کی ہوگی

من اشعارہ الہندی

یہ یکتائی ہے اونکا روی زیبا دلکی صورت ہے
ہمارے قلب روشن کا سویدا تل کی صورت ہے

ہوئے ہم محو حیران ہے لب مہر خاموشی
یہ رخ کی یہ دہان یار کی یہ تل کی صورت ہے

جگر ہو سبز داغون سے بہنے دل آتش غم سے
ہوئے لالہ رویان بین بہی حاصل کی صورت ہے

نہون دریا دلون سے قرب ہے کم ظرف مستغنی
صدف کے کف مین یکسر کاسہ سائل کی صورت ہے

مگر یہ بہی ہے تونکی چہرہ سیمین کا ہے کشتہ
عیان آئینہ سیماب مین بسمل کی صورت ہے

جرأت ۔ سید رضوی خان

جرأت تخلص ۔ سید رضوی خان نام ۔ سادات صحیح النسب سے تھے ۔ عالم فاضل ونشی کامل تھے ۔ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل ۔ انشا پردازی مین منشی بے مثیل و شعرگوئی مین شاعر بے بدل تھے ۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی سرکار مین ملازم تھے دار الانشا کے میر منشی تھے ۔ نواب شہید کے مقربین مین داخل ۔ میر آزاد بلگرامی سے نہایت محبت رکھتے تھے ۔ جب ملاقات کرتے تو نہایت خلوص اخلاص سے کرتے تھے بچھی نرائن گلرعنا مین لکھتے ہین کہ میرے حال پر بہت ہی مہربان تھے ۔ آخر آپ بمقتضائے قضا و قدر ارکاٹ گئے ۔ نواب سراج الدولہ بہادر محمد علیخان بن نواب انور الدینخان شہامت جنگ گوپاموی سے ملے ۔ نواب نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی دیوانی کی خدمت پر مامور فرمایا ۔ دو تین سال تک دیوانی کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے ۔ آخر ۱۱۸۱ھ ہجری مین ارکاٹ مین فوت ہوئے ۔ اسی مقام مین مدفون ہوئے

جناب میر آزاد بلگرامی نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے

رضوی خان منشی ہمیشل   یکقلم طبع زاد او سامی

سال تاریخ فوت او جستم   گفت دل رفت منشی نامی
۱۲۸۱ھ

چونکہ آپ کے نتائج طبع ہمکو دستیاب نہیں ہوئے اسوجہ سے گذارش نہیں کیے گئے

جلیل - مولوی حافظ جلیل حسن صاحب اُستاد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ

جلیل تخلص - جلیل حسن نام ہے - آپ مولوی حافظ عبد الکریم صاحب کے فرزند ہیں - آپکا وطن اصلی مانک پور ضلع لکھنؤ ہے - آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۸۳ ہجری میں واقع ہوئی - اور آپ کی نشو و نما بھی وطن ہی کی آب و ہوا میں ہوئی - آپ ابتدا سے ہونہار معلوم ہوتے تھے - آپکی طبیعت نہایت چست و چالاک تھی - ذکاوت و فطنت کے میدان میں جولانی کر رہی تھا - اولاً آپنے دہ سالہ کی عمر میں حفظ قرآن سے فراغت پائی - بعد ازان طالب علمی شروع کی - لکھنؤ میں آئے متعدد اساتذہ سے کتب متداولہ درسیہ عربی و فارسی حاصل کیں - اور آپ کو تحصیل علم کے بعد شاعری و سخن گوئی کا شوق پیدا ہوا - حضرت مولوی امیر احمد مینائی کی خدمت میں آئے اور آپکے سلسلۂ تلمذ میں وابستہ ہوئے - اور آپکے دامن خدمت کو ایسا تھاما کہ تا مرگ امیر مرحوم کے ساتھ سایہ کی طرح رہے - کوئی وقت ایسا نہیں ہوا کہ آپ حضرت مرحوم سے دور ہوئے ہوں - آپ مرحوم کے ارشد تلامذہ سے ہیں - مرحوم آپکو اپنے فرزندوں سے زیادہ چاہتے تھے - جلیل کے کلام کو اصلاح دیتے وقت فرماتے تھے کہ (کلام الجلیل جلیل الکلام ہے) آپکی طبیعت سخن سنجی و شاعری کی بلندی

عروج کر رہی تھی۔ شعلۂ جوالہ کیطرح آسمان نہم کیطرف مرتفع ہو رہی تھی اور طبیعت مین
قوت سخنورہ ایسی تھی جس مضمون کو چاہتے نہایت خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھہ نمایان کرتے
تھے۔ اور استاد کے ملاحظہ مین پیش کرتے تھے۔ استاد کی پیرائش و آرائش سے آپکے
شاہد سخن کا حسن دوبالا ہو جاتا تھا۔ آپکی نازک خیالی و شیرین مقالی کے زیور سے شاہد
سخن کی وہ حالت ہوتی تھی کہ شعرائے وقت فریفتہ و شیفتہ ہوتے تھے آپکے کلام کی
نزاکت و لطافت کیا ہے گویا کرامت و خرق عادت ہے۔ معترضین میرے کلام
پر قہقہہ لگائین گے۔ اور کہین گے کہ جلیل کی تعریف حضوری تعلق کی وجہ سے تملقاً
کر رہا ہے۔ بخدا مین کسیکی تعریف تملقاً و مذمت عداوتاً نہین کرتا ہون بلکہ واقعہ کو
واقع کے مطابق بیان کرتا ہون۔ اگر کسی نکتہ چین کو ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب
مطلوب ہو تو حضرت جلیل صاحب ترجمہ کا دیوان مسمی تاج سخن جو فی الحال مطبوع ہو کے
شایع ہوا ہے مطالعہ کرے۔ ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب صراحۃً ہو جائیگی عجب
نہین کہ معترض نکتہ چین کلام کی کرامت کے اثر سے اسبات سے توبہ کرے گا کہ
مین نے مولوی صاحب پر بیجا اعتراض کیا۔ اور انکو تملق کے طرف منسوب کیا
مین فی زماننا حضرت جلیل کے دیوان کو دیکھہ رہا ہون۔ آپکا کلام مجھپر جادو کا اثر
کر رہا ہے ہر وقت میرے دل و زبان سے یہی آواز برآمد ہوتی ہے واہ واہ کلام جلیل
جلّ جلالہٗ۔ جلیل شاگرد۔ اور امیر استاد مین تمیز کرنا امر دشوار ہے۔ اگر کوئی ناواقف
شخص کے سامنے دونون بزرگون کے کلام کو پیش کرین۔ اور حکم بنائین کہ دونون
مین باہمدگر کیا نسبت ہے تو غور و فکر کے بعد یہی کہیگا کہ دونون استاد جلیل الاستعداد
ہین یہہ نہین بتلا سکیگا کہ ایک استاد و دیگر شاگرد ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امیر مینائی

جو نقّادِ سخن تھے جلیل کو مثل لختِ جگر سمجھتے تھے۔ اور جلیل کی شاگردی پر ناز کرتے تھے۔ مین نے دونون بزرگون کے کلام کو خوب غور و فکر سے دیکھا ہے اور میزان عقل مین دونون کے کلام کو تولا ہے تو دونون مین عام خاص من وجہٍ کی نسبت پائی۔ اگر مین بمصداق پسر بہ از پدر کہون تو میرا قول بیجا نہوگا۔ لیکن بعض نکتہ چین میرے قول کو مبالغہ پر محمول کرین گے یا سخن فہمی مین ناقص کہین گے۔ جو اہل سخن منصف مزاج ہون گے وہ تسلیم کرین گے اور کہین گے جلیل صاحب ترجمہ کی تعریف واقع مین حضرت امیر مرحوم کی ہی تعریف ہے۔ پہلے مین لکھہ چکا ہون کہ آپ اُستاد مرحوم کے رکاب مین ہر وقت سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہمرکاب ہمراہ رہتے تھے۔ جب امیر مینائی مرحوم حسب الطلب نواب والی رام پور۔ رام پور گئے۔ تب آپ بھی ہمراہ تھے۔ چند مدت رام پور مین خوشی و خرمی سے بسر کئے جب ۱۳۱۸؁ ہجری مین اعلیحضرت کلکتہ سے واپس ہوتے وقت بنارس مین فروکش ہوے تب امیر مینائی رام پور سے بنارس آئے آپ سے ملے اور مسدس مولفہ کو پیش کیا۔ اعلیحضرت مسدس کے ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور امیر مرحوم کو حیدرآباد ہمراہ لائے۔ سوء اتفاق سے حیدرآباد مین پہنچتے ہی ہیضہ سے بیمار ہوگئے ہیضہ کیا تھی گویا موت کا سفیر تھی۔ ایک مہینہ تک ہیضہ کا سلسلہ جاری رہا آخر اُسی مرض مین واصل حق ہوئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۱۸؁ ہجری مین واقع ہوا۔ پس حضرت جلیل صاحب صاحب ترجمہ بھی آپ کے ہمرکاب تھے۔ امیر مرحوم کے فوت ہوتے ہی افسوس و حسرت مین مبتلا ہوئے۔ اور حیدرآباد مین اسی امید کے سہارے پر استقلال کیا تہہ کہ اعلیحضرت قدر قدرت اپنی فیضان کرم سے سرفراز فرمائین گے سنہ مذکورہ سے ۱۳۲۷؁ ہجری تک بسر کئے آخر اعلیحضرت نے آپکو اعزازاً و اکراماً

پانسو روپیہ ماہانہ کے تقرر سے سرفراز فرمایا - اور آپکو استاد کے لقب سے ممتاز کیا اعلیحضرت کبھی کبھی آپکو اپنا کلام دکھلاتے ہین - حضرت جلیل صاحب ترجمہ بمصداق اِنَّ مع العسر یسراً صبر وقناعت و استقلال کی برکت سے فائز المرام ہوئے - اب فراغت سے زندگی بسر کرتے ہین - آپ خوش اخلاق و مقبول آفاق ہین - سیرتاً فرشتہ و صورتاً انسان برگزیدہ ہین - متقی و پرہیزگار صوم صلوٰۃ کے پابند امر معروف و نہی منکر پر پورے کاربند ہین -

الحمد للہ فی الحال ظاہراً آپ کی شان و عظمت درجہ عروج پر ہے مگر آپکو اس شان پر غرور ہے نہ ناز ہے - آپکے مزاج مین وہی خاکساری و کسر نفسی ثابت و قائم ہے آپ بظاہر امیر ہین لیکن بباطن درویش - آپ اکثر اوقات ورد وظائف و قرأت قرآن مین صرف کرتے ہین - اور شائقین شعر و شاعری کے کلام کو اصلاح سے درست فرماتے ہین - آپکا دربار دربارہ عام ہے - غربا و فقرا اعزہ و امرا سے شگفتہ جبین و خندان روئی سے ملتے ہین - ہر ایک خواہ امیر ہو یا فقیر ہو برابر حسن اخلاق سے ملاقات فرماتے ہین - چند مہینے گذرے کہ فقیر مولف کو بھی آپ سے ملازمت حاصل ہوئی ہے بخدا مجکو آپ کی ملازمت سے بہت لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپنے اپنا خاص دیوان مطبوعہ جو مجکو ہدیتہً عطا فرمایا ہے اُس کے دیکھنے سے ہر وقت دلکو انبساط و مزہ و مسرت ہوتا ہے کہ مین اس لطف کو زبان قلم و قلم زبان سے ادا نہین کر سکتا ہون آپکا کلام نہایت شستہ و پاکیزہ - شگفتہ و تازہ ہے - حشو و زوائد سے پاک و صاف تعقید لفظی و معنوی سے مبرا ہے -

اب مین آپ کے نتائج طبع سے چند اشعار گزارش کرتا ہون -

کلام الجلیل جلیل الکلام ہے

شکریہ فرازی

جو دن پہرتے ہین تو سامان پیدا ہو ہی جاتا ہے
شب غم لاکہہ طولانی ہو تہوڑا ہو ہی جاتا ہے

چمن مین پہول کے پہلنے کی نوبت آ ہی جاتی ہے
دکن مین بارور نخل تمنّا ہو ہی جاتا ہے

رہا جو شہ کی نظرون مین ترقی اُسکو لازم ہے
ملا دریا سے جو قطرہ وہ دریا ہو ہی جاتا ہے

چمک ذرّے مین سورج کی کرن سے آ ہی جاتی ہے
در شہ کا گدا ادنی سے اعلیٰ ہو ہی جاتا ہے

توجہ چاہئیے تہوڑی سی شاہ بندہ پرور کی
فقیرونکا جہان مین بول بالا ہو ہی جاتا ہے

جو دل سے ہو رہا حضرت کا پہر اُسکو کمی کیا ہے
موافق آسمان تابع زمانا ہو ہی جاتا ہے

ہرے گلزار مین تک خزان کب تک جما رہتا
کہ اکدن فصل گل کا دور دورا ہو ہی جاتا ہے

توقع شاہ سے رکہنا کبہی خالی نہین جاتا
یہ دیکہا ہے کہ فضل حق تعالی ہو ہی جاتا ہے

اشارہ چاہئیے پہر مشکل آسان ہو ہی جاتی ہے
سہارا چاہئیے پہر بوجہہ ہلکا ہو ہی جاتا ہے

کسی کا درد دل ہو بے اثر یہ غیر ممکن ہے
مریضون پر کرم فرما مسیحا ہو ہی جاتا ہے

مسیحا جب کرم فرما ہوا پہر پوچہنا کیا ہے
دوا ہو یا نہ ہو بیمار اچہا ہو ہی جاتا ہے

تجسس شاہ مقصود کا ضائع نہین جاتا
وہ اک دن زیب آغوش تمنّا ہو ہی جاتا ہے

عقیدت جب ہوئی پوری تو کیسا پردہ دوری
رخ محبوب دل مین جلوہ آرا ہو ہی جاتا ہے

سجا ہے اب عروس شاعری کا دون کی لیتا
شباب آتا ہے تو جوبن دوبالا ہو ہی جاتا ہے

گل مضمون جو کل تک خشک تہے اُسکا تعجب کیا
خزان کے دور مین پہر پہول گل کانٹا ہو ہی جاتا ہے

نہ مین چہپا نہ میرے شعر چہپے بات اتنی ہے
جسے چہپا کہین کا رہ چہپا ہو ہی جاتا ہے

جلیل زار کو دیکھو جلیل القدر کو دیکھو
نقب جو شاہ سے ملتا ہے بیبا ہو ہی جاتا ہے

تعجب کیون کسی کو ہو ہماری سرفرازی پہ
خدا کا فضل ہوتا ہے تو ایسا ہو ہی جاتا ہے

یہ ایسی سرفرازی ہے یہ وہ ذرہ نوازی ہے
نہ کچھ کہئے مگر لوگون مین چرچا ہو ہی جاتا ہے

حسد کوئی کرے کسواسطے سب پہ یہ ظاہر ہے
کہ جو قسمت کا لکھا ہے وہ پورا ہو ہی جاتا ہے

لکھون اب یہ کیسا تھا کچھ مدح شہ والا
کہ اس موقع پہ لمبین جوش پیدا ہو ہی جاتا ہے

یہ مدح شاہ وہ مضمون ہے جسکے نظم کرنیکا
ارادہ مین نہین کرتا ارادا ہو ہی جاتا ہے

مطلع

کمال شاہ پر انسان شیدا ہو ہی جاتا ہے
جمال شاہ کو دیکھو تو سکتا ہو ہی جاتا ہے

نظر جسکی پڑی آئینہ روئے مبارک پر
نصیب اسکو سکندر کا نصیبا ہو ہی جاتا ہے

سواری کا سمان سو بار دیکھا ہے مگر پھر بھی
سلیمان کا شہ آصف پہ دھوکا ہو ہی جاتا ہے

زہے پر لعنہ یزی بخت و دولت بھی یہ کہتی ہین
تمہین جو دیکھ لیتا ہے تمہارا ہو ہی جاتا ہے

خدا رکھتے شہ جمجاہ کا ہے رعب و داب ایسا
کسی کا بخت بہتر ہو تو سیدھا ہو ہی جاتا ہے

تجلی محو کر دیتی ہے ایوان معلے کی
ورنہ شہ کا تماشائی تماشا ہو ہی جاتا ہے

کسی آزاد کی اس در پہ آزادی نہین چلتی
کرم کا خلق کا احسان کا بندا ہو ہی جاتا ہے

بہت دور آپکو کہینچے جو کوئی فائدہ کیا ہے
خدنگ لطف شہ کا نشانا ہو ہی جاتا ہے

دلون پر کیون نہ ہو قبضہ کہ دلکو شاد کرتے ہین
یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے

مثال ماہ تابان انجمن آرا جو ہوتے ہین
تو شاہان جہان کا حلقہ ہالا ہو ہی جاتا ہے

کمال شاہ کا اللہ اکبر کیا تصرف ہے
کوئی ارمان ہو دم بھر مین پورا ہو ہی جاتا ہے

جہان مجرم کوئی پہنچ کے ہوا سائل رہائی کا
مروت آ ہی جاتی ہے اشارا ہو ہی جاتا ہے

عتاب شاہ بہی خالی نہین شان ترحم سے ہوا جو بر طرف اسکا وظیفا ہوہی جاتا ہے

نکل جاتی ہے خدمت تہہ سے وزیری نہین جاتی بہی وہ بات ہے دل جس پہ شیدا ہوہی جاتا ہے

سزا کیواسطے دلمین کوئی پہلو نہین آتا عطا کیواسطے کوئی بہانا ہوہی جاتا ہے

مرے شہ کی سخاوت مشک کی تاثیر رکہتی ہے چہپا کر لاکہہ دین عالم مین شہرا ہوہی جاتا ہے

ہمیشہ فیض جاری ہے ہمیشہ خیر جاری ہے لٹاتا ہے جو موتی دلکا دریا ہوہی جاتا ہے

عجب عہد مبارک ہے کہ جب چاہو جہان چاہو خوشی کا عیش کا سامان مہیا ہوہی جاتا ہے

مسافر کو سفر مین دہوپ کی پروا نہین ہوتی کہ ہر پر دامن دولت کا سایا ہوہی جاتا ہے

اسی در پر تو پہل ملتا ہے نخل خاکساری کا جو قدمون پر جہکا اسکا سر اونچا ہوہی جاتا ہے

دل آئینہ ہے اور اسمین خواص جام خسرو ہے کسیکا راز دل ہو آشکارا ہوہی جاتا ہے

سبق دیتے ہین لقمان کو فلاطون زمان ہوکر ہوا جو بندہ بیدام دانا ہوہی جاتا ہے

زہے تیر افگنی نکلے نہ نکلے تیر چٹکی سے دل حساد مین خون تمنا ہوہی جاتا ہے

کلام خسروی کیونکر نہ دنیا سے نرالا ہو شہ یکتا کا ہر مضمون یکتا ہوہی جاتا ہے

خدا رکہے جہان دو گل کہلائے طبع رنگین نے گلستان بوستان انکا رنگ پہیکا ہوہی جاتا ہے

زبان پر طوطی ہندوستان کو وجد آتا ہے بیان پر بلبل شیراز شیدا ہوہی جاتا ہے

قلق کو داغ آتش کو جلن جامی کو بیہوشی صبا کو بیکلی سودا کو سودا ہوہی جاتا ہے

بجا ہے سامعین کا مثل قمری نعرہ زن ہونا کہ اک اک شعر موزون سرو رعنا ہوہی جاتا ہے

زمین سخن مین بہی معنی روشن نکلتے ہین صدف مین در حجر مین لعل پیدا ہوہی جاتا ہے

بناوٹ کی ضرورت کیا تصنع کی ہے حاجت کیا طبیعت ہو جو بانکی شعر بانکا ہوہی جاتا ہے

دئے ہین شاہ کو خالق نے کیا کیا چاند کے ٹکڑے قمر جب دیکہتا ہے گہٹکے آدہا ہوہی جاتا ہے

نہ کیون رشن ہون سب کے دیدۂ دل شہا ہزاروں سے
کہ مہر و ماہ سے گھر اُجالا ہو ہی جاتا ہے
مجھے دعوی نہیں لیکن ثنا جب شہ کی لکھتا ہون
سخن کو اپنی یکتائی کا دعوی ہو ہی جاتا ہے
کوئی مانے نہ مانے مین تو ہون اس فیض کا قائل
زمین مشکل سے مشکل ہو قصیدہ ہو ہی جاتا ہے
جلیل آصف کے حق مین جو دعا دل سے نکلتی ہے
اثر فضل خدا سے اُس مین پیدا ہو ہی جاتا ہے

اشعار منتخبۂ دیوان

ہے لاکھ لاکھ شکر خدائے جلیل کا
جس نے دُر سخن سے بھرا منہ جلیل کا
خود فرش خاک پر ہے نظر عرش پاک پر
اعدے ہے حوصلہ ترے عبد ذلیل کا

ولہ

ناوک اُسکا کبھی خطا نہوا
طائر سدرہ تک نشانہ نہوا
تیرے قدمون سے کیون رہتا
ہائے پامال دل حنا نہ ہوا
دل سے صبر و قرار سب بھاگے
مگر اک داغ دل جدا نہ ہوا

ولہ

نہ ملا یار رہ و فدا افسوس
شجر آرزو ہرا نہ ہوا

ولہ

مرے جذب دل کا اثر دیکھ لینا
تم آؤ گے تھامے ہوئے اور جگر دیکھ لینا
ابھی ہے تڑپنے کا ارمان باقی
ذرا پھر ادا سے ادھر دیکھ لینا

ولہ

ابھی باقی ہے آنا قبر پر اس فتنۂ قامت کا
قیامت ہو چکی پھر بھی رہا دھڑکا قیامت کا
قلق اسمین تڑپ اسمین الم اسمین ہے تحم اسمین
مرے پہلو مین دل کیا ہے خزانہ ہی محبت کا

ولہ

مرے وحشت کا جو افسانہ بنایا ہوتا
سننے والون کو بھی دیوانہ بنایا ہوتا
مر کے بھی روح نہ پینے کو ترستی ساقی
مری مٹی سے جو پیمانہ بنایا ہوتا

ولہ

پردہ نہ تھا وہ صرف نظر کا قصور تھا
دیکھا تو ذرے ذرے مین اُسکا ظہور تھا

ولہ

نہ وہ شمع دیکھیں نہ پروانہ دیکھیں
کوئی ہو اُنہیں دل جلانے سے مطلب

وله
آہی جائیگا محبت مین اثر آپسے آپ
ہوئی جائیگی اُنہین میری خبر آپ ہی آپ

وله
پہلو سے وہ اُٹھے سو کہا دل نے ہائے دوست
آباد ہوکے لٹ گئی دولت سرائے دوست

وله
اُنسے ملنے کا ہے سوال عبث
جان بچنے کا ہے خیال عبث

وله
چمک کر بولی وہ برق نظر آج
کہ لوٹگی خرمن دلکی خبر آج
کہو اُنسے بچائین دامن اپنا
کہ ہے شعلہ فگن داغ جگر آج

وله
یون تو بسمل ہے ترا سارا جہان میری طرح
پر تڑپنے لوٹنے والا کہان میری طرح
گل اگر بجلی سے چھوٹا آج صرصر سے اُڑی
ہو نہ دشمن کا یارب آشیانہ میری طرح

وله
موسم گل ہے پھول پھولے ہین
دیکھنا باغ کیا ہے سرخا سرخ

وله
ستم ہے مبتلائے عشق ہو جانا جوان ہو کر
ہماری باغ ہستی مین بہار آئی خزان ہو کر

وله
نصیبون سے ہوا کرتا ہے مرنا اچھی صورت پر
خدا شاہد ہمین تو ناز ہے اپنی محبت پر

وله
توکل کا یہہ منشا ہے کہ اطمینان پیدا کر
نہ ہو سامان کا پابند یا سامان پیدا کر

وله
صیاد کو ہے بلبل ناشاد کی تلاش
بلبل ہین ہم کہ ہے صیاد کی تلاش
قسمت نے دی نجات نہ مجھکو تلاش سے
دلبر ملا تو ہے دل ناشاد کی تلاش
اللہ رے تیری زلف سیہ فام کے خواص
اک مرغ جان حق مین ہین سو دام کے خواص
کیا نصیبے کے زبردست ہین خال عارض
جنکو حاصل ہے شب روز وصال عارض
کہان ہم اور کہان اب شراب خانۂ عشق
نہ وہ دماغ نہ وہ دل نہ وہ زمانۂ عشق
غلط ہے صاحب دولت کو گر غنی کہئے
غنی وہ ہے جسے اللہ دے خزانۂ عشق
کیا کیا شب غم ہمنے مصیبت نہین دیکھی
اتنی ہے کہ صبح قیامت نہین دیکھی
دیکھے ہین طرحدار جلیل آنکھ سے لاکھون
دل جسکا ہے آئینہ وہ صورت نہین دیکھی

جعفر - مرزا جعفر بیگ قزوینی

جعفر تخلص - مرزا جعفر بیگ نام - آپ بدیع الزمان قزوینی کے خلف الصدق ہین - اکبر و جہانگیر کے عہد مین معزز و ممتاز رہا - فن شاعری مین استاد کلام تہا - مثنوی شیرین خسرو اسکے کلام شیرین کی یادگار ہے - اپنے عم بزرگوار کے فوت ہونے کے بعد مخاطب بہ آصف خان ہوا تہا - ۱۰۲۲ھ ہجری مین بلدہ دار السرور برہانپور مین فوت ہوا - کسی شاعر نے تاریخ وفات اس فقرہ سے نکالی سہ
صد حیف از آصف خان -

من اشعاره

در باد صبا بوئے کسے ہست کہ یعقوب
ہزار بلبل شوریدہ خاک شد جعفر
در سنگی ہمہ کس در شکست بیداری
ای صبا در شکم ما دل ما این جوش میکنیم
شہر گنجائش غمہائے دل ما چو ندشت ہست
زشوق آنچہ آنجا دید فرہاد

ولہ

چشمے کہ ندارد رہ بر کا فلہ وا ر د
ہنوز رسم خود آرائی چمن باقیست
شکست زلف کجا و دل شکستہ کجا
کہ این گلستانست نتوان در وے رو با و بست
آفریدند برائے دل ما صحرا را
مرا اینجا قلم از دست افتاد

حرف الحاء حطی

حفظی - نواب حفظ اللہ خان

حفظی تخلص - حفظ اللہ خان نام - آپ نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے فرزند ہین - آپکی ولادت ہند مین واقع ہوئی سن شعور کے بعد علمائے وقت سے

کتب درسیہ تحصیل کین - لائق وفائق ہوئے - بادشاہی منصب سے سرفراز تھے آپ خوش خلق وباخیر نیک طینت و نیک صورت تھے - علما و شعرا و فقرا سے نہایت اخلاص و محبت رکھتے تھے - ماہ ربیع الاول مین میلاد شریف کی مجلس نہایت عظمت و شان سے کرتے تھے - ایکہزار سے زیادہ اہل دعوت ہوتے تھے - کہانے سے اول و آخر وقت تک خود بدانہ آفتابہ و سیلابچی ہاتھہ مین لیکر تمام اہل دعوت کے ہاتھہ دہلاتے تھے اس فعل خیر سے ثواب اخروی حاصل کرتے تھے - عالمگیری زمانہ مین ٹھٹھہ و سیوستان کے صوبہ دار تھے - صوبہ داری کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے - آپکے زمانہ مین تمام رعایا امن و امان مین تھی - آخر ۱۱۲۰ ہجری مین سیوستان مین آخرت کا سفر اختیار کیا - جناب میر غلام آزاد بلگرامی نے آپکی وفات کی تاریخ کا مادہ آیہ کریمہ سے پایا فلھم جنات المأوی نزلا بما کانوا یعلمون - خوشگو اپنے تذکرہ مین لکھتا ہے کہ آپ موزون الطبع تھے کبھی کبھی رباعی یا غزل موزون کرتے تھے - ایکوقت آپ کی مجلس مین کسی میر نے ناصر علی سرہندی کی رباعی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین پڑھی ہے

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہٗ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدہٗ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد	دیر آمدہٗ ز راہ دور آمدہٗ

آپ رباعی کو سنکر حسرت کرنے لگے اور فرمایا کاش یہہ رباعی میرا حصہ ہوتی تو بروز قیامت باعث نجات ہوتی - پہر فکر کر کے ایک رباعی کہی وہ یہہ ہے

در انجمن دہر نخست آمدہٗ	زانگہ گونہ کرشائستہ نشست آمدہٗ
اے ختم رسل اگرچہ در بزم وجود	دیر آمدہٗ ولے درست آمدہٗ + انتہی ۔

من اشعاره الفارسی

اے کہ می گوئی کہ می آئم نمی آئی چرا اے آنکہ سراپا ہمہ لطف نمکی جز شیرہ پستان حلاوت نمکی	ولہ	پائے شوقت را مگر رنگ حنا زنجیر پاست بر برگ گلِ تازہ چکیدہ نمکی پیغمبر خوبانی و اما نمکی

فائدہ نواب متوسل خان بہادر بندگانعالی حضور آصفجاہ کے داماد اور رضاعی ترجمہ کے لخت جگر تھے اور ہدایت محی الدین مظفر جنگ بن متوسل خان آپکے پوتے تھے۔ ان دونوں بزرگوں کو دکن سے خاص تعلق تہا۔ اسی تعلق کی وجہ سے دکنی شمار کئے گئے تھے۔ ہم نے بھی ان دونوں بزرگوں کے وجہ سے نواب حفیظ اللہ خان کا ذکر اہل دکن میں شامل کیا فتامل ولا تکن من الغافلین۔

ہمیشہ بہار کے مولف نے لکھا کہ حفیظ اللہ خان ذی استعداد کمال دوست تہا علوم عقلی و نقلی میں مہارت کامل رکہتا تہا۔ عالمگیری عہد میں صوبہ داری لاہور پر منفرد تہا۔ ناظم و ناثر تہا۔ من کلامہ

تر دماغی می کند پروانہ در پرواز شوقے ٭ روغن بادام گویا در چراغ عشق کردہ اند۔ انتہی کلامہ

حشمت محتشم علی خان

حشمت تخلص میر محتشم علیخان نام۔ سادات بدخشان سے تہے۔ آپکے اجداد میں ایک بزرگ وارد ہند ہوئے۔ آپکے والد میر باقی محمد یار خان صوبہ دار دہلی کی رفاقت میں مدت تک رہے صوبہ دار عالمگیری امرا میں تہے۔ میر حشمت کی ولادت دہلی میں ہوئی۔ سن شعور کی بعد دہلی میں علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ پہر آپکو

شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا شعر گوئی شروع کی خوب شعر کہنے لگے ہندی و فارسی دو نو زبانون مین کلام موزون کرتے تھے۔ آپکا کلام دو نون زبانون مین پاکیزہ و صاف ہے۔ ہر ایک شعر کی عبارت سلیس و بامحاورہ ہے۔ آپ فنون سخنوری مین ممتاز تھے مدت تک میر محمد افضل ثابت و شیخ عبد الرضا متین و مرزا عبد القادر بیدل و آزاد کے مصاحبت و مجالست مین رہے اکثر یاران معاصر کے ساتھہ مشاعرہ مین شریک ہتے تھے۔ ہم طرحی غزلون پر مشاعرہ کا بازار گرم کرتے تھے۔ آپ کی وفات سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین واقع ہوئی۔ علی قلی خان واله ریاض الشعرا مین لکھتا ہے کہ مین ایکروز حشمت کے دیوان کو دیکھہ رہا تھا کہ یہہ بیت میری نظر سے گذری ؎

نہ ہر ایرانی ہم طرح حشمت می تواند | نہ ہر چینی فروش ہم سر فغفور می گردد

چون چندکس از مردم ایران بعنوان سوداگری دلی مین چینی فروشی کرتے ہین ہندوستان مین ایرانیون کے لئے دوکانداری کرنا ننگ ہے۔ اس لئے ہندی نژاد کل ایرانیون پر چینی فروشی کا طعن کرتے ہین۔ مثلاً کسی ور ہندی نے کہا ؎

ما زبان اہل ایران را ہوئی بستہ ایم | دست این چینی فروشان را ہموئی بستہ ایم

ان ابیات کے دیکھنے سے میرے دلمین حمیت و غیرت نے جوش پیدا کیا حشمت کے دیوان کے حاشیہ پر یہہ دو بیتین لکھین اور حشمت کے نزدیک دیوان کو بھیجدیا ؎

باستادان ایران ہندی ہمطرح میگردد | بچینی میزند پہلو سفالین کاسہ بنگی

حریف نالہ و لہائے زار ما نہ حشمت | مزن انگشت بر لب چینی فغفور ما را

پس حشمت صاحب ترجمہ ابیات کو دیکھکر پشیمان ہوا معذرت کی انتہی کلامہ۔ آپ صاحب دیوان ہین تقریباً سات ہزار اشعار ہین۔

من کلامہ

کشته شمع را چو سحر اهل بزم گفت	وله	این روز بود اوّل شب در نظر مرا
رونق از نه دیوانهٔ کشور سودا گرفت	وله	وحشت از ما بود کو مجنون و روزی جا گرفت
گر چنین شهر بسودای تو دیوانه شود	وله	همچو زنجیر ز هر کوچه فغان برخیزد
با رقیبان نکنم سجدهٔ خاک در دوست	وله	این نماز نیست که بی شرط جماعت باشد
سر ز نقش هستی عقدهٔ کار دل من شد	وله	خط پیشانیم چون قفل ابجد مشکل من شد
نگاه گرم چه سان در بغل کشد تنگش	وله	که از فروغ در آغوش خود پرد رنگش
صبر و بیطاقتی آن روز که قسمت شد	وله	بیقراری بمن و صبر باتوب رسید
جان بقربان کمان تو که زد آخر کار	وله	تیر صافی که بداد دل ما خوب رسید
پیر گردیدم و سر می گردد	وله	آسیا وقت سحر میگردد
از رنگ لاله و داغش عیان است	وله	که حسن و عشق با هم توامان است
قشقه از بالای ابروی تو آفت می شود	وله	آفتاب از قبله سر زد قیامت می شود
بیا کز اشک سوزانیم با هم بلبل و گل را	وله	تو گل را کن خجل در حسن من در عشق بلبل را
زبس پیش کسی دل ناله و آهی میکرد	وله	چشمش بمن التفات گاهی میکرد
گریان گریان ز دور میدارم داد		خندان خندان بمن نگاهی میکرد

مستزاد

آئینه بهر دلکشا تو رسد انجا نگاه	هم شانه بزلف مشک سا تو رسد ما را چه گناه
ما خاک شویم و همه منظور افتد غنچه هم رشک	دل خون نشود و حنا بپای تو رسد سبحان الله

میر درد نے نکات الشعرا میں لکہا کہ حشمت شعراء ہندوستان سے ہے۔ سید صحیح النسب سپاہی عمدہ تہا فارسی ہندی میں سخن گوئی کرتا تہا۔ خوش اخلاق و خاکسار تہا

ہر ایک سے نہایت عاجزی و انکساری سے ملتا تہا۔ عزیز دل شہر دلی مین سکونت پذیر تہا۔ آپکی بڑے بہائی میر ولایت اللہ خان تہے۔ حشمت مدت سے خانہ نشین تہے ریختہ مین صحیح الفکر ذکی الطبع تہا۔ یہ دو بیت میر کے تذکرہ سے نقل کیجاتی ہے

نکہت گل نے جگایا کسنے زندان کے بیچ بہار آئی دیوانے کی خبر لو	پہر کر زنجیر کی جہنکار پڑی کان کے بیچ اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

گلشن بیخار کا مولف لکہتا ہے کہ میر محتشم علی خان حشمت خلف میر باقی بدخشانی دہلوی المولد ہے۔ فارسی زبان مین رنگین خیال و شیرین مقال تہا۔ میر محمد افضل ثابت و شیخ عبد الرضا متین کا ہم صحبت و ہم طرح تہا۔ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین بمرگ مفاجات فوت ہوا۔

حقیر۔ مہا سنگہ اورنگ آبادی

حقیر تخلص۔ مہا سنگہ نام کہتا مل عرف ہے آپکا مولد و منشا اورنگ آباد ہے۔ منشی جواہر قلم و دبیر عطارد رقم تہے مضمون نگاری و انشا پردازی مین بلند پروازہ ایجاد معانی و سخن سازی مین سحر پرواز تہے۔ طبع نقاد و ذہن وقاد سے لالی آبدار اشعار کو رشتہ نظم مین پروتے تہے۔ تحریر و تقریر مین زبان و قلم سے موتی رولتے تہے۔ خوش وضع و خوش مزاج تہے۔ نیک رفتار و پسندیدہ اطوار تہے۔ باوجود لیاقت و استعداد کسر نفسی سے ہر ایک کے مقابلہ مین اپنے کو حقیر و ناچیز سمجہتے تہے۔ سراج دکنی و آزاد بلگرامی کی ہم صحبت تہے۔ جناب نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے دار الانشا مین ملازم تہے۔ سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

از بہار رسبزات سرسبز بخت باغبان
ورلب چون غنچہات گلرنگ رخت باغبان

در چمن از حال بلبل ہیچگہ آگاہ نیست
خارہا دارم بدل از طبع سخت باغبان

تا تماشای نگاہ چشم آن گلرہ و کند
نرگستان گشتہ درگلشن ورز باغبان

از ہوائے قامت شمشاد ترشکش شد حقیر
در زمین ہم بلندی سبز بخت باغبان

ولہ

چون از زلف درازش یافتم سررشتۂ مطلب
دعای زود باد عمر او در نیم شب کردم

سخن از پستہ گفتم بر لب لعلش نگہ کردم
باین حسن طلب زان پستۂ لب مطلب طلب کردم

حقیر این مصرع موزون زشہر دردلم آمد
جلوہ ریز آمدم در آن معنی را طلب کردم

حامد محمد خان المخاطب بحامد علیخان دولت آبادی

حامد تخلص - محمد خان نام - حامد علیخان خطاب ہے - آپ دولت آبادی ہین - شیخ ابو بکر الہ آبادی چشتی کے شاگرد و مرید تھے - حنفی مذہب صوفی مشرب حریفان ہم مشرب کی یار و رنگین مزاجان ہمدم کے دوستدار تھے - شعرگوئی و شعرفہمی ہین قابل و لائق تھے - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے ہم صحبت و مشاعرہ تھے - اکثر اوقات نواب شہید کی ترغیب سے غزلین کہی ہین - تعریف و تحسین کے مورد ہوئے ہین - پیری کی وجہ سے شعر کم کہتے تھے کبھی کبھی فارسی زبان مین موزون کرتے تھے - علوم ادبیہ مین مستعد و کامل تھے گاہے ماہے عربی مین کہتے تھے - بدیہہ گوئی مین ضرب المثل تھے ایکروز ایک جوان لڑکا خوش لباس آپ کے سامنے آیا - آپنے اسیوقت یہہ شعر موزون فرمایا

جامۂ سبز و چہرہ گلنار
داد صد رنگ خوشدلی بدلم

ایک وقت نواب صفجاہ نظام الملک بہادر کے جشن سالگرہ۔ دوزن مبارک کے بیانمین لکھا

از بہر نثار این خداوند جہان | لعل و گہر آمدہ زکان وعمان
بار وئے جہان فروز در روز ن | خورشید در آمدہ سراج منیران

ان صنمی کان فی الجلباب کنت رأیتہ | بل ھو شمس شفقت نظرت فی المطر

ان دوتین اشعار کے سوا ہمکو آپکا کلام نہین ملا۔ شاید تلف ہو گیا ہو۔ تحفۃ الشعرا مین مرزا افضل قاقشالی نے جو آپکا معاصر ہے یہی اشعار لکھے ہین۔ شاید میان حامد بہ پیر ہمت نعمت کی وجہ سے اشعار کی حفاظت نکرتے ہون۔

حفیظ۔ شیخ حفیظ دہلوی

حفیظ تخلص۔ شیخ حفیظ نام آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپکی بزرگ سپاہ پیشہ تھے سپاہ گری کے پیشہ مین زندگی بسر کرتے رہے۔ مگر آپ سن شعور کے بعد عالم شباب مین طالب علم ہوئے۔ چند مدت مین علما و فضلا کی خدمت مین ضروری لیاقت حاصل کرکے فن شاعری کے طرف متوجہ ہوئے۔ آپکی طبیعت تیزی مین شعلۂ جوالہ تھی طبع والا و فکر رسا سے شعر موزون کرنے لگے۔ کلام شیرین و رنگین ہونے لگا معاصرین دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ درجہ اُستادی کو پہنچ گئے سب شعرا معاصرین آپکی اُستادی کے قائل ہوئے۔ آپ فارسی وار دو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ دونو زبانون مین آپکا کلام سنجیدہ و با محاورہ ہوتا ہے۔ پاکیزہ و شستہ آپ ہند سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ راجہ ہمپت رام کے خدمت مین باریاب ہوئے راجہ صاحب آپکی لیاقت و قابلیت دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور آپکو نہایت اکرام

واعزاز سے اپنے پاس کہا۔ اور آپکے لئے معقول تنخواہ بھی مقرر کردی۔ چند مدت
راجہ صاحب کے مصاحب رہے۔ جب راجہ صاحب کا کام درہم و برہم ہوگیا۔ تب سب
راجہ سے علیحدہ ہوئے۔ آپ بھی مجبور اًوہان سے حیدرآباد آئے۔ اور راجہ چندو لعل
مہاراجہ بہادر سے ملے ایک قصیدہ بھی پیش کیا۔ مہاراج بہادر نقادسخن تھے اُسیوقت
آپکو خلعت اور ہزار روپیہ ماہوار سے سرفراز فرمایا۔ پھر آپ حیدرآباد مین ملک الشعرائی
کے درجہ کو پہنچے۔ اور مہاراجہ بہادر کے مصاحب ہوئے۔ آپنے اپنی خوش کلامی
و جادو بیانی سے مہاراجہ کو مسخر کرلیا تھا۔ مہاراجہ بہادر آپکے کلام پر فریفتہ و شیفتہ تھے
آپ خوش اخلاق و نیک طینت تھے۔ نازک دماغ و پاکیزہ خیال تھے۔ ہر روز دربار
مین تازہ و نیا لباس پہنکر آتے تھے۔ باوجود جاہ و حشمت فقرا دوست و غربا پرور
تھے۔ مہمان نواز و فیض گستر۔ کلمۂ خیر مین بڑے جوانمرد تھے۔ ہر ایک کی سفارش
کرتے۔ آپکے نزدیک آشنا و بیگانہ مساوی تھے۔ آپکی بدولت ہزارہا غربا و فقرا
مہاراجہ بہادر کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ اور صدہا آدمی سلسلۂ ملازمت مین
شریک ہوئے۔ ایک عالم آپکا ممنون منت تھا۔ آخر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین جنت کو
روانہ ہوئے۔ اور حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

لب جانان سے جی اُداس آیا		ہمکو آب بقا نہ راس آیا
مین وہ شمع مزار بیکس ہون		کہ پتنگا نہ جس کے پاس آیا
ہم اُسے بادۂ گلرنگ پلادیتے ہین	ولہ	خانہ باغ آئینہ رخ کو بنادیتے ہین
ہمارے دل مین بہیہ درد و الم کا جوش رہا	ولہ	کہ سینہ داغون سے دوکان گلفروش رہا

خیال کاکل مشکین یہ مجکو دوش رہا — کہ مثل کعبہ مرا دل سیاہ پوش رہا

ہزار نالۂ محشر تھا نہ لب سے تھے — کسیکا پاس ادب تھا خموش رہا

وله

خط مین کچھ جس طلب تھا نہ سوا اسکے جسے — ما بخیر و سلامت بشما کہتے ہین

تپ تشہیر کیا قاتل بیچارے کو — آپ فرمائے قبلہ اسے کیا کہتے ہین

وله

چاک سینہ ہو گیا ویسے صدا آنے لگی — کہلتے ہی اس در کی جنت کی ہوا آنے لگی

لڑکون نے ہیکلے مارے جون ہی سنتے سنگ — دیوانگون کی خون سے ہوا رستے رنگ

آپنے ایک رباعی حضور سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ کی نذر کی تھی - **رباعی**

کوئی نام خدا لے کے حرم تک پہنچا — کوئی پوجتے ہی دیر صنم تک پہنچا

خوش طالعی میری ہے کہ لیکر مین نذر — تجھپہ سکندر کے قدم تک پہنچا

وله

صحبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے — اگر یکدم ہنسانی ہے تو پھر پہرون رلاتی ہے

روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرون مین آپکا — ہو رہینگی پھر کبھی باتین ہماری آپکی

حنا - مہدی حسین خان لکھنوی

حنا تخلص - مہدی حسین خان نام - آپ محمد حسین خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکی ولادت شہر لکھنؤ مین ہوئی - تعلیم و تربیت بھی اُسی شہر مین پائی - استعداد علمی کے بعد شعر گوئی شروع کی - مومن خان مومن دہلوی المتوفی سنہ ۱۲۶۸ ہجری کی خدمت مین سخن کی مشق کی - اُستاد کی توجہ کی برکت سے لائق و ممتاز ہوئے - دس گیارہ برس سے حیدرآباد دکن مین کسی سرکاری خدمت پر مامور ہین - چست و چالاک ہوشیار بیباک ہین خوش سیرت و نیک عادت ہین محبت و دوستی کے لائق ہین شگفتہ جبین و خوشخو ہین

بارک اللہ فی بقائہ — **من اشعارہ**

قلم ہے کیا جو ہے عرض مدعا کے لئے — زبان ہی نہین صرف التجا کے لئے

تمہارے لب جو کرین دعویٰ مسیحائی	مرض ملے نہ کہین نام کو دوا کے لئے

حبیب ۔ محمد کاظم صاحب کنتوری

حبیب تخلص ۔ محمد کاظم نام ۔ آپکا مولد و منشا قصبۂ کنتور ضلع لکھنؤ ہے آپکے نسب کا سلسلہ جناب سید حمزہ بن حضرت امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے ۔ آپکے بزرگ سادات نیشاپور سے تھے ۔ زمانہ سلف مین وطن اصلی سے ہندمین وارد ہوئے ملک اودھ قصبۂ کنتور نامی مین فروکش ہوئے ۔ اسوقت کنتور مین فضلاء بہت سکونت پذیر تھے ۔ آپکے جد اعلیٰ نے بھی وہین سکونت اختیار کرلی آپکے بزرگون مین اکثر علما گذرے ہین ۔ علوم عقلی و نقلی مین بے نظیر ہوے ہین ۔ زمانۂ حال تک بھی اُسی موروثی علم کا خاندان مین اثر باقی ہے ۔ آپنے ابتداء شعور مین کسیقدر فارسی و عربی کتب پڑھی تھین ۔ زمانہ طالب علمی مین آپکو شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوگیا آپکی طبیعت کا میلان شعر گوئی کیطرف رجوع ہوا ۔ اور طالب علمی حالت مین خلل واقع ہوا ۔ آپ تحصیل علوم کسب فنون سے محروم رہے ۔ مگر شاعری مین اُستادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے ۔ آپنے سخن کی مشق جناب سید لطف اللہ قدر مرحوم سے جو آپکے نانا تھے کی ۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہے ۔ آپ خوش وضع و خوش فکر ہین ۔ فی الحال آپکی عمر قریباً پینتالیس برس کی ہے ۔ چند سال سے اس ریاست مین ملازم ہین معتمد مدار المہام سرکار عالی نظام کے میر منشی ہین ۔

من اشعارہ الہندی

دلسوز کون تھا ہمین روتا جو بعد مرگ	ہان بیکسی کا کہتی ہے شمع مزار غم

اسیری مین بلا نازان ہوی وحشت کے پر نکلے	ولہ	چلے صحرا سے زندان کو گریبان پہاڑ کر نکلے	
ہمارے ساتہہ جاتے ہین عالم کو حسرت و ارمان		یہہ حسن اتفاق اسوقت اچہے ہم سفر نکلے	
رے چلی ہین دلکو سوئے کوئے قاتل حسرتین	ولہ	کس زمین ہے مہر کاروان شام و سحر	
عرش پر ہوگا دماغ رہروان کوئے عشق		آسمان پر ہے غبار کاروان شام و سحر	
عکس روئے یار ہے تصویر پشت آئینہ	ولہ	دیکہئے چمکی ہے کیا تقدیر پشت آئینہ	
خط تقدیر ہے ہیر جسے سمجہے ہین سب جوہر		بنگئے ہین غم سے ہم تصویر پشت آئینہ	

حشمت میر حشمت علی حیدرآبادی

حشمت تخلص ۔ حشمت تخلص ۔ میر حشمت علی نام ۔ آپکا مولد و منشا حیدرآباد دکن ہے ۔ آپ میر حیدر علی مرحوم کے فرزند ہین ۔ مرحوم لبہ سرکار عالی نظام کے صدر ٹکسالخانہ کے میر منشی تہے ۔ آپنے سن تمیز کے بعد علماء حیدرآباد سے کتب فارسیہ کی تحصیل کی ۔ انشاء پردازی و عبارت نویسی مین خوب مہارت پیدا کی ۔ مزاج مین سخن سنجی و شعر گوئی کا ولولہ تہا ۔ اور طبیعت بہی سنجیدہ تہی ۔ شعر گوئی کے میدان مین سبقت کرکے خوب جولانی کرنے لگے ۔ حیدر حسین خان حیدر المتوفی سنہ ۱۲۸۵ ہجری سے کلام کی اصلاح لیتے رہے ۔ کلام سے نزاکت و ملاحت نمود ہوتی ہے ۔ آپکی عمر تخمینا پچاس برس کی ہوگی ۔ متوسط قد ۔ گندمی رنگ مائل بہ سیاہی ۔ خدا تعالے آپکو دیر تک زندہ رکہے

من اشعارہ الہندی

مرگ عاشق پر ہی اسطرح غم کہاتے نہین	صبر کی جا ہے مرے سے ساتہہ مرجاتے نہین
ہوگئے ہین جاکے شاید کوئے جانان مین مقیم	حضرت دل آج پہلو مین نظر آتے نہین

بخشش حیدر کا دربار معلا عام ہے	ولہ	اس جگہہ حشمت سخندان فیض کرب پاتے نہین
گورے ہاتہون سے جو دفناؤ گے منت ہوگی		گور تیری مین نہ پہر شمع کی حاجت ہو گی
چیخنا شور مچانا سر مدفن کیسا		روح عاشق پہ اجی ورقیامت ہوگی

حبیب۔ محمد حبیب حیدر آبادی

حبیب تخلص۔ محمد حبیب نام مشاہیر شعراء حیدر آباد سے ہے۔ تذکرہ نویسون نے آپکی پوری کیفیت نہین لکہی سنہ ولادت و وفات کا بہی کچہہ ذکر نہین کیا۔ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر لائق و فائق تہے۔ مضامین تازہ خوب ملائش کرتے تہے۔ خوش فکر و خوش خیال تہے۔ تقریباً آپکا بہی انتقال ۱۳۰۵ھ ہجری مین واقع ہوا ہے۔

من اشعارہ الہندی

نہ گئی چشم سے آنسو کی روانی آخر	ولہ	رہ گئی صرف یہی یار کی نشانی آخر
ہنس پڑا باغ مین بیتابی بلبل کی دیکہہ		کہل گئی یار تری غنچہ دہانی آخر
موند کر آنکہہ کو کیا ذوق سے سویا تہا حبیب		نہ سنی حیف مری ہیچ کہانی آخر
دل بیدل کی یک تسلی کو		کچہہ تو اپنی نشانی دو جانان
گلبدن پہول کی مت توڑ تو ڈالی آری		دیکہہ ابہی شور کرین بلبل نالی آری

حسن۔ امیر حسن دہلوی

حسن تخلص۔ امیر حسن نام۔ نجم الدین لقب ہے۔ آپ میر علا سنجری کے فرزند ہین۔ آپکا مسقط الراس شہر دلی ہے۔ آپکی نشو و نما و تربیت و تعلیم بہی وہان کی آب و ہوا مین

ہوئی۔ عالم شباب کے ابتدا مین علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ شعر و شاعری کے
میدان مین سبقت کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین سخن سنجی کی قوت خداداد تھی۔ آپکا کلام
تصوف و تجرد و وحدت الوجود اور دنیاوی اسباب کی بے ثباتی پر شامل ہوتا ہے۔ صاحبان حال
کامل و بزرگان صاحب دل آپکے کلام کے سننے سے وجد کرتے ہین اور نیم بسمل کی طرح
تڑپتے ہین۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر و مست ہوتے ہین و مقام الست و بلی کے طرف
رجوع ہوتے ہین۔ آپ فطرةً زندمشرب و فقر طلب تھے۔ مرات الخیال کے مولف نے
تاریخ ہند سے نقل کیا کہ آپ مکارم اخلاق و لطافت و ظرافت و استقامت عقل مین
بے نظیر تھے۔ اور روش صوفیہ و تجرید و تفرید و بے تعلقی دنیا مین بے مثل تھے۔ رندانہ
مستغنیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور آپکی توبہ کا سبب یہہ لکھا کہ آپ ایکروز ایک نانبائی کی
دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً اُسروز قدوة السالکین حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہ
مع مریدین بازار سے گذر رہے تھے اور امیر خسرو بھی ہمراہ تھے۔ یکایک امیر کی نظر فقیر یعنی
حسن صاحب ترجمہ پر پڑی۔ امیر نے دیکھا کہ صورت زیبا لائق و قابل سلوک ہے۔ آگے
بڑہ کے خواجہ حسن صاحب ترجمہ سے سوال کیا کہ نان و کلچہ کسطرح بیچتا ہے۔ حسن نے جواب دیا کہ
روٹی کو ترازو کے پلڑے مین رکھتا ہون اور خریدار سے کہتا ہون کہ دوسرے پلڑے
مین زر قیمت رکھے۔ جب خریدار پلڑے مین زر رکھتا ہے اُسوقت اُسکو روٹی دیکر روانہ
کرتا ہون۔ امیر قدس سرہ نے کہا اگر خریدار مفلس ہو تو کیا صورت ہوگی۔ حسن نے
جواب دیا کہ اُس سے درد و نیاز قیمت لیتا ہون۔ امیر قدس سرہ آپکے جواب سے متعجب
ہوئے۔ واقعہ کی پوری کیفیت حضرت شیخ قدس سرہ کی خدمت مین گذارش کی۔ شیخ
قدس سرہ نے کچھہ جواب نہین دیا۔ لیکن حضرت کی توجہ باطن نے حسن کے دل پر جو اثر کیا

اُسیوقت حسن کا حال متغیر ہوا - اور درد طلب و امنگیر ہوا - فوراً نان بائی کی دوکان سے اُٹھکر حضرت کی خانقاہ مین آیا اور توبہ کی اور حضرت کی بیعت سے سرفراز ہوا - دیکھو حضرت کی توجہ تیر بہدف تھی - بزرگان دین و اہل اللہ کی نظر بے اثر نہین ہوتی ہے پیر ہون تو ایسے ہون - خدائے تعالی ہمکو ایسے بزرگون سے ملائے کہ ہم دُنیا و مافیہا سے سبکدوش ہو جائین - فی زمانا پیری مریدی کی نسبت اگرگویم مشکل و گرنگویم مشکل بامر لاچاری شق ثانی کو اختیار کرتا ہون - اور دم بخود رہتا ہون خدا ہم تمام کو نیک ہدایت کرے - بزرگان دین کی توجہ مؤثرہ کی بابت کسی شاعر نے کہا ہے ؎

آنرا کہ بدا نیم کہ او قابل عشق ست　　رمزے بنمائیم و دلش را بربائیم

آپ امیر خسرو کے معاصرین گویا دونون بزرگ سخنوری مین برادران توام ہین - اور دونون بمصداق ہذان لساحران فن شاعری مین جادوگر ہین -

بہارستان سخن کے مولف نے لکھا کہ امیر خسرو و امیر حسن مین باہم الفت و صحبت برادرانہ تھی - دونون شاہزادے سلطان محمد بن غیاث الدین بلبن کی ملازمت مین ملتان گئے - امیر خسرو شاہزادے کی مصحف داری پر خواجہ حسن دوات داری پر مامور تھے - شاہزادے کی شہادت کے بعد دہلی مین آئے - ملازمت کے زمانہ مین دونون ہم نوالہ و ہم پیالہ رہتے تھے - لیکن امیر حسن امیر خسرو پہ تقدم رکھتا تھا - تقدم کے مختلف اسباب ہین - امیر حسن کے قطعات و قصائد سلطان غیاث الدین بلبن کی مدح مین زائد ہین - اور امیر خسرو کے قصائد سلطان کی مدح مین کم ہین -

اور مولف مذکور نے یہہ بھی لکھا کہ خواجہ بعمر ۵۶ سالہ حوض شمسی کے کنارے شراب و کباب مین مصروف تھا کہ یکایک اسطرف حضرت شیخ نظام الدین اولیا کا گذر ہوا

خواجہ حسن نے آپکو دیکھ کے یہہ دو بیتین پڑہین ؎

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم　　گر ز صحبت ہا اثر بودے کجاست
زہد نان فسق از دل ما دور نکرد　　فسق ما یان بہتر از زہد شماست

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا صحبت مؤثر ہے۔ اگر حسن نیت سے ہو۔ کامیابی کا وقت پہنچ گیا تہا۔ فوراً شیخ کے قدمون پر گرا اور تمام گناہون سے توبہ کی۔ اور حضرت کے حلقۂ ارادت مین داخل ہوا۔ اور ایک غزل کہی اسکا مطلع یہہ ہے ؎

یک سر موئے ولت سفید نشد　　ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
اے حسن توبہ انگہی کردی　　کہ ترا قوت گناہ نماند

آپکی غزلین و قصائد دردآمیز و شور انگیز ہوتے ہین فصاحت و بلاغت کی خوبیان مضامین و معانی کی موشگافیان کلام سے ظاہر ہوتی ہین۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپنے ایک کتاب مسمی فوائد الفواد جو حضرت شیخ کے احوال اقوال پر مشتمل ہے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے لکہی ہے۔ رسالہ متانت لفاظ و لطافت معانی سے مرکب و مرتب ہے۔ نقل کرتے ہین کہ امیر خسرو رسالہ کی نسبت فرماتے تہے کاشکے اگر میری تمام تصانیف حسن کے نام ہوتین اور یہ کتاب میرے نام پر ہوتی تو بہتر ہوتا۔ اور مین اس سعادت ابدی سے مشرف ہوتا۔ اور دارین مین اس سعادت پر فخر کرتا۔ امیر خسرو کا یہہ کلام محبت و اتحاد کی وجہ سے ہے۔ خواجہ حسن صاحب ترجمہ شعر گوئی و روش شاعری مین سعدی شیرازی کی پیروی کرتا ہے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردست　　کہ اہل معنی گل چین ازان گلستانند

سعدی شیرازی کی پیروی کرنے سے آپکو سعدی ہندوستان کہتے تہے مولانا عبدالرحمن جامی نے

بہارستان میں لکھا کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی میں طرز خاص اختیار کیا ہے۔ اکثر قوافی تنگ اور ردیفیں نادر اختیار کیں۔ آپ کے کلام کی حالت مجتمعہ اگرچہ ظاہراً نظر میں آسان معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا کلام کہنے میں دشوار و مشکل ہوتا ہے۔ بنائے علیہ آپ کے کلام کو سہل ممتنع کہتے ہیں۔ ملک الشعرا شیخ فیضی کہتا تھا۔ امیر حسن آن سے وارد کہ عاشق آن نوا نشد۔ گو امیر خسرو یوسف زمان بود چنانچہ خود میفرماید ؎

اے حسن آراستیں نظم خود نوکن طراز	خاصہ این ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

انتہی کلامہ۔ لطائف اشرفی کے مولف نے لکھا کہ آپ ظریف الطبع و لطیف المزاج تھے۔ آپ جب مجلس احباب میں جلوہ افروز ہوتے تھے تب احباب کا جلسہ آپ کے وجود سے رونق پذیر ہوتا تھا۔ آپ کے لطائف و ظرائف سے احباب کو لطف فرہ حاصل ہوتا تھا۔ بحسب اتفاق خواجہ حسن کو بیماری لاحق ہوئی۔ عارضہ کی شدت سے بیہوش ہو گئے۔ چند احباب مثلاً امیر خسرو و منصور وغیرہم عیادت کے گئے اور آپکو آواز دیے کہ خواجہ صاحب کی بیماری شناسید ما کیانیم کہ آخر گفتند ما چہ کسانیم۔ خواجہ نے آنکھہ کہولکر کہا کہ کہ ما بندہ سخن و لئیم کی تمام آپ کے کلام ظرافت انجام سے محظوظ ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ایسے وقت میں بھی ظرافت کو ترک نہیں کیا۔ تاریخ فیروز شاہی کے مولف نے لکھا کہ میں نے لطیف المزاج سلیم الطبع و خوش اخلاق مثل خواجہ حسن کسیکو نہیں دیکھا۔ لطافت مزاج و خوش خلقی میں بے نظیر تھا سلاطین و امرا آپ کے ساتھ خاص توجہ رکتے تھے یعنے آپکے کمال و حسن لیاقت کے خریدار ہوتے تھے۔ آخر عمر میں جب سلطان محمد تغلق شاہ نے دہلی کو خراب کر کے دیوگڈہ دکن کو دارالسلطنت بنا کے دولت آباد نام سے موسوم کیا۔ تمام باشندگان دہلی حسب الحکم دیوگڈہ میں آئے۔ آپ بھی تمام کے ساتھ آئے۔ چند روز کے بعد خلد برین کو روانہ ہوئے

{مخدوم اولیا} تاریخ رحلت ہے۔ بحساب سال تھہ سو اٹہ تیس ہوتے ہین۔ اخبار الاصفیا کے مولف نے لکھا کہ ۱۱۳۷ھ ہجری۔ اور مرات الخیال کے مولف نے ۱۱۳۸ھ ہجری لکھا۔ سنہ رحلت بقول مرات الخیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ والعلم عند اللہ۔
روضہ خلد آباد مین قریب مقبرہ شاہ برہان الدین غریب و غیرہم مدفون ہوئے۔ دکن مین حسن شیر نام سے مشہور ہین۔ یہہ خرابی و تصحیف حسن شاعری کی ہے۔ آپ صاحب دیوان تہے آپکا دیوان ہندودکن و عرب و عجم کے کتبخانون مین موجود ہے۔ اب مین آپکے گلزار ہمیشہ بہار دیوان سے گلہائے رنگین و شگوفہائے شیرین انتخاب کرکے بطور گلدستہ ناظرین کی خدمت مین پیش کرتا ہون تاکہ اسکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر و تازہ کرین

ھوھذہ

باز دل سوئے سفر می بینم آن دلدار را
نیست از یار یکہ تنہا می گزارد یار را

گر ہمہ شب نالہ طالع نشوی چون سمہ
بگذر چو نسیم گل وقت سحرے بر پا

باز در زنجیر زلف دلبران آویختم
چون کنم جائے نمی یابم دل دیوانہ را

صبر من بیگانہ شد چون تو گشتی آشنا
آشنا ہر گہ برگرد و چہ غم بیگانہ را

خوبان اگر بدست رقیبان گرو بیند
گر و چمن برائے چہ بندند خارہا

طرہ از رویت نمیگردد جدا
کافران را نیست از آتش نجات

جرعۂ کز دست افتاد بر زمین
خون او ہفت آسمان را خونبہاست

یارب منجمے برسان تا بپرسمش
کان آفتاب شب بروم از آسمانِ کیست

زلف تو شفیع محشرم باد
ہرچند کہ نامہ ام سیاہ است

ساقی برم صبح مشکبار ست
عائب نشوی کہ با تو کار ست

چشمت سوئے من نمی شود باز	وله	جانان مگر از منت غبار است
بار باری کند اگر خواهد	وله	قصهٔ من هنوز بر اگر است
بوسم نامهٔ خود روز محشر	وله	که از خط سیاهش یادگار است
عشقبازان وگریزند و عیش سازان نگریند	وله	آنچه در فرہاد می بینم در پرویز نیست
از خط خونریز و از رخسار خویش گویا	وله	محضر ظالم به پیش پادشاه عادل است
سنگ را بر روئے خود زن آتشے در زن خویش		اے حسن این گفت دیوانگان عاقل است
روئے گل مین صفت روئے کسے با او هست	وله	بوئے حلقهٔ گیسوئے با وی هست
روشن چشم همه کس در مه نو حیران بود		چاشنئی خم ابروی کسے با وی است
گفتم ز باغ وصل تو بوئے بمن رسد	وله	آواز از در تو بر آمد که بار نیست
خال تو بر رخ جهان افروز	وله	هندوی آمد آفتاب پرست
آب مژه ما گذران شد ز سر ما	وله	نیکو مثل است نیکه هم نه ماست که بر ماست
خط کشیدی من شدم عاشق	وله	راستی مشک و عشق پنهان نیست
مرا بزور گرفتی برحمت بگذار	وله	که پادشاه بسے صید را گرفت و گذاشت
یار آوارگی همی خواهد	وله	رفتن حج بهانه افتاده است
بیستم خواهم شنوم کان لف را تا بی دهم	وله	زان مثل ترسم که در باب سگ تا به آمده است
ما گناهے نکرده ایم	وله	خوئے بد را بهانه بسیار است
دلم بردی و نتواختی هزار افسوس	وله	چنانکه دلبری هست دلنوازی نیست
مگر بتو نرسیده است کان بزرگ گفت	وله	میان ما و شما عشق هست و بازی نیست

فائدہ اس بیت میں شیخ فریدالدین کے کلام کی طرف تلمیح ہے یعنے ایکوقت

شیخ بہاء الدین کے طرف سے شیخ فرید الدین کی خدمت مین ایسی بات پہنچائی گئی کہ شیخ فرید الدین کے موافق نہ تہی - بعد مین شیخ بہاء الدین نے آپکی خدمت مین ایک معذرت نامہ بہیجا - اسمین یہہ ایک فقرہ تہا کہ ؎ میان ما و شما عشق بازی ہست ؎ شیخ فرید الدین نے جواب مین لکہا ؎ کہ میان ما و شما عشق بازی نیست ؎ الخ

رو بہشت ور بہشت بود خط چہ میکشی	وله	ای ظلم پیشہ خار منہ بر در بہشت
سروری کہ سایہ کرم از من دریغ داشت	وله	صبح سعادتست دم از من دریغ داشت
یارب ہمیشہ بر سر من پایدار باد		آن ابر رحمتی کہ نم از من دریغ داشت
گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چون رکاب		زان شہسوار من قدم از من دریغ داشت
گر شبی خوابی سگ کوئے خودم	وله	واللہ آن شب روز نیاز از من است
دلم گم شد درین مجلس بجای رفت	وله	لبش گیرم کہ پنہان کردہ اوست
روز من تو بر فروز شبم را تو نور بخش	وله	این کار تست کار مہ و آفتاب نیست
گفتی ترا چہ سود و چہ سود است در سماع		این آن سوالہاست کہ انرا جواب نیست
شب آمد و شنید کلام حسن ز دور	وله	گفتم پری مگر بفسون آمدن گرفت
نار گر با خندہ شیرین تو لافی زد	وله	ور دہانش باز نگذاریم دندانی درست
چشم بر ناظر بمنظور رہی منور کردہ اند	وله	تو تیای گرگ گرد راہ مستان بس بود
جان پیش کشم چو تو در آئی	وله	در خلوت دوست جان نگنجد
ہر چہ بغمزہ میکشی زندہ ہمیکنی بلب	وله	چشم تو جور میکند لعل تو داد میدہد
شیرین لبان کشند و نوازند یار ما		اندکتری نوازد و بسیار میکشد
حسن دعای تو گر مستجاب نیست مرنج		ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند

شیرین لبان کشند و نوازند یار ما	وله	اندک نوازد و بسیار می کشد
دلرا نسیم زلف تو مدهوش آورد	وله	جانرا شمائل تو به بیهوشی آورد
لعل تو ای نگار چه معجون حکمت است		گرچه خوانده ایم فراموشی آورد
گفتی چرا سخن نکنی چون بمن رسی		حیران جمال تو مدهوشی آورد
دل ربودی دگر چه خواهد شد	وله	راضی ام من بهرچه خواهد شد
دل نشد جان بسوخت این گم شد		شد نشد دگر چه خواهد شد
بخت برگشت یار برگردید		ای حسن زین بتر چه خواهد شد
سپهر من بزمین باشد همیشه پیش مه رویان	وله	مگر آنروز معذورم که در زیر زمین باشد
تحفهٔ هر دو جهان بردر او می آرند	وله	از من خسته سلامی و دعا هم برسد
ای چو گل خاسته خاری بکجا مرساد	وله	قرة العین منی عین کمالت مرساد
ای خضر یکبار دگر محمل بسوی روم کن	وله	روح اسکندر را بگو کان آب حیوان میبرد
بمکتبی که از رو میروی همه طفلان	وله	بغیر سورهٔ یوسف دگر نمی خوانند
مصلحت نیست که بیمارم پرسی ای خواجه حکیم	وله	هرکسی مصلحت خویش نکو میداند
خواهم که بی همه با تو چندان که دارم دسترس	وله	ای صبح دولت یکدمی با دوستان شو همنفس
فراق روی تو بسیار شد چه چاره کنم	وله	مگر لباس حیاتی که هست پاره کنم
گرفتم اینکه به بندم دهن زنالیدن		طپیدن دل بیچاره را چه چاره کنم
اگر گوئی بمیر اندر غم من	وله	عجب نبود که از شادی بمیرم
لب شیرین و غمزهٔ شوخت	وله	نسخهٔ صلح و جنگ می بینم
صلح کردم به بوسه و دهنت		جنگم و وقت تنگ می بینم

چگونه آدمی حیران نماند	وله	پری پیدا شده از نسل آدم
گفتم بفاخته که چه می نالی اینچنین	وله	گفتا که درس عشق تو تکرار می کنم
ای از شب گیسوی تو هر شب مرا قدری دگر	وله	پرده ز رخ یکسو فگن روز مرا نوروز کن
جا نخواهم جز بخاک کوی تو	وله	جان من نشنیدهٔ حب الوطن
خون شد دل دیوانه ام لفت بیا زینچنین	وله	آخر رسید افسانه ام شب در درازی همچنان
بس بار خوانده ام صفت دوزخ و بهشت	وله	دوزخ فراق تست بهشتم وصال تو
کباب گشت جگر بی می جگر گویم	وله	مرا جگر بده آن بادهٔ جگر گون ده
گفتی بداغ خاص بکرم کنم ترا	وله	این وعده را امید وفاست گر کنی
داغ گشتم از دیر رفتن تو	وله	داغ دیگر که دیر می آئی
سگ تو باشم و خاک درت شوم حکمم	وله	غلام حکم توام تا چه حکم فرمائی
بیا که بر همه خوبان شهنشاه توئی	وله	چو غنچه در صف گل صاحب کلاه توئی
ز دست تو بکه نالم ز نام حکم تر است		ز تو سوی که گریزم گریزگاه توئی

امیر حسن صاحب ترجمہ نے ایک مختصر مثنوی سلطان علاء الدین کی مدح میں لکھی تھی

من ۲۰ ابیاته

بیا ای گهر جوی دریای غیب	زر در هر چه داری برون کن ز جیب
چو آئی درین بندگی بنده وش	ز هر در چه باشد ترا پیشکش
طبق از ورق در از نظم خواه	درے در طبق نه بیا پیش شاه
زهی گلشن ملک را نونهال	بر آورده حضرت ذو الجلال
روان کرده از بهر میدان خویش	روان کرده از بهر احسان خویش

زخورشید برآسمان گوئے زرہ	زاز ریختن درزمین جوئے زرہ
برائے وبرایت برافراشتن	ترا ختم شد مملکت داشتن
توئی بر خلافت بحق دستیاب	یمین الخلافہ ازان شد خطاب
فریدون اگر کین کشید از دو مارہ	تو از صد فریدون برآری دمارہ

حاکم۔ حکیم بیگ خان لاہوری

حاکم تخلص۔ حکیم بیگ خان نام ہے۔ آپ شادمان خان ازبک کے فرزند ہیں۔ قاضی میر یوسف سراقی کے دختر زادے۔ شادمان خان عالمگیری بانہ میں بلخ سے ہند میں آئے۔ بادشاہی منصبداروں کے زمرہ میں شریک کئے گئے منصب ہفتصدی سے پنجہزاری تک ترقی کی۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے عہد میں منصب پنجہزاری ونوبت ونقارہ سے سربلند وممتاز تھے۔ اور لاہور میں سکونت پذیر تھے حکیم بیگ خان بھی فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے ابتدائے عہد میں منصب وخانی سے ممتاز ہوئے آخر آپ تارک الدنیا ہوئے اور فقیری کا دامن تھام لیا۔ کشمیر و دہلی میں سیاحی کی۔ اور حرمین شریفین کی زیارت کا مصمم ارادہ کیا۔ اولاً خود صاحب ترجمہ وشیخ نور العین واقف بٹالوی باہم ملکے دکن روانہ ہوئے۔ ۲۹ تاریخ ماہ رجب ۱۱۷۴ھ ہجری میں اورنگ آباد دکن میں وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی کے پاس فروکش ہوئے۔ آزاد آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے۔ مہمانداری بطور شائستہ ادا کی۔ ایک ہفتہ تک دونوں عزیز آزاد کے پاس مہمان رہے۔ ایک ہفتہ کے بعد دونوں بزرگ بندر سورت روانہ ہوئے۔ واقف بندر سورت میں بسبب بیماری لاحقہ

سکونت پذیر ہوا۔ اور حاکم صاحب ترجمہ جہاز مین سوار ہوکے روانہ ہوگیا مع الخیر والعافیہ حرمین شریفین مین پہنچ کے حج وزیارت سے فائز المرام ہوکے سورت مین مراجعت کی بتاریخ ۵ جمادی الاولی ۱۱۷۵ہ ہجری مین حاکم واقف اورنگ آباد مین داخل ہوئے آزاد دونون اعزہ کے ملنے سے بہت خوش ہوئے۔ اسوقت حاکم نے ایک مختصر تذکرہ شعرا لکھا۔ اوراس تذکرہ مین ان شعرا کو درج کیا جنکو دیکھا۔ تذکرہ کا نام تحفۃ المجالس تجویز کیا۔ آزاد بلگرامی نے کہا کہ اس کا نام مردم دیدہ رکھنا چاہئیے۔ تاکہ اسم بامسمیٰ ہوجائے۔ اور اسمین ایہام بھی ہے حاکم نے پسند کیا۔ اور یہی نام قرارداد ہوا۔ حاکم نے تکملہ نسخہ مین یہہ قطعہ منظوم کیا ؎

نسخہ تازہ کردہ ام تالیف	کہ ازو تازہ شد روان سخن
نام او کردہ مردم دیدہ	آنکہ بودہ است رازدان سخن
اسم سامی او غلام علی است	سرو آزاد بوستان سخن
نیست او دیگرے بملک دکن	نیست باللہ قدردان سخن
او وہدا و معنی و لفظم	او بود رمزدان سخن

جب حاکم تارک الدنیا ہوا تب سے شاہ عبدالحکیم ملقب ہوا۔ بتاریخ ۹ شوال ۱۱۷۵ہ ہجری مین اورنگ آباد سے بطریق سیر حیدرآباد گیا۔ سیر کرکے ۹ تاریخ ماہ صفر کو اورنگ آباد پہنچا دوسری تاریخ ربیع الاول ۱۱۷۶ہ ہجری مین حاکم وواقف ہند کو روانہ ہوئے۔ چونکہ مالوہ کا رستہ خوفناک تہا۔ احتیاطاً برار وچنپور کا رستہ اختیار کیا۔ اتفاقاً رستہ مین ایک واقعہ پیش آیا اورنگ آباد وبالاپور کے درمیان رہزنون نے دونون اعزہ کا مال واسباب لوٹ لئے۔ خیر گذری کہ

جان سلامت رہی- آخر دونوں اعزہ بمصیبت تمام بالاپور برار مین پہنچے- وہان سے
ایک خط قاصد کے ہاتہہ سے آزاد بلگرامی کے پاس بہیجا اور اپنا تمام واقعہ لکہا-
آزاد نے تہوڑا روپیہ بذریعہ ہنڈوی روانہ کیا- لیکن خرچ کافی نہین تہا- بالاپور سے
کہولاپور پہنچ گئے- پہر آزاد کے پاس ایک آدمی بہیجا- آزاد نے اسوقت خرچ
کافی بہیجدیا- دونون کہولاپور سے منازل قطع کرتے ہوئے مع الخیر و العافیہ
وطن مالوفہ پہنچے- حاکم نے خانپور ضلع ہوشیارپور توابع لاہور سے ایک خط آزاد کی خدمت
مین بہیجا- اور لکہا کہ ہم بتاریخ دوم شوال سنہ حال مع الخیر وطن مالوفہ پہنچے-
اعزہ و اقارب عیال و اطفال کو مع الخیر و العافیہ پائے- تمام کو دیکہنے سے دل کو سرور نہ
اور دیدہ کو نور حاصل ہوا- اسیطرح اعزہ نے بہی ہمارے دیکہنے کی بہت خوشی منائی- اور حضرت
واقف بہی خیر و خوبی کیساتہہ اپنے وطن مالوفہ بٹالہ مین پہنچ گئے- تم کلامہ-

حاکم کو تلمذ شاہ آفرین لاہوری سے تہا- خود شاگردی کا اظہار کرتا ہے ؎

حاکم بدا شتم سروسامان فکر و شعر — از فیض آفرین بسخن آشنا شدم

حاکم خوش طبع و خوش مزاج و ظریف تہا- ملا حامد لاہوری کے لڑکے کی ختنہ کی
تاریخ کہی- کہ ختنۂ ملا زادہ کہ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ حاکم نے مجہہ سے
مکرر ذکر کیا کہ مین اپنا دیوان سراج الدین علیخان آرزو کے پاس اس غرض سے لیگیا
کہ نظر اصلاح سے مطالعہ کرین اور کلام کے حسن و قبح سے مطلع فرمائین- اولاً انکار
فرمایا لیکن میرے اصرار سے نگہداشت کیا- اور دو مہینے کے بعد واپس بہیجا- جو
کچہہ خیال مین آیا حاشیہ پر لکہدیا- وارستہ سیالکوٹی نے اعتراضات کو دیکہا تو
ایک رسالہ مسمی بہ جواب شافی لکہا- آرزو کے اعتراضات فضول تہے- آرزو و حاکم کی

خوش خلاصی تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ باوجود منافسئہ شاعری دونون مین بدستور اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم تہا۔ آرزو مجمع النفائس مین حاکم کی تعریف کرتا ہے اور حاکم بہی مردم دیدہ مین آرزو کو نیکی کے ساتہہ یاد کرتا ہے۔ شعرا مین اس قسم کا خلوص کم دیکہا گیا۔ متقدمین علما و فضلا مین بہی باہم مسائل حکمیہ و فقہیہ مین مناظرے و مباحثے ہوتے تہے بایکدیگر بحث و تکرار بسا اوقات کرتے تہے۔ لیکن ان کے قلوب کدورت و کینہ سے صاف پاک ہوتے تہے باہم برادرانہ تعلق رکہتے تہے کبہی ایک دوسرے کی مذمت نہین کرتا تہا۔ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی۔ و علامہ سعدالدین تفتازانی امیر تیمور گورگان کے پاس تہے ایکروز دونون بتقریب شکار بادشاہ کے ہمرکاب ہوئے۔ سید کا عالم شباب تہا۔ اور تفتازانی کا عالم پیری و ضعیفی بادشاہ نے سید کے لئے گہوڑا تیز و چالاک و پیر بزرگ کے لئے لاغر و ضعیف تجویز کیا الغصہ امیر و دونون بزرگ گہوڑون پر سوار ہوئے سمرقند کے میدان پر فضا و صحرائے راحت افزا مین جولانی کرنے لگے۔ سید کا بادپا آگے بڑہتا تہا نہایت خوشی سے اچہلتا کودتا تہا۔ اور ملائے ضعیف کا سمند قدم آہستہ آہستہ قدم اُٹہاتا تہا۔ پیچہے پیچہے چلتا تہا۔ تیمور کبہی گہوڑا دوڑاتے ہوئے سید کے پاس جاتا تہا کبہی عقب مین تفتازانی کے پاس آتا تہا۔ تیمور نے امتحاناً کہ دونون بزرگون مین باہم خلوص ہے یا کینہ کہ اولاً تفتازانی سے آہستہ کہا دیکہو کہ جرجانی کسقدر غرور و تکبر سے گہوڑا دوڑا رہا ہے۔ تقدم و تاخر مین پاس ادب نہین کرتا ہے۔ تفتازانی نے امیر سے کہا غرور ہے نہ تکبر۔ سید جرجانی عالم و فضل و ہنر ہے۔ فی زمانہ جسکا نظیر نادر ہے گہوڑا خوش ہو رہا ہے جوش خوشی سے کود رہا ہے کہ مجہہ پر ایسا عالم فاضل جسکا مثل معدوم ہے

سوار ہے۔ اے بادشاہ گھوڑا جسقدر فخر کرے اُسکا فخر بجا ہے۔ پھر میر تیمور سید کے پاس آیا۔ اور آہستہ سے کہا دیکھئے تفتازانی سست قدم و پست دم پابو پر آہستہ آہستہ بروبا با بروبا با کہتے ہوے آرہا ہے۔ سید نے فرمایا اے بادشاہ علامہ کا پابو سست قدم نہین ہے نہ علامہ سست ہین۔ اس آہستگی و سستی کا اور ہی سبب ہے امیر نے کہا وہ کیا ہے سید نے کہا علامہ جامع العلوم و الفنون حاوی الحواشی و المتون ہے۔ علوم و فضائل کے ذخائر سے علامہ کی ذات گران بار ہوگئی ہے گران باری ایسی کہ اسپ قوی ہی متحمل نہین ہوسکتا ہے بنا علیہ آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ امیر تیمور دونون فاضلون کے خلوص و صفائے قلب سے واقف ہو کے بہت خوش ہوا۔ دونون کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور خدا کا شکریہ نہایت عاجزی و نیازمندی سے ادا کیا۔ کہ میرے زمانہ مین ایسے علما باصفا ہین۔ فی زماننا علما و مشائخ کی جو حالت ہے اظہر من الشمس ہے گزارش کی ضرورت نہین۔ ہر ایک انا و لاغیری کا دم بھرتا ہے۔ اور مدعی نیکی و ہنر کو ذلیل کرتا ہے۔ اور اپنی نمائش کا علم بلند کرتا ہے۔ اور اپنی گرم بازاری چاہتا ہے۔ میرے نزدیک علما کی یہہ حالت کس وجہ سے ہورہی ہے؟ وجہ یہہ ہے کہ ہر ایک ناقص العلم ہوتا ہے اگر کامل العلم ہوتا تو کبھی نمائش کی پیروی نکرتا۔ اور انا و لاغیری کا مدعی نبنتا الله جلشانہ ہم تمام کو اخلاص اخلاق کے رستہ پر لائے۔

اب مین جواب شافی سے دو ایک مثالین گزارش کرتا ہون

مثال اول۔ حاکم کہتا ہے ؎

غلط سازند مردم بعد ازین روزن گلخن	چنین گر مینوازم چشم حیران دود میخیزد

خانآرزو اعتراض کرتا ہے از روزن گلخن سے اگر در گلخن مراد ہے تو گلخن دروازہ

کو چاک رکھتی ہے اسکو روزن نہین کہہ سکتے۔ اگر اس سے دودکش ہندی مراد ہے تو وہ بھی بمعنی روزن گلخن نہین آیا ہے۔

وارستہ جواب دیتا ہے کہ اہل زبان کے محاورہ مین آیا ہے چنانچہ طاہر وحید کا قول شاہد حال ہے ؎

چو لالہ روزن گلخن بود گریبانم	ازین چہ سود کہ در باغ گشتہ اند مرا

دودکش کو محاورہ ہند کہنا۔ زبان دانی پر خاک ڈالنا ہے۔ اس لئے کہ وہ لفظ فارسی ہے۔ طاہر نصیر آبادی جو کبھی ہند مین نہین آیا۔ اُس نے اپنی نثر مسمی خوان خیال مین لکھا ہے "از دود عود دماغش پریشان می شد؛ در دودکش حمام مفاشش دائم" صاحب ابراہیم شاہی نے لکھا کہ دودکش۔ باورچیخانہ وحمام کے روزن کو کہتے ہین

مثال ثانی حالم ؎

گل کردہ تا ز شرق دل مطلع گر	خورشید شد ز شرم برنگ سہا گرہ

خان آرزو کہتا ہے۔ خورشید گرہ شد۔ غیر مانوس ہے۔ وارستہ جواب دیتا ہے کہ مانوس ہے اس لئے کہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

طوفان گرہ شدہ است مرا در دل غیور	تا مہر شرم بر لب اظہار ماندہ است

طوفان را گرہ زدہ کہنا غیر مانوس نہین ہے۔ گل رعنا کے مولف نے اس مقام مین دو سرا شعر دیوان صائب سے نظیراً پیش کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے گرہ زدن آفتاب مانوس ہے ؎

آہ سردے از لب سرکش کہ می گردد بلند	آفتابے در تہ دل چون سحر دارد گرہ

اسی طرح کے متعدد اعتراضات مع جوابات مذکور ہین۔ مین نے طوالت کی وجہ سے اسی قدر پر اکتفا کیا۔

شاہ عبد الحکیم حاکم صاحب تذکرہ آزاد سے بہت محبت و اتحاد رکھتا تھا۔ مردم دیدہ میں آزاد کو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

ز سد محنت و غربت نمود آزادم — در غلام علی شد مرا علی قاپی

علی قاپی صفاہان میں دولتخانہ صوفیہ کے سامنے ایک دروازہ کا نام ہے۔ قاپ ترکی میں دروازہ کو کہتے ہیں۔ یہہ دروازہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام پر بنوایا گیا۔ اور قرار داد ہوا تھا کہ جو کوئی اس دروازہ سے داخل ہو جائے آزاد و امان یافتہ ہوتا ہے۔ اگرچہ گناہگار واجب القتل ہو۔ گویا یہہ دروازہ دار الامن تھا۔ دروازہ مذکورہ کو کعبہ کا حکم دئے۔ گل رعنا کے مولف لچھمی نراین نے لکھا کہ نور العین واقف لاہوری کا خط بنام آزاد مورخہ اوائل محرم سنہ ۱۱۸۲ ہجری ملتان سے آیا اس سے معلوم ہوا کہ حاکم و واقف کشمیر میں نواب سربلند خان بہادر صوبہ کے پاس گئے مراجعت کیوقت مقام ٹھٹھہ میں حاکم بعارضہ ہچکی فوت ہوئے وہاں دفن کیا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۱۷۸ ہجری میں واقع ہوا۔ اب آپکے بوارق طبع گزارش کئے جاتے ہیں۔

من اشعارہ

بابروی نماید ترک چشمش کج کلاہیہا		کہ می نازند دائم بر بروت خود سپاہیہا
ہر کہ با دیوانگان پیوست ایمن از بلاست	وله	نیست بیم دزد ہرگز خانۂ زنجیر را
نمایم گر با سکندر کتاب سینۂ خود را	وله	شمارد فرد باطل صفحۂ آئینۂ خود را
بود در فقر لب بستن ز حرف مدعا واجب	وله	کنم از موی چینی خرقۂ پشمینۂ خود را
بر بام ماں بیازند از حرص نقد جان را	وله	دونا سناں شمارند بینند چو سنان را
صاحب سخن نہ بیند عیب از ضرر کثرت		افزونی نقطہ شد آرایش زبان را

کار من تنها ز درد دل نه می سوزد همان گذشت
نیست معلوم که جا او ز ما دل شدگان
مجنون چو مرد چاک گریبان بگل گذاشت
شد نقد عمر صرف در بند آن شکر فروش
نی بکار آتشم نی باد خزان کرد بگل
به گلستان ندیم گوشه زندانی را
ملامت کند ار سختی فلک با من
تا نگردد کهنه داغ عشق کی بخشد فروغ
بی تعلق می بود چالاک تر در راه دوست
نه بدرد آشنائی نه بعشق راه دارد
زمن باشد بعالم خاندان کفر و دین روشن
زنده در گور بی تو می سوزم
ناقه لیلی بصحرا رفت تا ای گردباد
خاکم نساخت سوختگان را هوای ابر
هلاک چشم تو با منکر و نکیر از ناز
اهل دولت نیز اظهار پریشانی کنند
در دل خیال چشم تو دائم بگردش است
در شادی و غم همدم تو با تو شریک است
بتان نه شکر بوسی نه زهر دشنامی

درد اگر این است می باید مرا از جان گذشت
اینقدر هست که در کوی تو غوغائی هست
داغش بلاله دامن صحرا بما رسید
در کیسه زر نماند چه سودا بما رسید
آنچه با بلبل من حسرت بیباکی کرد
کمن ز دام برای خدا مرا آزاد
ززهی که آب شود کی غم محک دارد
شمع کم پرتو دهد چون تازه روشن میشود
با برهنه هر که گردید است بهتر می رود
بچکار آید این دل که کسی نگاه دارد
دلم شمعی است کاندر کعبه و بتخانه می سوزد
همچو اخگر بر سر خاکستر
می برد گر رشت خاک ما هم از پی زود باش
حالم بیک نسیم دگرگون شود چو شمع
دهد بگوشه ابر و جواب در نه خاک
با وجود زر لباس پاره در بر داشت گل
مانند آن مریض که حاجی کند بدل
کی خنده بیک لب کنی و گریه بیک چشم
هزار شکر که شرمنده شما نشدم

سوخت برق جلوہ آن سر قدتا پیکرم	چشم قمری می شود آئینہ از خاکسترم
دل دیوانہ ام شاید بتقریبے بیاساید	بیا از زلف و شبہا بخود افسانہ دارم
بزیر خون مرا از دام کن آزاد	بیا برائے خدا کن ازین دو کار یکے
ظہور کون زنیرنگ حادث است	ہزار رنگ برآید گل و بہار یکے

حیاتی - کاشی مرزا حیاتی

حیاتی تخلص - مرزا حیاتی نام کاشانی الاصل تہا - میر غلام آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین لکہا کہ شاعر شیرین ابیات و میر آب چشمہ حیات ہے - ابتدا مین سقائی تخلص کرتا تہا - الحاد و زندقہ کیطرف مائل ہوتا تہا ملاحدہ و زنادیق کی مصاحبت مین ایسی ترقی کی تہی کہ ملاحدہ کا افسر مانا جاتا تہا - عاشقانہ مزاج رکہتا تہا - ایک اوف کے لڑکے حسین پر فریفتہ ہو کے اُسکے ہمراہ کاشان سے قزوین کو گیا - مدت دراز تک وہان ملاحدہ کے ساتہہ ہم نوالہ و ہم پیالہ رہا - اہل کاشان نے اس فرقہ کی ایک جماعت کو مع چند ارباب زندقہ و الحاد شاہ طہماسپ صفوی کے حضور مین لیگئے - تمام حسب الحکم شاہی ہنراباب و مقید ہوئے - تقریبا دو سال تک شکنجہ حبس عذاب مین گرفتار رہے - حیاتی بہی انکے ساتہہ رنج و بلا مین مبتلا رہا - دو سال کے بعد شکنجہ قید سے رہائی پاکے شیراز گیا دو سال تک وہان بسر کیا - پہر ۹۸۶ھ نوسو چہیاسی ہجری مین اپنے وطن مالوفہ کاشان مین پہنچا - الحاد و زندقہ سے توبہ کی - دین نبوی کا حلقہ بگوش بنا - تہوڑے زمانہ کے بعد کاشان سے بطریق سیر دکن مین آیا - اور احمد نگر مین نظام بحری کی ملازمت مین رہا - خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرتا رہا تہا کہ کسی مقرب مصاحب نے جہانگیر بادشاہ ہند کے

حضور میں حیاتی کی تعریف کی۔ بادشاہ اسکے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اور اسکی طلبی کا حکم صادر فرمایا۔ حیاتی احمدنگر سے حسب الحکم درگاہ بادشاہ میں حاضر ہوا۔ شاہانہ عواطف سے سرفراز۔ و خلعت و انعام سے سربلند ہوئے ۱۰۱۹ ہجری میں تغلق نامہ مولفہ امیر خسرو بادشاہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ بادشاہ مثنوی مذکور کے دیکھنے سے بہت محظوظ ہوا۔ لیکن کتاب ناقص تھی ایک داستان اسمیں سے مفقود تھا۔ بادشاہی شعرا اس داستان مفقود کے نظم کرنے پر مامور کئے گئے۔ ہر ایک نے اپنے نتائج طبع کو پیش کیا۔ اُن تمام سے حیاتی کی نظم زیادہ مقبول ہوئی۔ بادشاہی حکم ہوا کہ حیاتی کو زر سُرخ و سفید میں وزن کریں۔ حیاتی تولا گیا وزن و سنگ میں چھہ خریطہ ترازو کے پلڑے میں آئے ہر ایک خریطہ ہزار اشرفی و روپیہ پر شامل تھا۔ یہ تمام زر سفید و سُرخ حیاتی کو دیا گیا۔ حیاتی مالا مال ہو گیا سعیدائے گیلانی نے اس واقعہ کی تاریخ کہی ہو ہذہ ؎

چون حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر	بادشاہ عادل گستر شاہ گردون اقتدار
شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ	آفتاب ہفت کشور سایۂ پروردگار
بہر تاریخش بروے کفۂ میزان چرخ	شاعر سنجیدۂ شاہی رقم زد روزگار

کسی تذکرہ میں آپکا سنہ وفات کا ذکر نہیں دیکھا گیا۔ تقریباً آپکا انتقال ۱۰۵۳ سنہ ہجری میں ہوا۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

من بوارق طبعہ

فغان کہ بخشش جانان بان مقام رسید	کہ ہر کہ کرد گنہ از من انتقام کشید
خاک کوئے تو ز سیل قطرہ پر نم کردیم	تا غبارے بتو از رہگذر ما نرسد
در بلائے عاشقی دل یاری من میکند	جان فدائے او کہ جانب داری من میکند

در دل من درد افزودی بگوئی بسال
می نمایم شاد خود را گرچہ می میرم جورہ
بہر شوخی کو نداند دوستی در اصل حکایت
بے لعل تو گر خون رود از چشم تر من
ترسم کہ شود یار بچنین بخیر شود شاد

آتشے در جانم افگندی و می گوئی مسوز
تا نیاید رحم در خاطر جفا کار مرا
خلق را با خود جیاتی از چہ دشمن کردہ
شادم کہ نیاید دگرے در نظر من
اے باد مکن جانب آن کو خبر من

حافظ خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی

تمہید ذکر خواجہ حافظ

چونکہ خواجہ حافظ شیرازی حسب الطلب محمود شاہ بہمنی دکن مین آنیکے لئے مستعد ہوے تہے بہمنی نے زاد وراحلہ کے لئے دس ہزار ہن جو مساوی پینتیس ہزار روپیہ سکہ انگریزی ہوتے ہین بہیجدیا تہا اور آپ جہاز پر سوار ہوئے کہ یکایک باد مخالف شروع ہوئی آپ بندر ہرمز مین جہاز سے اُترکے بہ بہانہ ملاقات یاران مقام لار مین چلے گئے ۔ اور دکن کا ارادہ فسخ کردیا اور ایک غزل لکہہ کے میر فضل اللہ انجو کے پاس بہیجدی ۔ چنانچہ تمام واقعہ ذیل مین مذکور کیا جاتا ہے بنائے علیہ ایسا ہی مولانا جلال الدین دوانی و مولانا عبد الرحمن جامی کو بہی خواجہ محمود گاوان نے مدرسہ بیدر کی تدریس کے لئے طلب کیا تہا لیکن یہہ بزرگ بسبب ضعیفی و فاصلہ بعیدہ نہین آئے ۔ معذرت نامہ بہیجدیا اور خواجہ سے مراسلت کا سلسلہ جاری رکہا ۔ دوانی نے ہیاکل النور کی شرح لکہی اور اسکا دیباچہ خواجہ کے نام سے معنون کیا ۔ اگرچہ علمائے ثلاثہ دکن مین نہین آئے لیکن آنے کے لئے مستعد ہوگئے تہے ۔ موانع ایسے ہوئے کہ آنے سے معذور رہ گئے

دکن کے سلاطین سے انکا تعلق رہا۔ بنائے علیہ انکا ذکر تذکرہ شعرائے دکن مین کرنا واجب ہوا

ھو ھذہ

حافظ تخلص - خواجہ حافظ نام شمس الدین لقب ہے۔ آپکے والد خواجہ بہاء الدین تاجر پیشہ تہے۔ تاجرون مین بزرگ تاجر شمار کئے جاتے تہے۔ آپکے والدنے جب اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ تب کئی فرزند لڑکے اور لڑکیان وارث چہوڑ گئے بعد ازان تمام مال و اسباب باہم وارثون مین تقسیم ہو گیا۔ جو کچھہ مال و اسباب زمین کو ملا تہا تہوڑی ہی مدت مین خورد و برد ہو گیا۔ اور تمام اعزہ پراگندہ ہو گئے۔ صرف خواجہ صاحب کی والدہ رہگئی۔ اور خواجہ صاحب بوجہ خورد سالی مان کے سایۂ آغوش مین رہگئے۔ جو کچھہ ذخیرہ موروثی پاس تہا اُس سے گذراوقات کرتے رہے۔ چند روز مین پاس کا سرمایہ صرف ہو گیا درجہ مفلسی کو پہنچ گئے۔ فاقون کی نوبت آئی۔ مان نے آپ کو کسی صاحب مال کے پاس رکہدیا کہ وہ آپسے اپنا کام لیتا رہے اور آپکو کہانا و پارچہ دیتا رہے۔ آپ چند روز کے بعد وہان سے ترک تعلق کرکے کسی نان بائی کے پاس خمیر بنانے وغیرہ کامون پر مقرر ہوئے رات کو خمیر بنانیکا کام کرتے تہے صبح اپنی اجرت لیکے چلتے ہوتے تہے۔ آپ سن شعور کو پہنچ گئے تہے کہ آپکے دل مین پڑہنے لکہنے کا شوق پیدا ہوا۔ مدرسہ مین داخل ہوکے پڑہنے لگے۔ آپ کو جو کچھہ اجرت ملتی تہی اُسکے تین حصے کرتے تہے۔ ایک حصہ والدہ کو دوسرا اُستاد کو تیسرا فقرا کو دیتے تہے۔ چند مدت مین کتب عربیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی۔ اور قرآن شریف کو بہی حفظ کرلیا۔ آپکی طبیعت فطرۃً موزون تہی سخن سنجی سے مناسبت واقع ہوی تہی۔ جوش طبیعت سے کلام موزون کرنے لگے۔ مگر آپکے اشعار بعض درست و بعض نادرست ہوتے تہے۔ آپ لیرانہ مشاعرون مین جاتے تہے بیدشرک

اپنے کلام کو سُناتے تھے۔ ارباب مجلس سنجیدہ کی داد دیتے اور غیر سنجیدہ پر قہقہہ لگاتے تھے۔ آپ کچھہ پروا نہیں کرتے تھے۔ لوگ آپکو جلسوں مین بلاتے خوش طبعی و دل لگی سے لطف و مزہ اُٹھاتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ کی لیاقت و استعداد ایسی بڑہ گئی کہ لوگ آپکے کلام کو سنکے حیران ہوتے تھے۔ پھر آپکی شاعری و سخن سنجی کا تذکرہ اطراف آفاق مین پھیل گیا۔ امراو سلاطین آپ کی ملاقات و دیدار کے مشتاق ہوئے اور خطوط طلب بھیجنے لگے اُسوقت شاہ ابواسحق انجو شیراز مین حکمرانی کرتا تھا۔ عالم فاضل تھا۔ علما و شعرا کا بڑا قدر دان تھا۔ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ آپ بہی اُسکے احسان مند تھے۔ اکثر اشعار مین اسکی مدح سرائی فرماتے ہین۔ اسیطرح اور بہی بادشاہ یکے بعد دیگرے آپ کی قدر کرتے رہے۔ جب تیمور نے سلطان منصور حاکم شیراز پر فتح پائی۔ اور منصور قتل ہو گیا تو اُسوقت تیمور نے خواجہ حافظ صاحب ترجمہ کو بلایا۔ اور کہا کہ مین نے سمرقند و بخارا کو بزور شمشیر مسخر کیا۔ اور ہزار ہا بنی آدم کو تسخیر کے معرکون مین تہ تیغ کیا۔ آپ میرے ملک مفتوحہ معمورہ کو معشوق کے خال سیاہ کو عطا کرتے ہین۔ آپنے فوراً جواب مین کہا کہ انہین بیجا و فضول اخراجات کی وجہ سے تہیدست و مفلس ہو گیا ہون فقر و فاقہ مین بسر کرتا ہون تیمور آپ کے جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور آپکو شاہانہ عطا سے سرفراز فرمایا۔ سلطان احمد بن اویس جو جامع کمالات تھا آپکو بغداد مین بلایا آپکو شیراز کی سیر اور شادابی نے شیراز سے نکلنے نہین دیا۔ آپ سیرگاہ مصلّی و رکنا آباد کی پرفضا میدانون پر فریفتہ تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎ نمی دہند اجازت مرا بہ سیر و سفر ٭ نسیم باد مُصلّے و آب رکناباد

آخر آپ بغداد نہین گئے۔ ایک غزل سلطان کے پاس بہیجدی۔ جسکا مطلع یہہ ہے

؎ احمد اللہ علی معدلۃ السلطان ٭ احمد شیخ اویس حسن ایلخانی ٭ الخ

اسیطرح سلطان محمود شاہ بہمنی جو دکن مین حکمرانی کررہا تہا۔ عالم فاضل تہا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ۔ شعرائے عرب و عجم کے لئے مزد قدم و شست ہر جب دستور بہمنیہ مقرر کیا تہا کہ جو شاعر عرب یا عجم سے آئے ایک ہزار ہن دیا جائے۔ ہفت اقلیم وغیرہ تذکرہ نویسون نے لکہا کہ آپکو بہی دکن کی سیر کا شوق ہوا۔ مگر یہہ شوق خیالی تہا۔ میر فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی کو جو محمود کے دربار کا صدر تہا آپکے خیال کی خبر پہنچی تو میر نے ایک ہزار ہن آپکے لئے زاد و راحلہ بہیجکر آپکو تشریف آوری کے بابت لکہا آپنے زر مرسلہ سے کچہہ قم ادائے قرض مین صرف کی۔ اور کچہہ اعزہ و اقربا کو دی۔ اور باقی رقم سے زاد و راحلہ کا سامان مہیا کرکے شیراز سے نکلے۔ اور مقام لاہور مین پہنچے۔ وہان ایک دوست سے ملاقات ہوئی جسکا مال و اسباب رہزنون نے لوٹ لیا تہا۔ آپنے بقیہ زاد و راحلہ اُسکو دیدیا۔ اور خود تہیدست ہوگئے۔ اور متردد ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ وہان اتفاقاً خواجہ زین العابدین ہمدانی و خواجہ محمد گازرونی تاجرون سے ملاقات ہوئی۔ دونون ہندوستان آرہے تہے۔ دونون از روئے ہمدردی آپکے اخراجات کے کفیل ہوئے آپ محمود شاہی جہاز پر جو ہرمز مین آیا تہا سوار ہوئے۔ سوء اتفاق سے طوفانی ہوا چلنے لگی۔ آپ گہبرائے۔ اور جہاز سے اُتر گئے۔ اور اہل جہاز سے کہا کہ بین اللہ ہین بعض احباب سے ملکر آتا ہون۔ چلدئے۔ اور یہہ غزل لکہکے شاہ فضل اللہ انجو کے پاس بہیجدی۔ غزل یہہ ہے ؎

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد	بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است	کلاہ دلکش است اما بدردسر نمی ارزد
بکوئے میفروشانش بجامے در نمی گیرند	زہے سجادہ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد

بس آسان ہی نمود اول عجم دریا بہ بوئے دُر　　غلط کردم کہ یک موج حبش صد من بر نمی آرد

فضل اللہ نے آپکی یہہ غزل محمود شاہ کی خدمت مین پیش کی اور تمام واقعہ مذکورہ الصدر کا ماجرا بیان کیا۔ بہمنی نے سنکے فرمایا کہ اگرچہ حضرت یہان تشریف نہین لائے لیکن دکن کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہو چکے تہے موانع کی وجہ سے نہین آئے ہم کو حضرت کی خدمت کرنی چاہئیے۔ حکم دیا کہ ایک ہزار ہُن نقد و دیگر مصنوعات ہند خرید کے ملا محمد قاسم مشہدی کے ہمراہ روانہ کرین حسب الحکم میر فضل اللہ انجو نے ملا مشہدی کو مع زر نقد و تحفہائے ہندی حضرت خواجہ کی خدمت مین روانہ فرمایا۔ سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر حاکم بنگالہ نے بہی خواجہ صاحب کو بلایا تہا اور ایک مصرع طرح کا بہیجا تہا۔ وہ یہہ ہے ؎ ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود آپ نے اسطرح پر غزل لکہہ بہیجی۔

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود	وین بحث با ثلاثۂ غسالہ می رود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند پارسی کہ بنگالہ می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث الدین	غافل مشو کہ کار تو از نالہ می رود

خواجہ صاحب نے ۷۹۲ھ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ آپ کو زندگی مین مصلیٰ و رکن آباد کی آب ہوا و میدان پر فضا مرغوب و محبوب تہا۔ اسلئے مصلیٰ کے ایک ٹیلہ پر دفن ہو گئے۔ اور کسی ادیب معنی رس نے آپ کی وفات کی تاریخ خاک مصلیٰ کہی اسمین از روئے حساب جمل ۷۹۲ کے عدد و کمی بیشی ہے۔ بہارستان کے مولف نے لکہا کہ میرزا محمد معمائی صدر بابری نے آپکا مقبرہ بنوایا اور اسپر بیشمار زر خرچ کیا۔ چنانچہ اب تک موجود ہے شیراز والے آپکے مقبرہ کی وجہ سے اس مقام کا نام حافظیہ مشہور ہو گیا ہے

ہفتہ مین بروز پنجشنبہ لوگ زیارت و سیر کے لئے وہان جاتے ہین۔ آپکی زیارت کرتے ہین قبر پر حسن اعتقاد سے چادر و پہول چڑہاتے ہین۔ عمدہ عمدہ کہانے پکاتے ہین۔ کہاتے پیتے ہین اور غربا کو بہی کہلاتے پلاتے ہین۔ دن تمام وہان بسر کرتے ہین ہمیشہ ہر پنجشنبہ کو آپکے مرقد مقدس پر خلائق کا ہجوم رہتا ہے۔ ارباب حاجت حسن ارادت سے اعانت کرتے ہین۔ آپ کو خداتعالی نے حیات و ممات مین قبولیت عامہ نصیب کی مشائخ برہانپور کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ آپ صاحب اولاد تہے۔ آپکے صاحبزادے شاہ نعمان بہاء الدین ہندوستان آئے۔ اور مقام برہانپور و اسیر مین سکونت پذیر رہے آخر مقام برہانپور مین فوت ہوئے۔ مقام نعلچہ جو اسیر و برہانپور کے درمیان واقع ہے مدفون ہوئے۔ خواجہ ہاشم مجددی نقشبندی آپکا مرید تہا۔ آپ جب کبہی آگرہ یا دہلی جاتے تہے تب خواجہ کو اپنا جانشین کرکے جاتے تہے۔ انتہی کلامہ

آپ کی علمی لیاقت کی کیفیت اگرچہ تذکرہ نویسون نے مفصل نہین لکہی۔ لیکن آپکے کلام بلاغت نظام سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عالم فاضل و ادیب کامل تہے۔ نظم و نثر عربی و فارسی لکہنے پر قدرت کاملہ و ملکۂ تامہ رکہتے تہے۔ دیوان مین اکثر اشعار عربی موجود ہین اور جابجا عربی جملے مذکور ہین۔ حافظ قرآن تہے۔ اور قرآن کو خوب سمجہتے تہے۔ عربی و فارسی کے محاورات سے خوب واقف تہے۔ آزادانہ رہتے تہے۔ زندمشرب تہے دنیا و مافیہا سے دور۔ متوکل علی اللہ تہے اور ما حضر ما حصل پر قانع و صابر تہے۔ آز پرست و نفس پرست نہین تہے۔ تونگرانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ سرو سہی کی طرح آزاد رہتے تہے سلاطین و امراسے کم ملتے تہے۔ لیکن امرا و سلاطین آپ سے حسن عقیدت رکہتے تہے اور آپکی ملازمت و خدمت کے مشتاق رہتے تہے۔ چنانچہ محمود شاہ بہمنی وغیرہ کی استدعائے قدوم کا ذکر

صدر مین مذکور ہو چکا ہے اب اعادہ کی ضرورت نہین۔ آپ غزل گوئی مین مستند مانے جاتے ہین۔ بیشک آپکی غزلین سوز و گداز۔ و فراق و وصال اور معشوق کے خد و خال۔ و شراب کباب نغمہ رباب اور حسن و عشق و مستی و رندی و دنیا کی بیوفائی اور زمانہ کی بے اعتباری وغیرہا مضامین پر شامل ہوتی ہین۔ اور آپ ان مضامین کو غزلون مین ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب و ترکیب دیتے ہین کہ سامعین وجد کرتے ہین۔ اور حال سے بیحال و خودی سے بیخود ہو جاتے ہین۔

آپ حسن اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ ظریف الطبع و سلیم المزاج رند مشرب صوفی مذہب تھے۔ صلح کل کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔ شراب محبت کی نشہ مین ہمیشہ مست رہتے تھے مدت العمر کسی حاکم یا رئیس کی نوکری اختیار نہین کی ہمیشہ آزادانہ بے نیازانہ رہے سلاطین وقت آپکی خدمت مین ہزارہا روپے اعانتہً بھیجتے تھے۔ آپ تمام نائے و نوش مین صرف کر دیتے تھے۔ فقرا و احباب اعزہ کو بھی عطا فرماتے تھے۔ چونکہ آپکا کلام جامع اسرار ہے۔ لوگ اکثر آپ کے کلام سے فال لیتے ہین۔ حسب اتفاق و موقع فال مین ایسا شعر بر آمد ہو جاتا ہے کہ صاحب فال کو شعر کے مضمون سے تسلی ہوتی ہے۔ غالباً صاحب فال کو کامیابی حسب خواہش ہو جاتی ہے۔ بناءً علیہ آپکا لقب لسان الغیب مشہور ہوا۔ خزانہ عامرہ و بہارستان سخن وغیرہ مین بھی وجہ تسمیہ بتلایا گیا ہے۔

آپکا دیوان متداول ہے۔ ہر ایک جوان و پیر و نو آموزان صغیر و کبیر واقف ہین یہان زیادہ اشعار کے بیان کی ضرورت نہین ہے۔ مگر دیوان مذکور ون سے چند اشعار بطور نمونہ گذارش کرتا ہون۔ تاکہ یہہ تذکرہ کلام سراسر الہام سے محروم نہو جائے۔

من اشعاره الفارسی

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را — دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا

ده روزه مهر گردون افسانه ایست و افسون — نیکی بجائے یاران فرصت شمار یارا

ای صاحب کرامت شکرانهٔ سلامت — روزے تفقدی کن درویش بینوا را

در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

آئینه سکندر جام جم ست بنگر — تا بر تو عرض دارد احوال ملک دارا

گر مطرب حریفان این پارسی بخواند — در رقص حالت آرد پیران پارسا را

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کاین کیمیائے هستی قارون کند گدا را

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند — ساقی بده بشارت پیران پارسا را

وله

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را — بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت — کنار آب رکناباد و گلگشت مصلّا را

حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو — که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را

نصیحت گوش کن جانا که از جان دوست‌تر دارند — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی — جواب تلخ می‌زیبد لب لعل شکرخا را

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ — که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

وله

شب از مطرب که دل خوش باد وی را — شنیدم ناله جانسوز نے را

چنان در جان من سوزش اثر کرد — که بے رقت ندیدم هیچ شے را

حریفے بُد مرا ساقی که هر دم — ز زلف و رخ نمودی شمس و دی را

حماک الله من شر النوائب — جزاک الله فی الدارین خیراً

چو بیخود گشت حافظ کی شمارد — بیکجو مملکت کاوس و کی را

وله

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را — که سر بکوه و بیابان تو داده ما را

شکر فروش که عمرش دراز باد چرا — تفقدی نکند طوطی شکرخا را

غرور حسن اجازت مگر ندادی گل — که پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

بحسن خلق توان کرد صید اهل نظر — به بند و دام نگیرند مرغ دانا را

ندانم از چه سبب رنگ آشنائی نیست — سهی قدان سیه چشم ماه سیما را

در آسمان چه عجب گر بگفته حافظ — سماع زهره برقص آورد مسیحا را

وله

می دمد صبح و کله بست سحاب — الصبوح الصبوح یا اصحاب

می چکد ژاله بر رخ لاله — المدام المدام یا احباب

چون سکندر حیات اگر طلبی — لب لعل نگار را دریاب

وله

اگر بلطف بخوانی مزید الطافست — وگر بقهر برانی درون ما صافست

بیان وصف تو گفتن نه حد امکانست — چرا که وصف تو بیرون ز حد اوصافست

وله

حسن تو همیشه در فزون باد — رویت همه سال لاله گون باد

هر کس که بهجر تو نسازد — از حلقهٔ وصل تو برون باد

وله

این چه شوریست که در دور قمر می بینم — همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

هر کسی روز بهی می طلبد از ایام — مشکل آنست که هر روز بتر می بینم

ابلهان را همه شربت ز گلابست و قندست — قوت دانا همه از خون جگر می بینم

اسب تازی شده مجروح بزیر پالان — طوق زرین همه در گردن خر می بینم

وله

دلبر جانان من برد دل و جان من — برد دل و جان من دلبر جانان من

زنده شود جان من از لب جانان من	ولہ	از لب جانان من زنده شود جان من
انی رأیت دهراً من هجرک القیامة		از خون دل نوشتم نزدیک یار نامه
من جرّب المجرّب حلّت بہ الندامة		هرچند کازمودم از وے نبود سودم
خون بایدت خورد در گاه و بیگاه		عاشق مخمور غم وصل خواہی

ردیف خا

خلیل - مرزا خلیل خان لاری

خلیل تخلص - مرزا خلیل خان نام - آپ عبدالرزاق خان لاری تاناشاہی کے فرزند ہین - عبدالرزاق رکن السلطنت و رکن اعظم تاناشاہی تہے - یہہ ہی عبدالرزاق ہین جو گولکنڈہ کے معرکہ مین شمشیر بکف ہوکے عالمگیری فوج کو درہم برہم کرتا تہا - بڑا بہادر و دلیر تہا - عالمگیر آپکی دلیری و بہادری دیکہہ کے فریفتہ ہوتا تہا - سپہ سالارون کو تاکید کی جسطرح ممکن ہو لاری کو زندہ گرفتار کرکے لاؤ - لاری معرکہ مین پیاپے زخمون سے خستہ شکستہ ہو رہا تہا - آخر عالمگیری سپاہ نے اسکو زندہ گرفتار کرکے لائے -

عالمگیر نے لاری سے اپنی ملازمت کی درخواست کی - لاری نے قبول نہین کیا - کہا مین تاناشاہ کا نمک خوار ہون نوکری کرونگا تو اسکی کرونگا - ہرچند کہ کہا گیا قبول نہین کیا عالمگیر نے اسکا علاج جراحان ہوشیار سے کرایا - زخمون سے صحت پائی - عالمگیر سے وطن جانیکی رخصت طلب کی عالمگیر نے رخصت منظور کی - اور جاتے وقت یہہ کہا کہ آپ وطن سے ایکہزار لاری سپہ نفر کرکے بہیجدو - لاری نے وطن سے اپنے فرزند عبدالکریم خان کو مع ایکہزار لاری ملازم کرکے بہیجدیے - خلیل خان صاحب ترجمہ اسی بزرگ کی اولاد مین ہین - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ مرزا خلیل خان زمانہ کی گردش سے

نہایت پریشان حال تھے مشکل سے زندگی بسر کرتے رہے ۔ حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے انتہائی کلامہ ۔ آپکو شعر و شاعری سے مناسبت ہے ۔ موزون الطبع تھے فارسی وہندی مین اشعار موزون فرماتے تھے ۔

من اشعارہ

خوش آمدے وخوش آمدم از خوش آمد تو	ہزار بار بمنت کنم خوش آمد تو
بدان خوش آمد لہائے ما ہمہ این است	خدا نصیب کند انچہ ہست خوش آمد تو
ز دل خوشی تو ما دل خوشیم وخرم وشاد	خوش آمدہ ہمہ لہاست در خوشامد تو
ترا ہر انچہ خوش آمد ہمان خوش آمد ماست	خوشیم ما و خوش آمد ہمان خوش آمد تو
خلیل سکہ خوش آمد خوش آمد تو مرا	خوش آمدم بود ہر لحظہ در خوش آمد تو

آخر آپنے حیدرآباد مین اس جہان فانی سے دار عقبی کیطرف رحلت کی ۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا ۔

سید مظفر مدار المہام ابوالحسن تاناشاہ کے فرزند کا نام بھی خلیل خان تھا ۔ بعض تذکرہ نویسون نے دونون مین فرق نہین کیا ۔ واقع مین خلیل خان دونون تھے ۔ ایک خلیل خان لاری دوسرا خلیل خان ماثر ندرانی ہے ۔

ماثر ندرانی عالمگیری منصبدارون مین ملازم ہوگیا اور لاری حیدرآباد ہی مین رہا ۔ عالمگیر کی ملازمت مثل جد و پدر پسند نہین کی ۔ اور یہی کہتا تھا کہ ہم مدت العمر تاناشاہ کے نمکخوار رہے ۔ اب ہماری ہمت وغیرت اسبات کو قبول نہین کرتی کہ ہمارا آقا قید خانہ مین رہے اور ہم آقا کے مخالف کی نوکری کرین ۔ ہمارے نزدیک ایسی نوکری سے بیکاری مین بسر کرنا ہزار درجہ بہتر ہے ۔ سوائے غزل مرقوم الصدر کے کچھ اشعار دستیاب نہین ہوئے ۔

زمانہ ماضیہ مین اہل دکن وضعداری و وفا شعاری - دلیری و دلاوری مین مشہور و معروف تھے - اور خود کو آقائے نامدار کے خانہ زاد سمجھتے تھے - جان نثاری مین سر مو فرق نہین کرتے تھے - میدان معرکہ مین پس پا ہونیکو ننگ و عار جانتے تھے - عہد و پیمان و قول و قرار مین راست باز و ثابت قدم ہوتے تھے - اُن کے قول و قرار کی ایسی وقعت تھی جہان مخالف سرکش کی درخواست پر قول بھیجا - فوراً قول پہنچتے ہی سرکش مخالف دست بستہ مع عیال و اطفال حاضر ہو جاتا تھا۔

خواجگی - خواجہ باباخان بخاری

خواجگی تخلص - خواجہ باباخان نام - آپ کی نسب کا سلسلہ خواجہ احمد مشہور بہ مخدوم اعظم اور آپ کے حسب کا رشتہ خواجہ احرار قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے - آپ کے بزرگان سلف ولایت ما وراء النہر مین مشہور تھے - پیری مریدی کا سلسلہ آپ کے خاندان مین جاری تھا - بخارا و بلخ وغیرہ بلاد کے حکام وغیرہ حکام آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے - قبائل ازبک و ترک آپ کے غلام درم ناخریدہ تھے - آپ کی تربیت و تعلیم بخارا کے مدارس مین علمائے کرام سے ہوئی - جب آپ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تب آپ کو بخارا مین شیخ الاسلامی کا خطاب ملا - آپ جامع فضائل و کمالات تھے - تبقریب حج و زیارت حرمین شریفین بخارا سے برآمد ہوئے حرمین شریفین مین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے وطن مالوفہ مراجعت کر رہے تھے - کہ آپ بطریق سیر دکن مین آئے - عالیجناب نواب آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن سے ملے - نواب صاحب نے آپکی بہت خاطر و مدارات کی اور آپکی مہمانی و دلداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا - مہمان عزیز کو

تعولہ مولف

عزت وشان سے رکہا۔ اور آپکے خاندانی اعزاز وعظمت کا لحاظ کرکے خاص اپنی دختر نیک اختر کو جو نواب ناصر جنگ شہید کی ہمشیرہ حقیقی تہی۔ آپ سے منسوب کرکے شان وتجمل کے ساتہہ شادی کردی۔ اور آپ کو منصب مناسب جاگیر سے سرفراز فرمایا چونکہ آپ دنیاوی امور سے متنفر وتارک تہے۔ کوئی خدمت سرکاری نہین لی۔ جامع العلوم تہے۔ درس وتدریس مین مصروف رہتے تہے۔ اور طلبہ کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے باوجود علوم وفنون آپکے دل مین شعر وشاعری کا ولولہ بہی موجزن تہا۔ کبہی کبہی شاعری کے میدان مین بہی سبقت فرماتے تہے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے۔ سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا تہا۔ صاحب دیوان تہے۔ اب مین آپکے اشعار تحفۃ الشعرا سے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون

من اشعاره

از نقطه چو خال عنبرین داده نشان	ولہ	زیر و زبرش از رو وصف مژگانست
دل را که بجز عشق مه و کاری نیست	ولہ	هیچ است که در غم رخ یاری نیست
چون دیده اعمی است تهی از بینش		آن دیده که در حیرت دیداری نیست
ای هرزه تلاش عافیت داده و دست	ولہ	ای بیهوده گفت وگوی آرام پرست
از خوان فلک عبث چه روزی طلبی		کز عیب سانند ترا دست بدست
بر صفحه رویش که خط ریحانش	ولہ	از مشک نوشته آیت قرآنست
برق آهم گر چنین انجم افشانی میکند	ولہ	گردش موج هوا را چرخ ثانی میکند
نسبتی با آن خم ابرو باسانی نیافت		ماه نو عمریست مشق ناتوانی میکند
هر سحرگه از گل خورشید جامش بر کفست		هر صبح از فیض بیداری جوانی میکند

در عدم از قرب بعارش جوش فریادے داشتم ۔ ولہ ۔ مرگ را نزدیک ما زندگانی می کند

اشک رعنا را نمی سازد رہا دل از کنار ۔ ورنہ صد جوش بہار از گل فشانی می کند

خواجگی کج طینتان را نیست نقصان سخن ۔ خامشی اینجا چارۂ بی زبانی می کند

شور عشق و شکر حسن بہم بیختہ اند ۔ ولہ ۔ قرص خورشید رخت را نمکین بیختہ اند

نازم آن گوہر دندان لب شیرین را ۔ شکر و شیر لطافت بہم آمیختہ اند

خواجگی گشتم غبار از نوائیہای عشق ۔ ولہ ۔ می کند خالی نسیمی گرد از جام را

اے از گل رخسار تو آئینہ در چمن ۔ ولہ ۔ گل بردہ طراوت از رخت در گلشن

خورشید ز مہر عارضت تاب گرفت ۔ چندانکہ ز پرتو شن جہان شد روشن

آخر آپنے حیدرآباد دکن میں انتقال حقیقی فرمایا۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی تاریخ وفات نہیں لکھی۔ نہ آپکے مدفن کا پتا بتلایا۔ آپ حیدرآباد کی زمین میں مدفون ہیں۔ یہہ تمام تذکرہ متفرق تذکروں سے لکھا گیا ہے۔ جہانتک پتہ ملتا ہے اس کی تلاش میں کوشش کی جاتی ہے۔

خوب شیخ غلام حسین برہانپوری

خوب تخلص۔ شیخ غلام حسین نام۔ آپ گھانسی میاں برہانپوری کے ہمشیرزادہ ہیں۔ فضائل کمالات کے زیور سے آراستہ تھے۔ خوش خلق و نیک محضر تھے۔ فارسی و عربی میں بقدر ضرورت استعداد رکھتے تھے۔ نظم و نثر لکھنے پر قادر تھے۔ آپکو شعر و شاعری کے ساتھہ بھی دلچسپی تھی۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ عالیجناب نواب ناصر جنگ شہید کے منصبداروں میں ملازم تھے۔ نواب کی شہادت کے بعد نوکری و منصب سے دستبردار ہو کے

وطن مالوفہ برہانپور چلے گئے تھے۔ تا بمرگ وطن ہی مین سکونت پذیر رہے تحفۃ الشعرا وغیرہ تذکرہ نویسون نے آپکے وفات کی تاریخ و سنہ نہین لکھا۔ آپکا عرف نام میان خوب تھا۔ لوگ خوبن کہنے لگے۔ اسیطرح آپکا تخلص بھی خوبن ہو گیا۔ فقیر مولف نے بھی تذکرہ نویسون کیطرح خوبن ہی لکھدیا جیساکہ شیخ کو شیخن و کلو کو کلن کہتے ہین

من اشعارہ

موج داری در طپش از آب میخواہیم ما — پارۂ بینائی از سیماب میخواہیم ما

عذر مجنون خواست زنجیر که در پا بیم فتاد — آه از دیوانگان آداب میخواهیم ما

در تحیر اشک یا خونین دلان متوجه نیست — نرگس تصویر را سیراب میخواهیم ما

مدعا وابسته چشم عنایات شما است — حیف آن امری که از اسباب میخواهیم ما

دارم عشق نوجوان امداد با پیرانه سر — باده گلرنگ در مهتاب می خواهیم ما

وله

در لباس سلطنت خواهیم رنگ فقر هم — راحت بیخوابی از گرداب میخواهیم ما

بی تو در شهر دل ما عشرت آئینه بست — نور را از مهر بت بود شمع شبستان مرا

با لباس سرمه در چشم خوبان میرسم — تا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا

وله

از دلش کن محو یارب یاد نسیان مرا — فتنکی از خاطر شکستنهای پیمان مرا

وله

آنها که زلف یار مکرر نوشته اند — هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند

وله

گر بصحرا نگه او چمن آرا گردد — شاخ آهو قلم نرگس شهلا گردد

صندلی رنگ نبی گرد سر وزمان دارد — دارو هم گرد سر پا به تمنا گردد

وله

اگر گویم که چنین ابروست ابرو کمان من — رسد گر سر چشمش بیشود خاطر نشان من

وله

چو موشد نا توان دیوانهٔ زلف گره گیرش — تو آن از سایهٔ سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چہ سان از پردۂ حسنش چہر بکشاید   بتان چون کلک مانی یکقلم شد صرف تصویرش

مستزاد

سازی تو حنا بہانہ در خون لطیم ٭ اے داغ نگاہ
بر سبزی گلے و ما داغ شویم ٭ خورشید پناہ
این مسئلہ از کدام ملت یارب ٭ از بر کردی
تسبیح رقیب و ما زیاد تو رویم ٭ سبحان اللہ

خواجہ۔ خواجہ ایوب مخاطب بہ جمیل بیگ خان اورنگ آبادی

خواجہ تخلص۔ خواجہ ایوب نام جمیل بیگ خان خطاب۔ آپ جمیل بیگ خان مرحوم عالمگیری کے پوتے ہیں۔ مرحوم میر عالمگیری عہد میں خان جہان بہادر کوکلتاش کے ہمراہ اورنگ آباد دکن میں وارد ہوئے۔ چہاونی کی وجہ سے متوطن ہو گئے۔ اورنگ آباد میں جمیل پورہ آپکا آباد کیا ہوا یادگار باقی ہے اور ایک مسجد بزرگ بھی آپکی بنائی ہوئی موجود ہے۔ مرحوم کے والد ماجد خواجہ محمد زاکر مشائخ کابل سے تھے۔ پیری مریدی کا خاندانی موروثی پیشہ تھا۔ اکثر قوم مغل کلندری آپکے مرید و معتقد تھے۔

خواجہ ایوب انقلابات زمانہ کی وجہ سے عالم بیکاری میں نہایت پریشانی و بیقراری سے زندگی بسر کرتے تھے۔ گذر اوقات کیلئے کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ بزرگون کا جو کچھ ذخیرہ تھا وہ سب رفتہ رفتہ صرف ہو گیا تھا۔ تلاش معاش کے جویا تھے کہ نواب عضد الدولہ عوض خان بہادر صوبہ دکن نے صوبہ داری دکن کی نیابت و بیجاپور کی قلعداری پر مامور فرمایا۔ منصب جاگیر بھی عطا کیا۔ آپ دونون خدمتون کا انجام

واہتمام عمدہ طرح سے کرتے تھے۔ ملک کی بہبودی مین سعی وکوشش فرماتے تھے سرکاری کام دیانت وامانت سے ادا کرتے تھے۔ آخر بندگان حضور آصفجاہ نے قدردانی وجوہر شناسی سے آپکو برار کی صوبہ داری پر مقرر فرمایا۔ مدت تک برار مین رہے۔ آپ شجاع وبہادر تھے مستقل مزاج وثابت قدم وتجربہ کار خوش کردار وخوش رفتار۔ اور رعایا دوست نواز تھے۔ رقص وسرود ومجلس سماع کے شائق تھے۔ مجلس سرود ورقص مین کثرت رقت ودرد سے زار زار روتے تھے۔ گھنٹون عالم سکوت مین مستغرق ہوتے تھے نواب عضدالدولہ بہادر حضور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ آپ سلف کے یادگار ہین آخر آپنے خدمت ملازمت ترک کی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ آپکی زندگی کا آخر حصہ بخیر ہوا۔ آپ موزون الطبع وذہین وفہیم تھے۔ شعر فارسی مین کبھی کبھی فکر کرتے تھے کلام بلاغت وفصاحت سے خالی نہین ہے ہم اشعار ذیل ہدیہ سامعین کرتے ہین۔

من اشعاره

دل می طپد از ذوق ندانم خبری کیست
رنگم پریده ز چهره درین رهگذری کیست

مد نظر سیر کنان قبله نما گشت
پروانه نگه از اثر بال و پری کیست

وله

بسوخت ز آتش شوق تو جان تن باقیست
بسان شمع بسوزند و پیرهن باقیست

هلاک گشتن مجنون هزار سال گذشت
هنوز در کفنش بوی سوختن باقیست

چراغ راه ندارم به بزم سوختگان
مدام پرتو حسنت در انجمن باقیست

رسید تیر نگاهت بدل نشسته شد
هزار ریخته گردید و دوختن باقیست

بناز بر سر مقتول خود بیا ظالم
که یکنفس از آه زیستن باقیست

وله

ز شبنمم گهم داده آب بر رخ گل
بهار گشتم در برگ گل چو بو رفتم

گہر فشان شدہ اشکم ز چشم پر زنہار	ولہ	بپائے بوس تیغ ہر دم با بر و رفتم
نرگس مستی نگہت ہمچو خویش آب شدم		برائے آن لب لعل تو در سبو رفتم
صدائے قلقل مینا شنیدہ مست شدند	ولہ	کسے چگونہ چشد قطرۂ ایاغ ترا
از سپہری زمانہ مرا در دسر شدہ	ولہ	صندل موافقت بسر من نمی کند

آخر آپ نے ۱۱۶۷ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا میں رحلت کی اور شہر اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔

خاکی ۔ حیدر بیگ بدخشانی الاصل

خاکی تخلص ۔ حیدر بیگ نام بدخشانی الاصل ہے۔ آپ کے بزرگ بدخشان سے عالمگیری زمانہ میں وارد ہند ہوئے۔ بادشاہی لشکر میں ملازم ہوئے۔ خاکی کی ولادت ہند میں واقع ہوئی نشو نما بھی ہند کی آب ہوا میں پایا۔ بقدر ضرورت فارسی عربی میں استعداد حاصل کرنیکی بعد شعر گوئی کا شوق دلمیں پیدا ہوا۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ سپاہ پیشہ تھے ہند سے نواب نظام علیخان آصفجاہ ثانی کے زمانہ میں دکن میں وارد ہوکے محمد وفا دارخان داروغہ باورچیخانہ سرکار فیض آثار بخشی بیگم صاحبہ کی خدمت میں ملازم ہوئے۔ داروغہ صاحب کے فرمانے سے ملکہ علیم النسا بادشاہ زادی مصر کا قصہ جو فارسی میں تھا اوسکو اردو زبان میں نظم کیا۔ قصہ مذکور ہمکو ۱۲۱۶ ہجری کا لکھا ہوا دستخطی سید عبد الغنی خان مرتبہ خان دکنی ملا ہے۔ ہم اسمین سے چند اشعار ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ خاکی کا انتقال ۱۲۵۷ ہجری میں واقع ہوا۔

من اشعارہ

ہم عشق ہی سیکھین اگر اُستاد ہو کوئی	دل تو ہی بتا دست مجھے گر ہو کوئی

من قصہ علیم النسا

الٰہی ترا مجھکو کون دیدار دے	مجھے دین اسلام کا پیار دے
تری ذات عالی ہے حیّ قدیم	جو تیری کرے یاد ہے مستقیم
محمد نبی صاحب تخت و تاج	رکہا اُنکے سر پر شفاعت کا تاج
نبی و علی دونون ہین پاک ذات	اُنہی کی شفاعت سے سبکی نجات
یہ قصہ جو تہا فارسی مین سب	لکہا فارسی کو ہین ہندی مین اب
اگر کوئی پڑہیگا یہہ قصہ کو لا	وے ایک ہے غرض سب سے مرا
تو کچہہ نا کہے اُسکو خامی پر جا	بہر حال خاکی کو دیوے دعا

اس قصہ مین ایکسو سوال ہے۔ سوالات عالم عناصر وغیرہ اشیا کی حقائق کی نسبت ہین ایک فاصل عبد العلیم ہندی کے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہے قصہ عجیب و غریب ہے رسالہ ہزار مسائل کی طرح ہے مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے۔

خلیل اصالت خان حیدر آبادی

خلیل تخلص۔ اصالت خان نام۔ آپ بیٹے مظفر با زندرانی کے جو ابو الحسن تانا شاہ والی دکن کے وزیر تہے فرزند ہین۔ آپکی ولادت باسعادت حیدر آباد دکن مین ہوی۔ اور نشو و نما بھی دکن ہی کی زمین مین ہوا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ سے بہرہ وافی تحصیل کین۔ جامع فضائل و فواضل تہے۔ ہمعصرون مین لائق و فائق شمار کئے گئے۔ سرکاری خدمات پر مقرر تہے۔ مدت تک والد ماجد کی نیابۂ جاگیر مین

سرکاری کامون کو اچھی طرح سے انجام دیتے تھے۔ آخر ۱۰۹۳ ہجری مین والد ماجد کے
ہمراہ عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک ہوئے۔
موزون الطبع خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ سنہ وفات کا ذکر کسی تذکرہ نویس
نے نہین لکھا۔ لیکن آپ کی رحلت ۱۱۱۵ ہجری مین واقع ہوئی۔ خدا غریق رحمت
کرے۔ آپ کے نتائج طبع سے صرف ایک شعر ملا لکھا گیا۔

	من اشعارہ	

قطرۂ خورشید را حکم چکیدن نہ دہم		تشنہ لب عشق را ذوق چشیدن نہ دہم

	خان۔ محمدی خان دکنی	

خان تخلص۔ محمدی خان نام آپکا اصلی وطن و مولد حیدر آباد دکن ہے۔ آپ
عالم شباب مین فارسی مین بقدر ضرورت لیاقت حاصل کرکے شہر مین کوئی ایسا سبب
واقع ہوا کہ وطن سے دل برخاستہ ہوکر دلی مین گئے۔ سپاہ پیشہ تھے وہان کسی
محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور دلی ہی مین سکونت
اختیار کرلی۔ شعر گوئی کا شوق تھا وہان نواب سعادت یار خان رنگین المتوفی ۱۲۵۱ ہجری
کے شاگرد ہوئے۔ شعر خوب کہنے لگے۔ کلام درست و صاف و بامحاورہ ہوتا ہے۔ آپکے
انتقال کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی۔ مگر تقریباً ۱۲۶۵ مین راہی عدم ہوئے

	من اشعارہ	

یاد جسوقت تری آتی ہے		مجکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

	خاص۔ شاہ خاص حیدر آبادی	

خاص تخلص۔ شاہ خاص نام۔ آپ حیدرآبادی المولد ہین آپکے والد شاہ خاموش صاحب اول جو آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین اندرون شہر چادرگہاٹ کے متصل سکونت پذیر تھے۔ درویش فانی و فقیر حقانی تھے۔ متوکل علی اللہ و قانع آپ بھی بدستور قدیم بزرگان سلف کے طریقہ پر قائم تھے۔ والد ماجد کے مرید و خلیفہ۔ آپ کی شکل و صورت درویشانہ تھی۔ جُبہ و دستار مشائخانہ پہنتے تھے خوش مزاج و پاکیزہ طینت تھے۔ مزاج مین محبت آلہی کا جوش اور دلمین شعر گوئی کا خروش تھا۔ شعر عمدہ کہتے تھے۔ نازک مزاج و عالی دماغ تھے۔ آپ سنہ ۱۲۴۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ آپکے دوسرے بھائی مسمی طہٰ بھی شاعر تھے۔ ہجو گوئی مین کمال رکھتے تھے۔ مہاراجہ بہادر نے دو روپیہ یومیہ مقرر کردیا تھا

من اشعارہ

گلاب ہے تازہ گال اُسکے کلی نازک دہن گلابی	تمام قد نونہال رنگین قبا سراپا چمن گلابی

ردیف الدال

درگاہ - درگاہ قلیخان سالارجنگ

درگاہ تخلص۔ درگاہ قلیخان سالارجنگ نام۔ آپکے کان نُور نُورہ الوس مشہدی سے تھے۔ آپکے جداعلی خاندان قلیخان شاہ صفی کے زمانہ مین علی مردان خان گورنر قندہار کے ہمراہ تھے۔ علی مردان خان نے شاہ صفی کی ناقدردانی کی وجہ سے نوکری ترک کرکے شاہ جہان بادشاہ ہند کی خدمت مین آنیکا ارادہ کیا۔ تشریف آوری سے پہلے خاندان قلیخان کو درگاہ بادشاہ مین بہیجا۔ خاندان قلیخان غرۂ جمادی الآخرہ

۱۰۴۱ھ ہجری میں درگاہ بادشاہی میں آیا علی مردان خان کی عرضداشت پیش کی
خلعت و انعام ہزار روپیہ سے سرفراز ہوا۔ علی مردان خان پندرہ تاریخ رجب سنہ مذکور
کو بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے نہایت قدردانی سے صوبہ داری
کشمیر پر مقرر فرمایا۔ اور خاندان قلیخان کو اپنے پاس رکھا۔ خاندان قلیخان کے انتقال
کے بعد اُن کے خلف الصدق درگاہ قلیخان کو بذریعہ علی مردان خان منصب و جاگیر
ضلع ٹھٹہ میں مقرر فرمایا۔ سرکار علی مردان خان کی میر سامانی بھی منصب جاگیر کا
ضمیمہ ہوئی۔ علی مردان خان کے بعد درگاہ قلیخان شاہزادہ اورنگ زیب کے
منصبداروں میں شریک کیا گیا۔ شاہزادہ کے ہمراہ دکن میں آیا۔ پھر چندروز کے بعد
ہند میں مراجعت کی اور وہان فوت ہوا۔ پھر اُنکا خلف الصدق نوروز قلیخان
دارو ار ضلع بیجاپور کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ مدت تک قلعداری کا اہتمام
کرتا رہا۔ پھر وہیں فوت ہوا آپکا خلف الصدق خاندان قلیخان ثانی منصب و جاگیر
سے سرفراز ہوکر منصبداران متعینہ اورنگ آباد میں شریک ہوا [illegible] خلد منزل
کے زمانہ میں سنگمنیر کی قلعداری اور اضلاع کی فوجداری پر سربلند ہوا۔
نواب آصفجاہ نے اپنے زمانہ میں انہیں خاص سرکاری خدمات پر مامور فرمایا۔ نظام آباد
بالائے کتل فردا پور جو اورنگ آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اُسکی تعمیر و آبادی
آپکے اہتمام سے ہوئی۔ آپ اُسوقت میر عمارت تھے۔ آپکے خلف الصدق نواب
درگاہ قلیخان ثانی سالار جنگ صاحب ترجمہ کی ولادت انیسویں تاریخ رجب ۱۱۲۳ ہجری
سنگمنیر میں واقع ہوئی چنانچہ خود سالار جنگ تاریخ تولد یوں کہتا ہے ؎

شد عیان الانفس ز روئے الہام — درگاہ قلی ز خاندان والا

نشو و نما کے بعد جب آپ نے چودوین سال مین قدم رکہا سرکار آصفجاہ نے منصب
و جاگیر سے سرفراز فرمایا بیس برس کی عمر مین اپنا ہمرکاب کیا اکثر حضوری خدمتین
آپ کے تفویض تہین۔ آپ خدمات کا اہتمام نہایت دیانت و امانت سے فرماتے رہے
جب تک زندہ رہے حضور آصفجاہ کی عنایات و مراحم سے خوشحال و سرفراز رہے
حضور کے سفر دلی مین جو ہنگامہ نادرشاہی مین ہوا تہا آپ ہمرکاب تہے۔ مدۃ العمر
سرکار کی خدمات و آقا کی تابعداری مین جانفشانی و عرق ریزی کرتے رہے۔ نواب
نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے عہد مین بہی ممتاز اقران و محسود جہان رہے
نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے زمانہ مین منصب ششہزاری اور موتمن الدولہ
خطاب و اورنگ آباد کی صوبہ داری سے سربلند و نامور ہوئے۔ خوب انتظام و بند و بست
کرتے رہے۔ جب ریاست دکن کا انتظام نواب آصفجاہ ثانی کے متعلق ہوا اسوقت
آپ ہفت ہزاری منصب و ماہی مراتب موتمن الملک خطاب سے معزز ہوئے۔ اور سواری
عماری ہاتی و دو جہالر کی اجازت ملی۔ اسوقت حضوری دستور تہا کہ کوئی امیر بغیر
اجازت حضور عماری پر سوار نہین ہو سکتا تہا۔ اب بہی دکن مین وہی دستور جاری
ہے چند مدت کے بعد حسن خدمات کے صلہ مین خاندوران خطاب سے مخاطب ہوئے
آصفجاہ ثانی آپکو بہت چاہتے تہے۔ اور نہایت عزیز رکہتے تہے۔ جس زمانہ مین
کہ راجہ بہادر دریائے گنگا کے کنارے مقتول ہوا آصفجاہ ثانی اورنگ آباد
مین رونق افزا ہوئے۔ اور چہاونی کے لئے خجستہ بنیاد ہی کو تجویز فرمایا۔ حضور
بہی شہر مین مقیم ہوئے۔ بندگانعالی کثرت عنایت و رحمت سے آپ کے محلات
مین رونق افروز ہوئے۔ چند روز رہے۔ آپ نے آقائے نامدار کی نہایت شایان

وشوکت سے بہانداری کی ہر روز جشن نوروز تہا۔ سامان عیش جلوہ افروز تہا۔
علی ہذا القیاس رات کی بہی یہی کیفیت ہتی نہی رات کیا تہی شب برات تہی
جب حضور بندگانعالی رخصت ہوئے۔ اکثر تحائف بے بہا نذر گذرانے
حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔
بعدازان گردش تقدیر سے کوئی ایسا سبب پیدا ہوا کہ آپ غرہ رجب ۱۲۷۹ ہجری
مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ عزیز خلائق تہے آپکی معزولی
سے عام شہر مین رنج والم تہا گہر گہر شور و ماتم تہا۔ اس حالت مین عام کا آپکے ساتہہ
ہمدردی و افسوس کرنا اسبات کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ دیانتدار و امانتدار
و منصف تہے اور یہہ قبولیت عام اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ آپ خلق مجسم و صلح کل
تہے۔ نہین تو ایسی حالت معزولی مین عرف عام رواج کے موافق کوئی ہمدردی نہین کرتا
بلکہ لعن و طعن کرتے ہین۔ آپ پنجم ذیحجہ سنہ مذکور کو اورنگ آباد سے نظام آباد
جاگیر مین تجمل و شان کے ساتہہ روانہ ہوئے۔ روانگی کیوقت مجمع عام تہا
عمائد شہر و مشائخ و فضلا بیرون شہر تک ہمراہ آئے آپکو نہایت حسرت و رنج
سے رخصت فرمایا۔ فقرا و غربا کا ہجوم تہا شور و غل تہا۔ آپکے احسانات یاد کرتے
تہے اور کہتے تہے کہ شہر سے اگرچہ آدمی چلے جائین تو کچہہ غم نہین ہوتا اور نہ شہر کی
آبادی مین بہی کمی ہوتی مگر اس مربی دانا کے جانے سے شہر ویران نظر آتا ہے
آپ خوش مزاج و خوش خلق تہے منصف و عادل۔ کریم و باذل تہے۔ شگفتہ طبع
و زندہ دل۔ وفا اور ہی مین دلیر و بیدار تہے۔ رعیت پروری و غربا نوازی مین بے نظیر
تہے۔ ملکی و مالی تدابیر مین روشن ضمیر تہے۔ طلاقت بیانی و سخندانی مین بے مثل

انشا پردازی و تاریخ دانی مین بے بدل ۔ آپکی حاضر جوابی اور بداہتہ بیانی مشہور تہی ۔ طبیعت کی تیزی نور علی نور تہی ۔ آپ وقت کے پابند تہے آپکا وقت کاموں سے معمور رہتا تہا ۔ وقت کی بڑی قدر کرتے تہے ۔ آپکی ظاہری شان وشوکت وحشمت کی شان بہی قابل دید تہی اور آپکی سواری بڑی تکلف وتجمل سے نکلتی تہی ۔ دو تین سو سوار حبشی وعرب ودکنی جلو مین ہمرکاب ہتے تہے ۔ سواری کے آگے چند عرب وپیچہے الغوزہ بجاتے ہوئے گاتے تہے ۔ اچہلتے کودتے تہے ۔ سواری کے دیکہنے سے لطف آتا تہا ۔ امارت وریاست کا تماشا نظر آتا تہا ۔ اور رعایا کے لون مین عب وخوف ہوتا تہا ۔ کوئی مفسد وباغی فساد وبغاوت نہین کرنے پاتا تہا ۔

آپ لطیفہ گوئی وبذلہ سنجی مین یکتا تہے ۔ آپکے لطائف وظرائف اکثر مشہور ہین منجملہ ہم چند لطیفے شائقین کے مطالعہ کے لئے لکہتے ہین کہ اون کے دیکہنے سے لطف اٹہائین ۔ کہتے ہین کہ جناب شاہ علی صاحب کے صاحبزادہ کی شادی تہی مجلس منعقد مین شہر کے تمام امرا ومشائخ حاضر تہے ۔ اور اُس مجمع مین جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی وشاہ محمود صاحب ونواب خاندوران صاحب جمہ ونواب اشجع الدولہ مجتمع تہے ۔ اُسوقت حسب دستور طرفین یعنی داماد وعروس کے وکلا قاضی صاحب کے سامنے آئے ۔ خواجہ درکہتو نامی بنات فروش عروس کے طرف سے وکیل ہوکر آیا ۔ خاندوران کا قلیخان نے کہا ۔ آج ہمکو معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہین ۔ حاضرین مجلس اس لطیفہ سے بہت ہی محظوظ ہوئے ۔ لفظ بنات جمع بنت یعنی بیٹی ۔ وبمعنی پارچہ پشمی ۔

لطیفہ دیگر ایکروز شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیرون کیلئے فقط دنیا کی دعا دیتے ہین مگر آپکے لئے دین ودنیا دونون کی دعا چاہتے ہین ۔

دین کی دعا کا محل مسجد مقرر کیا ہون اور دنیا کی دعا کا مقام بیت الخلا۔ کیونکہ وہ مقام قضا حاجت ہے۔ نواب نے کہا آپ مسجد مین کئے مرتبہ جاتے ہین۔ شاہ صاحب نے فرمایا پانچ وقت۔ اور بیت الخلا مین کئے بار شاہ صاحب نے کہا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔ نواب صاحب نے کہا مین جناب الٰہی مین دعا کرتا ہون کہ حضرت کو پیچش ہو تاکہ آپ بیت الخلا مین بار بار جائین اور دنیا کی دعا بہت کرین شاہ صاحب و حاضرین قہقہہ مارکر ہنسنے لگے۔

لطیفہ دیگر چند نوملازمین کی درخواستین نواب صاحب کی خدمت مین پیش ہوئین نواب صاحب نے ہر ایک شخص کو بالمشافہ بلاکر اُسکی حیثیت کے لائق تنخواہ مقرر کرکے دستخط فرماتے تھے۔ اونمین دو لڑکے کم سن تھے۔ نواب صاحب نے ایک کی درخواست پر لفظ ناموزون لکھا اور دوسرے کی درخواست پر لفظ دیگر لکھا۔ وہ دونون کم سن لڑکے لچھمی نرائین پیشکار کی خدمت مین گئے۔ پیشکار نے دونون درخواستونکا نقشے لکھوایا۔ اور نواب صاحب کی خدمت مین دونون کو پیش کیا۔ فرمایا کہ کل یہہ دونون منظور ہوئے۔ پیشکار نے عرض کیا جسکی فرد پر ناموزون دستخط تھا وہ آج سیکھکر آیا ہے۔ اور دوسرا جسکی فرد پر دیگر ہے مین نہین سمجھتا ہون کہ دیگر سے وقت مراد ہے یا کوئی دوسرا شخص۔ نواب صاحب نے پیشکار کی تقریر سے تبسم فرمایا اور دونون کو نوکر رکھ لیا۔

لطیفہ دیگر دلی مین آپ نواب آصفجاہ کے ہمراہ تھے۔ دربار مین نادر شاہ نے محمد شاہ سے کہا کہ ہم کل جائین گے اُسوقت آپنے یعنی درگاہ قلیخان نے آہستہ نواب کے کان مین کہا کہ الناد رکالمعدوم۔ نواب آصفجاہ بہادر آپکے

لطیفۂ نادر سے بہت خوش ہوئے۔

آپ شعرا دوست و علما پرست تہے۔ قدردان و جوہر شناس۔ ہر مہینہ مین دو تین عام جلسے اپنے باغ دلکشا مین منعقد فرماتے تہے۔ اور اُن بزرگون کو جو لائق صحبت ہوتے تہے بلاتے تہے۔ اور ہر روز آپکے دولتخانہ پر ہمشربان خاص کا جلسہ رہتا تہا۔ اور آپکی مجلس مین تکلف نہین ہوتا تہا۔ آپ حاضرین مجلس سے خندہ رو وشگفتہ جبین ملتے تہے۔ آپ تعمیر عمارات و آبادی قصبات و دیہات کے شائق تہے اورنگ آباد مین اکثر عمارات آپکی یادگار ہین۔ باغ دلکشا اورنگ آباد مین جنوبی جانب آپکا بنایا ہوا ہے ۱۱۷۰ ہجری مین ایک نہر کہدوائے اور باغ مین لائے۔ اور باغ مین ایک کشادہ حوض بنوایا۔ حوض کی وجہ سے باغ سیراب و تازہ رہتا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اُسکی تاریخ لکہی۔

تاریخ بنائے نہر

خاندوران میر عالیجاہ — مورد عاطفات ربانی
نہر آب حیات جاری کرد — خضر آنرا کند نگہبانی
کامیاب زلال احسانش — مردم شہر و بیابانی
کرد این نہر را روان در باغ — تازہ شد آب و رنگ بستانی
کند حوض وسیع در بستان — کہ توان گفت کوثر ثانی
این عمل امتیاز خاص یافت — از قبول جناب سبحانی
سال تاریخ او طلب کردم — گفت دل نہر خاندورانی
۱۱۷۰ھ

آپ موزون الطبع تہے۔ سخن فہم و سخندان تہے۔ کبہی کبہی شعر موزون کرتے تہے

اور ہندی مین مراثی حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے مراثی بہت ہی خوب کہتے تھے۔ چند اشعار مندرجہ ذیل آپکے طبعزاد ہین۔ ایکروز میر آزاد بلگرامی نے خواجہ حافظ شیرازی کی غزل پر + صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را + کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ مارا + طرح کی اور فرمایا ؎

صبا پیام رسا آن بہار رعنا را		کہ داد بوئے تو سرمایہ جنون مارا

اسیوقت نواب جان مدوران خان بہادر نے بھی فی الفور فرمایا ؎

صبا پیام رسا آن جنون تمنا را		بہار آمد و سر سبز کرد صحرا را

لچھمی نرائن مولف گل رعنا نے بھی حسب خواہش نواب صاحب موزون کیا ؎

فزود جلوہ او سیل گریہ مارا		طلوع ماہ کند بیش آب دریا را

نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور تحسین و تعریف کی۔ آپکی بحالی کا سامان موجود ہوگیا تھا۔ یکایک آپ ۱۸ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ مین مرض ہرسام سے نظام آباد مین فوت ہوئے۔ وہان سے نعش مبارک کو اورنگ آباد مین لائے آپکے والد ماجد کے مقبرہ مین جو شہر کے جنوبی جانب ہے دفن کئے۔ دفن کیوقت عمائد شہر و مشائخ و فقرا جمع ہوئے۔ شور و غوغا برپا تھا قیامت تھی۔ میر علی رضا جینی نے مادۂ تاریخ مین ایک مصرع لکھا ؎ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ + اور کسی دوسرے شاعر نے ایک مصرع مین تاریخ صوری و معنوی لکھی ؎

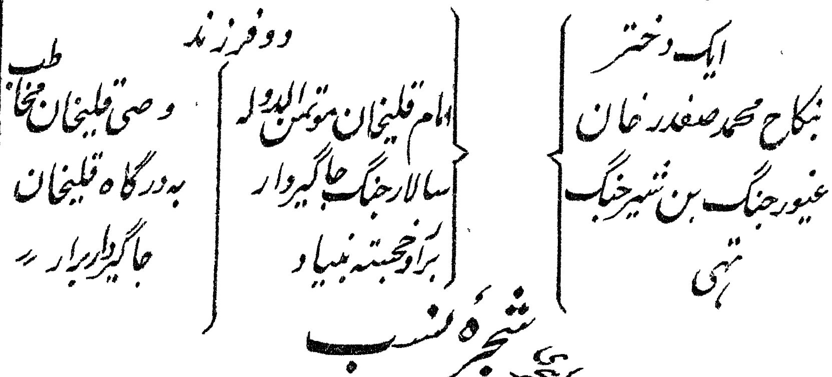
یکہزار و یکصد و ہشتاد سال

۱۱۸۰ ہجری

مین آپ کی اولاد و شجرۂ خاندان کو گزارش کرتا ہون

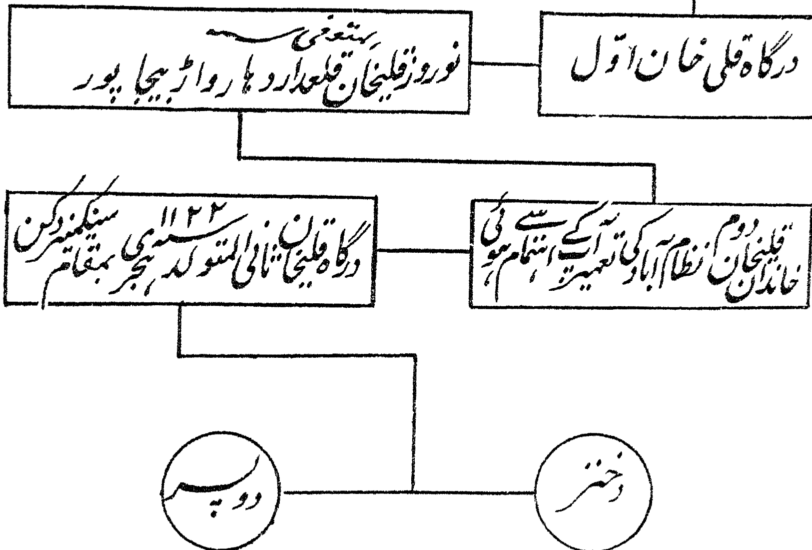
اولاد نواب موصوف

خنیف اللہ خان بانی سرائے اورنگ آباد کی لڑکی کے بطن سے



شجرۂ نسب

خاندان قلیخان ذوالقدر از ترکان بوربورالوس خانان سیاہ خیمہ نواحی مشہد مقدس



نواب سالار جنگ مرحوم اول کی ننھیال کا سلسلہ آپ سے منتہی ہوتا ہے ۔

جب ۱۱۴۶ھ ہجری مین وزارت خان اورنگ آبادی کو غفران پناہ عالیجناب آصفجاہ اول نے دوبارہ دیوانی سے سرفراز فرمایا۔ احباب نے جوش خوشی سے تاریخین کہین۔ آپ نے بہی دو بیتین تاریخی موزون کی۔ ہر ایک مصرع سے سنہ سرفرازی دیوانی برآمد ہوتا ہے لیکن مصرع آخر مین ایک عدد زائد ہے۔ **ھو ھذا**

شد بحکم نو بزم نورانی	با مصابیح فضل یزدانی
از برائے صلاح خلق اللہ ۱۱۴۶	باز رونق گرفت دیوانی ۱۱۴۶

گل رعنا کے مولف نے آپ کے اوصاف حمیدہ اسطرح لکہے واقعی آپ جامع الصفات والکمالات تہے مولف کا قول مبالغہ سے مبرا ہے خوشامد و تملق کے دہبے سے معرا ہے

ھو ھذا درگاہ قلیخان بہادر مخاطب بہ مؤتمن الدولہ خاندوران سالار جنگ امیرے بود عالیجاہ دانش نگاہ متصف باوصاف حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ غنچۂ تصویر را در محفل رنگینش ہوائے شگفتگی در سر و طوطی خوش صفیر را ازبیان شیرینش منقار دیشکر۔ بلبل بیان را در بستان مستفید طلاوت زبانش۔ و گل شگفتہ جبین دریوزہ گر چہرۂ خندانش۔ چرب نرمی او دل سنگ راموم می ساخت۔ و تالیف قلوبی او احباو اعدا را در دام می انداخت۔ ضمیر منیرش در بدیہہ بیانی بازار آئینہ می شکست وزرات والا صفاتش در بزم افروزی بالادست شمع می نشست۔ صولتش شیر نرزہ را آب می نمود۔ و شجاعتش گوئے سبقت از رستم دستان می ربود الخ انتہی کلامہ

من اشعار الفارسی

سخت کج حسن ست گمان من تو	من تو نیست میان من تو
معاشرا نہ سوائے یار و بستان وایم	برائے ما و شما این ہوا چہ میخواہ

نگاہش دیدہ صہبا آفریدند — قدش دیدند طوبی آفریدند
بعالم ریخت اشکم رنگ طوفان — ز جیب قطرہ دریا آفریدند

ولہ

می چکد رنگ بہار از خامہ ام — وصف رخسار کہ انشا می کند
حکم آصف این غزل را تازہ کرد — کارہا را کارفرما می کند

ولہ

کسیکہ در صدد وصف آن دہن باشد — چو شخص ہیچمدان در پئے سخن باشد

ولہ

بآغوش آید آن دلدار افواہے چنین باشد — خدا اگر راست آرد دولت و جاہے چنین باشد
چہ منتہاست بر دل از صبا گر نکہت زلفش — حیات تازہ می بخشد ہوا ہائے چنین باشد
مصفا ساختم مہر قدومش حضرت دل را — برائے شاہ والا جاہ درگاہے چنین باشد

ولہ

سوائے حیدر کرار شاہ مردان کیست — کہ ذوالفقار باو داد خود نبی دختر

ولہ

دلم را فرقت آن نامسلمان ساخت سیپارہ — نمود از ہم جدا اجزائے قرآنی کہ من دارم

ولہ

کردیم ثنا ہجر طاقت — اے صبر بما چہ کار داری
با کے نبود ز تیغ اعدا — گر صاحب ذوالفقار داری

ولہ

نوروز کہ روز سعد عشرت افزاست — مولائے جہان تخت خلافت آراست
از مقدم گل نماند آثار خزان — سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

ولہ

کونین شد ایجاد برائے ایشان — حاشا کہ کسے رسد بجائے ایشان
اسرار نبوت اند اولاد علی — درگاہ فلک است خاکپائے ایشان

دانش میر رضی مشہدی

دانش تخلص - میر رضی رضوی نام ہے - آپ میر ابوتراب مشہدی کے فرزند ہیں

آپکے والد عالم فاضل تہے۔ دانش بہی بمصداق الولد سر لابیہ ہوشیار و ہونہار تہا۔ کتب ابتدائی والد ماجد سے پڑہیں اور باقی کتب مختلف اساتذہ سے تمام کیں۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد حرمین شریفین کی زیارت و حج کا ارادہ کیا جب حرمین پہنچا تو ایک مثنوی کعبہ کی تعریف مین لکہی۔ من ۲ اشعارہ

ز خوبی کعبہ معشوق جہانست	نشاط دلربائی در جہانست
بروئے تو نیازان در کشادہ	چہ معشوقانہ خود را جلوہ دادہ
جمالش عذر خواہ زحمت دشت	بگرد آن تو اضع میتوان گشت

ایسا ہی روضۂ منورہ کی وصف مین بہی کہتا ہے۔

ہمایون قبۂ سرکوب افلاک	بہشت بے گمان عالم خاک
ز حق بیگانگان را آشنا ساز	چو ابرو طاق محرابش خدا ساز
ز دیوارش فلک را دست کوتاہ	نمایان تا بعرش از سایہ اش راہ

حج و زیارت سے مشرف ہوکے مشہد مین آیا۔ ہندوستان مین باپسے ملنے کا شوق دل مین شعلہ زن تہا۔ چنانچہ ہند کے شوق مین کہتا ہے ؎

راہ دور ہند پابست وطن دارد مرا چون حنا شد در میان رفتن بہندوستان خوش است

آخر مقامات متبرکات کی زیارت سے فارغ ہوتے ہی ایران و ہند کے جانے مین تردد کا فیصلہ کیا کہ سفر ہند کو ایران پر ترجیح دی چنانچہ کہتا ہے ؎

پریشان خاطرے باہم بکل داشت	میان ہند و ایرانم دو دل داشت
حجر را در بغل پنہان کشیدم	در آن آئینہ روئے کار دیدم
جلا چون از سوادش دیدہ دادم	سیہ زنگی ہند آمد بیادم

پدر کز من روانش تازہ بادا
دران گلشن بلند آوازہ بادا

نشاط آباد غربت بود جائش
فضائے ہند باغ دلکشائش

شد از تحریک آن سرگشتہ بلبل
سواد ہند برمن سایۂ گل

حقیقت را بلند آوازہ کردم
نمک با لعل سبزان تازہ کردم

نگہ را حسن گندم گون نصیبت
چو طوطی سبز در ایران غریبت

گہر را قدر در خاکِ مرادش
محک بخت آزمایان را سوادش

سوادے دیدنش سرمایۂ نور
بمردم پروری چون دیدہ مشہور

زبس سبزست نخل بوستانش
پرِ طوطی بود برگ خزانش

رسیدم فصل خوبہائے ایام
ہوا برد از سرم فکر سرانجام

پھر دانش صاحب ترجمہ شاہجہان کے عہد مین وارد ہند ہوا۔ اور پدر بزرگوار کی ملازمت سے کامیاب۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ در عہد شاہجہان با والد خود عازم ہند گردید الخ اور خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ در عہد صاحبقران ثانی شاہجہان بہند آمد و بدولت ملاقات والد کامیاب گردید الخ تحریر اول سے ثابت ہوتا ہے کہ ہند مین باپ کے ہمراہ آیا۔ تحریر دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہانی عہد مین آیا۔ اور باپ سے ملا یعنے اسکا باپ پہلے سے ہند مین موجود تھا۔ تحریر ثانی درست و صحیح۔ تحریر اول مین تردد ہوتا ہے۔ شاید سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی۔ والامیہ صاحب سے ایسا تضاد واقع نہین ہوتا والعلم عند اللہ۔ ماہ شعبان ۱۰۶۵ھ ہجری مین ایک قصیدہ مدحیہ بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎

بخوان بلند که تفسیر آیهٔ کرم ست ‌ ‌ ‌ خطے که از کف دست مبارکش پیداست

چند روز شاہزادہ دارا شکوہ کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کی عنایت و الطاف سے مخصوص ہوا۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ شاہزادے نے میر رضی کو غزل کے ایک شعر کا صلہ ایک لاکھ روپیہ عطا کیا۔ وہ شعر یہہ ہے ؎

تاک را سیراب کن اے ابر نیسان در بہار ‌ ‌ ‌ قطرہ تا مے میتواند شد چرا گوہر شود

اور شعر کے مضمون سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور غزل مذکور یہہ ہے ؎

موسم آن که ابر تر چمن پرور شود ‌ ‌ ‌ نکہت گل مایۂ شور جنون در سر شود
تاک را سیراب کن اے ابر نیسان در بہار ‌ ‌ ‌ قطرہ تا مے میتواند شد چرا گوہر شود
نالۂ بلبل نہان در پردۂ برگ گل است ‌ ‌ ‌ بیدماغم کاش ازین یک پردہ نازکتر شود
تا بذوق گریۂ مستی درین بزم آمدیم ‌ ‌ ‌ مے بدہ ساقی بقدر آنکہ چشمی تر شود
راز پوشیدن نیاید دانش از بیتاب عشق ‌ ‌ ‌ در میان انجمن پروانہ خاکستر شود

دار الخلافہ مین جب اس غزل کی شہرت ہوئی تب شعرائے وقت نے اسکے جواب مین موزون کیے۔ شاہزادہ دارا شکوہ نے یہہ بیت موزون کی ؎

سلطنت سہل است خود را آشنائی فقر کن ‌ ‌ ‌ قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود

انتہی کلامہ۔ میر دانش صاحب چند مدت بنگالہ مین شاہزادہ شجاع بن شاہجہان کے ساتھہ رہا۔ اور وہان سے ابتدائے جلوس عالمگیری حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی خدمت مین اعزاز و اکرام سے باریاب ہوا۔ قطب شاہ کے نزدیک عمدہ و [illegible] مرتبہ ہوا۔ قطب شاہ آپکے ملنے سے بہت خوش ہوتا تہا۔ آپکی تقریر و تحریر کو پسند کرتا تہا۔ آپ بہ قطب شاہی کے

رونق تھے۔ تذکرہ نویسون کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے والد ماجد میر ابوتراب فطرت تخلص جو حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے۔ اور قطب شاہی سلاطین کے سایہ پروردہ تھے۔ سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین فوت ہوئے اور میر مومن استر آبادی کے دائرہ مین دفن کئے گئے۔ آپکی لوح مزار پر یہہ رباعی جو مرحوم نے رحلت کیوقت موزون کی تھی لکھی ہوئی ہے۔ خود مولف فقیر نے بھی سنہ ۱۲۸۶ ہجری مین دیکھا تھا

رباعی فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد		نواخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد		اکنون زنزد و نفس تنگی کرد

اور اسی رباعی کے تحت مین میر رضی دانش کی رباعی جو والد ماجد کے فراق مین لکھی مرقوم ہے ؎

دانش مکن اعتماد بر عمر دراز		کاید بزمان کم بسر عمر دراز
گیرم کہ چو عیسی بفلک بر شدہ		آید بچہ کار بے پدر عمر دراز

آخر الامر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے میر رضی دانش صاحب ترجمہ کو اپنے طرف سے نائب مقرر کرکے سنہ ۱۰۶۷ ہجری مین مشہد مقدس کو روانہ کیا۔ تاکہ روضہ رضویہ مین بادشاہ کے طرف سے زیارت کے مراسم ادا کرے اور اس کے لئے سالانہ دو ہزارہ تبریزی وظیفہ مقرر کردیا تا بزندگی سلطان اُسکو پہنچتا رہا۔ فقیر مولف نے تقرر سالیانہ کا فرمان عبدالعلی طالقانی میر منشی قطب شاہ کی انشائے طالقانی مین جو میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تھی دیکھا تھا۔ افسوس صد افسوس کہ وہ انشا مونسی ندی حیدرآباد کی طغیانی واقع سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین غرق آب نذر سیلاب ہوئی کاش اگر موجود ہوتی تو بجنسہ یہان فرمان کو نقل کرتا۔ آخر میر رضی دانش نے سنہ ۱۰۷۶ ہجری مین

رحلت کی۔ اب مین متفرق تذکرون سے آپکے بوارق طبع کو گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین ملاحظہ کرین **ھو ھذہ**

زبسکه مشق سخن ساخت ناتوان ما را / گداخت همچو قلم مغز استخوان ما را
نشد که بوسه بپای هدف چو تیر دهیم / گذشت عمر بخمیازهٔ کمان ما را
وله
ذخیرهٔ بدل از چشم اشکبار نماند / شکست شیشهٔ سیماب در کنار مرا
وله
غنیمت دان بهشت روی گندم گون در محشر / که فرد طاعت محراب ابرو میدهد ما را
وله
بوی گل شد فیض بخش آهوش قوت و بیخودیست / یکنفس بگذار در سیر چمن تنها مرا
وله
چون سبزه نقش بد نشستم افتد ازخود میروم / همچو طفلان اول ست و خواب می آید مرا
وله
لب تشنهٔ تیغم بگو قاتل ما را / کو آب که شیرینی جان زد دل ما را
وله
در عادهٔ هم صحبتان رفته روز محشر است / دیر می آید قیامت گشت تنهائی مرا
فصل گل ست جوش بهار سخن مرا / گل کرد همچو غنچه زبان در دهن مرا
بهار ساز درین بزم نسبتی داریم / خوش اند اهل نشاط از ضعیف نالیها
بپینکی باید مرا از شیشه می ساختن / تا توانم خواند در پیری خط پیمانه را
در راه انتظار چو مژگان نشسته ایم / بر آستان خانهٔ ما جای ما بس است
بر دیده آلوده بخونم صف مژگان / چون حلقهٔ ماتم بدور شهیدیست
گر ز ابرو جبین کشاید در رزم بسمل آنست / خون بهای کشتهٔ ما خندهٔ قاتل بس است
دست گلچین قتل عام لاله و گل میکند / باغبان در پای گلچین مست خواب افتاده است
مردم بنجو مرا روز وصل / گریهٔ شادی عرق صحت است
وصل یاران چون رهد داغ رشک رسمی بدنما / گریهٔ شادی کم از باران روز عید نیست

مرا که خندهٔ گل سر بدرد می آرد	وله	دماغ گریهٔ بلبل درین بهار کجاست
آبروی دودمان تاک هم برباد رفت	وله	دختر رز را عسس صد بار با مستان گرفت
ما و بلبل عرض چاک سینه میکردیم دوش	وله	تا نه پرورد گلستان زخم خاری هم نداشت
صفحهٔ دشت بامداد رفیقان طی کند	وله	چون قلم بی دو سه یاری بسفر نتوان رفت
گشاده روی خوبان در آخر حسن است	وله	در چمن همه جا موسم خزان باز است
سینه صافان را غم محبت کشان بیش از خود است	وله	آب می بالد از آن بازی که بر دوش پل است
هر روز کامیاب ز روی چو ماه دوست	وله	آئینه روزنامهٔ چرخ نگاه اوست
گر سرمه لاف نسبت مژگان زند بجاست	وله	از خاک بر گرفتهٔ چشم سیاه اوست
در بزم کنم سیر که جائی دگرم نیست	وله	از حلقه برون چون قدح می سفرم نیست
رفتی و از اشک بلبل بر چمن طوفان گذشت	وله	روز بر گل چون چراغان شب باران گذشت
چسان بینم که می را محتسب بر خاک میریزد	وله	که می لرزد دلم برگی اگر از تاک میریزد
در آن وادی که من باشم آبادی نمی باشد	وله	سیاهی میکند از دور گاهی چشم آهوئی
بر سرم آمد ولی بسیار زود از من گذشت	وله	دولت تیزی که می گویند شمشیر تو بود
کسی در عاشقی هم پیشه را چون من نمیخواهد	وله	خورم گر آب شیرینی بیادم کوهکن آمد
نوبهارست هوا مایهٔ عشرت دارد	وله	مفت رندیست که می دارد و فرصت دارد
ای هما از سر ما خاک نشینان مگذر		سایهٔ بال تو بدنامی دولت دارد
چسان از قید این صیاد آزادی هوس باشد	وله	که پرواز بلندم تا لب بام قفس باشد
پرده بر عیب خود از دامن صحرا پوشد	وله	هر که از سلسلهٔ اهل جنون رسوا شد
دولت فصل خزان گر خار خار جوش گل دارد	وله	بگیر آئینه در کف تا بهار رفته برگردد

چگونه بار بمنزل برد مسافر اشک | که رهزنی بکمین همچو آستین باشد

وله

تا به پیغام زبانی از تو حرفی نشنود | مهر بالای بر لب قاصد بجای نامه زد

وله

درد دلی بکاغذ ابری رقم زنیم | شاید که پی بدیدهٔ گریان ما برد

وله

نمیدانم چه صیادی که زیر تیغت آهو را | چو چشم دلبران در زیر ابرو خواب می آید

وله

دل از حسن جوانی داشت آرامی نمیدانستم | که این یوسف چو پیری کهنه گرگی در کمین دارد

وله

مرد دانا به هنر زبدهٔ اقران گردد | میوهٔ رنگین چو شد آنه سنگباران گردد

نیستم ایمن اگر زحشمت مرا دل میدهد | صید را صیاد آب وقت بسمل میدهد

دگر زلف سیاهش در پی تاراج ایمان شد | بفکر رهزنی افتد سیاهی چون پریشان شد

شاخ رنگینی ز گلبن بر زمین افتاده است | بلبلان شیون بگیرد کشتهٔ گلچین کنید

گر آه ندارم بجگر سوز کرا زمن | بر دامن آئینه غباری نه نشیند

بی تکلف فیض بخش از خاکساران بگذرد | گو بتعظیم نسیم گل غباری برنخیزد

میتوان در پرتو روشن دلانم یافتن | جلوه گاه من چو عکس آئینه آبستنیست

پس از وفات که یاد کند بجز غم خویش | چو خون مرده سیه پوش شو بماتم خویش

تنگ بر بی هنران دور فلک میگردد | از قفس نشود بلبل خاموش خلاص

باغبان پیدا چو شد خاطر پریشان میشوم | جا اگر یابم چو بو در غنچه پنهان میشوم

صبح دیدم شبنمی بر برگ گل غلطان بناز | یادم آمد طفلی و دامان مادر سوختم

زساقی باده میگیرم بپای تاک میریزم | ندارم فکر خود میخانه را آباد میسازم

در کفم از باده دستی از نمیگیرد قرار | جامه در رنگینامی پاره چون گل میکنم

قلم سنبل شود گر حرف گیسوی تو بنویسم | خطم صورت کند پیدا اگر روی تو بنویسم

غم و شادی مبادوی دان و ما گرد ان و مدارا کن
نشان آب حیاتم چه مدهی اے خضر
شدیہ بختم از مژگان سیاہان
با امید وصالت در شب ہجر
ایکہ میخواہی مرادت از چمن حاصل شود
درین رنگین چمن چون لالہ زار
بگذار تا بعکس تو عکس آشنا کنم

نہی کم از قدح عادت بدر دو صافی مینا کن
کجاست سرمہ زدید ہا نہان گشتن
ندیدیم راستی زین کج کلاہان
نمی خواہم چو خون بیگناہان
بلبلے را از قفس در جوش گل آزاد کن
غریبم در میان ہمنشینان
گلگشت باغ آئینہ تنہا چہ می کنی

دانش ۔ میرزا اور علی

دانش تخلص ۔ میرزا اور علی نام ۔ آپ آقا سید علی رشتی کے خلف الصدق ہین ۔ آپکے والد ماجد علم و فضل کے زیور سے آراستہ ۔ خوش اخلاقی کے پیرایہ سے پیراستہ تھے ۔ شعر و شاعری کے میدان مین بہی سابق قدم ۔ سید تخلص فرماتے تھے عجم سے مہاراجہ چندولال کے عہد وزارت مین حیدرآباد دکن وارد ہوئے ۔ مہاراج کے شعرائے دربار مین ملازم ہوگئے ۔ نواب سراج الملک بہادر مرحوم کی دیوانی تک شعرا کے زمرے مین منصب مناسب پاتے رہے ۔ نواب مرحوم نے آپکو بلحاظ لیاقت و فضیلت اپنے برادرزادے یعنی نواب سالار جنگ مرحوم اول کی تعلیم و تکلم فارسی کیلئے مقرر فرمایا ۔ علاوہ منصب حسن سلوک بیحد فرماتے تھے ۔ پس دانش صاحب آپ جہم کے والد نواب کے دولتخانہ پر مدة العمر وابستہ رہے ۔ نواب مختار الملک بہادر بہی استاد کا بہت ادب کرتے تھے ۔ آخر ۱۲۹۵ھ ہجری مین کربلائے معلی گئے ۔ چند روز کے بعد وہان سے

بہشت برین روانہ ہوئے۔ دانش صاحب جمع حیدرآبادی المولد ہے اُنکی ولادت ۱۲۹۴ ہجری
مین ہوئی۔ لیکن آپنے تربیت و تعلیم والد ماجد کی توجہ و سرپرستی سے پائی۔ بمصداق
الولد سر لابیہ۔ آپکی فارسی زبان و لہجہ و تکلم مثل اہل زبان ہے۔ سیرت و صورت سے
شان اہل زبان عیان ہے۔ آپ منشی ذی استعداد ہین۔ انشا پردازی مین ملکۂ کاملہ
رکھتے ہین ناظم و ناثر ہین۔ شعر و شاعری کے فریفتہ۔ آپکو تلمذ جناب ناجی صاحب سے
ہے آپکا کلام شستہ و شائستہ ہوتا ہے۔ لطافت و حلاوت سے بہرا ہوا۔ آپ فارسی
و اردو دونون زبانون مین کلام موزون فرماتے ہین۔ جو کچھ آپکا طبع زاد ہوتا ہے لطف و
مزہ سے خالی نہین ہوتا ہے۔ ان فضائل کے سوا آپ خطاط و شمشیرباز ہین۔ خط نستعلیق
و شفیعائی مین جواہر رقم و عطارد قلم ہین۔ خوب لکھتے ہین اور خطاطی کے فن کو علماً
و عملاً جانتے ہین۔ شمشیر بازی یعنے بنوٹ مین بھی مشہور ہین اس فن مین آپ کو
محمد وزارت علی صاحب بن محمد مراد علی شاہ سے تلمذ ہے۔ فی زمانا شہر مین اُستاد کے
قائم مقام ہین۔ اکثر شائقین فن آپسے مستفید ہوتے ہین۔ آپ سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ
کے منصبدارون مین اکیسوتین روپیہ ہوار پاتے ہین۔ نواب سالار جنگ بہادر حال کے
اوب موزون مین شمار کئے جاتے ہین۔ اور کتبخانہ سالار جنگی کی نگرانی بھی آپ ہی کے
متعلق ہے۔ آپنے کتبخانہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے رکھا ہے۔ اور کتبخانہ کی
فہرست بھی مرتب کی ہے غرض موصوف لیہ کتبخانہ کی درستی و نگرانی عمدہ طرح سے
کرتے ہین۔ فقیر مولف کو آپ کی خدمت مین نیاز ہے۔ نہایت محبت و اخلاص سے
ملتے ہین خدائے تعالی آپکو خوش و خرم رکھے۔ اب مین آپکے نتائج طبع ہفت بند
نعتیہ و قصیدہ مدحیہ اردو سے چند اشعار ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتا ہون۔

اسلام ہے بارگاہت مہبط روح الامین — خسرو کون و مکان محبوب رب العالمین
بانی بنیاد عرفان دار حکمت شہر علم — قبلۂ ارباب ایمان کعبۂ اہل یقین
چیست خورآسمان و کیست خورائے جہان — آن ز مہر تو مبیّن واین ز مہر تو حسین
سر انگشت توا بردہ از ید بیضا سبق — چہ خور شید داری گوئیا در آستین
لب کشاید چون بہ نعت ولکشن روح القدس — آیدش از پردۂ قدرت صدائے آفرین

وله

ہمایون دولت و اقبال ہوائے ظل سبحانی — جہان کی ہے بنا جب تک ہے قائم جہانبانی
نظام الملک محبوب علیخان آصف دوران — رئیس خسرو ملک دکن اسکندر ثانی
امیرونکا سر تسلیم جہک جاتا ہے یہان دائم — ادب سے آکے کہتے ہین درِ اقدس پہ پیشانی
ہوا وہ سرور دوران جسے حضرت نے دی عزت — بنا وہ ہمسر شاہان عطا کی جسکو دیوانی
امیری کبیری کا تفاخر ملگیا اسکو — دیا ہے جس کسیکو آپنے حکم مگس رانی

داغ - نواب مرزا خان دہلوی

داغ تخلص - مرزا خان نام - آپ نواب شمس الدینخان برادر نواب ضیاء الدین بہادر والی لوہارو کے خلف الصدق ہین - آپکی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی - ابھی آپ خورد سال تھے کہ ۱۲۵۲ھ ہجری مین والد کا انتقال ہوگیا - آپ یتیم ہوگئے چونکہ آپکی والدہ صاحبہ کو صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولی عہد بادشاہ دہلی کی ہم آغوشی کا شرف حاصل تھا - اس لئے آپکی والدہ صاحبہ بادشاہی محل مین مقیم تھین - اور آپ بھی والدہ کے ساتھ محل مین پرورش پاتے تھے - رسم تسمیہ کے بعد

والدہ نے آپکی تعلیم شروع کرائی۔ دس بارہ برس کی عمر مین بقدر ضرورت فارسی
و اردو مین استعداد حاصل کرلی۔ عالم شباب کا ابتدا تہا۔ طبیعت مین چستی و چالاکی
موجزن تہی شعر و شاعری کے ساتہہ دلچسپی تہی آپ شاعری کے میدان مین بڑہنے لگے
جناب محمد ابراہیم ذوق کی خدمت مین اصلاح سخن کے لئے حاضر ہونے لگے۔ ولیعہد بہادر
نے دیکہا کہ لڑکا شاعری کے طرف زیادہ مائل ہے اور ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ جناب ذوق
سے آپکی سفارش کی۔ ولیعہد کی سفارش کی وجہ سے ذوق شوق سے آپکے کلام کی
اصلاح فرماتے تہے۔ استاد کی اصلاح سے روز بروز آپ ترقی کرنے لگے۔ چند ہی روز
مین استاد کے تلامذہ مین ممتاز ہوئے۔ دہلی کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے
اہل مشاعرہ مثلاً شیفتہ و غالب و صہبائی و صابر وغیرہم سے داد سخن و تحسین پاتے تہے
ولیعہد بہادر کے فوت ہونیکے بعد آپ بہت پریشان ہوئے۔ اسی پریشانی کے زمانہ مین
ہند کے غدر کا ہنگامہ شروع ہوا۔ آپ دلی سے رام پور آئے۔ نواب یوسف علیخان والی
رام پور کے پاس رہے۔ نواب آپکے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے۔ نواب کے فوت ہونیکے بعد
نواب کلب علیخان بہادر نے بہی آپکے ساتہہ والد مرحوم کی طرح حسن سلوک جاری رکہا
اور آپکو کارخانجات کا معتمد و مہتمم کیا۔ آپکا زندگی نواب کی خدمت مین نہایت آرام و آسائش
سے بسر کرتے رہے۔ آپ نواب صاحب کی زندگی مین حرمین شریفین کی زیارت و حج سے
بہی مشرف ہو کر آئے اور وطن مالوفہ گئے۔ پہر وہان رام پور واپس آئے۔ نواب صاحب بہی
اسی زمانہ مین عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف روانہ ہوئے۔ آپ یہان سے برداشتہ خاطر
ہوکے دلی آئے۔ پہر ۱۳۰۵ ہجری مین حیدرآباد دکن آئے۔ بذریعہ راجہ گردہاری پرشاد
باقی تخلص حضور مین باریاب ہوئے۔ آپنے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا۔ اعلیحضرت بندگانعالی

خلد اللہ ملکہ سنکے بہت خوش ہوئے۔ چند روز امیدوارانہ گوشہ مین پڑے ہے۔ بلحاظ
ضرورت چندروز کے لئے دہلی چلے گئے تھے۔ غیبت کے زمانہ مین اعلیحضرت نے یاد فرمایا۔
نواب داور الملک کے ذریعہ سے آپکو اطلاع ہوئی آپ فوراً حیدرآباد آئے۔ اور استقلال کے
ساتھ سکونت پذیر ہوئے۔ تقریباً تین سال کے بعد ۱۳۰۸ھ ہجری مین ایک فرمان حسب الارشاد
مع ایک غزل مہر شدہ آپکے پاس پہنچا۔ آپنے اسیوقت غزل کو دیکھ کے
واپس بھیجدی اور حسب الطلب دربار مین حاضر ہوکے نذر دی۔ اعلیحضرت نے آپکی
بڑی قدر و منزلت کی۔ اور آپکی عظمت و شان زیادہ رتبہ بلند فرمایا۔ اور آپکے لئے
۱۳۰۹ھ ہجری مین چارسو پچاس روپیہ ماہوار بلا خدمت بصیغہ منصب مقرر فرمایا
اور ساتھ ہی حکم بھی صادر فرمایا کہ آپ کو ابتدائے تشریف آوری سے آج تک کی
کل تنخواہ دیجائے۔ دو تین سال کی کل تنخواہ بحساب چارسو پچاس روپیہ ماہانہ چھکڑہ دو
پرلدی ہوئی داغ کے مکان پہ پہنچی۔ حضرت داغ رقم کے دیکھتے ہی فارغ البال
ہوئے۔ پھر ۱۳۱۱ھ ہجری مین جشن سالگرہ کی تقریب مین خانی و بہادری و جنگ
و دولہ و ملک کے خطاب سے یعنے ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بلبل ہندوستان
و منصب چار ہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہوئے۔ ۱۳۱۲ھ ہجری
مین ایکہزار روپیہ وظیفہ ماہانہ مقرر ہوا۔ علاوہ تنخواہ آپکو وقتاً فوقتاً صلات
و انعامات ملتے رہے ہین۔ آخر آپنے ۱۳۲۰ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی
مین رحلت کی۔ آپکی عمر ستر برس سے زیادہ تھی۔ اعضا قوی درست تھے۔ صورت
و شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ چہل سالہ ہین۔ آپکا کلام روزمرہ کی بول چال ہے
مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کا چشمہ زلال ہے۔ سامعین کو سننے سے لطف وغیرہ

آپکی عمر متوسط تھی لیکن طبیعت مین جوانی کا ولولہ موجود تھا۔ زندہ دل و پاکیزہ منزل تھے۔ کلمۃ الخیر کے گویا۔ صلح کے جویا تھے۔ درویش دوست غریب پرور آپ کی تصانیف متعدد دواوین ہین۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ یہہ تینون مطبوع ہو چکے ہین۔ آپکے یہان ہزارہا شاگرد ہین۔ اکثر آپکے چشمہ فیض سے سیراب فیضیاب ہوئے ہین اب مین چند ہی اشعار آپکے دواوین سے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الہندی

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا	ولہ	یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا
ناوک ابھی ہے شست مین صیاد کے مگر	ولہ	اُٹھتے ہین انگلیان وہ نشانہ اُڑا دیا
ہے سارا خون کے چھینٹون سے مین گلزار	ولہ	ترے شہید کا لاشہ بہار سے اُٹھا
غضب ہے جنبش دل آ یا کہین انجان ہو بنکر	ولہ	کہان آیا کدہر آیا کیون آیا پہر آیا
یون آنکھ ملی کے اشارہ پلٹ گئی	ولہ	گویا کہ لب سے ہو کے کچھ ارشاد رہ گیا
کبھی فلک کو پڑا دل جلون سے کام نہین	ولہ	اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہین
داغ کو چین نہ ملا جب سے یہین آ نا	ولہ	جب تک اُس سے بُرا بھلا نہ سنے
یہہ بھی طرح [illegible] ہوتی ہے	ولہ	ساری دنیا تمام ہوتی ہے
دم آخر ہے تو کچھ مری سنلو		آج صحبت تمام ہوتی ہے
طالع [illegible] سے ملنا ہے		مری جان جانئے واللہ بڑی مشکل سے ملنا ہے
دنیا مین بیٹے لوگ مصیبت زبان		ہم آج خوب روئے گلے ملکے داغ سے
میری [illegible] سنے		تم سنواے ہنوز خدا نہ سنے

دوستی کیا اسیکو کہتے ہین | آشنا کی جو آشنا نہ سنے

دولت - میر دولت علی آسیری

دولت تخلص - میر دولت علی نام - مظہر علیشاہ خطاب - آپکا مولد اسیر ہے بمقتضائے آب و خورش ۱۱۷۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوا - مدت تک شہر مین سکونت پذیر رہا - شعرا و علما سے ملتا رہا - لچھمی نراین صاحب تخلص اورنگ آبادی سے نہایت ربط و اتحاد پیدا کیا تہا - اکثر اوقات اپنی فرودگاہ سے صاحب کے دولتخانہ پر آمد و رفت کرتا تہا - ریختہ مین اکثر صاحب کا تتبع کرتا ہے - چنانچہ ایک مقام مین کہتا ہے ؎ نقش ہے دلپہ میرے مصرعہ صاحب * کیا ہوا بات ہماری جو زمانے بہر اد * پہر اورنگ آباد سے برہانپور مین آیا - رخصت کیوقت بداہتہً صاحب کے حق مین ایک مصرعہ موزون کیا ؎ دولت کو دل سے اپنے صاحب نہ بہول جانا وطن مین پہنچکر مدت تک زندہ رہا آخر ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوا -

شاعر ذہین و خوش فکر تہا - نازک خیال و رنگین مزاج تہا - احباب کے ساتہہ خوش صحبت و خوش اخلاق تہا - آپکا کلام ریختہ صاف و شستہ ہے - ایہام و تلازم شعریہ سے پاک - سیدہا سادہ کلام ہے -

من اشعارہ الہندی

ہر آن گریہ کرنا ہر دم آہ بہرنا		گر صبح ہے تو یہہ ہے اور شام ہے تو یہہ ہے
سب بلبلون سے اول ہمکو تو ذبح کرنا	ولہ	صیاد سے ہمارا پیغام ہے تو یہہ ہے
ابر و قسم ہے تمکو کہین جستجو کرو		قاتل مرے کو مجہہ سے ذرہ روبرو کرو

چاہو نماز حضرت گل کی ادا کرو
اُس چشم مے پرست کا مارا گیا ہے جو

ولہ

اے بلبلو تم اشک سے اول وضو کرو
لازم ہے اُسکو خاک سے خم یا سبو کرو

ہمکو ہمارے یار کے جلوہ سے کام ہے
لب ورخسار اور قد و قامت

ولہ

اے زاہدو بہشت کی تم آرزو کرو
دیکہہ سب غنچے مسکراتے ہین

مجلس مین نہ جا پیارے تجہ رخ کی تجلی سے
اسلام سے نہین مقصد اور کفر سے نہین مطلب

ہوئیگی شمع پانی جل جائیگا پروانہ
منظور مرے دلکو ہے جلوۂ جانانہ

سوتا تہا مست ناز اُسے کوئی جگا دیا
خوف ہے مجکو مبادا کہ دیوانے ہوئے

کیا عالم بہار خدا نے دکہا دیا
صورت اُسکی نہ زلیخا کو دکہا تا بہزاد

جائے امی کی مین اُس پاک تین ہیچو نگا
اس غم کی کشمکش مین روتے ہی عمر گذری

کہینچ تصویر کو دولت کے لے آتا بہزاد
کہا یاد مین کرونگا خوبی سے اُس جہانکو

دانا نصیر الدین خان

دانا تخلص ۔ نصیر الدین خان نام ۔ آپ جمال الدین کے بہائی ہین ۔ بہادر بادشاہ کے زمانہ مین آپ منعم خان خانخانان کے مصاحب تہے ۔ صحیح النسب تہے آپکا مولد و منشا اورنگ آباد تہا ۔ آپ فضائل و فواضل سے آراستہ تہے ۔ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے ۔ شعر گوئی کا شوق تہا ۔ خوب مرغوب فرماتے تہے ۔ اشعار کے دیکہنے سے آپکی لیاقت و استعداد معلوم ہوتی ہے ۔ آپکا کلام آپکی لیاقت و استعداد کا مخبر ہے ۔ آپکو سرکار سے صوبہ برار مین تہوڑی جاگیر تہی ۔ آپ جاگیر کے تعلق کی وجہ سے بلدہ ایلچپور برار مین سکونت پذیر ہوئے ۔ اور جاگیر سے جو کچہہ محاصل

اُس مین زندگی بسر کرتے تھے۔ افسوس کہ کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و خاندان کا حال ور آپکی ولادت و وفات کی بھی تاریخ نہین لکھی۔

من اشعارہ

صراحی سجدہ ام ساغر پرستم تا چہ پیش آید — بہر سو میروم از خویش مستم تا چہ پیش آید

ولہ

حسن نشاط کرد گل ہمچو بہار ہر طرف — چون گل سر میبد بشیشہ و جام و نای و دف

ولہ

حیرت برق حسن یار بسکہ ز گریہ جوش زد — قطرۂ اشک شدہ بر مژہ چون درِ نجف

پیر مغان با عتقاد میکدہ را چو در گشاد — ساغر می بکف نہاد و گفت بنوش و لا تخف

ورنہ کسے کہ نیست نیست نقاش جاودان — غیر تو ہر کہ ہست ہست بمعرض تلف

با تو مراست آرزو خواب فراموش خود — سینہ بسینہ او برد دست بدست کف بکف

آصف عہد اے نصیر یافت ز روح جہ افضیا — طالع اگر یاد کند و اعنش آرم بکف

نمیرسد بخدا نشہ بجائے شراب — چہ جائے تنباک و چہ افیون شراب وائے شراب

آپکا انتقال بھی تقریباً ۱۱۸۵؁ ہجری میں ہوا۔

درسی۔ سید محمد درویش براری

درسی تخلص۔ سید محمد درویش نام۔ آپکا اصلی وطن سورجی انجن گانون ضلع برار ہے۔ آپکے اشعار شاہد حال ہین۔ ب مکانست من عرصۂ سورجی ٭ کہ گہر نادانم طریقہ کجی۔ دیار ست موزون بصوبہ برار ٭ چو آب ہوایش طراوت دبار ٭ بہشت است ثانی آب ہواہ ٭ ہوا روز در روز خوش ہینوا ٭ آپ سید صحیح النسب والحسب تھے آپکا نشو و نما برار کی آب ہوا مین ہوا۔ تربیت و پرورش ہین کی غذا سے ہوئی آپنے

نشو ونما کے بعد وہان کے علما وفضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد شعرگوئی وعبارت نویسی کا شوق ہوا۔ طبیعت کی تیزی چالاکی سے انشاپردازی وسخن طرازی شروع کی۔ رفتہ رفتہ دونون فن مین کامل ہوئے۔ ہمعصرون مین منشئ بیمثل وشاعر بیبدل شمار کئے گئے۔ آپ فارسی کی نظم ونثر لکھنے مین اسقدر قدرت رکھتے تھے۔ بغیر سوچے سمجھے مضامین تازہ موزون کرتے تھے۔ آپ بادشاہی منصب پر ممتاز تھے۔ نواب عوض خان بہادر عضدالدولہ صوبہ برار کے مصاحب تھے اور گلندار خان اسد خانی کے مقرب۔ آپ عالمگیری زمانہ مین زندہ تھے۔ آپنے ایک کتاب مسمی نادر پسند نواب صاحب موصوف کے زمانے سے لکھی۔ کتاب مین وزیرزادہ اور شاہزادی ملکہ کا عشق ومحبت بیان کیا ہے۔ کتاب عجیب وغریب ہے تالیف کتاب کی تاریخ ۱۱۳۳ھ ہجری ہے

بسن یکہزار وصد وسہ سی	ہمایون در آن روز ہائے بسے
مرتب شد این نامۂ نامور	چنین کاخ پرداختم در دہر

آپ صاحب دیوان مین دیوان مختصر ہے۔ کلام بامحاورہ وسلیس ہے۔ عبارت صاف وشستہ ہے۔ استعارہ وکنایہ سے خالی ہے۔ خط وخال ورحسن جمال کے بیان مین مبالغہ وتشبیہ کا استعمال کیا ہے۔ کلام مین تشبیہ مبالغہ کا ہونا ضرور ہے۔ یہہ کلام کا نمک ہے۔ کسی شاعر کا کلام اس نمک سے خالی نہین ہوتا ہے۔ نواب صاحب موصوف اور نائب صاحب آپکے حال پر زیادہ مہربان تھے۔ اور ہمیشہ حسن سلوک سے دستگیری کرتے تھے۔ آپ خوشحال وفارغ البال تھے۔ آپ اکثر اوقات نواب صاحب خانصاحب کی مدح مین صرف فرماتے تھے۔ چنانچہ آپنے دونون کی تعریف مین دو غزلین لکھی وہ ہم

ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ آخر آپکا انتقال ۱۲۸۵ہجری میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ بمدح نواب عیوض خان بہادر

خدا شناس رحم دل نواب عیوض خان — ہمیشہ مد نظر بر صواب عیوض خان
دلیل شرح حدیث ہدبرہ انصاف — مراد حاجتیان از حساب عیوض خان
امیر نور رتبہ دارد جلوس چون خورشید — منیر روز ازل شد شہاب عیوض خان
کہ فیض بخشش ہیچ فریاد رس ستم یابان — خدا نگہبان باشد بآب عیوض خان
سخن کاہی ز آگاہ دل بگو درسی — کہ بہ زیر ست بجہان جناب عیوض خان

بمدح گلذار خان

از کمال بندگی مطلوب شد گلزار خان — شد رقم روز ہی ز ل طالع اسد گلزار خان
در سخن ہائے کہن دارد بلاغت بیگمان — در طریقے دین شناسی میرسد گلزار خان
زین شمیم پاکیزہ ہا مقبول ورد ازین شد — حسن خوبی خود بعالم می کند گلزار خان
از سحاب ابر الطاف الٰہی سبز تر — این نہال تازہ وا نم بشگفد گلزار خان
عالی ہمت چنان چون ثانی حاتم زمان — بیکس و محتاج را ملجائے شد گلزار خان
یاالٰہی در دو عالم نام آوازش بلند — برتر از اوصاف کن بدآ ابد گلزار خان
از دعائے جملہ یاران ہم بحق آن رسول — اسم در ہر دو جہان بالاشود گلزار خان
در سیا شیرین سخن در ہمگان آگاہ دل — ایزد از غیب بستما باشد مدد گلزار خان

من اشعارہ الفارسی

ساغرم پر نور کن ساقی بیا ساقی بیا — پرورہ را دور کن ساقی بیا ساقی بیا
کشور شیرین سخن آباد حمدش در سیا — در سخن منصور کن ساقی بیا ساقی بیا

بردیم دل تمام براہ خیال دوست	حاصل شود بہ تنیم خاصۂ کمال دوست
اہلِ عیش نمایند نثار زر دارند	ہم غذا اہل دلان غم بفکر می بینیم
ساقی بیار جام پر از بادہ مستی	بادہ مستی تو بدہ بادہ مستی

داؤد - میرزا داؤد اورنگ آبادی

داؤد تخلص - میرزا داؤد نام - آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین بلخ سے اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - بادشاہی منصب سے معزز و مکرم ہوئے - آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی - اسی سرزمین مین نشو و نما پایا - علما و فضلا کی صحبت مین لیاقت و قابلیت پیدا کی - شعر گوئی کے میدان مین قدم رکھا - چنانچہ تھوڑے دنون مین ہمعصرون سے بڑھ گیا ریختہ مین ولی کا تتبع کرتا ہے - آپکے کلام سے شکر بیانی و نازک خیالی ظاہر ہے آپ غزل کو مشاعرہ مین خوش الحانی سے پڑہتے تہے - آپکی لحن داؤدی سے مشاعرہ مین ایک لطف و مزہ ہوتا تہا یاران ہم صحبت کو سرور ہوتا تہا - آپ ولی کی کرامت کے قائل تہے اور اسکو اپنا استاد سمجھتے تہے - چنانچہ کہتا ہے ؎

سند بس ہے تجھے مصرع ولی داؤد ۔ کہ تجکو شور قیامت سے بے نیاز کیا

اور دوسرے مقام مین لکہتا ہے ؎

کہتے ہین سب اہل سخن اس شعر کو سنکر ۔ تجہ طبع مین داؤد کا اثر آیا

لچھمی نراین صاحب اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ مجکو آپکے صاحبزادہ میرزا جمال اللہ عشق تخلص سے معلوم ہوا کہ آپکی وفات ۱۱۶۸ھ ہجری مین واقع ہوئی - فقیر نے آپکی تاریخ لکہی ؎ بلبل گلزار یعنی طوطی رنگین زبان

ازغم آباد جہان بگذشت چون تیر از کمان + مصرع تاریخ فوتش گفت بامن ہاتفے - گو برفتہ میرزا داود فانی الجہان - انتہی کلامہ آپ صاحب دیوان ہین آپکی دیوان مین کم وبیش تخمیناً پانسو اشعار ہین - ہم آپ کے چند اشعار آبدار ذیل مین لکہے ہین -

جناب میر محمد تقی میر نے نکات الشعرا مین لکہا کہ میرزا داود تخلص شاگرد سید یعنی مولوی سید عبد العلی عزلت - اور صرف ایک شعر آپکا طبعزاد لکہا باقی حال کی نسبت فرمایا کہ تحقیقاً معلوم نہین ہوا - میر صاحب نے جسقدر لکہا یہ بہی پایۂ تحقیق سے دور ہے - داود عزلت کا شاگرد نہین تہا - اور صاحب گلشن بیخار نے لکہا کہ داود شعرا متقدمین سے ہے - مین خیال کرتا ہون کہ تذکرہ نویس زمانہ مین تحقیقات کی طرف توجہ نہین کرتے تہے جو کچہہ سنتے تہے اُسکو لکہہ دیتے تہے - اسی بے توجہی کی وجہ سے اکثر غلطیان کرتے ہین - اور تذکرہ مین صرف شاعر کے نام یا محض تخلص پر اکتفا کرتے ہین - ولادت و وفات اور اُن کی طرز معاشرت کی نسبت ایک فقرہ بہی نہین لکہتے - واقع مین انہین چیزون کی ضرورت ہے - ہم نے حتی الامکان اپنے اس تذکرہ مین انہین باتون پر زیادہ زور دیا ہے - کتب قدیمہ اور بیاضہائے دیرینہ سے ان باتون کو جمع کیا ہے اور ہر ایک شاعر کے حال مین لکہا ہے - فانظروا وانصفوا لا تکن من المکابرین -

من اشعارہ الہندی

عزیزان خواب مین دیکہا ہون آج اس سروقامت کا
ہوا معلوم وقت آیا ہے میری سرفرازی کا

وله

سند ہے اہل دل کو بساط زمین کا فرش
ہے بے ریا کو بوسے ریا نقش بوریا

وله

مجہے طومار لکہنا ہے دو زلف عنبرین مو کا
قلم کیون نا کرون اے آبا غبار نسخ شدہ کا

قانون شفا نطق مین ہے یار کے موجود — وله — ایدل نہو محتاج طبیبان کی دوا کا

ہوا ہے ابر گریان دیکھ میری چشم گریان کو — وله — پڑا ہے شور دریا مین مرے اشک جاری کا

لالہ رو کو دیکھکر لالہ کا پھول — وله — داغ دل کے ہات دکھلانے لگا

عاقبت اُس سنگدل کے جور سے — دل کا مینا پر شکست آنے لگا

ہجر مین دلبر کے ابر چشم آج — اشک کا برسات برسانے لگا

تجھ خیال زلف کے ہو پیچ مین — مو بمو دل آج بل کھانے لگا

سرمہ لگانے مین کہتا ہے یون دلبر — وله — عشاق بخطا پر اب تو تیا کرونگا

مجھ بزم مین رقیب عبث سرکشی نکر — وله — شعلہ پڑا ہے شمع پہ مجھ سوز آہ کا

جس بوستان مین وو گل رخسار ہوئیگا — وله — بلبل بہار گل ستی بیزار ہوئیگا

بجا ہے محتسب کے سر اُپر آج — وله — مجھے اب پھوڑنا پھر ہیگا مٹکا

اُس صنم کے خیال ابرو نی — وله — ناتوان مجھکو جیون ہلال کیا

یہ جام چشم مست جسے دکھاؤگے — وله — تا حشر اُسکو ہوش سے اُسکے بھلاؤگے

دانہ دکھاکے خال کا جسکو دیو چاٹ — آخر کو دام زلف مین اُسکو پھنساؤگے

دیکھ تجھ چشم کا بیکد وو ر — وله — دل کے تئین نشہ شراب ہوا

لکھتا ہون جب سے تجھ لب شیرین کی صفت ہون — مجھ ہاتھ مین نہان سے قلم نیشکر ہوا

آیا ہے بر مین جب ستی وو صندلی قبا — دائم دسون رفع مرا درد سر ہوا

نین سینہ لاکے داغ تیرے مکھ پر اے صنم — وله — آئینہ تجھ جمال کا جوہر ہوا

دیکھ کر خط سبز کو تیرے — وله — تھا شرابی تو سبز پوش ہوا

کاش ہم جوئے خون مین ہوتے غرق — وله — جب حسین علی شہید ہوا

جب سون کیا لباس وہ گل پیرہن ہرا — وله — یکبارگی دکھاکے جھپٹ عاشق کا من ہرا

آتش عشق سون تری جل جل — وله — دل ہوا دل ہوا کباب ہوا

رنگ کاغذ ہوا ہے فاختہ — وله — جب لکھوں سرو قد کی تین مکتوب

دیکھہ تیرے لبوں پہ رنگ مسی — وله — چشمۂ خضر پر پڑا ظلمات

دل پہ خون میرا ہر رنگ حنا — لیگیا گلبدن ہاتوں ہات

دست رنگین کو دیکھکر تیرے — رنگ مہندی چھپا ہے پاتوں پات

برجا ہے ہر گل سون کفن اسکو ہو نصیب — جو کوئی ہوا شہید وہ گلگون قباکے ہات

کہتے ہیں عاشقان مرا حال دیکھہ کر — شاید تو دل دیا ہے کسی بیوفا کے ہات

کیونکر سیر چاندنی کرنیکو نکلے وہ صنم — وله — دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہیں

مجھ پر سون ہوئے ہیں اگر آوے عجب نہیں — وله — اس چشم پرخمار کو دیکھا ہوں خواب مین

کرامت عارہ گل جانمن عشاق بیکل سے — وله — جو اپنی گل سے بیکل ہے اسے کیا کام گل سے

مرا احوال چشم یار سے پوچھہ — وله — حقیقت درد کی بیمار سے پوچھہ

میرے حال پریشان کی حقیقت — صنم کے زلف کے ہر تار سے پوچھہ

میرے ہر یک صدائے آہ کا پیچ — وله — سجن کے چہرۂ بلدار سے پوچھہ

نہیم اسکا اون کے ضو کرنے سے فضل ہے — کیا ہے جن نے حاصل خاکساری کی عبادت کو

محمد مصطفی کی یادستی — مرا دل قلعۂ احمد نگر ہے

زور دیتا ہے تا دسونے کو — شوخ زرگر پسر مین کیا فن ہے

ہوا ہوں چار چشم اب عاشقی مین — مجھے اس چار ابرو کی قسم ہے

اے زاہدان اٹھاؤ جبین کو زمین سے — جو سرنوشت ہے اسے کاتب مٹاوگے

گلبدن ہنستا ہے مجہہ رونیکو دیکہہ	خندۂ گل گریۂ شبنم ہوا
آیا کیونہ یاد علی مین رہون مدام	روز ازل سے دل ہے مرتضیٰ نگر
شاہ خیبر کشا کی یاد ستی	دل مرا شاہ گڈہ ہوا یارو
یاد کرنے سے گلرخان کے سدا	گلشن آباد دل ہوا میرا
ہے شراب و کباب و فصل بہار	کوئی اسوقت مین پیا لادو
زرگر اب مجہہ سے زرگری مت کر	بہاؤ نہ لاشتاب سونے کا
زلف دلبر سے مجکو سودا ہے	لوگ کہتے ہین تجکو سودا ہے

یہہ آخر کا شعر میر تقی میر نے نکات الشعرا مین لکہا ہے۔

دردمند۔ محمد فقیہ اودگیری

دردمند تخلص۔ محمد فقیہ نام۔ آپ شرفائے اودگیر سے ہین۔ آپکی ولادت ۱۱۳۶ سنہ ہجری مین مقام اودگیر توابع محمد آباد بیدر مین واقع ہوئی۔ آپ صغر سنی مین والد ماجد کے ہمراہ دارالخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچے۔ سن شعور کے زمانہ مین علما و فضلا کی خدمت مین کتب متداولہ پڑہنے لگے۔ آپنے شاہ ولی اللہ نبیرۂ شاہ گل وحدت تخلص سہرندی کے ظل عاطفت مین سکونت اختیار کی۔ اور آپکی خدمت بابرکت مین مستفید ہونے لگے شاہ گل آپ کو ہونہار دیکہہ توجہ و دلدہی سے تعلیم فرماتے تہے۔ و تہذیب اخلاق و صفائے باطن کے طرف بہی راغب کرتے تہے۔ آپ استاد شفیق و پیر رہنما کی برکت سے روز بروز درجہ اوج پر عروج کررہے تہے۔ کہ آپکے والد ماجد نے دنیائے سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ آپ کو باپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوا۔

حضرت میرزا جان جانان مظہر قدس سرہ نے آپکو اپنے سایۂ عاطفت مین لیا۔ تربیت وتعلیم کرنے لگے۔ آپ حضرت کی عنایت و تربیت سے مجموعہ کمالات ہوئے۔ اور فن سخن مین بہی درجۂ کمال کو پہنچے۔ شعرا و صوفیہ مین مشہور ہوئے۔ چنانچہ میرزا صاحب آپکے حق مین فرماتے ہین ؎

مظہر مباش غافل از احوال دردمند　　لعلے ست این کہ در گرہ روزگار نیست

آپ فارسی اردو مین کلام موزون فرماتے ہین آپکا کلام درد آمیز و شوق انگیز ہوتا ہے صاحب دل آپکے کلام کو سنکر وجد و حال مین مست ہوتے ہین۔ آپکا ساقی نامہ ریختہ مین مشہور ہے۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکہتے ہین کہ فقیر و فقیہ دردمند کے درمیان غائبانہ محبت و اتحاد کا سلسلہ قائم ہے۔ باہم مراسلات کا سلسلہ جاری ہے فی الحال بنگالہ تشریف لیگئے ہین۔ ناظم بنگالہ کے پاس رہتے ہین آپکے اشعار فقیر آزاد کو دستیاب ہوئے۔ تم کلامہ۔ تحفۃ الشعرا و گل رعنا کے مولفین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صاحب دیوان تہے آپکا دیوان فی زماننا نادر الوجود ہے۔ آپکا سنہ وفات تحقیقاً معلوم نہین ہوا۔ آپ تقریباً معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۹۷ھ ہجری مین فوت ہوئے یا ۱۲۰۵ھ ہجری مین۔ مدفن دہلی ہے۔

من اشعارہ الفارسی

برزخم خویش از ان کوہکن نمک نہ نہ پرست	کہ شور خندۂ شیرین بکام پرویز ست
درکوئے می فروش نماند آبرو مرا	لب تشنگی فروخت بدست سبو مرا
جان یکسانہ دادم و شادم کہ عمرہا	بودہ است برمراد تو مرگ آرزو مرا
از فیض نوائے نافع روز محشر	ہر روز بود عید غدیر و بگیر

چون جام بود چشم امیدم ورحشر	رباعی	بر دست آے ساقی حوض کوثر
یکچند عتاب و ناز ظاہر کردی		وین عمر دو روزہ بار خاطر کردی
بعد از مردن رہت بجاکم افتاد		اول بائست انچہ آخر کردی

داغ - لالہ نہالکرن اورنگ آبادی

داغ تخلص - لالہ نہالکرن نام - اورنگ آبادی المولد ہے - لچھمی نراین چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ مین لالہ صاحب سے بتوسل محمد ایوب اورنگ آبادی کے ملا جوش مزاج ورنگین طبع پایا - خوش صحبت و خوش اخلاق ہین - ملاقات کے بعد وہ بہی میرے غریب خانہ پر آئے - پہر تو فیما بین مین ربط محبت و اتحاد قائم ہوا - وہ میرے پاس آتے تہے - اور مین اُن کے پاس جاتا تہا - لالہ صاحب پیشتر رفعت تخلص کرتے تہے - اور اُن کے والد کا تخلص لالہ تہا - مین نے اُن سے بمناسبت لالہ کہا کہ رفعت تخلص مناسب نہین آپ داغ تخلص اختیار کیجئے - داغ لالہ کے مناسب ہے - میرے کہنے سے داغ تخلص اختیار کیا ۔ ع لالہ را نازم کہ او با داغ میرویدز خاک :: خاک بادا بر سر عشقی کہ مادر زاد نیست - انتہیٰ کلامہ - داغ نازک خیال و شیرین مقال ہے تازہ تازہ مضامین موزون اور نئے نئے معانی ایجاد کرتا ہے ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تہا - ۱۲ھ ہجری مین فوت ہوا - آپ کا کلام اکثر ریختہ مین دیکہا گیا - فارسی کلام کہین دستیاب نہین ہوا - شاید آپ کو زیادہ دلچسپی ریختہ سے ہوگی -

من اشعارہ الہندی

دوڑتے تجہہ رہ مین میرے منوالے	دانہ تاک سے پاؤن مین پڑہ ہین چہالے

انتظاری سے تیری ہے پر کیفیت		دیدۂ نرگس فتاں میں بھرے ہیں جالے

لیجھی لائن کہتے ہیں کہ بجائے پر کیفیت نسرین رخسار اگر کہتا تو خوب ہوتا۔

ہات مت ڈال ہیاں پائوں نہیں اپنے بھرکے	ولہ	تاک بیٹھی ہیں پٹارے میں بھر کے پالے
دیکھکر داغ سیہ دست حنائی میں سجن		لالہ رویوں کی جہاں بیچ ہو دل کالے
دل موج درد سہر سے پژمردہ جیون کلی ہے	ولہ	شاید سخن کے سہرہ دستار صندلی ہے

دارا۔ خواجہ بہاء الدین حیدرآبادی

دارا تخلص۔ خواجہ بہاء الدین خان نام۔ عظام جنگ بہادر خطاب۔ آپ خواجہ یسین علیخان بہادر مرحوم کے خلف الصدق ہیں مشاہیر امراء حیدرآباد دکن سے ہیں۔ سن شعور کے بعد فارسی عربی میں ضروری استعداد و لیاقت حاصل کر کے شعر گوئی کی طرف توجہ کی۔ خواجہ محمد مرتضی خان بقا لکھنوی سے سخن کی صلاح لینے لگے استاد کی توجہ سے آپکے کلام میں درستی و شستگی آگئی۔ اور آپکی قوت ناطقہ بڑہ گئی کلام پختہ و شائستہ ہو گیا۔ سنہ ۱۳ ہجری میں استاد کا انتقال ہو گیا۔ آپکو سخت رنج و ملال ہوا۔ اسوقت سے آپنے کسی سے اصلاح نہیں لی۔ اصلاح کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ خود ہی زور طبیعت و فکر رسا سے کہتے ہیں سنجیدہ و برجستہ کلام ہوتا ہے طرز کلام سے خوبی نمایاں ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں آپکا دیوان مطبوع ہو گیا ہے فقیر مولف کے دیکھنے میں نہیں آیا۔ ہم کو چند اشعار متفرق گلدستوں سے ملے ہیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اسوقت آپکی عمر قریب چالیس ہو گی۔ شگفتہ جبین و خوش خلق ہیں۔ خاندانی شرافت چہرہ سے عیاں ہے۔ آپ جناب قادر الدولہ

نور الحسن صاحب مرحوم کے فرزندان میں سے ہین۔ اللہ تعالیٰ آفات آسمانی سے انکو محفوظ رکھے

من اشعارہ الہندی

فراق مین تیرے یہہ حال ہو گیا دل کا
کہ لوگ روتے ہین سُن سنکے ماجرا دل کا

بھرے ہین سینۂ عاشق مین حسرتین کیا کیا
صنم برائے خدا اُسنئیے مدعا دلکا

پھڑک ہی جاتے ہین دلبر شعر وا اسے
کلام اُسکا پڑہتا ہے ولولا دلکا

یون کہو کسدن نکالیگا خدا اُس پیچ سے
دل ہمارا شانۂ زلف معنبر ہوگیا

تم تو ہو مشہور دارا جہان مین پارسا
دل تمہارا مائل اُس کافر پہ کیونکر ہوگیا

نغمہ سرائی وان تو رہی بزم غیر مین
اور یان رہا زبان پہ نالا تمام شب

شب جان پر بنی رہی گیسو کی یاد مین
چھاتی پہ لوٹتا رہا کالا تمام شب

دہیر۔ لالہ دولہ رائے برہانپوری

دہیر تخلص ۔ دولہ رائے نام۔ وطن اصلی برہانپور ہے۔ لالہ خوشحال چند تخلص فرحت کا برادر زادہ ہے۔ دفتر انشا پردازی کا فرزند ہے۔ وجریدۂ سخن دانی کا دبیر بے نظیر تہا۔ ناظم و ناثر شاعر خوش کلام تہا۔ تاریخ دانی مین استاد۔ تاریخ آصفی نہایت عمدہ تالیف کی۔ خاندان آصفیہ و امرا عالیہ کا احوال اُسمین شرح و بسط کے ساتھہ لکہا ہے صاحب گل رعنا مین لکہتا ہے کہ فی الحال یعنی ۱۲۱۲؁ ہجری مین وطن سے اورنگ آباد مین آیا ہے۔ مجہسے ملاقات کی لائق و خوش اخلاق ہے۔ کم کلام ہے۔
آخر ۱۲۲۵؁ ہجری مین وطن مالوفہ برہانپور مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

نہ ہر انسان ہنر دارد ندارد — نہ ہر دریا گہر دارد ندارد
میانش را نشانی نیست پیدا — کہ می گوید کمر دارد ندارد

ولہ

وقت جولان جنون ست بیابان مددے — نہ فلک تنگ بود وسعت امکان مددے
می طپد زخمی نخچیر نگہش بر سر خاک — تیغ ابرو مددے خنجر مژگان مددے
سینہ ام سوختہ داغ تپ مہجوری دوست — آہ سرد مددے دیدہ گریان مددے

دوست سیّد خواجہ حیدر آبادی

دوست تخلص۔ سید خواجہ نام۔ آپ سیّد حیات حیدر آبادی کے فرزند ہیں۔ زیرک و ذکی الطبع ہیں۔ شفیق و رفیق خوش باش و اہل معاش ہیں۔ شعر و شاعری کے میدان میں چست و چالاک ہیں۔ شیخ فدا حسین مشہور لکھنوی کے شاگرد۔ آپکی عمر تقریباً پینتالیس برس کی ہوگی۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ آپکا دیوان مسمی گلزار حیات مطبوع ہو گیا ہے۔ آپکا کلام مطبوع خاص و عام ہے سلیس و بامحاورہ ہے اللہ تعالے آپ کو صحیح و سالم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

خال مشکیں میں اُس ابروئے خمدار کے پاس — ڈہال بہی رکہی ہے سفاک نے تلوار کے پاس
قبلہ سے کبہی قبلہ نما رہ نہیں سکتا — پہرتی ہے اُدہر آنکہہ جدہر ہیں آپ

ناصح سنی ہوئی ہیں تمنا کی حکایتیں — جاتا ہے کون کوچۂ جانان کو چہوڑ کر
منعم عبث ہے دولت دنیا پہ یہہ غرور — جاتا ہے ایکدن سب سامان کو چہوڑ کر

خوب ہے خسار ولب لعلین کا نظارہ رہا	ہم حلب ہوتے ہوئے آئے بدخشان کی طرف

ردیف ذال

ذکا - میر اولاد محمد خان

ذکا تخلص - میر اولاد محمد خان نام - میر غلام امام برادر میر غلام علی آزاد بلگرامی کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۲۷ رجب ۱۱۵۱ہجری مین بلگرام مین واقع ہوئی - خود ذکا نے عالم جوانی مین اپنی تاریخ ولادت کہی ہے

روزے کہ نمود بندہ را حق ایجاد | اولاد محمد پدرم نام نہاد
گفتم تاریخ خویشتن را من خود | در ماہ رجب تولد ما رو داد

نشو نما و ابتدائے تعلیم کے بعد عالم شباب مین ۱۱۶۷ہجری مین بلگرام سے اورنگ آباد مین جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین آئے - جس روز آپ اورنگ آباد مین پہنچے اُس روز غرۂ شعبان سنہ مذکور تہا - پانچ برس کامل میر صاحب کے سایۂ عاطفت مین رہے علوم عربیہ فنون ادبیہ مین کمال استعداد حاصل کرکے عازم بلگرام ہوئے بلگرام مین دو برس گذرے پہر حسب طلب میر آزاد مع سید امیر حیدر بن میر نور الحسنین بن میر آزاد اورنگ آباد مین آئے - نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین باریاب ہوئے منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوئے ۱۱۷۷ہجری مین گل زمین دکن مین رونق افزا تہے - اور میر آزاد کی خدمت مین رہتے تہے - چنانچہ ایک مقطع مین فرماتے ہین ؎

نازش جناب حضرت آزاد سے ذکا	استاد ما و قبلۂ ما افتخار ما

جناب میر آزاد نے آپکی خواہش سے تذکرہ خزانۂ عامرہ تالیف کیا پچیس تاریخ ماہ محرم ۱۱۸۲ہجری مین تقریب سیر عازم حیدرآباد ہوئے۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی جو حیدرآباد مین تھے اون کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔

لچھمی نرائن گل رعنا مین لکھتے ہین کہ میرزا ذکا و میر عزلت و فقیر وغیرہ شعرا کا باہم خوب جلسہ رہتا تھا سب یاران ہم صحبت خوشی خرمی سے باہم ملتے تھے۔ ایکروز میر عبد الولی عزلت نے آپکے نام پر اعتراض کیا کہ لفظ اولاد کا اطلاق ایک ذات پر درست نہین ہے اولاد محمد کی جگہہ ولد محمد ہونا چاہئے۔ مین نے ایک عرضی میر صاحب کی جناب مین بھیجی اور آپ سے اس امر کی تحقیق طلب کی میر صاحب نے اسکے جواب مین لکھا کہ علم بدیع مین ایک صنعت جسکا نام الحاق الجزئی بالکلی ہے۔ اور یہہ صنعت شرح بدیعیہ ابن حجہ اور انوار الربیع فی انواع البدیع مولفہ سید علی المدنی مین مذکور ہے صنعت کا مطلب یہہ ہے کہ کل کا اطلاق جزو پر تعظیماً کرنے مین اسی قسم سے ہے۔ آیہ کریمہ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً اس آیہ مین مفسرین کہتے ہین کہ ابراہیم اکیلا تھا۔ مگر امت کا اطلاق اسوجہ سے ہے کہ وہ جملہ صفات خیر پر جامع تھا۔ اور متنبی شاعر ایک شعر مین ممدوح کو باعتبار اوصاف کثیرہ اَنْتَ الخَلَائِق کہتا ہے۔ اور فارسی مین بھی ضرب المثل ہے۔ یک آشنائے بامزہ یک عالم آشنا ہے۔ ایسا ہی اولاد محمد کے نام مین کہ ایک ولد بمنزلہ اولاد کثیرہ ہے انتہی کلامہ۔ میان عزلت حضرت کا جواب سنکے اعتراض سے باز آئے۔

جناب ذکا شاعر خوش فکر و باریک نظر تھے مجلس سخن کے جلوہ افروز تھے آپکے مضامین نگین ال فروزہ تھے آپ حسن خلق کے گلستان شجر ہیکو تھے

بوستان تھے۔ جوان صالح خوش وضع وخوش طبع مزاج مین خاکساری زیادہ تھی۔ ملنے والون سے نہایت انکساری وعاجزی اور حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ عقیل وفہیم تھے۔ سخن فہمی تیز ذہنی مین مشہور تھے۔ تاریخ گوئی مین بے نظیر تھے۔ آخر آپ کی رحلت سنہ بارہ سو ہجری کے اوائل مین باختلاف روایات ۱۲۰۵ یا ۱۲۰۸ ہجری مین ہوئی۔
قدرت اللہ خان قدرت نے نتائج الافکار مین لکھا کہ ہیرو کا ۱۲۰۰ ہجری کے اوائل مین فوت ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

نام عالم آفرین سر حلقۂ عنوان ما
تہ بسم اللہ خط پیشانی دیوان ما

ولہ
دید چون زاہد صد سالہ دبستان ترا
دل و جان کرد فدا خواندن قرآن ترا

"
خواست از نشوۂ بیداد دہد یاد مرا
خبر قتل کسے گفتہ فرستاد مرا

"
طفل صبیا دکہ استاد فن خود شد بہ بست
رشتۂ بستہ بپایے گذارد مرا

ولہ
چہ ان خوردہ کہ ہیچ نیاید بکار گل
مال بخیل سود نہ بخشد بخیل را

وارد ندضامنی بقلان نو لا ایمان
من ہم زدل با وگذر اندم کفیل را

نمی گیرد و میسر روسفیدی بیاہان
ولہ
کیا ز سرخی نیالاید کسے کلک سیاہی را

تقاضا می کند اقلیم دل فرما روایان را
ولہ
مسلّم باد بارب این ولایت میرزایا نرا

اگر شمشیر خون آشام او بسمل نفرماید
کہ سازد دررہ عالم سرخرو بیدہ وپایا نرا

زہم بر تربت فرہاد شیرین کرد ہمعنی
کہ آفت میرسد از دست خود در و نہ آزمایا نرا

ولہ
تمنا خاطر مجنون ہندستان جنس نزد
کہ لیلائے عرب آباد سازد محمل مارا

میبد بد در بزم خود هرگاه یار آئینه را	وله	دور نتواند نمودن از کنار آئینه را
معلوم شد که حسن بود مهربان عشق	وله	هر ذره را بزور کشد در بر آفتاب
پنجه از شوخی بدامانت زدن مقدور نیست	وله	ورنه دست ما ضعیفان اینقدر کمزور نیست
بر شکست دل کمر بستن نمی‌زیبد ترا	وله	جام من ظرف سفال و چینی فغفور نیست
سایهٔ زلف بتان یارب نصیب او مباد		گل زمین هند را هرکس بگوید خوب نیست
وادی عشق ز اشک و آه هم	وله	طرفه خوش آب و هوا افتاده است
دیدهٔ رفتن پروانه میان آتش	وله	حال ما سوخته محتاج بیان این همه نیست
در طره‌ات ز دل بفلک شور میرود	وله	آواز نالهٔ شب دور میرود
زجلاد از برای عبرت بدخواه میبرد	وله	بقربانگاه خونم فی سبیل الله میبرد
الهی نفاق ما و او امشب بهم افتد	وله	فدای زلف مشکین دل شود سر در قدم افتد
کار دل مجروح سرانجام توان کرد	وله	قابل و سنهٔ خم دگر انعام توان کرد
همین خیال بدل بار بار می آید	وله	که بی تو زندگی من بچکار می آید
چو آن نسیم که از لاله زار می آید	وله	نفس برون ز دل داغدار می آید
از پی بیرون دل آمده یکدم باش	وله	باز تقریب چنین کار کجا می افتد
بر سر تربتم از دست مبارک جانان	وله	گل فشاندن چون میسر نشود خاری چند
بدست کج کلاهان چون زمام ما افتد	وله	هزار طشت خرابی ز بام ما افتد
ز لطف طبع زکاشناد میشوی بالله		بسهو گر گذری از نو بر بلگرام ما افتد
چه قدر خانهٔ چشم و دلم بلند افتاده	وله	مباد طفل سرشکم ازین دو منزل افتد
نگاه نرگس مخمور را اعتباری نیست	وله	چو رفت نشئهٔ سهرابن کرم نخواهد ماند

نمی گوییم که شمعی یا چراغ زیر دامان بر	وله	بجای هر دو خاری بر مزارم از بیابان در
کشید آخر مرا هم جذبهٔ گل جانب گلشن	وله	صبا این مژده را لخواه سوی عندلیبان بر
خیال یار بلبل برنج می کشد سنگ	وله	فراخ حوصله عاجز بود ز خانهٔ تنگ
چنین که کشور دل فتح کرده می آید	وله	مسلم است بدانش خطاب نصرت جنگ
گرفت موی سیاه مرا سفید بها	وله	رسید بر سر هندوستان سپاه فرنگ
تا ز عیسی نفسان را نخواهم برگشته است	وله	به که از مرگ کنم چارهٔ بیماری دل
گر رسی تیغ بکف از سر جانان برخیزم	وله	پیش پای نشینم ز جهان برخیزم
نه من اوج فلک از عالم ایجاد میخواهم	وله	فضای پشت بام از جهان آباد میخواهم
چو قفل بسته که از نوک سوزن باز میگردد		گشاد کار دل از نشتر فصاد میخواهم
حریف وحشیم چون گردباد دامن صحرا		غبار هستی موهوم را بر باد میخواهم
شبی که یاد تو ای شوخ ماه پاره کنم	وله	برون ز دیده گریبان خود ستاره کنم
سپهر سلطنت و ظل هما بقدر ندانم	وله	ز بینی گر بسر می شود در سایهٔ تاکم
نسیم جانفزا از جانب آن گل نمی آید	وله	نمیدانم چرا از خاطر عاطر فراموشم
چه ضرور بنده پرور به رقیب باز کردن	وله	ز جوش شکوهٔ من شب و روز باز کردن
تا دم آب بگل تنگ است میان من و تو	وله	بلبل خلا هم غیر است میان من و تو
تا بسوز گشته خود را بداغ تازه	وله	بر مزار عمر افزوده چراغ تازه
محبت دل کرد جا آهسته آهسته	وله	نشست آخر بکرسی کار ما آهسته آهسته
زبان تیشهٔ فرهاد شیرین کاره میگوید		توان برکند از جا کوه را آهسته آهسته
چو زلف تمنا از خدای خود همین ره		که طالع در شب تارم شود صبح بناگوشی

کجا آن طفل باخیل کبوتر بہر کند بازی
بابینے کہ ریزد گرد بربالائے خود فیلے

وله
کہ بہر چمانہ با شیخ ول بے پیر کند بازی
سینہ مست جنون با خاک راہش گہہ کند بازی

من اشعارہ الہندی

یاقوت لب سے ہر گہڑی موج تبسم میں نمایان ہے
جنون کے ہات کیا مین کہون دل سخت حیران ہے
تجہے واجب ہے جانا عرس مین اپنی شہیدون کے
رہا گر آستان پر آکے مین عقیدت سے
لگے کیونکہ نہ دل کنج قفس مین عندلیبونکا
نہین لازم ہے دینا ہات سے شیوہ ترحم کا
کہیو آہستہ صبا جاکے تو اوکان کے بیچ
نہ کچہہ بے طاقتی پر رکہی ظالم صبح و شام آیا
فغان سے ایکدم تو باغ مین خاموش رہ بلبل
محبت پہ نچا دل ہر کسو کے
رہا برنگ نگین قید نام مین پابند
ضرر پہنچے اوسکو جسطرح کا آہ بلبل سے
غم اب منتخار ہے دل چہوڑ دیو خواہ بچاو
نرم ہو جاویگا آخر ابرونکا تیغ ناب
کام آوینگے کسی دن صدقے جاؤنگی ترے
کیون نہ دیوے طالع شہرت خدا مجکو کا

بسملونکا خون ہے یا رنگ پان سچ کہہ
وله گریبان کر چکا ہون ندر آگے بے دامان ہے
سنا ہون مین کہ انکا آج صندل کل چراغان ہے
تکلف برطرف ہر کار کا کیا اسمین نقصان ہے
جہان مین آج کل آباد کچہہ ہی تو زندان ہے
ہوئی واقع وفا سے کچہہ اگر تقصیر انسان ہے
وله بسمل ناز گذرتا ہے کوئی آن کے بیچ
وله خدا جانے اسے منظور کیا تہا جو مدام آیا
وله نہین سنتی کہا کیا زور آیا ہے خرابی کا
وله کرے ہے بہہ آشنا سب بروکے
وله جہان مین گیا ہو اعتقاد اگر نشان سے گیا
وله کہو جا گل کو اپنے گئے سے باز آوے
برا اتنا ہی بنا ہون پہر خدا یہ دن دکہلاوے
نہ سکے آتش سے برہم ان کہانونکو نچہیڑ
خانہ دوست اپنے جانون کو نچہیڑ
عالم بیجا مین جون کیمیا نایاب ہون

جہان کے میکدے مین مدتون ہم بزم ساقی ہو — زبان پر اُسکے نکلے آبلے جن نے کہ مئی پی ہو

ٹھہرنیکا نہین دل مر رہا ہے اُسکے خمون کے — جو پیچھہ گل اُس کے حق مین حکم قہر کا آیا بھی ہو

وله

خدا کے واسطے مت چوکنا دل کی نشانی پر — بہت مدت کے پیچھے ہات پکڑی ہے کمان تونے

وله

مبادا دوست دشمن کچھہ زبان سے اپنی کہہ بیٹھے — نہین ہے خوشنما مدت مین ہندوستان کی

کھلے بندون نکل آیا تھا گھر سے آج کہتے ہین — نہ تھا مین ورنہ ہوتا دیکھہ خوبی قد موزون کی

مجھے اُس سا ستمگر کی تواضع یاد آتی ہے — جہان چشم دیکھتا ہون مین چمن بیابۂ شبنم کی

بے طرح گل کے جگر کو چاک کرتی ہے شبنم — پہنچتا ہے کسقدر رنگ حنا ہی رنگ کے سات

من چمنستان شعرا

دیوانہ ہو چلا ہون شہر سے صحرا کو اے لڑکو — کبھی ہرگز نکرنا جسکو جو بند میسر آتی ہو

دل ہے بد مجھہ سے وو تنخواہ فرمان کی برسات — حیف ہے آقا ہو خوش جان افشان نوکر کے سات

چاہتا ہون نہین کہ دیو جیون شمع حال اپنی کہتین — یہ بھی کچھہ ہے زندگی گذری جو درد سر کے سات

دو پتھر جسکے لگتے پھوٹ جا سر نکل آتے — نہان کہا ہے میرے حق مین سنگ آستان تونے

خدا کیواسطے مت چوکنا دل کی نشانی کو — بہت مدت کے پیچھے ہات پکڑے ہے کمان تونے

ذکا زمانہ بھر کے امر مین ہمیشہ بندہ ہے — مگر اس سخن کا کر لیا ہے امتحان تونے

ذکا - دوارکا پرشاد فتحپوری

ذکا تخلص - دوارکا پرشاد نام - آپکا وطن فتح پور ہسوہ ہے - آپکے آبا و اجداد سرکار انگریزی مین خدمات لائقہ پر ممتاز رہے ہین - آپ انگریزی فارسی مین لائق ہین - ذکی الطبع اور خوش فکر ہین - مزاج مین بردباری خاکساری ہے - ہر خاص و عام سے

نہایت نرمی و فروتنی سے ملتے ہین۔ ملنے والون کو آپ کی ملاقات سے حظ و لطف آتا ہے۔ انسانیت و آدمیت کی مصداق ہین۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس برس کی ہوگی۔ آپ سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین ہند سے حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے مطبع ہزار داستان کے اڈیٹر ہوئے۔ جب تک آپ مطبع مین رہے اخبار رونق پر تھا۔ عمدہ عمدہ مضامین آپکے طبعزاد مطبوع ہوتے تھے۔ ناظرین حظ و لطف اٹھاتے تھے۔ پھر کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ آپ مطبع سے علیحدہ ہو گئے۔ آپکے جدا ہونے کے بعد اخبار بھی موقوف ہوگیا۔ گویا آپ اخبار کی زندگی کا باعث تھے۔ اب ہمکو معلوم نہین کہ آپ یہان ہین یا وطن مالوفہ گئے۔ آدمی لائق ہین جہان ہین اللہ تعالی اُن کو خوش رکھے۔ آپ شاعری مین حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین۔ آپکا کلام رنگین و شیرین ہے۔

من اشعارہ الہندی

بے رنگ گل ہے رشک گلستان کو دیکھکر
بہ چار دن بہار ہین پھر بھی خزان
سکتا اگر ہمین ہے تو اسکا عجب نہین
گھبرائے کیون ہو دلمین جو گزرا ہون بند مین
وہان تو غیر سے شغل شراب ہوتا ہے
شب وصال بھی پاتی نہین ہے لذت وصل

ولہ

سکتے مین پھر ہے قدر جانانکو دیکھکر
اترانہ عندلیب گلستان کو دیکھکر
حیران ہے آئینہ رخ جانان کو دیکھکر
یوسف کو خوف کچھ نہو زندان کو دیکھکر
تب الم سے یہان دل کباب ہوتا ہے
ادھر حجاب ادھر اضطراب ہوتا ہے

ذکا۔ محمد حبیب اللہ مدراسی

ذکا تخلص۔ محمد حبیب اللہ نام۔ آپ مدراسی الاصل ہین۔ آپکا مسقط الراس مدراس ہے

آپکی ولادت سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین ہوئی۔ نشو و نما کے زمانہ مین اعزہ و اقارب آپکی صورت و سیرت کو دیکھکے کہتے کہ یہ لڑکا ہونہار ہے۔ آپکے چہرے مہرے سے ہوشمندی و چستی بیباکی و چالاکی عیان ہوتی تھی۔ واقع مین جسطرح آپکو قیافہ سے گمان کرتے تھے۔ اسیطرح برآمد ہوئے۔ اعزہ کا گمان یقین کے مرتبہ کو پہنچا۔ آپنے سن شعور کے زمانہ مین مدارس کے علماسے فارسی عربی مین کتب متداولہ ختم کین عربی مین بقدر ضرورت استعداد رکھتے تھے۔ فارسی کے منشی بیمثل تھے۔ آپکی فارسی اہل زبان کی طرح بامحاورہ تھی۔ تلفظ و لہجہ مین خاص اہل پارس معلوم ہوتے تھے۔ آپکی تحریر فاضلانہ بامحاورہ ہوتی تھی۔ نظم و نثر خوب لکھتے تھے۔ شاعری مین استاد سخن مانے جاتے تھے۔ ابتدائے شاعری مین سید مہدی ثاقب سے اصلاح لیتے تھے۔ ثاقب کے بعد اپنا کلام سید مرتضی بینش کو دکھلاتے تھے۔ جب حیدرآباد مین آئے حافظ میر شمس الدین فیض سے مشورہ لیتے رہے۔ آخر مین اسد اللہ خان غالب دہلوی کی خدمت مین اپنا کلام بھیجتے تھے۔ اور اصلاح کلام کے مستدعی ہوتے تھے۔ غالب آپکی لیاقت شاعری کی تعریف کرتا تھا۔ آپکے کلام زلال و نیز نزاکت آمیز کو دیکھکے بہت پسند کرتا تھا۔ آپ ہزل گو تھے۔ ہجو کہنے مین فرد فرید تھے۔ جب کسی امیر یا فقیر سے ناخوش ہوتے تو فوراً اسکی ہجو کہدیتے۔ کسی سے خوف و خطر نہین کرتے تھے۔ آپ ظریف الطبع و لطیف المزاج تھے۔ محفل احباب مین آفتاب کی طرح جلوہ افروز رہتے تھے آپکی ذات سے محفل کو رونق ہوتی تھی۔ آپکا کلام بامحاورہ ہے۔ قدما کے کلام سے مساوی ہوتا ہے۔ آپکی لیاقت و استعداد کا اندازہ کلام سے ہوتا ہے۔ آپکی نظم و نثر اگر دیکھنا مطلوب ہے تو خمخانہ [illegible] مین دیکھو۔ اسی کتاب کی تقریظ خود غالب نے

لکھی ہے۔ آپکا کلام سامعین کے دلوں پر جادو کا اثر کرتا ہے۔ آپ ۱۲۷۲ھ ہجری مین مدراس سے شہر حیدرآباد مین آئے۔ تلاش معاش مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ منشی خانہ مین مددگار ہوئے۔ پہر صدر محاسب کی خدمت مین میر منشی ہوئے۔ بعد ازان نواب سالار جنگ بہادر کی جاگیرات مین عامل ہوئے۔ آخر عمر مین ناگر کرنول کے سوم تعلقدار ہوکے گئے۔ اسیطرح درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے۔ آخر آپنے ۱۲۹۱ھ ہجری مین اس دنیا پائدار سے عالم بقا رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی ظرافت وخوش طبعی وبذلہ سنجی وہجو گوئی دکن مین مشہور ہے۔ آپکے اشعار ہجویہ اکثر زبان زد عوام وخواص ہین مین اس قسم کے اشعار کو بلحاظ ادب وتہذیب کتاب مین نقل کرنا پسند نہین کرتا ہون اور اپنی زبان کو فضول ولغویات سے آلودہ کرنا مکروہ جانتا ہون۔ آپکے دو صاحبزادے یادگار پدر بزرگوار ہین۔ ایک مولوی محمد میران صاحب دوم مولوی محمد اسد اللہ صاحب دونون بزرگ لائق وفائق ہین۔ ہر ایک عربی وفارسی مین مہارت کاملہ رکھتا ہے اور ہر ایک کی طبیعت شعر وشاعری موزونی کے ساتھہ مناسب ہے کبھی کبھی موزون فرماتے ہین۔ دلچسپی وخوبی سے خالی نہین ہوتا ہے۔ جناب مولوی محمد میران صاحب سے مجھکو نیاز حاصل ہے۔ خوش خلق ومحبت پرور ہین۔ اکثر اوقات غریبخانہ پر تشریف لاتے تھے اور ملاقات سے مسرور کرتے تھے۔ زمانہ دراز گذرا کہ ملاقات نہین ہوئی۔ دونون بھائی صدر دفتر محاسبی مین ملازم ہین۔ مین نے سنا کہ مولوی میران صاحب ملازمت سے الگ ہوگئے ہین اور وظیفہ پا رہے ہین۔ دونو بھائی نکوکار خدمت گزار سرکار ہین۔

اب مین حضرت ذکا کے بوارق طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ اسوقت میرے پاس آپکا دیوان موجود نہین ہے لیکن گلدستون ومختصر تذکرون سے ماخوذ کرکے نقل کرتا ہون

تاکہ میرا تذکرہ صاحب ترجمہ کے کلام سے خالی نہ رہے۔

من اشعارہ الفارسی

زکوئے او ز ہمت قاصد انشانے چند
نشستہ اند بکوبیت بلاکشانے چند
دماغ کار ندارم بعشق ورنہ زکا
ہمی تپند بہر گوشہ ہم جانے چند
کہ میکشند بجائے نفس فغانے چند
ز درد دل فکنم طرح آسمانے چند

ولہ

دل برد کہ برد وستان برد
ہجران تو طاقت و توان برد
دست تو زہر کہ خواست جان برد
صبر و دل و دین کہ جمع کردیم
دل بود از آن او از ان برد
فریاد کہ مایۂ فغان برد
از دست تو جان نمی توان برد
عشقت آمد یگان یگان برد

ولہ

دل در خور نقد بوسہ اش بود
صد حیف کہ این نداد و آن برد

ولہ

غم نیست گر ز دیدۂ دشمن فتادہ ام
برخاستن بہ حشر ہم آسان نبودہ است
گوئی کہ من بقصد فتادن فتادہ ام
با این فتادنے کہ زکا من فتادہ ام

ولہ

نہ پائے آن کہ بکوبیت سفر توان کردن
نہ رائے اینکہ از ان در گذر توان کردن

ولہ

خدا نکردہ خدا گر شوی چہ خواہی کرد
... ت نبے کہ ز قہرت حذر توان کردن

ولہ

میخورم سیلئے دربان کسے
می برم نالہ بر ایوان کسے

ذہنی - ملا حیدر کاشانی

ذہنی تخلص - ملا حیدر نام - کاشانی الاصل ہے - نجیب شریف النسب با جامع علم و ادب شاعر خوش فکر و شیرین کلام تہا - وطن مالوفہ سے بطور سیر ہندوستان میں

بیجاپور دکن مین علی عادل شاہ کے زمانہ مین آیا بادشاہ کی قدردانی سے اہل مناصب مین مقرر ہوا۔ مدت العمر عادل شاہ کی ملازمت مین رہا۔ بیجاپور کو وطن بنا لیا تہا ہمیشہ بادشاہ کے دربار سے انعام و اکرام پاتا رہا۔ قماربازی مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا تمام اپنے ذاتی سرمایہ کو اسی قماربازی مین برباد کر دیا۔ باوجود منصب و آمدنی انعام و صلہ مفلس و تہیدست رہتا تہا۔ آخر بیجاپور ہی مین فوت ہوا۔ کسی تذکرہ نویس نے سنہ وفات نہین لکہا۔ ہرچند کہ تذکرون مین تلاش کیا گیا پتا نہین ملا۔

اب چند اشعار جو دستیاب ہوئے ہین گزارش کرتا ہون۔ **ہو ہذہ**

غم چہ شد سایہ فکن سایہ نشین من بودم دست در دامن شعلہ زن گریبانی بدر	ہرکجا پائے ستم رفت زمین من بودم خجلت عشق ست بے چاک گریبان بستن

ذہین ۔ روپ نرائن

ذہین تخلص ۔ روپ نرائن نام ۔ لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کا حقیقی بہائی ہے ۔ چوتہی تاریخ جمادی الاولی سنہ ۱۱۹۲ ہجری شہر اورنگ آباد مین پیدا ہوا۔ نشو و نما کے بعد شہر مین علما و فضلا کی صحبت مین تعلیم پائی ۔ فارسی عربی مین لیاقت پیدا کی موزون الطبع تہا شاعری کا شوق دلمین پرجوش تہا۔ شعر کی مشق شروع کی حضرت آزاد و میر دکا سے اصلاح لینے لگا۔ رفتہ رفتہ ترقی کی ۔ امیر الممالک آصف الدولہ مرحوم نے منصب سے سرفراز فرمایا ۔ صیغۂ منصب مین دولے چند نام سے مشہور ہوا آخر سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین فوت ہوا ۔ **من اشعارہ**

جو دستش رنگین کند رنگین حنا آہستہ آہستہ	کند پرواز رنگ از روئے ما آہستہ آہستہ

خداوندا اگر بیمار شد از دوری این رہ
ہیچو قمری در جہان شادیم ما
یاد ما تصویر جانان میکشد
چہرۂ زیبائے یار خویش شب دیدم بخواب
اشتیاق دیدن رویت جگر خون کرد ست
انتظارت میکشد امشب دو بین از حد فزون
افسوس دولت دیدار تو دورم

گر از کویش رسد باد صبا آہستہ آہستہ
ولہ
با وجود طوق آزادیم ما
عشق می داند کہ بہزادیم ما
ولہ
صبحدم چون چشم واکردم برآمد آفتاب
اے بغارتگر رومم یکدم برون آ از نقاب
گر تو فرمائی کرم بہتر بود اے ماہتاب
تقدیر چنین بود قضا را چکند کس

حرف الراء المہملہ

رازی میر عسکری المخاطب بعاقل خان خوافی

رازی تخلص۔ میر عسکری نام عاقل خان خطاب۔ سادات خواف۔ عالمگیری امراسے ہین بادشاہی عنایت سے دلی کی صوبہ داری پر منفرد و ممتاز تہا۔ دیر تک خدمت صوبہ داری پر مامور رہا۔ عمدہ طرح سے انتظام کرتا تہا۔ خوش مزاج و خلیق تہا۔ امیر دادگستر و رعیت پرور تہا۔ صوفی المشرب زندہ دل تہا۔ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مرزا بیدل نے رازی کی صحبت مین تمام سامان تصوف حاصل کیا۔ مرزا جب شعر پڑہتا تہا تب رازی تحسین و تحسین کرتا تہا۔ مرزا اٹہکر تسلیم بجالاتا تہا۔ یہہ تسلیم از روے بزرگی تہی نہ بوجہ امارت رازی انتہی کلامہ۔

رازی برہانپور مین آیا اور حضرت شیخ برہان الدین شطاری راز الہی برہانپوری المتوفی ۱۵ ماہ شعبان ۱۰۸۳ھ ہجری کا مرید ہوا۔ مرشد کے نام کی مناسبت سے رازی تخلص

اختیار کیا۔ موزون الطبع و خوش فکر و خوش خیال و صاحب تصانیف تہا۔ ثمرات الحیات
ملفوظات شیخ کو جمع کیا۔ مثنوی مہر و ماہ ہم وزن مثنوی مولا روم۔ و رسالہ امواج خوبی
و قصہ راجہ رتن سین پدماوت مسمی شمع و پروانہ و مثنوی عشق راجہ منوہر۔ آخر ۱۱۰۸ ہجری
دہلی مین فوت ہوا۔ میرزا بیدل نے ایک غزل ان کے مرثیہ مین لکہی غزل کے ہر ایک
مصرع سے تاریخ بر آمد ہوتی ہے۔ بہارستان کے مولف نے تاریخ وفات ۱۱۰۰ ہجری لکہی۔
اول روایت صحیح ہے ثانی کو سہو کاتب پر محمول سمجہنا چاہئے۔ ~

وائے پیوند سخن سنجان نماند	تکیہ گاہ صاحب عرفان نماند
مجمع استاد بے شیرازہ ماند	مہد بے جہجاہ عاقلخان نماند

من اشعارہ الفارسی از مثنوی شمع پروانہ

راز ہا در جہان بروے زمین	نے رتن ماند و نے علاء الدین
نی پدم ماند نے جمال پدم	برد با خود رتن خیال پدم
لیکن از عشق داستانے ماند	زان وفا پیشگان نشانے چند
اے بسا چون رتن بہندوستان	آمد و رفت نیست نام و نشان
ہشتصد سال شد ز عشق رتن	لیکن این داستان نگشت کہن
در ہمہ حال نغمہ عشاق	سخت پیچیدہ است در نہ طاق
بلکہ نہ طاق پردہ عشق ست	زانکہ بنیاد کردہ عشق است

من مثنوی عشق منوہر

زان کردم من این ہنگامہ بنیاد	کہ دل شناگر دبود و عشق استاد
ز لوح ہندوی این نسخہ راز	بنقش فارسی شد جلوہ پرداز

کشیدم نالۂ چند از دل ریش
بود در عہدہ ہندی کم و بیش
نباشد این مثل پوشیدہ از عقل
کہ کفرے نیست ہرگز کفر را نقل
اگر نیک و بد آورد م فراہم
نہ در گلبن گل و خارست باہم
گلم در دست یاران بادوستہ
بجانم باد خارمن شکستہ
ز طبعم راست گر خارست و گر گل
بباغ خویش گو یا نم چو بلبل
تہا نشستہ ایم و طلبگار چون خودیم
ولہ
مکتوب اشتیاق بعنقا نوشتہ ایم

گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ رازی صاحب ترجمہ کے اشعار پر کلمات الشعرا کا مولف افضل خان اکثر اعتراضات کرتا ہے۔ بلکہ بعض اشعار مین کمی بیشی کرکے درست کردیتا ہے چنانچہ رازی کے شعر کو ؎ عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ٭ ہجر کہ دشوار بود آہ چہ آسان گرفت ٭ سرخوش اسطرح درست کرتا ہے ؎ عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ٭ ہجر کہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت ٭ انتہی کلامہ

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ نیر عسکری سادات خواف و عمدہ خوانین عالمگیری سے تہا۔ عالمگیر کے شاہزادگی کے زمانہ مین ایک خاص پرستار فوت ہوئی تہی۔ متوفیہ کی جدائی کا شاہزادہ کے دلپر سخت صدمہ گذر رہا تہا۔ پس شاہزادہ اس سوز و گداز مین دوسرے دن شکار کے لئے برآمد ہوا۔ رازی صاحب ترجمہ نے خلوت مین عرض کیا کہ باوجود رنج و ملال شکار کو جانا کیا حکمت ہے۔ شاہزادہ نے اس بیت کی طرف اشارہ کیا ؎

نالہای خانگی دل را تسلی بخش نیست
در بیابان می توان فریاد خاطرخواہ کرد

اسیوقت عاقل خان نے اپنی طبع زاد یہہ بیت پڑہی۔

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود
ہجر تو دشوار بود یار چہ آسان گرفت

بیت کے سننے سے بادشاہ کے دل مین بہت رقت ہوئی۔ چند مرتبہ بیت کو پڑھوا کے سُنا اور یاد کر لیا۔ اور پوچھا کہ یہہ کسکی طبع زاد ہے۔ عرض کیا کہ یہہ ایسے شخص کی ہے کہ وہ حضور کے سامنے شاعری کے نام سے مشہور ہونا پسند نہین کرتا ہے مسکرایا۔ اور رازی کی تربیت و ترقی کو مدنظر رکہا چند ہی روز مین منصب چارہزاری کو پہنچا دیا۔ سفر دکن کے وقت صوبہ داری شاہجہان آباد پر مامور فرمایا۔

آپکا دیوان شگوفہائے معانی دلنشین و گلہائے مضامین رنگین سے نمونہ گلزار پر بہار ہے ہر ایک شعر لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے کہین عاشق کا سوز و گداز ہے۔ کہین معشوق کا ناز و انداز ہے۔ کہین صوفیائے کرام کا وجد و حال ہے۔ کہین حدت الوجود ماہیت ہویت کی قیل و قال ہے۔ آپکے اشعار سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صوفی المشرب تہے۔ آپکو خاص فن تصوف سے دلچسپی تہی۔ درویش پرست و فقرا دوست تہے۔ اکثر طلبہ آپکے چشمہ فیض سے سیراب ہوتے تہے۔ آپ طلبہ کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے۔ آپکو شعر و شاعری و مذاکرہ علمی سے دلاویزی تہی۔ بناء علیہ آپکے یہان علما و شعرا کا مجمع ہوتا تہا۔ آپ شعرا و علما کے انجمن کے آفتاب روشن تہے۔ اور تمام شعرا و علما بہی آپکی محفل کی رونق تہے۔ آپکے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ اسقدر بیشمار ہین کہ زبان قلم و قلم زبان سے ادا کرنا محال ہے۔ اب مین آپکے بوارق طبع کو بطور نمونہ گذارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ معنوی سے محروم نرہین

من اشعاره الفارسی

خشک کنم ز سوز دل دیدهٔ اشکبار را — چند در آب افکنم آئینهٔ نگار را

قبله مست میکند خانهٔ میفروش را — آنکه بکعبه می برد سالک هوشیار را

چند غم جهان خوری دل چه نهی بتن چمن
باد خزان در پی ست جلوه این بهار را

بست گره ز خون دل نافهٔ آهوی یمن
تا بگشاد آن غزال طرهٔ مشکبار را

وله
سرمست جام نیست دل جرعه نوش ما
مستی ماست از نگه می فروش ما

وله
سر چو کشیدم ز جیب عشق گرفت
پا چو کشادم ز بند راه بیابان گرفت

سر که بکف جام دید دولت جمشید یافت
سر که ز دنیا گذشت ملک سلیمان گرفت

وله
سالها شد که دلم معتکف روی تو بود
روی چون قبله نما از همه سو سوی تو بود

در جهان هیچ دل از وسوسه آزاد نماند
مگر آن دل که اسیر خم گیسوی تو بود

هر گل تازه که بشگفت سحر رنگ تو داشت
غنچهٔ نافه چو بشگفت پر از بوی تو بود

سامری کیست که جان در تن گوساله دهد
ساحری چیست همه فتنهٔ جادوی تو بود

کشتهٔ غمزهٔ تو نیست همین ازهی بس
بس مسلمان بستم کشتهٔ هندوی تو بود

وله
ای حسن ترا هر دم صد جلوه نقاب اندر
صد موج زند دریا هر لحظه حباب اندر

درد تو مرا در سر چون روح بود در تن
سوز تو در اشک من چون بوی گلاب اندر

تا زلف ترا دیدم در دست صبا پیچان
می پیچم و می کاهم چون رشته بتاب اندر

احوال دل رازی گفتند درین مصرع
در کارم و بیکارم چون مد بحساب اندر

وله
عشق از معموره میخواند بویرانی مرا
عاشق ویرانه گرد این گنج پنهانی مرا

من همی سازم بتو هر چند میسوزی دلم
دل همی رنجد ز تو هر چند رنجانی مرا

از نظر پنهانی و درد تو در دل آشکار
آشکارا می کند این درد پنهانی مرا

راز - میر میران اصفہانی اورنگ آبادی

راز تخلص - میر میران نام - آپ علی مردان خان اصفہانی کے خلف الصدق ہیں

سلطان حسین مرزا شاہ ایران کے طرف سے فرخ سیر والی ہند کی خدمت مین ایلچی ہوکر آئے ۔ مراتب اعلی پر پہنچے ۔ چند روز دلی مین رہے پھر نواب آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت مین دکن مین وارد ہوئے ۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدردانی کی ۔ منصب و خطاب سے سرفراز فرمایا آپ نوابصاحب کے سایۂ عاطفت مین زندگی نہایت خوشحالی و فارغبالی سے بسر کرتے رہے ۔ دکن کے امرا مین معزز و مکرم تھے ۔ پھر تمام شہر اورنگ آباد کے داروغہ ہوئے ۔ تا زندگی نواب صاحب بدستور کام پر مامور فرماتے رہے ۔ نواب آصفجاہ کی وفات کے بعد گوشہ نشینی اختیار کرلی ۔ عاقبۃ الامر نواب سراج الدولہ بہادر حاکم ارکاٹ نے آپکو بلایا ۔ آپ انکار کرتے رہے مگر نواب کے اصرار سے ارکاٹ کی طرف عازم ہوئے ۔ یکایک اجل پہنچ گئی ۲۶ جیسٹ تاریخ ربیع الاول ۱۱۸۰ سنہ مچھلی بندر مین جہان فانی سے عالم بقا کیطرف روانہ ہوئے آپ کی نعش مچھلی بندر سے اورنگ آباد لائے ۔ بیرون شہر آپکے باغ خاص مین دفن کیے لچھمی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے ؎

نوازش خان را زآن نکتہ پرواز   چو نام خود ازین عالم نہان شد
طلب کردم ز ہاتف سال تاریخ   ندا آمد گلگشت جہان رفت

گل رعنا مین لچھمی نرائن لکھتے ہین کہ آپ سخن سنج و شعر فہم تھے ۔ آپنے ایکروز غائبانہ نواب خاندوران خان بہادر سالار جنگ کی مجلس مین فقیر کی اس بیت پر ؎

رسید بادشان را نوید خوشحالی   کہ آمد ابر سیہ مد ظلہ العالی

اعتراض کیا کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے بلکہ ابر سفید ترشح کرتا ہے ۔ شرابخوار ابر سفید کو چاہتے ہین کہ اس سے ترشح ہوتا ہے اور یہی انکا مقصود ہے ۔ پس لفظ ابر سیہ شراب خوارون کی خواہش کے مخالف ہے ۔ اور ابر سیاہ کی سند چاہی ۔ قدما

کلام ہے۔ انتہی کلامہ۔ جب اس اعتراض کی خبر مجکو معلوم ہوئی۔ مین نے جواب مین لکہا۔ ابر کو لفظ سیہ سے متصف کرنا بلحاظ رعایت و مناسبت ظل ہے۔ اور جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے محض غلط ہے۔ دیکہو سکندرنامہ مین نظامی گنجوی لکہتا ہے ؎ بہنگام سختی مشو ناامید۔ کز ابر سیہ بارد آب سفید۔ از میرزا صائب

طاعت کند زشتک ندمت گناہ را ریزش سفید می کند ابر سیاہ را

صائب کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ ابر سفید نہین برستا ہے۔ ؎

گرچہ می گویند باران نیست در ابر سفید از طراوت می چکد از پرتو مہتاب آب

یہہ بات کیونکر ثابت ہوتی ہے کہ ابر سیاہ شعرا عجم۔ رون کے خلاف مزاج ہے۔ بلکہ شعرا بجوار مطلق ابر کے خواہان ہوتے ہین سفید ہو یا سیاہ ✝ انتہی باقی گلزار عنا۔

آپ خوش مزاج و لائق تہے۔ اشعار موزون کرتے تہے مگر اصلاح طلب ہوتے تہے۔ لیاقت سے زیادہ کے مدعی تہے تا بزندگی اصلاح نہین لی۔ میر آزاد بلگرامی کے دوستون مین سے تہے راز کے فوت ہونیکے بعد چند اجزا جنہین راز کے اشعار تہے میر صاحب کو ملے میر صاحب نے اکثر اشعار کو قلم اصلاح سے درست کردیئے۔ مرحوم کی محبت و آشنائی کا حق مرنیکے بعد ادا فرمایا۔ اور ریختہ مین کہتے تہے۔ ریختہ مین تخلص یہید کرتے تہے۔ مگر بہت ہی کم کہتے تہے

من اشعارہ الفارسی

صفحہ آئینہ دارد ہر نفس نیر نگہا	بسکہ می بارد ز رخ او از نزاکت نگہا
آرد اگر با ئینہ رو خود پرست	واند درست حال دل اہر شکست ما
زخاک کربلا پوشان لباس فاخری باید	برنگ رشتہ تسبیح چشم ناتوانم را
اے عزیزان نقد جان حاضر کنید	یوسفی در کاروان داریم ما

نگه آمد برون از کان حیا امشب — وله — که چون آئینه لبریز است از حیرت هوا امشب

بدانکه روز و شب بجهان دار سیده است — وله — فانوس آسمان چو تو شمعی ندیده است

باد صبا شمرده بکویش قدم گذار — وله — اینجا ز طبع گل دل هر خار نازک است

اگرچه روز مرا تیره ساخت گیسویت — وله — تمام عمر خودش همچو من پریشان است

عقیق دل چو مرا گشت مهر نام علی — هزار بار به از خاتم سلیمان است

صبح بی گل رو شنوای مایهٔ داغ گل سرخ — وله — خار گردید بچشم همه باغ گل سرخ

فصل گل شد بچمن چشم تو بلبل روشن — که برافروخته شد باز چراغ گل سرخ

بکوی یار ندانم چسان رسیده شود — وله — مگر چو اشک براهش ز سر دویده شود

ز گریه های بافراط خویش می ترسم — مباد نقش داغ تو آب دیده شود

اگر از پردهٔ آن شور قیامت سر برون آرد — وله — ز محشر بیشتر هنگامهٔ محشر برون آرد

ز غفلت عمرها باشد که با عشرت هم آغوشم — وله — بیا ای غم که گردد بستر راحت فراموشم

از سوز نوای شمع بتان سوخت باغم — وله — برگیر ز خاکستر پروانه سراغم

چون کمان رفته ام بقربانت — وله — وقت پیری جوانی کردم

تا خیال قامت آن سرو رعنا کرده ایم — وله — عالم بالا بزیر پا تماشا کرده ایم

نو بنو نرگس برون آید گلی از خاک ما — بسکه با ساغر آن چشم شهلا بوده ایم

بسکه برداشت لاله داغ زمین — گشت هر لاله باغ باغ زمین

چنین که روز من از داغ هجر تیره شده — بجز تو کی گذرد شام من چسان بی تو

محرمان شوق را ابروی طاقت قبله گاه — دیدهٔ قربانیان کوی نازت عیدگاه

که هم من توان صیدی بدام غم گرفتاری — بدرد و داغ شادی حیات خویشتن زاری

خواہد بہ بزم یار اگر جا کند کسے	رباعی	مانند شمع گریہ شبہا کند کسے
آنرا کہ خیال زلف خوبان باشد		روز شب و ہمیشہ پریشان باشد
آشفتگیش چو مو بود عین مراد		از جمع شدن دلش پریشان باشد

لچھمی نرائن صاحب اورنگ آبادی چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ جناب نواب میر میران المخاطب بنوازش خان۔ فارسی ہندی دونون زبان مین شعرگوئی کرتے ہین۔ میر تقی نے لکہا کہ آپکا تخلص بہید ہے۔ اور فتح علیخان نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکا تخلص میر میران ہے۔ فقیر کو شک واقع ہوا۔ رفع شک کے لئے نواب صاحب کی خدمت مین ایک رقعہ بہیجا۔ اور نواب صاحب نے جواب بہیجا۔

جواب رقعہ۔ کہ اینجانب را صاحب سخنان خواہی نخواہی داخل ریختہ گویان نمودہ و حالانکہ این بے بہرہ را اصلاً بہرہ درین فن نیست۔ وست روز بالا نام این گمنام سید عبد الحسین است و والد مرحوم نظر برادب نام ملقب بمیر میران نمودہ۔ تخلص فارسی چون راز فرار یافتہ۔ لہذا دو سہ بیتے کہ بعنوان ریختہ موزون شدہ بود در و تخلص بہید ترقیم یافت و میر تقی ہمہ دو بیت کہ نوشتہ اند از صحبت است۔ خود نوشتہ اند کہ تذکرہ را چمنستان شعرا موسوم نمودہ ام انصاف باید نمود کہ کار خار در چمنستان ہست یا نہ اگر ہست اشعارم را باید داخل نمود۔ واگر نیست خیر انتہی کلامہ۔

من اشعارہ الہندی

دیکھی صبا نے شاہد گل کو کا مسکرانا	ولہ	سیکھی ہے ان لبان سے گل کی کلی کہلانا
دیکھا ہے دل نے جب سے بادام سن نین کا	ولہ	ہر صبح و شام کرنا شکرانیکا دوگانا
کوئی گر زلف تیری خواب مین ایک دیکھے	ولہ	اُس بیچارے کی سبھی عمر پریشان گذری

ملاحت جب سخن کی تجہ لب شور سین ٹپکی
لگے تجہ شعلہ جو کا تبہ کاری جسکو ہے ظالم
از سرکو تو جانا مجہے جانا مشکل
چڑہا کس مرتبہ پر جگمین منصور
کڑکنا بجلی کا تم یہ نہ سمجہو
تمامی عمر دل بیکل رہا ہے
پہری اس داغ دلکو دیکہہ لالہ
آہ گر باغ مین وہ سروخرامان گذرے
ہے آتش غم تیہر درونی مین مرے

ولہ

بجائے می نمک ہر دانہ انگور سے ٹپکی
بجائی خون شرار زخم کے ناسور سین ٹپکی

ولہ

جاؤن تو خود سے مگر جان پہر انا مشکل
یہہ ملک عشق کی سرداریان ہین
جنون کی شوق کے گلکاریان ہین
یہ بیچارہ دکہون مین پل رہا ہے
دل و پرداغ رے کر جل رہا ہے
اشک قمری کا گلستان مین طوفان لگذرے
ناوک ناز تیرا دل ستی سوزان گذرے

رنگین۔ نورالدین علیخان

رنگین تخلص۔ نورالدین علیخان نام۔ آپ ضیاءالدین حسین خان صدرالصدر دکن کے صاحبزادہ تہے۔ اور قاضی کریم الدینخان قاضی بلدہ اورنگ آباد کے داماد، آپکے والد ماجد کو صدارت کے سوائے سرکار بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خانسامانی کی خدمت بہی تہی۔ آپ نہایت لائق و مستعد تہے۔ والد کے فوت ہونیکے بعد اضافہ منصب اور خطاب ضیاءالدین حسین خانی سے سرفراز و ممتاز رہے۔ شاعر رنگین طبع ظریف المزاج تہے۔ نیک سیرت ستودہ عادت تہے۔ حریفان ہم مشرب یاران ہم مذہب سے خوش اخلاقی و نرمی سے ملتے تہے۔ عزیز دل تہے۔ ذکی الطبع و تیز فہم تہے۔ شعر گوئی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکہتے تہے۔ آپکے

اشعار رنگین سے تازہ تازہ مضامین عیان نظر آتے ہین۔ دیکھنے اور سننے سے
لطف آتا ہے آپکا انتقال ۱۱۷۲ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چه شد دورم خبرهای تو تا قاصد رسید اینجا — تو با آئینه گشتی گرم صحبت دل طپید اینجا

ولہ

ز ما مپرس حال گریبان و آستین — داریم همچو دیده گریان و آستین
کم کرده ام ز یاد خطش دست و پای خویش — داریم گل بنفشه بدامان و آستین
هم رشته دست ره هوش گشت و هم نفس — میرانیم این مگس بمگس ران آستین
افشان بجوش شده رنگین نوای ما — از ما مپرس حال گریبان و آستین

لچھمی نرائن چمنستان شعراء مین لکھتا ہے کہ رنگین کی طبیعت غزل گوئی کے ساتھہ مناسب نہین تھی۔ مثنوی مین صاحب کمال تھا۔ روضۃ الشہدا کو بطور وقایع نظم کرنے نہین پایا کہ عین عالم شباب مین ۱۱۷۲ہجری مین فوت ہوا۔ میر عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے تاریخ وفات لکھی ع

از جہان رفت خان رنگینی — نتوان یافت مرزائی چنین
سال فوتش شنیدم از ہاتف — با اجل رفت از جہان رنگین
۱۱۷۲

غرابت تاریخ مرحوم

یہہ بات مسلم ہے کہ کوئی شخص بے اجل نہین مرتا۔ لیکن مرحوم کی رحلت کی تاریخ کے حدوث مین اتفاقاً یہہ صورت واقع ہوئی کہ ایکروز سب یاران ہم مشرب مجلس مین مجتمع تھے۔ یکایک رنگین کے مرنیکی خبر معلوم ہوئی۔ لوگون نے کہا کہ کسی نے زہر دیا ہے۔ نہین تو ایسے جوان کا یکبیک فوت ہونا تعجبات سے ہے۔ اس مجلس مین

مہربانان حاضر تھے۔ ایک مصرع فی البدیہہ کہا ؎ باجل رفت از جہان رنگین
جب مصرع کے عدد نکالے تو بے کم و کاست پوری تاریخ برآمد ہوئی۔ پھر مہربان نے
ایک قطعہ مرتب کیا۔ چنانچہ صدر مین مذکور ہوچکا ہے۔ اور یحییٰ نرائن لکھتا ہے کہ
تذکرۂ چمنستان شعرا کے اتمام کے بعد رنگین کے خادمون کی زبانی معلوم ہوا کہ رنگین
۲۴ جمادی الآخر ۱۱۷۰ ہجری مین روز جمعہ بلدۂ ایلچپور مین فوت ہوا ہے۔ تو
فقیر نے ایک قطعہ تاریخ لکھا ؎

سخن سنج معنی گزین خان رنگین | چو شد بہر گلگشت گلزار عقبے
ندا داد ہاتف پے سال فوتش | بمرگ مفاجات او شاد ز دنیا

۱۱۷۰

من اشعار الہندی

نہین ہے آواز سے خالی یہہ بستان میرا | کرتا ہے صدا یہہ سلسلۂ نالان میرا
سینہ نہین جو نہ تیرا سوسم خط میرے بر | دام مین مورکے نہین ہے یہہ سلیمان میرا
رشتۂ عمر کے نزدیک ہے مقراض اجل | بے سبب چاک نہین ہے یہہ گریبان میرا

مناظرہ رنگین و مہربان

میر عبد القادر مہربان قاضی دولت آبادی ابتدا مین رنگین تخلص کرتے تھے
ایک روز مجلس مشاعرہ مین ایک غزل پڑھی جسکا مطلع یہہ ہے ؎

خمارم بر نیاید منت صہبا کشیدہ نہا | ز فیض چشمۂ نازم سرخوش بیخود طپیدہ نہا

یاران ہم مشرب نے غزل مذکورہ میر ضیاء الدین حسین خان رنگین سے سنی تھی۔ مہربان کو
سرقہ سے منسوب کیا۔ مہربان مع مجموعہ یاران رنگین کے مکان پر گیا دفع سرقہ کے لئے
مباحثہ شروع ہوا۔ رنگین نے فرمایا کہ مین نے اس غزل کو اپنے طرف منسوب کر کے

نہین پڑ رہا۔ اس فساد کا منشا اشتراک تخلص کے سبب تہا۔ مجلس برخاست ہونیکا خان رنگین نے مہربان کی خدمت مین رنگین تخلص ترک کرنیکی نسبت ایک قطعہ منظوم لکہا۔ وہ یہہ ہے

برادر از تو چشم عنایتی دارم	ز بارگاہ تو امید راحتی دارم
کہ یک تخلص رنگین من بمن بگذار	ز اشتراک تخلص دل منست فگار
ز آنکہ قدرت چندین ہزار مضمون است	ز آب و تاب کلام تو جملہ مشحون است
اگر تو خواستہ باشی تخلصت بسیار	کہ لفظہا بجناب تو می دہند ہزار
شنیدہ ام کہ در ایام سابق استادان	نمودہ اند عنایت تمامی دیوان
عجیب نیست ز اشفاق عام مخدوم	گر از تخلص من برکشی تو دست لزوم
ہمین بس است مرا از رحمت و الطاف	دل مرا کن ازین دغدغہ صاف

مہربان نے خان رنگین کی خاطر سے رنگین تخلص ترک کیا۔ اور ایثار اختیار کیا۔ غزلون کے مقاطع کی تبدیل و تحریف مین سخت محنت پڑی۔ پہر میر آزاد بلگرامی نے براہ مہربانی مہربان تخلص عنایت فرمایا۔ بعض غزلون مین تخلص مہربان کی گنجایش نہین ہوتی ہے تو ایثار کو اختیار کرتے ہین۔

روشن۔ قاضی محمد صالح

روشن تخلص۔ محمد صالح نام۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ آپکے بزرگان سلف سلاطین گجرات کے عہد سے قصبہ جمبوسر متعلقہ بہڑونچ مین سکونت پذیر تہے۔ اور خدمت قضا پر مامور تہے۔ آپ کی ولادت اُسی قصبہ مین ہوئی۔ اور وہین کی آب ہوا مین پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد عالم عقل و شعور مین آپنے طالب علمی شروع کی۔ چند مدت مین

کتب درسیہ سے فارغ ہوکے فرخ سیر بادشاہ کے عہد مین بندر سورت کی قضا پر مامور ہوئے۔ آپ نہایت ہی لائق و ہوشیار متقی و پرہیزگار تھے۔ چند سال اسی خدمت پر مامور رہے۔ قضاء کا کام عمدہ طرح سے انتظام فرماتے رہے۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب آصفجاہ اول کے آخر عہد مین بندر ندکور سے حیدرآباد دکن مین آئے اور حضور کی ملازمت مین باریاب ہوئے۔ امیدوار تھے کہ کوئی خدمت بزرگ پر مامور ہو جائیں لیکن اجل موعود نے فرصت و مہلت ندی کہ کامیاب ہو جائین آخر آپنے ۱۱۴۷ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تھی۔ کبھی کبھی شعر موزون فرماتے تھے۔ آپکا کلام نہایت متین و شستہ ہوتا تھا

من اشعارہ الفارسی

نیارد دید رنج ہمنشین دل اللہ صحبت
بہرکہ آئینہ اغبار روئے داد
راحت بیجا سراسر رنج بود
بادہ چون جان زین شیشہ برون ریختہ
احتیاج ہیچ دام نیست در تسخیر ما
چہ ہجو دمی چکد امشب سرشک از چشم گریانم
ز سیر گلشن عشرت کشیدہ دامانم

ولہ
اگر بردف زنی دستے بشو راز دہلا جل اللہ
بغیر خویش کسے در میان نمی بیند
ولہ
پائے چون خواہید صاحب بستر ست
محتسب بگذارید کہ خون ریختہ
ولہ
وحشی حریفیم و خاموشی بود زنجیر ما
نگہ کج کردہ پیمانہ لبریز بیان را
جو بوئے گل بہوائے کسے پریشانم

رسا۔ جان مرزا حیدرآبادی

رسا تخلص۔ جان مرزا نام۔ مرزا خان حسینی خطاب تھا۔ سادات حسینی ہمدان سے ہین

من اشعاره الفارسی

تا جلوهٔ تو مد نظر می شود مرا		تارنگاه سلک گهر می شود مرا
یار از نظر رفته زمین گیر می شوم		روز وداع درد کمر می شود مرا
ممنون ناله ام که درین بزم بیکسی		گاہے رفیق دیدهٔ تر می شود مرا
ما را رسا ز خاک صحبت سرشته اند		بر جان و دل شکست اثر می شود مرا
خون چکاند از دیده ام نظارهٔ دست حنا	وله	آن کف پا میرود شاید بگلگشت حنا
جرات پابوسم آخر انتقام خود کشید	وله	رنگ ما نگرفت پایش را بپشت حنا
از غم سرکس بدل فریاد می آید مرا	وله	شیشه بر جا شکند دل یاد می آید مرا
رحم کن ای باغبان تقصیر در گلشن	وله	که ما را از رگ گل کرده زنجیر در گلشن
زبیم نازکیهای قلم چون بید میلرزد		مصور گر کشد بر برگ گل تصویر در گلشن
چه لازم عندلیبان شکوه سنج باغبان بودن		بسر برو این بهار آخر بهر تقدیر در گلشن
در قفص آمد آن قیامت ایجاد	وله	چون شعله بلند شد ز دلها فریاد
می آید و میرود خدا خیر کند		این برق بخرمن که خواهد افتاد
در گلشن دهر بسکه تاب و داغم	وله	چون لاله اسیر پیچ و تاب داغم
کیفیت حال من تماشا دارد		چون مصرع شمع انتخاب داغم
چشمت سیاه مستی ما را ندیده است	وله	زلفت دراز دستی ما را ندیده است
بسیار بملاحظه پیمانه می دهد		ساقی هنوز مستی ما را ندیده است

از گل رعنا و سرو آزاد

خود را ز تنگی قفس آزاد میکنم	این مشت پر تواضع صیاد می کنم

در سراپردۂ دل ہر نفس آوازے ہست	ولہ	کہ درین خانہ نہان خانہ براندازے ہست
ترسم اگر بہ بزمش زہجوم نارسائی	ولہ	بخیال آستانش من و مشق جبہہ سائی
کہ برد پیام ما را بحریم خوش نگاہان		زہمی بمودہ آہم دو سہ مصرع ہوائی
گلشن دل پر داغ سیہ ہا دارم		معاشران چمن انتظار من مبرید
نمی توان بفلک طرح اختلاط انداخت		مرا ز صحبت این سفلہ ننگ می آید
خو بعزت کردہ را در بیکسی ہم عالمی است		بلبل ما در قفس کم میکند یاد وطن

روشن۔ محمد روشن خان حیدرآبادی

روشن تخلص۔ محمد روشن خان نام۔ آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے۔ ذی استعداد و لائق تھے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی تھی۔ جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین اقران و امثال سے سائق و فائق تھے۔ کلام سے متانت و لطافت نمایان ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع سے ملاحت و عذوبت عیان ہے ہمکو آپکے دیوان کے دو ایک ورق متفرق ملگئے۔ اُسمین سے چند اشعار ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ آپ سنہ ۱۳ تیرہ سو ہجری کی ابتدا مین زندہ تھے سنہ ۱۳ ہجری کے قریب آپکا انتقال ہوا۔ ہمکو آپکی تاریخ مین شک ہے۔ اور آپکا حال بھی پوری طور سے معلوم نہین ہوا۔ مگر آپکا اسقدر حال و تخلص کا نشان دیتا آپکے اُسی دیوان کے دو ورق سے جسقدر معلوم ہوا گزارش کیا گیا۔ چونکہ آپکا نام روشن ہے اُسی کی برکت سے آپنے اُس دیوان کے دو ورق سے یہہ روشنی دکھلائی۔ **ھو ھذہ**

صلح کو یکدم مین پھر کرتا ہے جنگ		وہ گل رعنا عجائب ہے دو رنگ

اُس کے آگے بلبہوس چہوڑے ہوس
دیکہکر سختی تری روشن اُپر

خداکیواسطے آے گل باغ شباب دل

اگر کوئی طفل نوخط اُسکو دے ہدیہ تو بر جا ہے
نکوئی رمساز رکہتا ہے نکوئی ہمراز رکہتا ہے
دل سنگین پہ اُسکے جا اثر کر کچہہ خدا سے ڈر

جلایا تلملایا تڑپہڑایا بات کیا آیا
دیکہو غماز نرگان کے دیکہو عن ساز چشمان کے
گریبان چاک کر روشن دیوانا ہو کہان جاوے

برنگ گل گریبان چاک ہے دل
پتنگا ہو گیا اُس شمع رو کا
برا ہے یا بہلا ہے کچہہ تو ہے گا
سدا رہتا ہے مست و لاابالی
علاج اُسکا اے روشن کیا کرون مین

کر مجکو تو نہال رے نونہال مل
خط دار لب کو دیکہکے یاقوت دنگ ہے
ہے چلبل مین آج میرا دل اے چنچل
اتنا نہ کم نما ہو کسیکا کہا بہی کر
روشن کے ریختے کو پڑہہ مین شمع رو اگر

ولہ برنگ ظالم کی ہے تیغ فرنگ
ہو گیا رقت سے پارہ پارہ سنگ

ولہ لے آیا ہون تیری خاطر شراب و کباب دل
چلا ہون آج مکتب کو بغل مین لے کتاب دل
خطاب دل جواب دل جواب دل خطاب دل
ستم کرتا ہے مجہہ کیا آتا اے اضطراب دل
قیامت مین اے ظالم تو کیا دیگا جواب دل
یہی ہے انتخاب دل یہی ہے انتخاب دل
جگر زنجیر مین رکہتا ہے اُسکو پیچ تاب دل

ولہ جیون شبنم دیدۂ نمناک ہے دل
کہ جی دینے مین کیا چالاک ہے دل
میرے پیو کے قدم کا خاک ہے دل
سراپا بیخود و بیباک ہے دل
کبہو خوش ہے کبہو غمناک ہے دل

ولہ اپنا غلام تو جو ایصاحب جمال مل
کیا خوشنما ہوا ہے زمرد سے لعل دل
ہین دلبری مین زور ترے خط و خال مین
یک لحظ میرے ساتہہ اے ابرو ہلال مل
عشاق جیون پتنگ کرین وجد و حال مل

ولہ

بتون کے گھر طرف زنار کو لانیکا کیا حاصل
مسلمانون کو بتخانے مین لیجانیکا کیا حاصل

دل حیران حقیقت کو دل حیران کی کیا جانے
اسے جان آئینہ کو آئینہ دکھلانیکا کیا حاصل

لیجا تو جوہر معنی کو کوئی جوہر شناس کے آگے
ارے روشن آئینہ نہ ہے کو دکھانیکا کیا حاصل

ولہ

پاس پاتے ہین ترے پہلو مین ہم
پوچھتے ہین اُن کو مقبولون مین ہم

اب رقیبون کے اوپر لا حول ہیچ
دیکھہ نہین سکتے تجھے غولون مین ہم

عاقبت ہوتا ہے صحبت کا اثر
بھول گئے ہین بیٹھہ کر پھولون مین ہم

ہاتھہ سے مژگان کے جا سکتے نہین
کیا کرین اب سول ہین سولون مین ہم

تا کہ ہووین نقش پا اُس شوخ کے
روشن اب مل جاینگے دھولون مین ہم

ولہ

پیار نہین پاتے ہین اب پیارون مین ہم
یاریان نہین دیکھتے یارون مین ہم

ملی خلافت عشق کی فرہاد سے
تکیہ باندہا غم کے کوہسارون مین ہم

غنچۂ دل کیون نہووے باغ باغ
دلبری دیکھین ہین دلدارون مین ہم

اب خدا جانے بچین یا نہین بچین
ہین ترے آنکھون کے بیمارون مین ہم

کہین نظر آوے بت جادو فروش
ڈھونڈتے پھرتے ہین بازارون مین ہم

رفیقی آملی

رفیقی تخلص - آپکا اصلی وطن شہر آمل ہے - مستعد و لائق طالب علم تھا - فارسی انشا پردازی و فن معما و تاریخ مین مہارت کامل رکھتا تھا - وطن سے حج و زیارت کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہوکر اکبری زمانہ مین ملک دکن مین آیا چند مدت حیدرآباد و بیجاپور مین بسر کیا - قطب شاہیہ و عادلشاہیہ سلاطین کی مدح مین

قصائد لکھے پھر اکبری دربار میں پہنچا - بارگاہ اکبری مین ملازم ہوا - کسی تذکرہ نویس نے سنہ وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا -

من اشعارہ

بستم بر خت پردۂ چشم نگران را	تا چشم بروے تو نبیفتد دگران را
زخم شمشیر جفائے تو بمرہم بستم	تا ازو چاشنی درد تو بیرون نرود

رونق - عارف الدینخان برہانپوری

رونق تخلص - عارف الدینخان نام - آپ حافظ محمد معروف برہانپوری کے فرزند ہین - حافظ صاحب موصوف نواب والا جاہ کے عہد مین برہانپور سے مدراس مین آئے - اور سکونت پذیر ہوئے - نواب کی سرکار مین ملازم ہو گئے - سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین رونق مدراس مین پیدا ہوئے - اوائل سن شعور مین کتب درسیہ عربیہ مولوی محمد اسمعیل صاحب و مولوی حاجی محمد مقیم صاحب کی خدمت مین تمام کین - کتب متداولہ فارسیہ علام محی الدین المتخلص بمعجز سے پڑھین - طبع موزون و فکر رسا رکھتے تھے - سخن کی صلاح مولانا آگاہ سے لیتے تھے - مدت تک میرزا محمد صادق شیرازی المتخلص بکوکب کے ہم صحبت رہے - آپ کو محاورات فارسی کی تحقیقات مین نہایت ہی دلچسپی تھی - تا مدت اسی تلاش مین مصروف رہتے تھے - بیس برس کی عمر مین نواب عمدۃ الامرا بہادر کے ملازم ہوئے - امیر الملک تاج الامرا کی خدمت مین متعین ہوئے - عمدۃ الامرا کے انتقال کے بعد مدراس سے کڑپا کرنول مین پہنچے - مدت تک سرطامس گورنر مدراس کی سرکار مین منشی گری کی خدمت پر مامور رہے - پھر بسبب کشش آب و دانہ حیدرآباد دکن مین آئے - زمانہ دراز تک شہر بلدہ حیدرآباد مین رہے

بدر اس مین آمد و رفت فرماتے تھے۔ آخر ۱۲۶۶ھ ہجری مین عزم جزم کیا کہ غربت کی شام سے جدا ہو کر صبح وطن مین آرام لینا چاہئے۔ پس مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اقسام سخن مین خوب استعداد رکھتے تھے۔ اکثر محافل مین شعر فی البدیہہ کہتے تھے آخر بسبب ضعیفی و کم طاقتی گوشہ نشینی اختیار کی۔ ذکر الٰہی مین مشغول ہوئے مزاج مین آزادی بھی رندانہ روش مین زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر حیدرآباد مین فوت ہوئے سنہ وفات کو کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ ہم بھی مجبوراً انہین تذکرہ نویسون کی پیروی کرتے ہین هو هذه

طبع آزادان نشود وارستہ از بند خطر
در گذشتن آتش و آب ست یکسان سایہ را

در بیابان ہمسری با کوہ دارد حیرتست
بر لب دریا نسیمی کرد لرزان سایہ را

بعد قتلم آن ستمگر بیوفائی سنگدل
پا نہد بر سینہ و گوید کہ دشمن زیر پا

نیست کس در جانگدازی مثل آن ثابت قدم
شمع میداند کہ آخر ہست مدفن زیر پا

رخ تو در نظر آئینہ دار می آید
بہ سادگی چہ قدر از تو کار می آید

شرار آسا دمے فرصت ندارم
کہ آغاز مرا انجام کردند

کریمان را عجب تسخیر دلہاست
خطوط دست احسان دام کردند

با آتشین نفس نتوان ہمزبان شدن
کم می کند تجلی خود ماہ در سحر

متاع سود و زیان بار خاطرست اینجا
چو گرد قافلۂ کاروان ہم بر خیز

ہوس سرو قدت بعد فنا ہم نرود
قمری می کنم اینجا ز خاکستر خویش

کے باسانی دہم از دست دامان فراق
بعد ازین دست من و چاک گریبان فراق

شد بکوی او وطن ما از فیض چشم زار
بار ہستی ہا بسر داریم از گرداب اشک

گرہ شود چو طبا شیر اشک در مژہ ام	اگر بفرقت آن نے سوار گریہ کنم
ربطی چو گوہرست مرا با گریستن	ہستی من چو اشک بود تا گریستن
شوخی مکن نسیم بزلف نگار من	نہ میدہ نہ قدم بشب تار اندکے

رائے۔ کنول کشن

رائے تخلص۔ رائے کنول کشن نام۔ قوم کایتہ۔ آپکا اصلی وطن پنجاب ہے آپکے والد بہرہ مند خان عالمگیری کے دولتخانہ مین عمدہ خدمت پر مامور تھے۔ آپ پنجاب سے دکن مین آئے۔ نواب آصفجاہ مرحوم کی سرکار مین خانساماں کے پیشکار تھے مدت تک سرکار موصوف کی خدمت مین سرفراز رہے ۱۱۷۵ہجری مین معروف حسین خان بہادر خانساماں آصفجاہ ثانی کی خدمت مین پیشکاری پر مامور ہوئے۔ صاحب مردم دیدہ اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین جبتک فقیر اورنگ آباد دکن مین رہا تب تک معزالیہ فقیر سے محبت و اخلاص کے ساتھہ ملتے تھے۔ صاحب دانش و خوش خلق و متدین تھے۔ کبھی کبھی شعر کی فکر کرتے تھے۔ باوجود کم فرصتی جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین۔ نواب نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی ماہ شوال ۱۱۷۵ہجری مین قلعہ بلدرگ کو فتح کیا۔ آپنے اسکی تاریخ کہی

آوردہا تف مژدہ از فتح بلدرگ ستر   دورہ بود باہفت و یک از ماہ شوال نزرگ

ثانی مصرع مین ۱۱۷۵ہجری بر آمد ہوتے ہین۔ انتہی کلامہ ۱۲۰۸ہجری مین آپکی وفات واقع ہوئی۔ آپکا کلام سوائے اس تاریخ کے ہمکو نہین ملا اسوجہ سے صرف اسی تاریخ پر اکتفا کیا گیا۔

رضا۔ محمد رضا بیگ اورنگ آبادی

رضا تخلص ۔ محمد رضا بیگ نام ۔ قوم مغل چغتائی برلاس سے تھے ۔ آپکے جد بزرگوار بدخشان سے ہند مین آئے ۔ آپکے والد دلی مین پیدا ہوئے تھے ۔ جد بزرگوار کا انتقال دلی مین ہوا ۔ والد با جد عالمگیر کے آخر عہد مین وارد دکن ہوئے ۔ بادشاہی ملازم ہوئے شہر اورنگ آباد مین متعین تھے ۔ محمد رضا کی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی ۔ اور اسی شہر مین تعلیم و تربیت بھی پائی ۔ کتب درسیہ فارسیہ فضلا و علما کے خدمت مین نہایت تحقیق سے حاصل کین ۔ مستعد طالب علم ہوئے ۔ طبع موزون و فکر رسا سے موصوف تھے ۔ شعر گوئی شروع کی ۔ شاہ سراج اورنگ آبادی سے کلام کی مشق کرتے تھے آپکا کلام شیرین و رنگین ہے ۔ تجلی برائن چمنستان مین لکھتے ہین کہ مینے تالیف کتاب کی بابت ایک رقعہ اشعار کی طلب مین آپکی خدمت مین بھیجا ۔ آپنے رقعہ کا جواب نظم مین لکھکر بھیجا ۔ ع ۔ یار کا جور و ستم ہیون نہ مین برداشت کرون + اُس سے آئندہ مجھے چشم کرم باقی ہے + بعد مرنے کے رہونگا مین کفن مین بیتاب + بسکہ سینے مین رضا یار کا غم باقی ہے + انتہی کلامہ ۔

من اشعارہ الہندی

ہے کسقدر مرا خود نمائی کا رنگ | آئینہ اُس کے سامنے آکر ہوا دو رنگ

چھپاؤ مت دو رخ بے نقاب پردے مین | نہین رہا ہے کہین آفتاب پردے مین

رکھا ہون الفت ساقی کو اسطرح پنہان | کہ جسطرح سے ہے کوئی شراب پردے مین

کار دنیا کیجئے یا فکر عقبی کیجئے | عمر کا عرصہ ہے تنگ اسمین کیا کیا کیجئے

گرچہ ہمکو جلوہ دیدار کی طاقت نہین | ایکدم جو کچھ کہ ہونا ہو تماشا کیجئے

اے رضا نہین تمناؤن کا نکلنا اچھا | عشق کی راہ مین تسلیم و رضا لازم ہے

رنگین ۔ لعل چند اورنگ آبادی

رنگین تخلص ۔ لعل چند نام ۔ قوم کا یتہ ۔ اورنگ آبادی المولد ہے ۔ رنگین مزاج و خوش گفتار تہا ۔ شروع جوانی مین لہو و لعب و عیش طرب مین مشغول رہتا تہا ۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تہا ۔ آخر سنبہل گیا ۔ اور اپنی گذشتہ حالت پر افسوس کرنے لگا ۔ معاش و قوت بسری کی فکر پیدا ہوئی ۔ پڑہنے لکہنے کا شوق پیدا ہوا ۔ شاہ سامی اورنگ آبادی کے خدمت مین حاضر ہونے لگا ۔ چند روز استفادہ کیا ۔ طبع موزون و فکر رسا رکہتا تہا ۔ ریختہ مین شعر گوئی شروع کی ۔ اور شاہ سامی سے اصلاح لینے لگا ۔ تہوڑے ہی زمانہ مین شاعر یکتا ہو گیا ۔ لچھمی نرائن شفیق کا معاصر ہے ۔ آپکا انتقال ۱۱۹۵ ہجری مین ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

آج وہ شوخ رنگیلا جو چمن مین آوے
ناصحون کی یہی نصیحت نہین اب اسکو قبول
زاغ کو کبک کی رفتار نہین آنے کی
جسکے نین ہو یگی خواہش سخن رنگین کی
عشق مین کوئی نہین آج میرے آوے گا
کام مین اپنے ہون سرگرم نہین کسسے کام

سرو چلنے کو لگے غنچہ سخن مین آوے
بات کرتا ہے وہی سکے جو من مین آوے
بوالہوس کو نکہو عشق کے فن مین آوے
ہند سے نہین ہے عجب گروہ دکن مین آوے
کہ گرفتار ہون مین سلسلۂ تمکین کا
ہجو سے دق ہین نہین مشتاق نہین تحسین کا

راز ۔ نوازش خان اورنگ آبادی

راز تخلص ۔ نوازش خان نام ۔ ایرانی الاصل ہین ۔ آپکے والد جد علی مردان خان محمد فرخ سیر کے

زمانہ مین شاہ ایران کیطرف سے سفیر ہو کر آئے تھے۔ شاہ جہان آباد مین چند روز رہے پھر دلی سے دکن مین رونق افزا ہوئے۔ بندگان آصفجاہ کی خدمت مین پہنچے۔ عنایت و رحمت شاہی سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ پھر بعارضہ طبعی فوت ہوئے۔ آپکے خلف الصدق میان راز نوازش خان کا خطاب پاکر تمام بلدۂ اورنگ آباد کی خدمت داروغگی پر مامور ہوئے۔ جوان صالح متقی و پرہیزگار تھے۔ موزون الطبع و شعرفہم تھے۔ زور طبیعت سے شعر کی فکر کرتے تھے۔ آپکا کلام بامزہ ہے۔ تازہ تازہ مضامین سے شگفتہ و خندان ہے۔ کم گو تھے۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ تمام اشعار کا مجموعہ ہوگیا۔ ایک مختصر دیوان بنگیا۔ صاحب دیوان مشہور ہین۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۷ ہجری مین ہوا۔

من اشعار الفارسی

دربزم تو تاز پا نشستم	چون نقش بد عا نشستم
چون کرد بشوق پابوسی	درکوئے تو جا بجا نشستم
از بہار نش گلے نچید رقیب	خار شد آن چنان کہ می باید

ربط ۔ بالا پرشاد حیدرآبادی

ربط تخلص۔ بالا پرشاد نام۔ آپکے بزرگ مشاہیر لکہنو سے تھے۔ آپکی ولادت بہی شہر لکہنؤ مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب فارسیہ استادون سے تمامکین تحریر و تقریر مین عمدہ لیاقت حاصل کی۔ شعرگوئی کا نہایت ہی شوق تہا طبیعت چستی و چالاکی مین جولانی کر رہی تہی۔ دماغ مین نازک خیالی جوش مار رہی تہی کہ

شعر کہنا شروع کیا۔ آپکے اشعار اوائل ہی مین سنجیدہ و برجستہ ہونے لگے چند روز کی مشق مین پختگی و شستگی نظر آنے لگی۔ آپ وطن سے حیدر آباد دکن مین آئے۔ راجہ خوشحال چند بہادر کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوئے۔ راجہ صاحب کی جہ منصب مناسب پہی مقرر ہو گئے۔ آپ شعر و سخن کے شیفتہ تہے۔ حیدر آباد سے بغرض ملاقات شعراء ہند لکہنو روانہ ہوئے۔ وہان شعراء معاصرین سے ملے مشاعرہ مین شریک ہوئے۔ شعرا کی طرح پر غزلین موزون کئے۔ مجمع شعرا مین اپنا کلام پڑہا اور سبکو سنایا۔ سب نے پسند اور آپکو مواہیر سے وثیقہ اسباب کا مرحمت کیا آپ اپنے استاد مین فرید زمانہ ہین۔ اور آپکے اشعار فرد آمد ہین۔ آپ خوش کلام جادو بیان تہے۔ آپکے اشعار مین مضامین دلگداز ہوتے ہین۔ آپ خوش اخلاق صاحب مروت و سخاوت تہے آخر سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ حیدر آباد مین ایسے جیسے کہ مر کر اٹہے۔

من اشعاره الہندی

تابوت تو ہون وہ مر گئے رنگ ساتھ ساتھ
محفل اٹہی ہے صاحب محفل کے ساتھ ساتھ

تب تجکو یار کتنے تہے مزا سہج نہین
کچہ دن پہرا تو کیجئے قاتل کے ساتھ ساتھ

قاتل سے اب کوئی نہین کہتا کہ دو قدم
تو بہی تو چل جنازہ بسمل کے ساتھ ساتھ

مرے نفس اٹہے ہوئے ہر شے مین ربط
مرنے لگے اشتیاق مین قاتل کے ساتھ ساتھ

ولہ

گر نکل تیرا کو ہمارے خدا رہے
شمشیر کا پہل پہول سپر کا نظر آوے

تصویر اگر شمع [illegible] کی کہون مین
خامہ سے نکل جلوہ شق القمر آوے

طوفان [illegible] اشکون کا [illegible] پڑا ہوے
گردون مثل نوح کی کشتی نظر آوے

یون تو یونہی صحیح منکر ہین مرے قتل سے آپ	سرخی پنجۂ نازک کو حنا کہتے ہین
وہ جو خنجر مرے مژگان کیطرح ہے پرخون	یہہ جو دامن پہ ہین چھینٹے اسے کیا کہتے ہین

رضا۔ محمد رضا خان بدراسی

رضا تخلص۔ محمد رضا خان نام۔ آپ نواب حسین دوست خان کے ہین جو جاگیردار قلعہ اولکنڈہ مدراس کے فرزند ہین آپکے جد بزرگ نواب شمشیر الدولہ بہادر جنگ چندا صاحب کے فرزند تھے۔ چندا صاحب کرناٹک کے والی رئیس تھے۔ آپ فن شعر گوئی مین مرزا دبیر لکھنوی کے شاگرد ہین۔ آپ فارسی اردو دونون زبان مین شعر کہتے ہین۔ اور آپ استاد کی طرح مرثیہ گوئی مین بھی بے نظیر ہین۔ آپکا اکثر کلام گلدستون اور اخبارات مین مطبوع ہوتا ہے مشہور و معروف ہے آپکی عمر بیالیس برس کی ہوگی۔ نیک طینت و پسندیدہ سیرت ہین۔ خاندانی شرافت و نجابت کے یادگار ہین۔ طال اللہ بقاہ۔ ہم کو یہ بات نہین معلوم ہوئی کہ آپ مدراس مین سکونت پذیر ہین یا لکھنو مین۔

من اشعارہ الہندی

دوست دشمن عدو یگانہ ہوا		منقلب کسقدر زمانہ ہوا
ہم اسی بیوفا پہ مرتے ہین		جسکا وعدہ کبھی وفا نہ ہوا
سفاک کی گلی مین تہا خون تا کمر روان	ولہ	تقدیر نے دکھائی تمنا کربلا مجھے

من اشعارہ الفارسی

شورش محشر فند گر شبے غوغا کنم	تا زہ قیامت شود صبح چو بالا کنم

مشرب من دگر و مشرب مجنون دگر	نیست جنونم چنان خواہش لیلا کنم

راز۔ مولوی احسان الحق دہلوی

راز تخلص۔ مولوی احسان الحق نام۔ دہلوی الاصل ہین۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین متوطن ہین۔ سرکار عالی نظام سے یومیہ مناسب پاتے ہین۔ عالم فاضل ہین شعرگوئی مین بھی ہوشیار و چالاک ہین حکیم نواب مرزا احمدخان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین۔ شعر خوب کہتے ہین۔ کلام سنجیدہ ہوتا ہے۔ آپ خوش طبع و خوش فکر ہین۔ پاکیزہ طبیعت و پسندیدہ سیرت ہین۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند خدا و رسول کے اوامر و نواہی پر کاربند ہین۔ خداتعالی آپکو خوش خرم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

بلبلو سایہ پڑا کس کے گل رخسار کا	رنگ آتا ہے نظر بدلا ہوا گلزار کا
کیا اٹھا دم سجود کیونہو نہ عیسیٰ بھی یہان	ہو نہ جب ممکن علاج اس عشق کے بیمار کا
گرم ہے بازار یوسف کی کہان تھی اسقدر	اک جہان دل دیکھے طالب ہے ترے دیدار کا
یہ صدا پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صاف	فتنہ محشر بھی بندہ ہے تری رفتار کا

رسا۔ محمد وجیہ الدین خان حیدرآبادی

رسا تخلص۔ محمد وجیہ الدین نام۔ آپ محمد بہار الدین خان حیدرآبادی کے فرزند ہین۔ فارسی نوشت خواند مین ہوشیار و مستعد ہین۔ ذہین و فطین ہین سخن سنجی و شعرگوئی مین خوش کلام و شیرین بیان ہین۔ آپ نے ڈاکٹر احمد حسین صاحب

مائل ہے مشق کی ہے۔ مزاج میں شاعرانہ شوخی و ظرافت ہے۔ شگفتہ جبین خندان رو ہین۔ یاران ہم مشرب کی مجلس کے رونق ہین بارک اللہ فی عمرہ۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً چھبیس برس کی ہوگی۔ معلوم نہین آپ کس محکمہ مین ملازم ہین

من اشعارہ الہندی

گر تجکو رسا یار کے دیدار کا ہے شوق
وقت آرائش نگہ پڑتے ہی مضطر ہو گیا
ہان جواب وصل کی تکرار دیتی ہے مزا
ذرّ ہائے خاک بھی زنجیر جوہر بنگئے

ولہ

آنکھون مین عینک خو رشید و قمر ہے آج
خود تڑپ کر عکس آئینہ سے باہر ہو گیا
آپکا انکار بھی قند مکرر ہو گیا
نقش پائے یار مرآت سکندر ہو گیا

رشید۔ محمد شکر اللہ خان لکھنوی

رشید تخلص محمد شکر اللہ نام۔ آپ لکھنؤ کے مشاہیر شرفا سے ہین۔ امامیہ مذہب ہین علم و فضل سے آراستہ لیاقت و قابلیت سے پیراستہ ہین۔ شاعر خوش بیان و شیرین زبان ہین۔ آپکو مرزا دبیر مرحوم سے تلمذ ہے۔ آپ استاد کے ہمقدم مرثیہ و مرثیہ و سلام نہایت ہی خوب کہتے ہین۔ اور ایسی خوبی سے پڑھتے ہین کہ سننے والے نہایت محظوظ ہوتے ہین۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً ساٹھہ برس کی ہوگی۔ آپ کسی زبردست توسل و ذریعہ کی وجہ سے مدار المہام کے معتمد کے حکم سے بلائے گئے۔ آپ لکھنؤ سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اورنگ آباد صوبۂ دکن مین تحصیلداری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کس ضلع اور تعلقہ مین ہین جہان ہون خدا تعالے اُن کو خوش حال رکھے۔

من اشعاره الهندی

کیجئے نہ امتحان مرا غیرون کے سامنے
ارا ہے تیغ ناز نے اک شوخ چشم کے
رفتار ناز سے کہین محشر بپا نہو
بوئے وفا کچھہ آتی ہے اسے غیرت چمن
ساقی کے فیض عام سے ہے دور آفتاب
تصویر یار نے مجھے عامل بنا دیا

ولہ

فرمائے تو رکھدون کلیجہ نکال کے
بہائے ہوں زخم دلپہ زبان غزال کے
او ترک رکھہ زمین پہ قدم دیکھہ بہال کے
دل ہے کسیکا یا گل تصویر ہاتہہ مین
جام سوال ہے فلک پیر ہاتہہ مین
الفت کا نقش ہے پئے تسخیر ہاتہہ مین

رضا حسین رضا لکھنوی

رضا تخلص - رضا حسین نام - آپ شیخ مہدی علی لکھنوی کے خلف الصدق ہین آپکے بزرگ شاہان دلی کے زمانہ مین معزز و مکرم رہے - عہدہائے جلیلہ پر مامور رہے اور لکھنو مین بھی نواب شجاع الدولہ کے عہد مین عزت و آبرو سے بسر کرتے رہے - آپ عالم شباب مین مولوی ہادی علیصاحب اشک مرحوم اور مولوی عبد الغفور سے کتب درسیہ تحصیل کین مستعد و لائق ہین - اور شعرگوئی مین جناب اسیر لکھنوی کے شاگرد ہین - چند سال سے حیدرآباد مین رونق افزا ہین وکالت کرتے ہین - خوش مزاج و ظریف الطبع ہین - آپکا کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے - اسوقت آپکی عمر تخمینا چالیس برس کی ہوگی مجھے ابیات کا پتا نہین ملا کہ صاحب ترجمہ حیدرآباد مین کس محکمہ مین ملازم ہین - صرف اسقدر جانتا ہون کہ شاعر لائق ہین اور میرا اسقدر جاننا بھی گلدستون جدیدہ سے معلوم ہوا ہے -

رہی گرمی نہ باقی نام کو خورشید محشر میں | قیامت کی تری تھی مےکشوں کے دامن تر میں
خیال عارض جانان نہیں اس دیدۂ تر میں | حریر شعلہ کا پیوند ہے پانی کی چادر میں
وہ مرغ خوشنوا ہوں ایک عالم سننے آتا ہے | رہا کرتا ہے جب سے رات دن صیاد کے گھر میں
انہیں کے منہ کا لقمہ تو غیر ہوتا ہے | جو شامل آسیا آٹھوں پہر رہتے ہیں چکر میں
رضا اب چادر گل بھی نہیں ہے انکی تربت پر | لدے رہتے تھے جو نازک بدن پھولوں کی زیور میں

رائق حکیم باقر حسن خان

رائق تخلص ۔ باقر حسن خان نام ۔ آپکا مسقط الراس قصبہ او دگیر ضلع بدر ہے ۔ آپ معززین نوائط سے ہیں ۔ آپ عربی وفارسی میں استعداد کامل رکھتے تھے ۔ فارسی کی نظم ونثر لکھنے میں فرد فرید شمار کئے جاتے تھے ۔ آپکو تلمذ مولوی باقر آگاہ سے تھا ۔ آپکا کلام نہایت فصیح وبلیغ ہوتا ہے ۔ نواب اعظم جاہ بہادر کی مصاحبت تھے ۔ نواب صاحب آپکی بہت تعظیم وتکریم فرماتے تھے ۔ آپ نواب صاحب کے عنایت وکرم سے خوشحال فارغ بال تھے ۔ جب تک زندہ رہے خوش خرم رہے ۔ تذکرہ گلدستہ کرناٹک آپ کی تالیف ہے ۔ شعر وشاعری کے فریفتہ تھے ۔ آخر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری میں اس دار فانی سے عالم آخرت کو رحلت فرمائی

من اشعارہ فارسی

برای عرض مطلب کس جابت گر نه من ارزی | اثرها در گره باشد دعاهای [illegible]
نمی آید تو تنها نه آفت جان ست | پرده چشم ترا فتنه‌های پنهان ست
از تماشای جهالت چه بلا جوشد اشک | حشر طفلان شود آنجا که تماشا باشد

کرد بیہوش مرا گردش چشم سیہش	من ازین ساغر سرشار بہ بست شدم

راقم - محمد حسین قادری

راقم تخلص - محمد حسین نام - مشرباً قادری - آپ نجم الدین حسن خوشنویس کے صاحبزادے ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین واقع ہوئی - مسقط الراس ہے - آپ سنہ شعور کے بعد تحصیل علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے - مفتی بدرالدولہ بہادر کی خدمت مین تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوئے - آپکو شاعری کا شوق ہوا مولوی محی الدین واقف و ابو طیب خان والا و شائق کی خدمت مین مشق کلام کی - اساتذہ کی توجہ و اصلاح سے شاعر کامل ہوئے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے لطافت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - شائقین کو مطالعہ سے لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ الفارسی

گداخت شعلۂ رویت دماغ آئینہ را	شکست مستی چشمت ایاغ آئینہ را
ز جور چرخ نرستند خوبرویان ہم	نگاہ کن کلف ماہ و داغ آئینہ را
بسان خط شعاعی ز تاب مہر رخت	نگہ بدیدۂ من رعشہ دار میگردد

رام - لالہ رام پرشاد

رام تخلص - لالہ رام پرشاد نام - قوم کائتہ سکسینہ - ساکن برہانپور - شاعر خوش فکر و سنجیدہ طبع تہا - کلام صاف و پاکیزہ کہتا تہا - معانی تازہ کو ایجاد کرتا تہا - سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین فوت ہوا - من کلامہ

آہ حسرت می کشد از رشک ما باد صبا		از دم ما غنچہ تصویر خندان می شود

راغب میر مبارک اللہ خان

راغب تخلص - میر مبارک اللہ خان نام - بلخی الاصل ہین - آپکے بزرگان سلف قصبۂ امام علاقہ بلخ مین متوطن تہے - آپکے جد امجد سید معصوم خان و اما د سید عبد اللہ خان وطن مالوفہ سے حضرت آصفجاہ اوّل کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آئے - حضور کی ملازمت سے مشرف ہوئے - حضور آصفجاہ نے آپکو منصب مناسب سے سرفراز کر کے اپنی مصاحبت مین رکہا - حضور کی زندگی تک خوش رہے - صاحب ترجمہ کے والد ما جد سید عاصم خان بہادر مبارز جنگ حیدرآباد سے نواب امیر الہند والاجاہ محمد علیخان بہادر کی خدمت مین مدراس گئے - نواب نے آپکی بہت خاطر داری و مدارات کی اور معزز خدمت پر مامور فرمایا - آپکے والد ماجد حسن خدمت کے ذریعہ سے رتبہ مدار المہامی پر پہنچ گئے - بہادری جنگی خطاب سے مخاطب ہوئے - زمین مدراس مین راغب صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۲۰۳ سنہ ہجری مین واقع ہوئی - آپنے سن شعور کے بعد اساتذہ بزرگ سے کتب علوم و فنون تحصیل کین تحصیل و تکمیل کے بعد سخن سنجی و شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے - چند روز کی مشق مین کلام سنجیدہ موزون فرمانے لگے - آپکے کلام سے نقادان سخن محظوظ ہوتے تہے - آپکی رنگین بیانی و شیرین معانی کی تعریف کرتے تہے - آپکے کلام سے فصاحت و بلاغت نمایان ہوتی تہی - آپکی سنہ وفات کی تاریخ معلوم نہین ہوئی - آپکی تالیفات سے ایک ساقی نامہ - دوم فراقنامہ معلوم ہوئی ہین - اب مین آپکے چند اشعار گزارش کرتا ہون **ھو ھذہ**

چون گل نگهی نمی آید بهم مژگان ما ‌ | ‌ در تلاش کیست یارب دیدهٔ حیران ما

آتش عشق کیا رب شعله زد در جان ما ‌ | ‌ شورها دارد کباب آسا دل بریان ما

وله

در چمن کردم چو وصف نکهت گفتار او ‌ | ‌ بازبان لال شد سر در گریبان غنچه را

وله

بلای عید قربان تا ز تیغ ابرویش دیدم ‌ | ‌ برنگ نیم بسمل میکنیم مشق طپیدن تنها

وله

ز بس دارم بسر سودای عشق لاابالی را ‌ | ‌ رگ برق از طپیدن کرده ام تار نهالی را

وله

چون شاخ گل پیاله بکف باش در بهار ‌ | ‌ دستی که بی می است کم از پنجهٔ خار نیست

وله

راغب امروزم مجال لب کشائی بما نماند ‌ | ‌ من چگویم فکر نقش سرمه ام در کام ریخت

وله

کس نکند به بیکسی وقفه بپهلوی من آه ‌ | ‌ ناوک وهم از دلم برق صفت گذار کرد

وله

چسان شهید ترا از طپش امان باشد ‌ | ‌ تبسم تو نمک پاش زخم جان باشد

وله

حصار عافیت بر سند و قالین چه میجوئی ‌ | ‌ من از عزلت بنقش بوریای خود زره پوشم

وله

آنچه در یک جام صهبا دیده ام در بزم یار ‌ | ‌ سالها باید که بیند در طلسم جام جم

وله

از قیمت گل رنگ بهار از غبار من ‌ | ‌ بیهوده نیست رستن گل از مزار من

وله

ز اضطراب خود آرام یافتم راغب ‌ | ‌ بسان جنبش گهواره شد طپیدن من

وله

در ره جانگداز عشق چو شمع ‌ | ‌ گرم رفتار باش تا باشی

وله

شسته ز مضمون خط روشن مرا ‌ | ‌ گلرخان دارند حسن عارضی

حرف السین المهمله

سراج - سید سراج الدین حسینی اورنگ آبادی

سراج تخلص - سید سراج الدین نام - آپ سادات حسینی خاندان مشائخ سے تھے - تربیت و تعلیم اسی شہر فیض بہر میں پائی - آپنے اپنا حال منتخب دواوین کے

دیباچہ مین لکہا۔ ہم اُسکا ترجمہ بجنسہ لکہتے ہین۔ اور اُس منتخب کا نام یہی (منتخب دیوان بہار) ہے
یہہ فقیر بارہ۱۲ برس کی عمر مین جوش جذبہ و غلبۂ شوق سے سات برس تک برہنہ تن ۱۱۶۹ھ
و برہنہ سر رہا۔ اکثر اوقات عالم بیخودی مین حضرت شاہ برہان الدین غریب دولت آبادی
کے روضہ کے اطراف مین گہومتا تہا۔ اسی دور و طواف مین رات دن بسر کرتا تہا
اور اسی حالت مستی مین اکثر اشعار فارسی زبان سے برآمد ہوتے تہے۔ مگر تحریر کے
دائرہ مین نہین آتے تہے۔ اگر اتفاقاً کوئی شائق حاضر ہوتا تہا تو لکہہ لیتا تہا
کاش اگر وہ تمام اشعار موجود ہوتے تو ایک ضخیم و بزرگ دیوان مرتب ہو جاتا۔ اور اُنکے
دیکہنے سے عالم کو تعجب ہوتا۔ اور اُن کو الہامات سے تصور کرتے۔ پہر بعد مدت مذکورہ کے
بعد حضرت خواجہ سید شاہ عبد الرحمن چشتی المتوفی سنہ ۱۱۶۱ ہجری کی خدمت مین
پہنچا۔ حسن ارادت سے مرید ہوا۔ اُن دنون مین بپاس خاطر عزیزی عبد الرسول خانصاحب
جو فقیر کے برادر طریقت تہے اکثر اشعار ریختہ زبان مین لکہے گئے۔ خانصاحب نے
جواہر متفرق کو جو تخمیناً پانچ ہزار اشعار تہے۔ حرف تہجی مین ترتیب دیا۔ اور کامل
دیوان شائقین کی خدمت مین بہیجا۔ شہر مین دیوان کی شہرت ہوئی۔ پہر فقیر نے
بمقتضائے الفقر فخری فقیری اختیار کی۔ اور مرشد کے حکم سے شعرگوئی ترک کی۔

اسوقت سترہوان سال ہے کہ اب تک ایک فرد بہی نہین لکہی انتہی کلامہ۔

چمنستان و تحفۃ الشعرا کے مولفین نے لکہا کہ جناب سراج صاحب گداز فقیر باکمال
تہے۔ مقبول درگاہ دنیا۔ مسافر دوست غریب نواز تہے۔ گوشہ نشین خلوت گزین
پاکیزہ دل و پاکیزہ دین تہے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری اس حد تک کہ [illegible]
کے سامنے جہکے جاتے تہے۔ بکمروح و تنبیہ ملکہ تہے۔ [illegible] جوانوں

جوان بچّون مین بچّے بنتے تھے ۔ نہایت خوشی ہنسی سے ملتے تھے ۔ اہل دکن کیا امیر و کیا فقیر سب آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے ۔ جناب میر صاحب نے نکات الشعرا مین لکھا کہ سید سراج سید حمزہ کا شاگرد ہے ۔ شاید ہو ۔ مگر مشہور ہے کہ آپکی شاعری خداداد تھی ۔ آپنے کسی سے اصلاح نہین لی آپ خدا کے شاگرد تھے ۔ آپنے کلام کو اُس خوبی و خوش اسلوبی سے ترکیب دیا کہ اُستادانہ کلام معلوم ہوتا ہے مضامین پاکیزہ و معانی تازہ کو اُس انداز سے بیان کیا ہے کہ دیکھنے سے لطف و مزہ آتا ہے ۔ ولی اورنگ آبادی کے بعد شعر ریختہ کا بازار آپ کی بدولت گرم ہوا ۔ اور شعر و سخن کا افسردہ چمن تازہ دم ہوا آپ کی سخن کا آوازہ اطراف دکن مین عالم بالا کو پہنچا ۔ اور کلام کی قبولیت نے وہ رتبہ پایا کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول ہوا ۔ اور آپ فارسی شعر گوئی مین بھی شعرا کی مجلس مین روشن چراغ ۔ خوش کلام و عالی دماغ تھے ۔ فارسی کلام کی بندش با محاورہ اور ہر ایک شعر مین لطف و خوبی کا ذخیرہ ۔ کلام کی چستی و زبان کی درستی نے وہ رنگ دکھایا کہ اہل زبان بول اُٹھے کہ یہہ ایرانی الاصل ہے ۔ دیکھو کلام بھی زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ یہہ بزرگ ہندی الاصل نہین ہے ۔ آپ دونون زبان مین صاحب دیوان ہین ۔ فقیر صوفی کو نہایت تلاش و جستجو سے ہندی دیوان کامل ملا ہے ۔ افسوس فارسی دیوان نہین ملا مگر منتخب اشعار ملے ہین لیکن وہ بھی موسی ندی کی طغیانی مین گِل آلود ہو گئے ہین جو ہم آپکے احوال کے خاتمہ پر ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھین گے ۔

شاعری

آپکا کلام بھی ولی کیطرح ایہام و ذو معانی الفاظ سے پاک و صاف ہے ۔ سیدھا سادا بیان ہے ۔ تکلف و بناوٹ کا نشان نہین ۔ اکثر غزلون مین حسن و عشق کے کرشمے و معشوق کے نخرے ہین ۔ خط و خال کے سہرے لب و رخسار کے بیل بوٹے ہین ۔ دیکھنے سے گلزار کی

نمونۂ کلام

سیر کا لطف ہوتا ہے۔ اور پڑھنے سے قند و نبات کا مزہ آتا ہے۔ اور بعض اشعار مین توحید و معرفت کا نقشہ اور بعض مین محویت کا تماشا ہے۔ جو عارف ہین اُن کے مطالعہ سے بیتاب و بیخود ہوتے ہین۔ ہوش سے بیہوش ہوتے ہین۔

چمنستان کے مولف نے لکھا کہ سراج دکنی ریختہ گوئی مین ولی کا قائم مقام تھا۔ اس ملک مین استادی کے رتبہ کو پہنچا تھا۔ ولی نے اس مین مین جو کچھہ پودے جمائے تھے اور جو کچھہ سبزے لگائے تھے۔ سراج نے اُن کو اپنی توجہ کے پانی سے سیراب و شاداب کیا خوب پھولے اور پھلے۔ اہل دکن نے کمال رغبت سے چنے اور اُن سے مزے اُٹھائے۔

ولی کے بعد دکن مین سراج کا چراغ روشن ہوا۔ اسی کی روشنی نے دکن کو گھیر لیا اور خاص و عام کو چمکا دیا۔ اطراف و اقطار مین انہین کے اشعار کی چمک دمک تھی اور کوچہ و بازار مین انہی کی خوشبو لپک رہی تھی۔ شہر مین کوئی محفل ایسی نہ تھی جسمین آپ نہون۔ ہر ایک محفل مین آپ ہی صدر ہوتے تھے۔ مشائخ و علما آپکی بڑی قدر کرتے تھے۔ آپ چشتیہ طریقہ کے پابند تھے۔ ہفتہ مین ایک روز محفل سماع فرماتے تھے۔ اسمین شہر کے اکثر علما و مشائخ جمع ہوتے تھے۔ قوال و گویے آپکی غزلین سناتے تھے۔ کبھی سامعین کو رلاتے کبھی لٹاتے تھے۔ کوئی وجد و حال مین تڑپتا تھا۔ کوئی وحدت کی دریا مین ڈوبتا تھا۔ صوفیائے کرام لطف و مزہ پاتے تھے آنکھون سے آنسو بہاتے تھے۔ مجلس مین آپکا وہ رعب و داب تھا۔ کہ سب اہل مجلس با ادب عالم سکوت مین ہوتے تھے۔ سانس لینا بھی خلاف ادب سمجھتے تھے۔ آپکی نظر و توجہ مین وہ جلال و اثر تھا جس پر توجہ کرتے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تھا اور جسپر ہاتھہ رکھتے لوٹ پوٹ ہو جاتا تھا۔ بڑے صاحب کمال صاحب اقوال تھے

جو کچھ پاس ہوتا تھا یا نذرانہ آتا تھا وہ سب قوالون کے نذر ہوتا تھا۔ زندہ دل خاک سیرت پاک طینت تھے۔ زندگی توکل و قناعت پر بسر کرتے تھے۔ تا مرگ کسی سے سائل نہین ہوئے۔ نہ دنیا و ما فیہا کے طرف مائل ہوئے۔ اکثر امرا آپ کی خدمت کرتے تھے۔ آپ کو کسی کی پروا نہ تھی۔ اُسوقت دکن مین آپکے معاصرین مین سے میر غلام علی آزاد بلگرامی و عبد الوہاب افتخار دولت آبادی و ظفر بیگ ظفر اورنگ آبادی محمد فقیہ دردمند اورنگ آبادی۔ مرزا محمد باقر شہید و جان مرزا رسا۔ و موسوی خان جرأت اورنگ آبادی و عبد القادر سامی اورنگ آبادی و عارف الدینخان عاجز۔ و موسوی خان فطرت خافی خان۔ و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی و میر اولاد محمد ذکا بلگرامی وغیرہ شعرا و علما و مشائخ تھے۔ خوب مشاعرے و جلسے حریفان ہم مشرب کے ہوتے تھے۔ آپ باوجود گوشہ نشینی بزرگون کے اعراس اور شعرا کے مشاعرون مین ضرور شریک ہوتے تھے اگرچہ درویشی کے بعد شعر گوئی ترک کردی تھی مگر کبھی کبھی یاران ہم جلسہ کے اصرار سے کہتے تھے۔ شعرا کے کلام کو نہایت شوق سے سنتے تھے۔ غور و فکر کی ترازو مین خوب تولتے تھے۔ نقاد سخن تھے۔ منصف مزاج و حق پسند تھے۔ سخن سنجیدہ و کلام پسندیدہ کی داد دیتے تھے۔ شعرا کے دلون کو باغ باغ کردیتے تھے۔ جناب آزاد بلگرامی و میر اولاد محمد بلگرامی و لچھمی نرائن اورنگ آبادی سے نہایت محبت رکھتے تھے آپنے ۱۱۶۱ ہجری مین اساتذہ کے دواوین فارسی کا منتخب بنایا۔ اسمین متقدمین و معاصرین کا کلام جمع کیا۔ کتاب مین شعرا کے نام حروف تہجی پر لکھے اور ردیف کی رعایت بھی کی ہے اور مجموعہ کا تاریخی نام (منتخب دیوانہا) رکھا۔ مجموعہ ضخیم ہے اُسمین کئی ہزار اشعار ہین۔ منتخب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نقاد سخن تھے

معاصرین صمصام الدولہ

۱۱۶۱ تالیف منتخب الدواوین

کھرے اور کھوٹے کو خوب پرکھتے تھے۔ دواوین مین جو اشعار جاندار تھے انتخاب
کئے جو نوادر جواہر تھے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے
مین جو اشعار جاندار تھے انتخاب کئے جو نوادر جواہر تھے چن لئے۔ منتخب مین جو شعر ہے
بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے لِلّٰہ دُرّہٗ۔ صاحب چمنستان نے لکھا کہ آپنے
۱۱۷۳ ہجری مین ایک مثنوی مسمّی بہ بوستان خیال لکھی اسکی ایکہزار ساٹھہ ابیات ہین
مثنوی ریختہ زبان مین ہے۔ آپنے اسمین جوش طبیعت و شوق دل سے خوب ہی
عرق ریزی کی۔ مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کے جمع کرنے مین نہایت ہی سعی کی
کی گل و بلبل کا فسانہ ہے۔ گل پہ بلبل پروانہ ہے۔ ان دونون کا قصہ ہے کہین گل کے
ناز و انداز ہین کہین بلبل کے سوز و گداز ہین۔ کہین نالہ جان خراش کے جولانیان
کہین شب فراق کی طولانیان ہین۔ غرض یہہ قصہ شروع سے آخر تک عاشق
و معشوق کے حالات کا نقشا ہے۔ خزان و بہار و بلبل و بہار کا تماشا ہے۔

عقاید

خوش عقیدہ۔ سنن و فرائض کے پابند تھے۔ ائمہ دین کے اقوال و افعال پر کاربند
پیر و مرشد سے نہایت ہی خلوص ارادت رکھتے تھے۔ فنا فی الشیخ کے مرتبہ مین تھے
آپکا شعر شاہد حال ہے ؎

اے سراج اپنی خودی کو بیخودی مین محو کر	شغل جاری کھہ ہر ایکدم مین عوارحمان کا
یار کا دیدار پا کر اے سراج	شکر رحمان کرکے تو واصل ہوا

تعلّی و تفاخر

آپنے بھی تعلّی و تفاخر مین غزلون کے مقطعون مین شعراء سلف و خلف کی پیروی
کی ہے ہم دیوان سے چند فخریہ اشعار لکھتے ہین ھو ھذہ

نہین رہا سخن آبدار کا موتی	سراج طبع کے سب جوہر ان کو رول چکا

وہ شکریں لب نے گوش دل سوں تمام سنکر یہ ریختہ کو — کہا یہ میٹھی بچن سے مجھکو سراج شیرین کلام ستا

تجھے ثنا اے سراج بعد ولی کے — کوئی صاحب سخن نہیں دیکھا

اے سراج آرزوئے قند نہیں — شعر تیرا ہے جیوں نبات لذیذ

شاید کہ بعد مرگ کریں یاد خاص و عام — مشہور ہیں سراج کا شیریں سخن ہنوز

سراج اس بزم الفت میں ترے اشعار نگین یا — مثال گل ہر ایک طبع کو مرغوب ہوتا ہے

ایکروز آپنے پوچھی نرائن شفیق اورنگ آبادی سے آزاد بلگرامی کے شعر میں ؎

رمیدن رنگ وحشت است پری از آئینہ — دلہا چرا ارادہ تسخیر می کند

رم کردن پری از آئینہ کی سند طلب کی۔ شفیق نے خاقانی کی بیت سند آئینہ کی ؎

ساقی بزم چون پری جام بکف آئینہ — او نرمد جام اگر ز آئینہ می رمد پری

آپ بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا آج ہمکو بہہ فائدہ حاصل ہوا۔

آخر چوتھی تاریخ شوال یوم جمعہ ۱۱۷۷ گیارہ سے ستہتر ہجری میں آپکی ہستی کا چراغ ہوائے ہستی سے گل ہوا۔ اور چمن بہشت کا رونق افزا ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین کے لئے شہر کے تمام مشائخ آئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ مبارک کو اٹھائے عظمت و شان سے چوک کی مسجد میں لائے۔ جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ جنازہ کی نماز میں دو ڈھائی ہزار آدمی تھے۔ مقبرہ میں دفن کئے گئے۔ شعرا و معاصرین نے آپ کی رحلت کی تاریخیں لکھی ہیں۔ ازانجملہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھی ؎

شمع شعرا سراج خوش فکر — در ماتم او سخن سیہ پوش

تاریخ وفات او خرد گفت — ہے ہے مصباح ہند خاموش

۱۱۷۷

میر اللہ داد محمد ذکا بلگرامی نزیل اورنگ آبادی نے کہی ؎

چراغ دودهٔ آل عبا سراج الدین	که بود روشن ازو محفل سخندانی
نمود چارم شوال و صبح آ دینه	بشمع انجمن عمر دامن افشانی
زتیره بزم جهان فنا بدار بقا	فروغ ناصیهٔ خویش کرد ارزانی
کشید شعلهٔ تاریخ سر ز طبع ذکا	سراج بزم ارم نمود نورانی

طبعزاد لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی سے

سید حق پرست معنی سنج	که اندریافت شعر حسن رواج
سال فوتش شفیق کرد رقم	رو بر جهان نمود شاه سراج

اب ہم یہان سے اُن کے اشعار آبدار لکھتے ہین ۔

من اشعاره الفارسی

جلوهٔ دوست سراز پرده کشیدم دیدم
انچه از نغمهٔ عشاق شنیدم دیدم

ولہ

گل هر رنگ حقیقت که بدامانم بود
همچو اشک از مژهٔ خویش چکیدم دیدم

دانه سان ریشهٔ سرسبزی من دامن بود
خاک گردیدم از خاک دمیدم دیدم

ولہ

کار خونین جگران قابل تحسین کردند
مژهٔ اشک فشان غنچهٔ گلچین کردند

تا بدانند که حیران پریروے بود
قبر دیوانه ام از آئینهٔ سنگین کردند

بوسهٔ چند هوس دارم ازین لب شکران
گر تبسم دمن آئینهٔ شیرین کردند

ولہ

شوق من با سر خار که گلبازی کرد
چون قد یار من شیوهٔ طنازی کرد

حیرت دیده خبردار ز حالم باشد
پر بان آئینه را آئینه غمازی کرد

هر که از سیر گلستان جمالش گل چید
آفرین بر نگهٔ بلبل شیرازی کرد

ولہ

روی اوازمی گلگون عرق افشان شده است
در پری خانهٔ آئینه چراغان شده است

گل بسر دارد و از سیر چمن می آید | وله | چشم بد دور که امروز گلستان شده است

از ابروی کج تو دلم کی رها شود | وله | نشنیده ام که گوشت ز ناخن جدا شود

رنگ گل بوی سخن دارد و لیکن شعله خوست | وله | لاله سان در سینه دارم داغ نافرمایش

نور ایمان نیست شیخ معرفت اظهار را | | قشقهٔ کفرست داغ سجده بر پیشانیش

سبزهٔ صحن چمن خار کف پای من است | وله | سایه پرور در خط پشت لب بام توام

بینم شرم وصل و محو خیالم می کند | وله | شکر لله نیستم شرمندهٔ روی کسی

طرفه باشد در خزان شور نوا شب خیر باد | | دیدهٔ در خواب بلبل ای گل روی کسی

سخن که از دهن تنگ تو بیرون آید | وله | نکهت غنچهٔ تصویر عدم میدانم

چون چراغ سحر از جان شده ام سیر سراج | | دامن افشاندن او عین کرم میدانم

سینه صافان ز ملامت خود نمائی نیستند | وله | بی غرض در خانهٔ آئینه می آئیم ما

دل چو در وصف دهن تنگ تو می کرد رقم | وله | زیر مشق از ورق دیدهٔ عنقا میکرد

نامهٔ عشق او اگر نیست عاشق را | وله | خوشم که دست ز جان شستم و وضو کردم

بیگانه است زین چمن سر بسر خزان | وله | هر کس که همچو غنچه بپاس دم آشنا است

هر صید دیده ام ز صیاد دام کند | | صیاد ما ز صید بطرز رم آشنا است

جان دادن خونین جگران بی سببی نیست | وله | از گوشهٔ ابروی تو ایما شده است

شده همه پای من از خط شعاعی روشن | وله | هر سر مو به تنم خامهٔ تصویر که بود

آتشی در دل و سوخته افتاد سراج | وله | باز سیماب خاکستر اکسیر چکید

است آنکه بهار گلشن امکانی ؛ | رباعی | در پرده نهان بصورت انسانی

ذات احد توی صفات احمد | | جان را بدنی و هم بدن را جانی

وله

ای آنکه بخویشتن گرفتاری تو
بیجاست که در تلاش دیداری تو

کی جلوهٔ مهر پرتو پرتو فکند
تا در کف سایهٔ دیواری تو

وله

تا بوالهوس عشق پریشان شده است
از کردهٔ خویشتن پشیمان شده است

آن شوخ بجز مهرهٔ جمد هر نخرید
بی سودهٔ لخت دل چه ارزان شده است

وله

هر دم و در دل تمنای گل و شمشاد ماند
تا قیامت ستم بر گردن صیاد ماند

وله

جوهری دانسته بودم قدر دل نشناختی
آخر لعل گران قیمت نمک انداختی

وله

ترا که آئینه از هر جلوه در کار است
دلم هر آئینهٔ مشکن زبان سرکار است

دلم که تازه اسیر غم تو شد رحمی
جوان قابل و اصلش ز شهر بیدار است

من اشعاره الهندی

وله

یار در کھیدل خون گشته که جنون نگینه لعل
جامہ زیبون کے گریبان کا گلوگیر ہو

وله

ہوا ہے دست بیعت خان وادی مین ترے غم کے
رہیگا سلسلہ آنسو کا جاری روز محشر تک

وله

مجھ نگین داغ دل پر نقش ہے حرف وفا
عشق کی امت مین ہو نہ ہو نبوت کی قسم

وله

بہار ساقی ہی بزم گلشن مین مطربان چمن شرابی
پیالہ گل ہر شیشہ شراب اور گل گلابی

وله

شعر رنگین کے غزلونکو کیا صید ہراج
رشتۂ دام ہے تار نگہ چشم خیال

وله

کافر ہوا ہون رشتۂ زنار کی قسم
تجھ زلف حلقہ دار کے ہر تار کی قسم

ہرگز مریض ہجر کو بن وصل نہین علاج
اُسکی ادا کی نرگس بیمار کی قسم

اُس گلبدن کی کاکل پر پیچ کا جمال
زنار مجھ گلے کا ہوا ہار کی قسم

تیرے بھون کی یاد نے ٹکڑے کیا ہے دل
ہے ذوالفقار حیدر کرار کی قسم

دل ہے مثال بلبل و پروانہ شو تنند
اُس شمع رو کے چہرۂ گلنار کی قسم

روشن دکھا کے آتش غم کو مرے بجھا
مین تشنہ لب ہون روشن دیدار کی قسم

درکار گر ضیا ہے مجھے آنکھون مین رکھ قدم
ہے تجکو میرے دیدۂ خونبار کی قسم

اس گلبدن کے شوق سے گلشن مین اے سراج
گلزار لالہ زار ہے گلزار کی قسم

اس سبزخط کی یاد اگر دل مین لائیے
لخت جگر تراش زمرد بنائیے

نہین حقیقت مین حسن و عشق جدا
طوق قمری ہے طرۂ شمشاد

آہ سوزان ہے میرے دامن صحرا مین سراج
قبر مجنون پہ چراغان نہوا تھا سو ہوا

ڈورے نہین ہین سرخ ترے چشم مست مین
شاید چڑھا ہے خون کسی بیگناہ کا

بیخطی مین عیان ہے سبزۂ خط
میرے عارض مین بسکہ صافی ہے

تیرے جو لب پہ نمودار ہے سیاہی خط
خبر ہی ہے اثر دود آہ کسکا ہے

زندگانی درد سر ہے یار بن
کوئی بیمار ہے سر کو آکے جھاڑ دے

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

بنے ہے بنوا تیرے جدائی کی محرم
گلے مین بلبلون کے موج رنگ گل کی ہنسلی ہے

سالم - محمد کرم بخش

سالم تخلص - محمد کرم بخش نام ہے - آپ فاروقی الاصل ہین - آپکی نسب کا سلسلہ بتیس واسطے سے حضرت عمر فاروق خلیفۂ دوم سے منتہی ہوتا ہے - پرگنہ پیپری جو اورنگ آباد سے ساٹھ کوس فاصلہ پر ہے - خدمت قضا پر مامور تھے - خدمت مذکور کا قدیم عہد سے انجام دیتے تھے - آخر آصفجاہ ثانی کے عہد مین عزل ہوئے - بحالی خدمت

شہر حیدرآباد مین آئے۔ مقالات غرائب کا مولف لکھتا ہے کہ نواب صمصام الملک بہادر صارم کے دربار مین فقیر سے ملاقات ہوتی ہے مجھہ سے اتحاد ولی رکھتے ہین۔ آپ علم عربی مین مہارت رکھتے ہین فارسی مین بھی لائق ہین۔ خوش خلق کشادہ رو بدیہہ گو سخن شناس معنی رس ہین۔ مین نے تذکرہ مقالات غرائب آپ ہی کی تحریک سے لکھا قاضی صاحب مسودات کے صاف کرنے مین مدد بھی فرماتے تھے۔ خدایتعالے ان کو جزائے خیر عطا کرے۔ آپکو تلمذ میر اولاد محمد خان ذکا سے تھا۔ آپکی طبیعت شعرگوئی مین برق تھی۔ کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا۔ نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا تھا اور آپکی ولادت معلوم نہین ہوی نہ سنہ وفات کا پتا ملا

من اشعارہ الفارسی

او نہ از سوے چمن گلدستہ می آرد بدست	صد دل بلبل شکستہ دستہ می آرد بدست
بعد مردن ہم توانم گشت دامن گیر او	از مزار من بجاے سبزہ خار آید برون
گدامی شعلہ زو زد در دلم یارب قدم رنگین	کہ میریزد مژہ رنگ من چو خون از چشم رنگین
ہم جاے صدف برگ گل و شنگرف نسازم	بوصف لب او نسی گر کشم حرفی رقم رنگین
بہر صید دل بہر نچکہ می آئی خوش است	رسم شوخی تحفہ طرز حجاب تحفہ

من اشعارہ الہندی

تن شیرین پہ چھپان جنے دیکھا ہے جوڑا	اسی دم کوہکن نے سنگ سے سر پھوڑا
کنارے زلف کے نزدیک بال کھا کے گرتے ہین	کہ کالے ناگ گویا الٹ کر کے جلے چھوڑا
گذر گئی عمر سب خوش قامتون کے ٹھوکرین کھاتے	ہمارا ہم بھی ساتھ ہے گویا اس بت کا روڑا
خاک میری مت بیابان سے اڑا اے گردباد	ان غزالون کی تجھ پہ نقش پا آوین بیاد

خوبرویونکو نہین پردہ مین ہرگز اعتبار | وله | دُرِ صدف کے قید سے نکلے پہ پاتا ہے وقار
دیکھیے آتا ہے قاتل کسطرح خنجر بکف | وله | ایک مین ہون سو تو آلے رہا ہون سر بکف
کس بت طامع سے اے خورشید سونا ہے تجھے | | ہر سحر دیکھا تو آتا ہے لیے تو زر بکف
سمجھے تو بے عبث کیون ہم بسمل کر دیا قاتل | وله | نہ جیتا ہون نہ پورا مر چکا یہہ کیا کیا قاتل
بچے کسطرح جو وسمے ابرو کا ہو مارا | | کہین بہی تیغ زہر آلود کا زخمی جیا قاتل
زیب دیتا ہے زری جوڑا سنہری رنگ پر | وله | شعلہ رویون سے مناسب ہے رکہے پاس راہ
اس حنائی دست پر دیکھا ہون سالم دستبند | | کر دیا ہے پنجہ مرجان سے کیا الماس راہ

سالک - مرزا سالک یزدی

سالک تخلص - مرزا سالک نام یزدی الاصل ہے - شاعر خوش مقال و نازک خیال تہا - آزادانہ مشرب تہا درویشانہ زندگی بسر کرتا تہا - مدت تک عراق و فارس مین سفر کرتا رہا - اور وہان سے ہند مین وارد ہوا - حیدر آباد دکن مین عبد اللہ قطب شاہ کی خدمت مین پہنچا - قطب شاہ نے سالک کی بڑی عزت کی اور منصب مناسب مقرر کر دیا جہ مدت تک خوش خرم رہا - جب قوم مغل بوجہ فساد حیدر آباد سے نکالی گئی - اسوقت بیچارہ سالک بہی بمقتضوا اپنی قوم کے ساتہہ نکالا گیا - وہان سے نکلا - دلّی مین آیا شاہجہانی ملازمت مین شریک ہوا - مدة العمر بادشاہ ہند کی مدح کرتا رہا آخر سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا - دہلی مین مدفون ہوا -

میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکہتے ہین کہ سالک کا کلام شستہ و ہموار ہے لطافت و خوبی سے خالی نہین ہے - اور یہہ بہی نقل کیا کہ حکیم رکنا کاشی کہتا تہا

که اگر تمام عالم کے اشعار ایک طرف رکھیں اور سالک کا یہہ شعر مندرجہ ذیل کو دوسری طرف اور مجکو ممیز قرار دیں تو مین سالک کے شعر کو تمام پر ترجیح دونگا وہ یہہ ہے ؎

ازبس بدشت کردہ ام آشفتہ نالہا چون زلف دلبران شدہ شاخ غزالہا	انتهی کلامه

من اشعاره الفارسی

شکست شیشهٔ خاطر ز ساغرم پیداست		چو لاله داغ دل از کاسهٔ سرم پیداست
جواب نامهٔ من غیر ناامیدی نیست		ز دست سودن بال کبوترم پیداست
در هوای عشق پروردم دل دیوانه را	وله	چون سپند از بهر آتش سبز کردم دانه را
ناخن توفیق نگشاید گره از کار ما	وله	چون رگ سنگ است محکم رشتهٔ زنار ما
آشنائی کهنه چون گردید بی لذت بود	وله	کوزه نو یکدو روزی هم رساند آب را
دشت جنون گرد بلا را خریده ام	وله	تهمت [illegible]
در دور رخت لطف بصد قیمت تبان نیست	وله	دیوانه زبس پر شده زنجیره گسست
ز برق آه می سوزم سراپا کوه و صحرا را	وله	با شکست تلخ می گویم جواب شکوه دریا را
نوای نالهٔ نی می رسد بغارت هوش	وله	تو برق تازه‌ئی این نی سوار دریاب
در خور خرج بود دخل دیوان قضا	وله	نرود تا نفسی که نفسی می آید
زبان هرزه درایان توان بنرمی بست	وله	که پنبه سرمهٔ خاموشی جرس باشد
از دو عالم گوشهٔ چشم بتان ما را بس است	وله	بهره بختان را چو داغ لاله یک گل جا بس است
نه تنها گرد باد از شوق او بیتاب میگردد	وله	که مستی می کند [illegible]

سبقت - لالہ سکھراج لکھنوی

سبقت تخلص - لالہ سکھراج نام - وطن لکھنو - قوم کایتھ اناؤ سے تہا - لالہ صاحب کے بزرگان سلف عمدۃ الملک اسد خان وزیر اعظم عالمگیری کی سرکار مین معزز خدمات پر مقرر تہے - سبقت عالم جوانی مین علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل و کسب علوم مین مشغول ہوا - چند سال مین کتب درسیہ سے فارغ ہو کر شاعری کیطرف مائل ہوا - کلام موزون کرتا تہا اور میرزا بیدل سے اصلاح لیتا تہا - میرزا اصلاح کیوقت فرماتے تہے کہ سبقت تا حال ہنوز پر سبقت کہتا ہے - رفتہ رفتہ ایسا شاعر ہوا کہ معاصرین نے اُسکو لائق شعرا کے گروہ مین شمار کیا -

سید اسد اللہ خان معروف نواب - اولیا عہد زادہ قطب الملک بارہہ کے سرکار مین ملازم تہا اولا چند روز میر سلطانی کا کام انجام دیتا رہا - بعد مین خدمت دیوانی پر مامور ہوا - دکن کے محاربات مین امیر الامرا حسین علیخان بارہہ کے لشکر مین تہا - اکثر نمایان کام کئے - جب امیر الامرا نے داؤد خان پنی پر برہانپور مین فتح پائی - فتحنامہ نظم مین منظوم کرکے پیش کیا - تقریبًا اسکی ساتہہ سو ابیات ہون گے - بادشاہ نے پانصدی منصب و انعام سے معزز فرمایا - سادات بارہہ کی برہمی کے بعد صوبہ مالوا مین بصیغہ جمعداری بسر کرتا تہا - اُسکے ماتحت [illegible] سوار تہے - لالہ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکھتا ہے کہ فقیر اوائل جوانی سے [illegible] کہتا ہے - اور آپ سے تلمذ حاصل کیا ہم عمری کیوجہ سے [illegible] انتہی کلامہ

آخر [illegible] گردہر بہادر ناگر گجراتی کی خدمت

وہ ملازمت مین تہا۔ راجہ اُسکے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔ ایکروز سپاہ نے تنخواہ کی بابتہ راجہ سے تکرار کی۔ باہم بحث و تکرار مین تیر و تفنگ کی نوبت پہنچی۔ چنانچہ سبقت کا تیر راجہ کے ہاتہہ پر پہنچا۔ راجہ زخمی ہوا۔ سخت غضبناک ہوا قیامت برپا ہوئی۔ باقی بیگانان افغان مع پچاس سوار سبقت کا رفیق رہا۔ رفاقت کا حق پورا ادا کیا۔ سبقت نے مع رفقا خوب مقابلہ کیا۔ آخر ضرب تیر سے زمین پر گرا۔ اسیر و دستگیر ہوا۔ راجہ گردہر نے اُسکو قتل کیا۔ حکیم چند ندرت نے اوسکی تاریخ ایک سال کے تفاوت سے کہی ہے ہاوی سکہراج زما سبقت کرد۔ اور منشی لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے مصرع تاریخ کو درست کیا۔ برابر عدد برآمد ہوتے ہین سے کرد سکہراج زما سبقت ہے اُسکا کلیات ضخیم تہا تخمیناً دس ہزار ابیات تہین۔ اسی معرکہ مین تلف ہو گیا۔ تذکرہ خوش گو سے چند ابیات نقل کی جاتی ہین

من اشعارہ از جنگ نامہ

کنا یہ ست رنگین سواد چمن | کہ دارد ز نام خدا سر سخن
چہ معنی کہ در نسخہ ام صرف نیست | برنگینی حرف شنجرف نیست
کجا شاعری معنی اندیشہ | بتلمیذ سے حق خرد پیشہ
خرد پیشہ ام حرف حق میزنم | نقابے ز تحقیق شق میزنم

بیان کرم امیر الامرا

در اقلیم و آفاق افتاد شور | کہ خورشید بہ ظلمت آورده زور
سپاہ از شمارہ کواکب فزون | چو مریخ تیغ آب داده بخون
چہ گویم کہ حیرت شبیخون زده ست | بصحرا فلک خیمہ بیرون زده است

مخالف بدے چشم عبرت کشاد
کہ ناگہ درعہ دیوار قلعہ فتاد

تو گفتی کہ معراج حق رو نمود
در آسمان بر پیمبر کشود

چونکہ اُس کے نوکر کا نام اسد اللہ تھا۔ بحر میں نہیں آسکتا تھا۔ مگر بسکتہ اس حسن ادا سے ادا کیا ہے

بنامش کہ شیر حق از آلہی است
اوب سکتہ معذور اسد اللہی ست

چو نوبت بعالم علیخان رسید
ظفر آفرین آفرین خوان رسید

بہ بالائے فیل آن جوان غیور
نمایان چو رمز تجلی ز طور

از غزلیات

مدہ تکلیف حنّا آن دلبر گیسو مسلسل را
کہ ہیم درد سر شد بر جبین چون شو و صندل را

بیاد رفت از کتاب دل کجا حرفے بود ظالم
لطیفے خواندہ بودی بن گلستان باب اول را

بفقر آمادگان ہرگز نسازد ننگ رسوائی
بگو با تاج تا پوشد ہمان تحیب رنگ گل را

کلفت انجامیم ویرانی چہ و تعمیر چیست
ولہ گر رستی گر نباشد خاک دامنگیر چیست

بجز پئے آخر طفلی جز گناہت کار نیست
خون مادر خوردہ اے غافل زخو و شیر چیست

چہ خون در دل قمری نکردہ ظالم
ولہ بباغ رفتی و شمشاد شہر شد بر جاست

ہر کہ نظارہ بران مصحف خسارہ کند
ولہ یاد گیرد سبق بوسہ و تکرار کند

او بفکر من است و من فارغ
ولہ بندگی ہم خدائے می دارد

چو نقش پا بسر کوئی انتظار کسے
ولہ نشستہ ام کہ شوم خاک رہگذار کسے

مرا چو رشتہ رگ جان بخویش می پیچد
خدا نکردہ کہ افتد گرہ بکار کسے

شد از خطوط شعاع این سخن بمن روشن
کہ ہست در دل خورشید نار خار کسے

ز رنگ باختن یار سخت حیرانم
خدنگ او بدل ما نشستہ بیرون رفت
ببزم وصل بتان بہ کہ شمع سان سقفت
بسکہ محو سعی بیجا حاصل بود اندیشہ ام
چون تصویر از بساط وہم چیدم بزم بیرنگی
خموشی ساز آرام است تاکے ہرزہ نالیہا
ہدایت یکطرف ترسم کہ صحبت ہا اثر دارد
اے ازنگہ گرم تو بینائے داغ
تو چشم زخس پوشی و خس ہم بیجا

برنگ آئینہ شد گرد و چار کسے
سہی قدان بنشینند در کنار کسے
کنیم نقد دل و جان خود نثار کسے
دردو بدن شد برنگ موج قطع بستہ ام
فشاندم دامن ہستی بقدر گردش رنگی
شنیدہ ام بیقدر از پردہ گوش کر رنگی
بود شیخ عصا در دست من سقف کہن رنگی
دیدہ تو زکوری لت داد و سراغ
میلے ست کہ شد سرمہ کش چشم چراغ

سجّاد - میر سجاد علیخان بہادر حیدر آبادی

سجاد تخلص - میر سجاد علیخان بہادر نام - آپ مشاہیر امراء حیدر آباد سے تھے - شاہ میار الملک سے آپکی قرابت قریبہ ہے - آپ بیگن پلی کے جاگیرداروں میں سے ہیں آپنے فارسی میں عمدہ لیاقت و استعداد حاصل کی تھی انشاپردازی اور سخن طرازی میں بے مثل تھے شعر خوب کہتے تھے - کلام صاف و شستہ ہوتا تھا - مہاراجہ بہادر چندو لعل نے آپکو بندگانعالی سے سو روپیہ ماہوار مقرر کرایا - خانی و بہادری کا خطاب دلوایا - آپ خوش طبع و خوش فکر تھے - صاحب ہمت و سخاوت تھے - مہمان نواز و آشنا پرور تھے - آخر آپ سنہ ۱۲۴۰ ہجری میں بہشت بریں کو روانہ ہوئے - آپ میر عباس علیخان بہادر تخلص کافی کے بھائی حقیقی تھے -

من اشعارہ الہندی

دعوے کرے جو خال لب دلبر سے مشک
تا حشر منفعل ہے اپنی خطا سے مشک

آوے اگر اُسکے کوچہ گیسوے باغ مین
ٹپکے بجائے دانۂ شبنم قبا سے مشک

ہے جو مریض خال و خط یار اے مسیح
بہتر ہے اوسکے حق مین تمہاری دوا سے مشک

ولہ

فقط سرو چمن شکل سنان ہے مجکو
اژدہا بن ترے ہر نہر روان ہے مجکو

گر نہوئے تو بہار عین خزان ہے مجکو
نکہت نختہ گل موج دخان ہے مجکو

ساکن کوچۂ جانان کو چمن سے کیا کام
باب جنت دہن شیر زیان ہے مجکو

ناصحا مغز خراشی تو عبث کرتا ہے
پند سننے کی ترے تاب کہان ہے مجکو

سوز۔ میان عالم خان

سوز تخلص۔ میان عالم خان نام۔ واقع مین آپکی نسب کا سلسلہ شیر شاہ سے منتہی ہوتا ہے۔ لیکن مصلحۃً آپ اس نسبت سے انکار کرتے تھے۔ اور خود کو سوری ہی مشہور کیا۔ عالمگیری زمانہ مین منصب مناسب پر مقرر ہوئے۔ چند مدت کے بعد تارک الدنیا ہوگئے۔ بلدۂ اورنگ آباد مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ مدت العمر عبادت الٰہی مین ہمہ تن مصروف رہے۔ گوشہ نشینی کی بدولت درجۂ کمال کو پہنچے۔ امرا و سلاطین کی صحبت مین قبولیت کا مرتبہ پایا۔ بہادری دلیری مین مشہور تھے۔ تلاش معاش سے دست بردار ہوکے کسی امیر یا فقیر کے پاس نہین جاتے تھے۔ جب تک زندہ رہے آفتاب عزت و آبرو کے ساتھ رہے۔ چونکہ طبیعت مین شعر و شاعری کا شوق جولانی کرتا تھا۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ آپکا انتقال ۱۰۹۰ سنہ ہجری مین ہوا۔ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون

شہر اورنگ آباد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

مرا گنجفہ بازی بود نظر بازی — کہ میکند ورق آفتاب آئینہ را

سخن۔ سید محمد خان بہادر اصفہانی

سخن تخلص۔ سید محمد خان نام۔ اصفہانی المولد ہے۔ شاعر خوش کلام و شیرین بیان تہا۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہا۔ خلیق و لئیق تہا۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ خوش صحبت تہا۔ اصفہان سے شہر مچہلی بندر مین پہنچا۔ تجارت کرنے لگا۔ شہر مذکور سے مدراس مین آیا نواب امیر الامرا بہادر والی مدراس کی ملازمت مین مشرف ہوا اور خطاب خانی سے ممتاز۔ پہر چند روز کے بعد والاجاہی زمانہ مین دیوانخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور بہادری کے خطاب سے سرفراز۔ حیدر آباد دکن مین بطریق سیر آیا ہے۔ صاحب دیوان ہے دیوان مختصر ہے اسمین چند قصائد و غزلین ہین۔ آخر ۱۲۱۲ ہجری مین سخن گوئی سے خاموش ہوا یعنی فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

بدل خارے ز عشق گلعذارے کردہ ام پیدا
ز اشک خونین ز سر ا پردۂ دل
در شب ہجر خیال رخ دوست
آسمان ہرگز دل اہل وفا را خوش نکرد
ساقیا فصل گل آمد عیش بستان خوش است
حسرت دوریت از دیدۂ من خواب ربود

ازین خواری بعالم غباری کردہ ام پیدا
میرسد موسم گلکاریہاست
سرمۂ دیدۂ بیداریہاست
کار او در بیوفائی چون دل آزار من
می کشاند روی گل با نغمۂ دستان خوش است
اینقدر رشد کہ بہ خمیازہ ہم آغوشم کرد

بلبل آنکہ ترا نغمہ سرا کرد مرا	در چمن قمری آن سرو قبا پوشم کرد
نازدار خصت بیدا دمدہ اے طناز	کہ دل سوختہ آہنگ میدن دارد
شکوہ از دست تو ہر جا نتوانم کرد	زاری من ہمہ کو تو دیدن دارد

سعدی

سعدی تخلص۔ شعراء دکن سے مشہور ہے۔ اسکی زبان روزمرہ دکن سے آشنا۔ دکنی لب لہجہ اسکے کلام سے ظاہر ہے۔ اسکا مزار خاندیس میں برہانپور کے قریب جوار میں مشہور ہے۔ صاحب نکات الشعرا نے اسکے دو تین اشعار لکھے ہیں۔ انکے سوائے کوئی اور نہیں ملے۔ ہم بھی نکات الشعرا سے انہیں اشعار کو نقل کرتے ہیں۔ بعض تذکرہ نویسوں نے سعدی دکنی کو سعدی شیرازی لکھدیا۔ انہوں نے بڑی غلطی کی تہا

من اشعارہ الہندی

ہمنا تمن کو دل دیا تم نے لیا ہور دکھ دیا	تم یہہ کیا ہم وہ کیا ایسی بھلی یہہ ریت ہے
دونین کے گہر میں بہر ن رو رو بہونچو دلکو بہرون	پیش سگ کو یت ہرن پیا نجا دمیت ہے
سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ	در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

سید۔ سید علیخان

سید تخلص۔ سید علیخان نام۔ جواہر رقم خان خطاب۔ سید صحیح النسب ایرانی الاصل تہا فضائل و کمالات سے آراستہ انشا پردازی و نظم و نثر میں بلند پرواز تہا۔ سخن سنجی و شعر گوئی میں نہایت ہی ہوشیار و چالاک تہا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہیں ہوتا تہا

خوش نویسی مین استاد تھا اکثر خطوط حسن و خوبی کے ساتھہ لکھتا تھا۔ عالمگیری زمانہ مین ولایت سے ہند مین وارد ہوا بادشاہ نے کتب خانہ کی داروغگی سے سرفراز فرمایا۔ اکثر مضامین شاہی اسی بزرگ کے قلم سے لکھائے جاتے تھے۔ بادشاہ نے خوشخطی کیوجہ ہرقم خان کے خطاب سے ممتاز فرمایا تھا۔ اکثر اوقات بادشاہی مسودات کو مبیضہ کرتا تھا ۱۰۶۸ ہجری مین فوت ہوا۔ اور نگ آباد دکن مین دفن ہوا۔ **من اشعارہ**

من آن مرغم کہ نوحی در قفس دارم | صفیری می کشم تا نعرہ دارای نفس دارم

سرخوش۔ محمد علیم الزمان

سرخوش تخلص۔ محمد علیم الزمان نام۔ آپ مولوی شیخ وجیہ الزمان مرحوم کے خلف الصدق ہین۔ فارسی عربی مین مستعد طالب العلم ہین تکمیل کی فکر کر رہے تھے کہ شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا۔ تکمیل کتب کی فکر جاتی رہی۔ بندش و تلاش معانی کی فکر کرنے لگے۔ آپ امیر احمد امیر لکھنوی سے مشق کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ آپکا کلام پاکیزہ و شستہ ہونے لگا۔ آپ جو کچھہ کہتے ہین اُسمین شستگی و پختگی نظر آتی ہے سنہ ۱۳ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے تھے۔ چند مدت تلاش معاش مین متردد رہے آخر عدالت مالگذاری مین صیغہ دار ہو گئے تھے۔ چند مدت کے بعد عازم ملک بقا ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

قضا ہی ہو گئی مقتل مین مضطرب سرخوش | اگرچہ تھا تو تمہین کو کچھہ اضطراب نہ تھا

ایک پہلو مین پری ایک وہ حور رہے | ایک طرف نار رہے ایکطرف نور رہے

کرینگے دہری مین صنم کو تلاش ہم	لینگے نہ جاکے کعبہ مین احسان خلیل کا

سخی - میر خیرات علیخان حیدرآبادی

سخی تخلص - میر خیرات علیخان نام - آپ میر علیخان حیدرآبادی کے فرزند ہین آپکے بزرگ امراء حیدرآباد سے ہین - نواب روشن الدولہ بہادر مغفور نے آپکو اپنا متبنّٰی کیا تھا - آپ حضور بندگانعالی کے منصبدارون مین شریک ہین - تھوڑی ماہوار بحتاج پاتے ہین - فارغ البال و خوش حال ہین - آپکی عمر پچاس برس کی ہوگی مرزا مستنیا بیگ منتہی کے شعرگوئی مین شاگرد ہین - خوش مزاج و خوش کلام ہین -

من اشعارہ الہندی

رہے چمن مین نہ بلبل کا نام تک باقی	دیا ہے حکم یہ گلچین نے باغبانون کو
یہہ آہ وہ ہے رُکے گی کبہی رو کے سے	یہہ تیر وہ ہے کہ توڑے گا آسمانون کو
اب آرزوئے رہائی نہین رہی صیاد	قفس مین بہول گئے اپنے آشیانون کو
اگر وصال نہین تو خط و پیام سہی	برائے صبر دل بیقرار کچھ تو ہو
مجھے ہے فکر سخن اسلئے سخی دلسے	جہان مین بعد فنا یادگار کچھ تو ہو

سامی - سید عبدالقادر اورنگ آبادی

سامی تخلص - شاہ غلام قادر نام ہے - اورنگ آباد وطن ہے - شاہ اصغر اللہ سے تھے - آپ کے جد بزرگوار سید فیض اللہ المخاطب بسید ہدایت اللہ خان شاہجہان کے عہد مین جلیل القدر خدمات پر مامور تھے - اور عالمگیری زمانہ مین آخر عمر مین

اورنگ آباد دکن مین بادشاہی لشکر کے ہمرکاب آئے۔ محمد اعظم شاہ کی سرکار مین کتب خانہ
وجواہر خانہ وخوشبو خانہ کے داروغہ مقرر ہوئے۔ آپکے والد ماجد بھی اعظم شاہ کے بعد
نوکری چھوڑ کر فقیر ہو گئے۔ نواب مغفرت مآب کے زمانہ مین نہصدی منصب پر سرفراز تھے
آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابھی آپ آغوش مادر مین تھے کہ والد بزرگوار نے
رحلت کی۔ آپکا نشو و نما جد بزرگوار کے سایہ محبت مین ہوا۔ اور آپنے بقدر ضرورت
تربیت و تعلیم بھی پائی۔ پھر جد بزرگوار بھی بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ آپ عالم تنہائی
مین بجز افسوس و حسرت کے سوائے کوئی یار و غمگسار نہ تہا۔ خانہ داری و خاندان پرورش کا
بار آپکے سر پڑا۔ بامر مجبوری سر پر لیا جسقدر آفتین اور مصیبتین پیش آئین سہتے رہے
زمانہ کی گردشون کو جھیلتے رہے۔ مگر باوجود ان مصائب و تکالیف آپکو علم کی تحصیل کا شوق
تہا۔ دلمین ولولہ و جوش تہا۔ ہونہار تھے۔ جب گھر کے اہتمام سے فرصت ملتی تب
علما کی مجلس مین جاتے جہانتک ہو سکتا استفادہ حاصل کرتے۔ اسیطرح ایک زمانہ تک
ملازمت کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ تحصیل کتب سے فارغ ہوکر علما کے سلسلہ مین داخل ہوے
سرکاری منصب دار تھے گذر اوقات کے لئے کافی ماہوار پاتے تھے۔ زیادہ کی ہوس نہین
کی۔ قناعت گزین ہوئے۔ ماحصل پر شاکر و صابر رہے۔ موزون الطبع تھے جولانی
طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین پیش قدمی کی اس میدان مین ایسی چستی و چالاکی
سے قدم ڈالے کہ متقدمین سے کئی قدم آگے بڑھ گئے۔ اور شاعری کو ایسی زیب و زینت
دی کہ ہر ایک مجلس مین آپکی شاعری جلوہ افروز تھی۔ اور آپکے کلام کے چرچے گھر گھر
ہونے لگے۔ نقادان سخن غور و فکر سے پرکھنے لگے۔ سب نے آپکو کامل پایا۔ آپکی لیاقت
و استعداد کو مان لیا۔ موجودہ شعرا مین ایسی شہرت پائی کہ استادی کے درجہ کو

پہنچے۔ اکثر طلبہ آپکی شاگردی کے سلسلہ مین آئے اور درجہ کمال کو پائے۔
آپ شاعر پرگو خوش مزاج ظریف لطیع سلیم الوضع تھے۔ صاحب خلق خندان جبین
وشگفتہ رو تھے۔ صلح کل صاحب توکل مستغنی از چیز نا بکل تھے۔ درویش دوست
غریب آشنا حق شناس و حق نما تھے۔ آپکو قادریہ طریقہ مین بیعت و اجازت حاصل تھی
پیری مریدی کا طریقہ جاری تھا۔ آپ بافیض تھے۔ خلائق آپکی فیض نعمت سے فیضیاب
ہوتی تھی۔ ایک جہان آپکے چشمہ فیض سے سیراب ہوتی تھی۔ آپکی خانقاہ کیا امیر و فقیر کیا
شاہ و وزیر سب کا مرجع تھی۔ حصول مآرب و مقاصد کا مجمع تھے۔ آپ صوفی باصفا تھے
راضی برضا تھے۔ جامع کرامات و حاوی خرق عادات تھے۔ عاشق رسول اللہ صلعم
شائق فنا فی اللہ تھے۔ اہل بیت و اہل اللہ کے مداح تھے۔ خدا کی راہ مین جان نثار اور
اسکی محبت و عشق مین زار و نزار تھے۔ آپکی ہمدردی و رفاہ عام کا عام مین نام تھا۔
خلائق کی حاجت روائی آپکا کام تھا۔ اکثر شہر کے عمائد و امرا آپ کے مرید و معتقد تھے
جو کچھ آپکی نظر مین آتا تھا سب فقرا و غربا پر تقسیم ہو جاتا تھا۔ شہر مین آپکی خانقاہ
اور شاہ مسافر کا تکیہ مسافرون کی فرودگاہ تھی۔ دونون مقام مین مسافرون کو گھر سے
زیادہ آرام ملتا تھا۔ آپ مہمان نواز و غریب پرور تھے۔ مہمان کی دلداری و غمخواری
کرتے تھے۔ جو مسافر طالب دنیا ہوتا اسکی سعی سفارش کر کے ملازم کراتے تھے۔ جو طالب
خدا ہوتا تھا اسکو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ نقل مشہور ہے کہ آپ ہمیشہ سفارش کرتے
تھے۔ اور یہی آپکی عادت مستمرہ تھی۔ ایک دفعہ ایک امیر سے کسی مسافر غریب کی سفارش
کی امیر نے اس لحاظ سے کہ آپ آیندہ کسی کی سفارش نکرین اور فرمایا کہ حضرت اسوقت
جسقدر سفارش کرنا ہو کیجئے۔ اور اقرار کیجئے کہ آیندہ کسیکے بارہ مین نہین کہون گا

اخلاق و عادات

اقرار مع الشرط ہونا چاہیے - آپنے قبول کیا - اور یہ شرط ٹھہری کہ آئندہ جب سفارش
کرون تو مجھکو شہر بدر کردینا - امیر بھی راضی ہوا - دس پانچ جو مسافر تھے اُن کی سفارش
کی - وہ سب آپکی بدولت نوکر ہوگئے - پھر چند روز تک خاموش رہے - اسی عرصہ مین
چند بزرگ آپکی خدمت مین آئے اور گذارش کی کہ حضرت ہمارے لئے کچھ تدبیر کیجئے - خدا
و رسول کے لئے سفارش کیجئے ہم غریبونکا کام آپکی عنایت سے حاصل ہوگا - آپنے فرمایا
اچھا چلو - سب کو ساتھہ لئے اپنا بستر و بدنا بھی باندہ لئے - امیر کے پاس آئے اور فرمایا کہ مین
اپنے اقرار پر قائم ہون مجھے اُس سے انکار نہین - ان غریبون کا نام تختہ مین شریک فرمالیجئے
اور فقیر کو رخصت کیجئے - فقیر سفر کے لئے مستعد و تیار ہے - بستر و بدنا دکھا دیا - امیر قدمون پر
گر پڑا - اول سے زیادہ معتقد ہوا - اور فرمایا - آپ یہین رہئے - آج سے آپکو اجازت عام ہے
ہر کس و ناکس کی سفارش کرتے رہئے - واہ رے امیر واہ رے فقیر دونون آفرین کے
لائق ہین - اکثر عوام الناس ایسے موقع و محل مین کہتے ہین کہ اول کا زمانہ متبرک تھا - اور
اہل زمانہ بھی بزرگ تھے - عوام کا یہہ قول غلط خیال ہے کیونکہ زمانہ ایک ہی ہے مگر نیکی
و بدی سے بلحاظ اہل زمانہ موصوف ہوتا ہے - زمانہ ٹھیک و درست ہے - اہل زمانہ بھی
اچھے ہین ہان اتنا فرق ہے اُسوقت کے لوگ نہایت عمدہ و درست تھے - اکثر امرا علما
و کبرا مشائخ نیک طینت ہوتے تھے - اب بھی کمتر مرد نیکو و خوش خو ہین - آجکل امرا مین
بہ نسبت فقرا ملائکہ خصائل زیادہ نکلین گے - ہمکو اس موقع پر جو ایک واقعہ ہمارے قرب زمانہ مین
امیر الامرا نواب بشیر الدولہ سر آسمان جاہ مدار المہام سرکار عالی کے پاس گذرا - وہ یہہ ہے
کہ تھوڑے دن گذرے کہ حیدر آباد مین مشہور ہوا کہ وزارت بدلنے والی ہے کوئی دوسرا وزیر مقرر ہوگا
اس موہومی خبر سے عام کے دلون مین تردد واقع ہوا - شہر کے کسی امیر نے آپکی خدمت

بچون کی منفعت کے لئے نواب صاحب کی خدمت مین پیش کی۔ اور نواب صاحب سے کہا کہ آپ جلد منظور کیجئے۔ نواب صاحب نے درخواست رکھہ لی۔ پھر صاحب درخواست نے عرض کی۔ آپنے کہا اچھا پھر عرض کی نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ جلدی نہ کیجئے مین کرونگا آخر بمصداق صاحب الغرض مجنون پھر عرض کیا جلدی نکرون تو کیا کرون نہین معلوم کل کیا ہوتا ہے۔ شاید آپ نہ رہین۔ نواب صاحب خاموش ہوئے۔ اُس امیر کو کچھہ جواب نہین دیا جو کچھہ کام تہا پورا کردیا۔ دیکھئے نواب صاحب کا کیا حلم و کیا رحم ہے کہ کچھہ نہین کہا اور اُس غریب کا کام کردیا۔ فی زماننا بھی ہمارے شہر مین اسی طرح کے بہت سے امرائے قدیم موجود ہین جنکا خمیر ہمدردی غربا و فقرا ہے فقیر مولف نے ہر ایک کے حالات و عادات مع انجمن محبوب تذکرۂ امرا و زرائے دکن مین لکھے ہین۔ ابھی یہہ تذکرہ طبع نہین ہوا ہے تذکرہ ہذا کے بعد طبع ہوگا۔ چمنستان شعرا مین مرقوم ہے کہ آپ کی وفات سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین واقع ہوی اورنگ آباد مین مدفون ہوئے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ اور آپ نے ایک قصہ سرو شمشاد کے بیان مین لکھا۔ اسکے اشعار چند ہزار تھے۔ اب وہ قصہ نادر الوجود ہے۔ پھر از سر نو گیارہ سو بچھتر ہین اُسکو تیار فرمایا۔ ہم اُسمین سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کرینگے آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے آپنے ایک سرو شمشاد کا قصہ لکھا۔ مثنوی کی طرز پہ تھا۔ کئی ہزار اسکے اشعار تھے۔ اسوقت سوء اتفاق سے قصہ مفقود ہوگیا۔ آپ کو اُسکے تلف ہونیکا بہت رنج ہوا۔ پھر آپنے سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین از سر نو قصہ کو تصنیف فرمایا۔ آپکا کلام نہایت رنگین ہے۔ ابہام و تکلف سے پاک و صاف ہے استعارہ و کنایہ سے مملو ہے۔ الفاظ شستہ با معانی برجستہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب دیا ہے مطالعہ سے لطف وہ آتا ہے۔ اسیطرح آپکا دیوان بھی مضامین شیرین و معانی رنگین کا

چشمہ ہے۔ غزلہاے نمکین و کبتہاے دلنشین و مخمسات و مستزاد و رباعیات و قطعات
و قصائد لائق تحسین و آفرین کا کشکول ہے۔ آپکے اکثر قصائد خدا و رسول صلعم و اہل اللہ
کے فضائل و مدایح مین ہین۔ چمنستان شعرا مین شفیق اورنگ آبادی لکھتے ہین کہ دکن
مین اکثر اہل دکن آپکے معتقدین تہے۔ آپ اورنگ آباد و حیدرآباد و بیدر و ارکاٹ و سورت
و کوکن و برار مین دورہ فرماتے تہے۔ اور فقیر سے محبت دلی رکہتے ہین۔ فیما مین
مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ باہم جاری ہے۔ فی الحال یعنی ۱۱۷۵ھ ہجری اورنگ آباد
مین رونق افزا ہین۔ مین اکثر اوقات آپکی خدمت مین آمد و رفت کرتا ہون۔ اور
آپ بہی کبہی کبہی میرے غریب خانہ پر تشریف لاتے ہین۔ انتہی کلامہ
آپ پاکیزہ رو و پاکیزہ دل تہے۔ روشن ضمیر و دستگیر تہے۔ اعانت و ہمدردی مین
قصور نہین فرماتے تہے۔ آپکی عنایت بادشاہ و فقیر پر مساوی تہی۔ ہندو
و مسلمان سے موافق تہے۔ صلح کل کا طریقہ مرغوب تہا۔ ہر ایک کو خوش رکہنا
مطلوب تہا۔ دلجوئی و دلداری آپکا کام تہا۔ دکن کے ہر کوچہ و بازار مین آپکا
نام مشہور و معروف ہے۔

گزارش فقیر مولف

مین ناظرین کی خدمت مین نہایت افسوس کے ساتہہ گزارش کرتا ہون کہ آپکا
دیوان و قصہ سرو شمشاد میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تہا۔ میرا کتبخانہ ۱۳۲۶ھ ہجری
مین موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا۔ صاحب جمہ کا دیوان
و قصہ سرو شمشاد بہی کتبخانہ کے ساتہہ آب و تلف ہوگئے۔ چونکہ مین نے آپکی
سوانح عمری کے خاتمہ پر آپکے اشعار انتخابی نہین لکہے تہے۔ افسوس اشعار کی بابت

بہت کچھہ پریشان ہوکے کتبخانہ آصفیہ و کتبخانہ مختاریہ مین دیوان و قصہ کو تلاش کیا۔نہین پایا۔ بامرلاچاری اشعار کے لکھنے سے معذور رہا۔ لیکن دیوان و قصہ کی تلاش مین ہمہ تن مصروف ہون۔اگر ملجائینگے تو اسمین سے آپکے نتائج طبع کو ضمیمہ مین لکھہ دونگا۔ العذر عند کرام الناس مقبول۔

سالک۔ مرزا قربانعلی بیگ

سالک تخلص۔ مرزا قربان علی بیگ نام۔ آپ نواب مرزا عالم بیگ کے خلف الصدق ہین۔آپ مولداً حیدرآبادی مسکناً دہلوی تہے۔ لیکن آپکی تربیت و تعلیم دلی مین ہوئی۔ تعلیم و تربیت سے فارغ ہونیکے بعد مہاراجہ الور کی ریاست مین خدمت وکالت پر مقرر تہے۔ چند مدت کے بعد الور سے قطع تعلق کرکے حیدرآباد دکن مین آئے صیغہ تعلیمات مین سررشتہ داری کی خدمت پر متعین ہوئے۔

آپکو اولاً تلمذ مومن خان دہلوی کی خدمت مین تہا۔ ثانیاً مرزا غالب کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ ابتدا مین بمناسبت نام قربان تخلص کرتے تہے۔ آخر مرزا کی شاگردی مین سالک تخلص اختیار کیا۔ ذکی الطبع و سخن سنج و سخن فہم تہے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین شعر و شاعری کے فنون سے ماہر۔ و محاورات فارسی ہندی سے واقف۔ فلسفی مشرب۔ ہمدردی بہتری قوم کے خواہان ہوتے تہے۔ مخزن الفوائد نامہ کا ایک رسالہ حیدرآباد مین شایع کیا۔ اسمین اکثر مضامین مفید ہوتے تہے۔ اصل مین رسالہ کے موجد و سرپرست مخدومی جناب مولوی سید حسین صاحب المخاطب بہ نواب عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات سابق تہے۔ اور ہمارے سالک صاحب جہہ

اس کے طبع و ترتیب کا اہتمام کرتے تھے۔ رسالہ مین اکثر مضامین مفیدہ مطبوع ہوتے تھے۔ اگر وہ رسالہ ابتک جاری رہتا تو ایک عمدہ ذخیرہ تاریخی ہو جاتا افسوس ہماری مصلحین قوم نے اسکے بقا کا لحاظ نہین کیا حیدرآباد مین ہر ایک چیز کے ایجاد کرتے وقت نہایت جوش کے ساتھہ اہتمام ہوتا ہے لیکن آخر چند ہی روز مین اسکا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ فقیر مولف کو بجز اسباب کے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی ہے۔ موجدین کی غرض ایجاد سے نمائش ہوتی ہے۔ اگر واقع مین نمائش ہے تو اسکا وجود و عدم مساوی ہے ہان موجد کی کسیقدر نمائش و شہرت تو ہو جاتی ہے واقعی ہمدردی جوانمردی وہ ہے جس کام کی ابتدا کرین اُسکو خوبی کے ساتھہ درجہ کمال کو پہنچائین۔ تا کہ قوم کے خاص عام اس سے مستفید ہو جائین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت دلچسپی خوبی سے خالی نہین ہے۔ آپکی رحلت سنہ ۱۲۹۱ہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی عمر تخمیناً ساٹھہ پینسٹھہ برس کی تھی۔ باوجود ضعیفی مزاج مین چستی و چالاکی تھی۔ جس کام کا ارادہ فرماتے تھے اُسکو پورا کرتے تھے۔ خوش اخلاق با مروت ہر ایک سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کے ساتھہ ملتے تھے۔ خاص حیدرآباد مین آپکے اکثر تلامذہ موجود ہین۔ آپکا ایک فرزند محمد مرزا متخلص بہ عابد وظیفہ خوار سرکار عالی نظام موجود ہے۔

من اشعاره الهندی

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان اپنا
رہے آشنائی فقط نام کی

خدا کو کر کے چلا تا ہون نگاہبان اپنا
گویا ہمارے واسطے کچھہ بھی بنا تھا
وہ نام آشنائی زبان رہگیا

میرا ہوا آشیانہ اور آدھا جلا ہوا — وله — بجھ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا

مین نکلتا تری محفل سے اکیلا اے کاش — وله — غم یہہ ہے ساتھہ میرے غیر کا ارمان نکلا

سالک جو کوئی عشق مین مجکو برا کہے — وله — تکتا ہون منہ کو اور یہہ کہتا ہون ہان درست

مایوس و نا امید ہین کیا مدعا سے ہم — وله — کہتے ہین اور کہتے ہین کس التجا سے ہم

کاش اے سپہر تجھہ سے ہی کہتے تو سہل تھین — وہ خواہشین کہ کہتے ہین اُس بیوفا سے ہم

فرط نشاط وصل سے ہے ڈر کہ مر نجائین — ذکر غم فراق ہے چھیڑین بلا سے ہم

تیرے کوچہ کی مجھپر راہ ہے تنگ — وله — کہ آنا ہے نگاہ پاسبان مین

طالب وصل پہ کہتے ہو یہ تکرار نہین — وله — خوش ہو ان دو نفیون مین اثبات ہی انکا نہین

شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے — وله — تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

لاغری سے نظر آتا کہین نخچیر نہین — وله — تیر بہکے تو کمان دار کی تقصیر نہین

اعتبار نگہ ناز ہے کیا کیا اون کو — قتل کو آتے ہین اور ہاتھہ مین شمشیر نہین

وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو — وله — رجل ہنکر ہی کوئی مہربان ہو

شکر کیجے کہ نہین تاب تکلم مجھکو — وله — ورنہ اسطرح بھی جو چاہو کہو تم مجھکو

اُسکو دیکھو کہ وہ ہے مجھسے سوا گردشمن — آسمان نکلے ستانا نہ کہین تم مجھکو

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے — خندۂ صبح قیامت ہی سہی

جان ہی دیکے عشق مین آزادی خیر — آگیا کچھہ لیا دیا آگے

ہون مین وہ صید کہ رہا کر تڑپتا یاد مجھے — ہون مین وہ کشتہ کہ پیٹا کرے جلاد مجھے

آمادۂ ستم فلک و یار کینہ جو
پیغام موت کا مجھے اب جا بجا سے ہے

سرمد۔ حکیم سعید۔ المعروف بہ صوفی سرمد

سرمد تخلص۔ حکیم سعید نام۔ آپ اصل مین قبائل ارامنہ سے تھے تحصیل علوم سے فارغ ہونیکے بعد پیشہ تجارت مین مصروف ہوئے۔ تجارت کی وجہ عراق عرب و عجم مین اکثر اوقات سیاحت فرماتے تھے۔ چند مدت کاشان مین سکونت پذیر رہے۔ آپ کی طبیعت تصوف و تعرف کیطرف مائل تھی۔ آپ سیاحت مین بزرگان بلاد و امصار سے ملتے تھے۔ ہر ایک بزرگ کی خدمت سے مستفید ہوئے تھے۔ بزرگان صاحبدل کی توجہ سے آپکے دل مین عشق و محبت کی آگ مشتعل ہوئی۔ پھر آپ کاشان سے برآمد ہوئے۔ سیر و سیاحت کرتے ہوئے شہر تتہ سندہ مین پہنچے۔ وہان ایک ہندو بچے پر جسکا نام ابہی چند تہا فریفتہ ہوئے۔ چنانچہ خود صوفی کہتا ہے ؎

نمیدانم درین چرخ کہن دیر   خدائے من ابھی چندست یا غیر

اسی لڑکے کے عشق مین تمام مال و اسباب کو مساکین پر تقسیم کردیا۔ جو کچھ ہمراہ تہا کل لٹا دیا۔ بقدر ضرورت بہی کوئی چیز باقی نہین رکھی۔ یہانتک کہ جامہ و پارچہ ستر عورت و بدن کیلئے بہی نہین رکھا برہنگی اختیار کی۔ آپکا لڑکے پر فریفتہ ہونا صادقانہ تہا لڑکے کے والدین نے آپ کی پارسائی و پاک طینتی دیکہ کے چند روز آپ کو اپنے گھر مہمان رکھا آپ محبوب کے در پر پڑے رہتے تھے۔ ہر وقت محبوب کے دیدار و درشن مین محو رہتے تھے آپنے لڑکے کو توریت و زبور پڑہائی۔ لڑکے کو اپنی محبت کی کشش سے اپنے طرف کہینچ لیا۔ لڑکا آپ سے ایسا مانوس ہوگیا کہ تمام خویش و اقارب سے برخاستہ ہو کے آپکے ساتھ ہی خاک نشین ہوگیا۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ آپ مع ہندو بچہ تتہ سندہ سے

حیدرآباد دکن مین آئے۔ چند مدت قیام پذیر رہے۔ پھر یہان سے دار الخلافہ دہلی مین پہنچے۔ شاہزادہ دارا شکوہ جو فقرا کے طرف زیادہ مائل تھا آپ کو مصاحبت مین رکھا۔ اور اعلیحضرت قران ثانی کے خدمت مین صوفی کی تعریف و مدح کرتا تھا۔ اعلیحضرت قران ثانی نے ایکروز عنایت خان آشنا کو صوفی کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ خان مذکور حال دریافت کرکے آیا۔ عرض کیا۔ اور یہہ بیت پڑہی ؎

بر سرمد برہنہ کرامت تہمت است کشفے کہ ظاہر است در و کشف عورت است

پس اسی اثنا مین زمانہ مین انقلاب پیدا ہوا۔ دارا شکوہ اسیر و قتل ہو گیا۔ اور سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین اورنگ زیب عالمگیر اورنگ نشین ہوا۔ صفحہ عالم سے اکبری و جہانگیری رسوم محو ہوئے مراد بخشی و دارا شکوہی بدعتین مٹ گئین عالمگیر کے خوف و رعب سے تمام اہل بدعت و رند مشرب توبہ و اصلاح کے طرف متوجہ ہوئے۔ اکثر دیوانے و برہنہ تن ہشیار و صاحب لباس ہو گئے۔ شرع و دین کا بازار گرم ہوا۔ لہو لعب کا چراغ بجھ گیا۔ حسب الحکم بادشاہ سنہ جلوس عالمگیری مین قاضی عبد القوی صدر نے صوفی سرمد کو لباس کی تاکید کی۔ صوفی نے قبول نہین کیا۔ ہر چند کہ کہا گیا۔ راضی نہین ہوا۔ قاضی نے سوال کیا کہ آپ برہنہ کیون رہتے ہین۔ جواب دیا کہ شیطان قوی ہے۔ اور یہہ رباعی پڑہی ؎

خوش بالائے کردہ چنین پست مرا	چشمے بدو جام برد از دست مرا
او در بغل من است و من در طلبش	دردے عجبے برہنہ کردہ است مرا

قاضی مذکور صوفی کے جواب سے نہایت غضبناک ہوا۔ بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ عرض کیا کہ وہ واجب القتل ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ صوفی کو دربار مین حاضر کرین۔ تمام علما اس سے بحث کرین۔ اگر واجب القتل ثابت ہو جائے تو قتل کرین۔ حسب الحکم صوفی دربار مین

حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کہتے تھے کہ دارا شکوہ بادشاہ ہوگا آپکا قول غلط ہوا۔ صوفی نے کہا غلط نہین ہے وہ بادشاہ ہوگا۔ صوفی کا جواب مجذوبانہ تھا۔ پھر بادشاہ نے سوال کیا کہ کلمہ لا الہ پر زیادہ نہ کہنا کیا وجہ ہے۔ صوفی نے فرمایا۔ کہ مین ابھی نفی مین مستغرق ہون۔ نفی کے بعد اثبات ہے۔ پھر ستر عورت و توبہ کی بابت کہا گیا قبول نہین کیا۔ اور یہہ بیت پڑھی ؎

عمریست کہ آن جلوۂ منصور کہن شد	من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

آخر ملا عبد القوی نے باتفاق علما و اہل شرعی کے ساتھہ قتل کا فتوی تیار کیا۔ بادشاہ نے سرمد کے قتل کا حکم دیا۔ صوفی کو قتل گاہ مین لائے۔ اسوقت زبان سے یہہ بیت پڑھتا تھا ؎

سر جدا کرد از تنم شوخے کہ با ما یار بود	قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

جب جلاد آیا تلوار کھینچ کے صوفی کے طرف متوجہ ہوا۔ صوفی جلاد کیطرف دیکھہ کے کہتا تھا توجس صورت مین جلوہ نما ہوتا ہے مین تجکو پہچانتا ہون اور یہہ بیت پڑھی ؎

رسیدہ یار عریان تیغ اینم	بہر رنگے کہ آئی می شناسم

اور یہہ بیت بھی پڑھی ؎

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم	دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

قتل کیلئے چاہتے تھے کہ دستور کے موافق اسکی آنکھین بند کرین۔ صوفی نے منع کیا۔ مردانہ سر تہ تیغ کیا۔ جلاد نے ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کیا۔ کہتے ہین کہ سر تن سے جدا ہوے وقت تین مرتبہ لا الہ کہا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۷۰ ہجری مین وقوع ہوا۔ دہلی کی جامع مسجد کے مقابل مدفون کیا گیا۔ یزار و یتبرک مشہور ہے کہ صوفی کا سر جب تن سے جدا ہوا یہہ بیت

مقتول کے جسم بے سر نے اپنے انگشت دست کی قلم خون کی سیاہی سے یہہ شعر دیوار پر لکھا۔ میرے نزدیک یہہ الحاقی معلوم ہوتا ہے۔ کسی معتبر تاریخ سے اس بات کا پتا نہیں ملتا شاید خرق عادات سے ہو۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ھو ھذا

سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد | این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

من رباعیاتہ

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار
این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

ولہ

سرمد گلہ اختصار می باید کرد
یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد
یا قطع نظر زیار می باید کرد

ولہ

سرمد کہ ز جام عشق مستش کردند
بالا بردند و باز پستش کردند
میخواست خدا پرستی و ہشیاری
مستش کردند و بت پرستش کردند

ولہ

آنکو کہ سر حقیقتش باور شد
خود پہن تر از سپہر پہناور شد
ملا گوید کہ بر شد احمد بفلاک
سرمد گوید فلک باحمد در شد

بعض مورخین نے لکھا کہ یہی رباعی سرمد کے قتل کی باعث ہوئی۔ اسلیئے کہ اس رباعی سے معراج کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ رباعی

سرمد اگرش وفاست خود می آید
گر آمدنش رواست خود می آید
بیہودہ چرا در پی او می گردی
بنشین اگر او خداست خود می آید

میرزا سنجر

سنجر تخلص۔ میرزا سنجر نام تھا۔ آپ میر حیدر معمائی کاشانی کے فرزند تھے۔

شعر و شاعری مین چست و چالاک تہا مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا موجد تہا۔ مدت تک اکبری دربار مین پہ روپیہ ملازم رہے۔ ہمیشہ بادشاہ و شاہزادون کی مدح مین قصائد منظوم کرتے تہے۔ خوب انعام و اکرام پاتے تہے۔ آخر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کی خدمت مین آیا۔ اُسوقت شکستہ حال و پراگندہ بال تہا۔ عادل شاہ نے اسکے شکستہ حال کو لطف و کرم کے مومیائی سے درست فرمایا۔ ایک زمانہ تک خوش و خرم رہا اشعار مین اکثر زمانہ کی شکایت کرتا ہے۔ پس چند مدت کے بعد شاہ عباس ماضی کا فرمان مع خلعت فاخرہ اس کے نام سے صادر ہوا۔ لیکن فرمان کے وصول ہونے سے قبل یہان اسکی اجل کا فرمان پہنچ گیا۔ فوراً عالم بالا کو روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

شہر حسن است بہر جانب بازار مرا		تو نخواہی دگرے ہست خریدار مرا
نہ تاب دیدن و نی طاقت شکیبائی است	ولہ	تو چون نقاب کشی رحم بر تماشائی است
محققان کہ ز دریای علم در جوشند	ولہ	چو کوہ تا نکنی شان سوال خاموش اند
آتش خرمن منی شبنم کشت دیگران	ولہ	دوزخ من چرا شدی ای بہشت دیگران
تو خود ناخواندہ ای شوق تبسم بر لبم آوری	ولہ	نمیدانم کہ خواہد خواست فردا عذر غیرت را
ای غم ہجر بیش ازین جای تو نیست در دلم	ولہ	یا بگذر ازین سرا یا بنما قبالہ را
ناچار دشمنیم و حریفان زبون طلب	ولہ	ای خون بہا بگردن طبع غیور ما
شرم باد از اہل مجلس صحبت بیقدر را	ولہ	تا یکی ناخواندہ آید چند بار رخصت رود
برگ سبزی ہم نیاوردی ہے بیطالعی	ولہ	از گلستانی کہ ہر کس گل بدامن میکند
ہمدمی کہ از تقرب او گفتگو کنند	ولہ	ترسم خجل شوم اگر رو برو کنند

ما ہم ز آرزوی شہادت رسیدہ ایم
خوبان صواب نیست کہ فکر دیت کنند

وله
ناخواندہ گرچہ آمدہ ام زود میروم
طبع ترا ز بادہ مکدر نمی کنم

وله
الماس بدل الاشیم و منت کشم از خود
من لذت این زخم بسوزن نہ پسندم

وله
اگر از دامن محمل کشیدم دست بیتابی
بپای ناقہ افتادم بگرد ساربان گشتم

وله
امشب ای ہمسایہ او مہمان ما از خود رفتہ ایم
گر کسی احوال من پرسد بگو در خانہ نیست

وله
مہر آمد بتماشای تو با تیغ و ترنج
گو بیا گر ہوس دست بریدن دارد

وله
مرا کہ سینہ زمین نمک فروشان است
دماغ سوزی مرہم بداغ من غلط است

وله
نیست در امہر آزادی این مرغ اسیر
ورنہ صد مرتبہ گردانید بگرد سر خویش

وله
این زبان بی سخنم سنجر و گرنہ بیش از این
دست من زلف و گستاخ ترا زشانہ بود

وله
میگذارد دگر نگاہ کرم در کارش کنم
سخت محجوب ست میخواہم کہ میخوارش کنم

وله
وقت است کہ چون صبح ببالین من آئی
شمع سحرم یک دو نفس بیش ندارم

وله
ناخن زدہ ست بوی گلی بر مشام ما
ہان ای طبیب نیست علاج زکام ما

وله
یکشب چراغ خلوت ما می توان شدن
تا کی چو صبح خندہ توان زد بشام ما

داغم بتنگ خشک شد و زخم بالماس
آگہ کن از این تجربہ مرہم طلبان را

حاجت روا نگشت مرا حاصل دو کون
صرف چراغ مسجد و شمع مزار شد

سالک - سید غلام حسن القادری الرضائی

سالک تخلص - سید غلام حسن نام آپ سید شہاب الدین بن سید محمد سعید قادری کے خلف رشید ہیں - آپکی نسب کا سلسلہ حضرت سید عبدالرزاق فرزند دوم حضرت سید

محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے جد امجد بغداد سے ہند مین تشریف لائے۔ اولاً ملک دکن کیطرف متوجہ ہوئے۔ قلعہ جنیر مین جو دکن کے مشہور قلعجات سے ہے سکونت پذیر ہوئے۔

بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ آپکے اجداد اسلاف سے ایک بزرگ بطریق سیر و سیاحت بغداد سے ہندوستان مین آئے۔ صوبہ پنجاب مین پہنچ کے پرگنہ بہرہ مین سکونت پذیر ہوئے خلائق کو ہدایت و ارشاد سے جہانگیری زمانہ تک سرفراز فرماتے رہے۔ اہل ہند جوق جوق حسن عقیدت سے دائرہ بیعت مین داخل ہوتے تہے۔ سالک صاحب ترجمہ کے جد امجد سید محمد اسحق قادری یتیم تہے۔ اور اپنے جد محمد یعقوب کی خدمت مین تربیت و تعلیم پاتے تہے۔ جد بزرگوار ہی یتیم کے مربی و سرپرست تہے۔ حسن اتفاق سے سید محمد یعقوب نے سیاحت عرب کا عزم بالجزم کیا۔ سید محمد اسحق بہی دادا کے ہمراہ بغداد شریف وغیرہ مقامات متبرکات مین گئے حج و زیارت روضہ منورہ و دیگر مقامات متبرکہ سے مشرف ہوئے۔ شاہجہانی زمانہ تک عرب مین رہے وہان علم حدیث و فقہ و تفسیر سے فارغ التحصیل ہوئے پہر آپ عرب سے سنہ ۳۰ جلوس شاہجہانی مین ملک دکن مین وارد ہوئے۔ آپنے قلعہ جنیر مین سکونت اختیار کی۔ اشاعت اسلام و ہدایت دین مین مصروف ہوئے۔ مدۃ العمر اسی کام مین مشغول رہے۔ اکثر ہنود بت پرست آپکی ہدایت سے خدا پرست ہوئے۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ سالک صاحب ترجمہ کے والد حضرت شہاب الدین ہی عالم شباب مین عارضہ باسہ فردوس برین روانہ ہوئے۔ سالک والد کی رحلت کیوقت طفل شیرخوارہ تہے۔ جنیر مین نشو و نما پائے۔ سن تمیز کو پہنچے اسوقت آپکو تحصیل علوم کا شوق دل مین متمکن ہوا۔ وطن سے آمادہ ہو کے دار العلوم گجرات مین گئے

وہاں علمائے معاصرین کی خدمت میں تھوڑے زمانہ میں کتب درسیہ متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بموجب استعداد فطری و ذکاوت جبلی لائق و فائق ہوئے۔ اور حضرت شاہ علی رضا صاحب گجراتی کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور احمد آباد گجرات سے مع عیال و متعلقین شہر اورنگ آباد دکن میں آئے۔ اور خاص و عام کو فیض ہدایت سے مستفیض فرماتے تھے۔ اہل شہر امرا و خوانین آپکے ساتھہ حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ آپکی خانقاہ غربا و فقرا کی فرودگاہ۔ اور امرا و وزرا کی سجدہ گاہ تھی۔ امیر الامرا حسین علیخان۔ و عضد الدولہ بہادر قسورہ جنگ و نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ و غیرہم آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپ فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے، ذہین و فطین تھے۔ حکیم و واعظ تھے۔ وعظ و نصیحت میں فرد کامل تھے۔ سامعین معتقدین آپ کی جادو بیانی سے مسخر ہو جاتے تھے۔ اور مسائل و امر و نواہی سے واقف۔ آپ قوی الحافظہ تھے۔ قرآن شریف کو چھہ مہینہ کی مدت میں حفظ کرلیا۔ جس کے حفظ کی تاریخ یہہ ہے (حفظ حسن ۱۱۰۶ھ) ہر سال ستائیسوین تاریخ رمضان کو شبینہ قرآن ختم فرماتے تھے آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے۔ آپکا دیوان مرتب شدہ ہے۔ اور آپنے ایک مثنوی مثل مثنوی مولوی روم لکھی ہے عربی و فارسی دونون زبان مین کامل مہارت رکھتے تھے اخلاق و عادات مین فرشتہ۔ و انسان برگزیدہ تھے۔ علم تصوف و تعرف مین فرد کامل تھے۔ فطرۃً آپکی طبیعت موزون تھی۔ اس لئے اقتضائے طبیعت کبھی کبھی پیرایہ ظہور سے جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ جو کچھہ نتیجہ طبع مبارک ہوتا ہے برجستہ و شگفتہ ہوتا ہے۔ پژمردہ کو تازہ و مردہ کو زندہ کر دیتا ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ سالک کی ولادت سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین ہوئی۔ آپکا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے۔ اور آپکو بیعت حضرت شاہ علی رضا بن خواجہ فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید بن شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

گجرات احمد آباد سے اورنگ آباد میں آیا۔ اور یہاں متوطن ہوا۔ آخر دوم تاریخ جمادی الاولی روز جمعہ قبل مغرب سنه ۱۱۷۶ ہجری میں فوت ہوا۔ بروز شنبہ قریب مسجد و خانقاہ میں جو آپکی تعمیر کی ہوئی ہے دفن ہوئے۔ چنانچہ مولف تذکرہ نے مرحوم کی تاریخ کہی **ہو ہذہ**

سیدی حضرت غلام حسن
در شهود اله مستغرق

بست رخت سفر ازین عالم
داد بزم بهشت را رونق

وقت تحریر خط بخرد و کلان
بر سر نامه می نوشت سر حق

زین سبب سال و شفیق نوشت
عاشق حق بحق شده ملحق

من اشعاره الفارسی

نشار پرواز دماغم تب که سیراب بود
بادبان کشتی می چادر مهتاب بود

گردش چشم تو از بس بیقرارم کرده است
پنبهٔ بالین خوابم را چشم سیماب بود

نمی دانم کدامین ماه رو آمد به آغوشم
که چون هاله سراپا حلقه می گردد بر و دوشم

کمان ابروی تبی رنگین ادائے تا به بر آید
تمنا جوش چون قوس قزح یک عالم آغوشم

بسکه در یاد قدش موزون مثالی کرده ام
مصرع هر سرو گلشن شعر خالی کرده ام

پیش ازین بود صفا و تازگی برق حسن
شب ز پشت پاش نقش قالی کرده ام

مست و سرشار رو با لا نشهٔ جام لبت
بوده ام از بوسه کم اعتدالی کرده ام

اے بیا آرام جان جائے ترا مانند خواب
باوجود صرفه نادیده خالی کرده ام

خورده ام سالک فریب وعده در عا بو وصل
پخته کار عشق بودم خوش رسالی کرده ام

اے لاله زار از گل داغ تو سینه ها
رنگین پر از بهار ز وصفت سفینه ها

یکرنگی تو ناشدہ برق دوئی گداز	نگرفتہ رنگ عکس شخص آبگینہا

سپہری نظام شاہ بجری

تذکرہ مجمع الفصحا مین لکہا۔ نظام شاہ نام۔ سپہر تخلص۔ منہ

خالت خلیل و چہرہ گلستان آتش است	خطت سیاہ ہے کہ بدامان آتش است
پیش رخ تو دیدہ سپہرے بہم نزد	آتش پرست بین کہ حیران آتش است

باب الشین معجمہ

شوریدہ شیخ سلطان الدین برہانپوری

شوریدہ تخلص شیخ سلطان الدین نام۔ برہانپوری المولد ہے۔ صاحب لیاقت و ذی استعداد تہا۔ خوش نویسی مین استاد خط نستعلیق نہایت ہی خوش لکہتا تہا۔ شعرگوئی و شعرفہمی مین مشہور تہا۔ ۱۱۷۵ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد مین آیا۔ چند مدت رہکر پہر وطن مالوفہ کو واپس گیا۔ لچہمی نرائن وغیرہ شعرا کا معاصر تہا اولا سلطان تخلص کرتا تہا۔ پہر شہید قرار دیا تہا آخر لچہمی نرائن اورنگ آبادی کے کہنے سے شوریدہ اختیار کیا۔ ۱۱۹۵ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکی مزاج مین ہمدردی قوم مرکوز تہی۔ اکثر کتب احادیث و صحائف لکہہ کے مساجد و خوانق مین وقف کرکے رکہتے تہے۔ اور علما و طلبا کی خدمت کو فرض سمجہتے تہے۔ مہمان نوازی مین مشہور تہے۔ نقل ہے کہ ایکروز آپکے گہر ایک مہمان آیا۔ آپنے اسکی مہمان داری کا اہتمام کیا۔ مہمان ایک رات نماز مغرب کے بعد بغیر اطلاع کسی دوست کے ملنے کو گیا۔ دوست نے خاطرداری مدارات کی

تمام رات دوست کے گہر پر بسر کیا۔ حضرت شوریدہ صاحب ترجمہ حسب عادت عشا کے
بعد دستر خوان بچہاکے کہانے کے خوان چنے ہوئے مہمان کے انتظار مین بیٹہے ۔ اور
گہر کے تمام متعلقین بہی حضرت کے ساتہہ تہے۔ اکثر ہوکے پیاسے سو گئے۔ تمام رات
گذر گئی ۔ صبح مہمان آیا۔ آپنے کشادہ روئی سے فرمایا۔ آپ شب کہان تہے ہم تمام
آپکے انتظار مین دستر خوان بچہائے ہوئے رہے مہمان آپکے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی
حضرت مسکرائے ۔ اور مہمان کی تالیف قلوب کرکے فرمایا پروا نہین۔ بزرگان سلف
کی تہذیب و مساعدت آفرین ہزار آفرین کے لائق ہے۔ ہمکو سلف کے اخلاق و عادات سے
سبق لینا چاہئے۔ فی زماننا اس قسم کے خلاق و عادات عنقا صفت ہین۔ خدا تعالے
ہمکو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کی پیروی کرین

من اشعارہ الہندی

یک رنگ مین کئی رنگ بتاتا ہے رنگیلا
تجہ زلف کے دیکہے ستی سنبل کو گیا بہول
رنگین ادا سے جب تو گیا باغ مین سجن
چشم دریا سے کیون نہووے طوفانی

ہر طرح من کی طرح دکہاتا ہے رنگیلا
مین خود سے بیخود ہوا ایسی تکلو گیا بہول
ہر نقش پا زمین پہ بنتے گل کے دستے تہے
اشک باران ہنوز جاری ہے

شورش ۔ مرزا محمد منعم ندرباری

شورش تخلص ۔ مرزا محمد منعم نام ۔ آپ بدخشانی الاصل ہین ۔ مرزا محمد اکبر
طپش کے برادر زادہ ہین ۔ حضرت شاہ یسین صاحب ندرباری قادری کے مرید و متبنی
تہے ۔ زندگی مجردانہ بسر کرتے رہے دنیا و مافیہا سے کچہہ تعلق نہین رکہتے تہے مزاج مین

عجز و انکساری تھی۔ علم موسیقی مین خوب ماہر تھے۔ اس فن مین متقدمین سلف سے بڑہ گئے تھے۔ سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر شعر گوئی پر فریفتہ عم بزرگوار طپش سے مشق کرتے تھے۔ چند ہی روز مین اُستاد سے ایسے بڑہ گئے کہ آخر طپش اپنا کلام شورش کو دکہلاتے تھے۔ آپ درست کردار و وضعدار تھے۔ سن شعور سے تا مرگ لباس سرمئی زیب بدن فرماتے رہے۔ کبھی دوسرے قسم کے لباس کی خواہش نہین کی۔ آپکا کلام نادر الوجود ہے اُسکی وجہ یہہ ہے کہ آپ جو کچھہ کہتے تھے۔ اُن سب اشعار کو چراغ کی نذر کر دیتے تھے۔ طپش نے جو چند اشعار مخفی رکھہ لئے تھے وہی ہے۔ باقی کا پتا نہین ملا۔ اکثر تذکرون مین یہی چند شعر دائر و سائر ہین۔ ہم بہی کرون سے نقل کرتے ہین آخر آپ ۱۲۷۰ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ کچھی نے اُن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی

شاعر خوب مرزا منعم	سمت جنت کے جب گیا واللہ
دل نے تاریخ کو کہا مجہ سے	مرگیا آہ شورش ہمدم

من اشعارہ الہندی

ہمارے پاس یہہ آیا نہ آیا	بہروسہ کیا ہے جی آیا نہ آیا
جب ستی بہرا ہے برین جامہ اُجلا و سبز	تب سے پایا گلشنو نہین بہرونے ایجاد سبز

شرافت ۔ سید شریف الدینخان اورنگ آبادی

شرافت تخلص۔ سید شریف الدینخان نام۔ آپ کے جداد سادات موسویہ نیشاپور سے ہین۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ ہند مین آئے۔ قصبہ کنتور ملک اودہ مین متوطن ہوئے۔ قاضی محمود کنتوری خلیفہ شاہ بدیع الدین مدار آپکے

اجداد مین تھے۔ آپ کشش آب و دانہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ عالم فاضل وادیب کامل تھے۔ شہر کی خدمت احتساب پر مقرر ہوئے۔ اور حضرت شاہ نظام الدین بگرامی جو دکن کے مشاہیر مشائخ سے تھے۔ اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ اور اس شہر کو اپنا وطن قرار دیا۔ نہایت خوشی وخرمی سے رہنے لگے۔ سرکاری خدمت احتساب کا انتظام عمدہ طرح سے مدت تک کرتے رہے۔ شہر کے مشائخ وامرا آپ سے نہایت ہی رضامند وشکرگزار تھے۔ آپ شریف النفس کریم الطبع تھے۔ حسن اتفاق مین بے مثل۔ مروت وسخاوت مین بے بدل تھے۔ فقرا دوست وغربا پرور تھے۔ شعر فہمی وانشا پردازی مین یگانہ۔ کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ ایک کتاب غوث الصمدانی محبوب سبحانی کے مناقب مین لکھی۔ آپ ۱۱۵۰ہجری مین زندہ تھے۔ قریب ۱۱۶۰ہجری بہشت برین کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

مین روتا ہی رہا غم نے کیا جاری و اج اپنا	کہ ہے مد نظر کسکو آخر کام کاج اپنا
بگولے کو نہین ہے سربلندی خاک ہی گزر	سر پر سلطنت کیا چاہئیے ہم خاکسارون کو
ہو گئی آنے سے تیری لکھے میخانہ مین ہوم	چشم مین مچتی ہے جیسی کیفکے آنکھین ہوم
وصل مین بھی نہین ہے اسے گر چین بیتاب تو نکو نہین	عشق سے ڈالا ہے دیکھو شمع پروانیمین ہوم
ایک تیرے جلوہ حسن آراستی	شور کعبہ مین پڑا ہے ور بتخانہ مین ہوم

شہید۔ ملا باقر

شہید تخلص۔ ملا باقر نام۔ بقول مولف گل رعنا آپ طہرانی الاصل قوم ترکی تھے

وبقول مولف گل عجائب اصفہانی الاصل آپکے جد بزرگوار طہران یا اصفہان سے ہند مین وارد ہوکر احمد آباد گجرات مین متوطن ہوئے۔ شہید کی ولادت احمد آباد مین ہوی۔ عالم شباب مین ضروری لیاقت و استعداد حاصل کرنیکے بعد نوکری اختیار کی چند مدت تک سلسلہ ملازمت مین رہا آخر نوکری ترک کرکے شہر اورنگ آباد مین آیا اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ چند روز کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اورنگ آباد سے روانہ ہوا۔ اسی سفر مین بندر ٹھٹھہ سندہ مین شیخ محمد علی حزین سے ملا شعر گوئی مین شیخ سے تلمذ حاصل کیا۔ پھر حرمین شریفین کی زیارت و حج سے فارغ ہوکر اورنگ آباد مین واپس آیا بدستور خانہ نشین رہا۔ گھر سے کبھی باہر نہین آتا تہا۔

صاحب مردم دیدہ لکھتے ہین فی الواقع مین نے اُسکو فقیر پایا۔ ہرچند کہ شیخ محمد علی حزین سے طرز روشنی اختیار کیا تہا۔ لیکن شیخ سے کچھ نسبت نہین رکھتا ہے۔ بزرگ ساختہ نظر آیا۔ عند الملاقات بہت سے اشعار سنائے۔ اور اکثر باتین کین مین اُن کی خدمت مین صرف ایک ساعت بیٹھکر رخصت ہوا۔ انتہی کلامہ۔

لچھمی نرائن گلر عنا مین لکھتے ہین کہ شہید سخن مین شیخ علی حزین کا شاگرد تہا۔ اور طریقہ سلوک شیخ سے اخذ کیا۔ چنانچہ ایک غزل مین کہتا ہے ؎

در سخن حزین سوختہ آب رنگ معنی تصویر ماست

خط نسخ خوب لکھتا تہا۔ اورنگ آباد مین خانہ نشین تہا کبھی گھر سے نہین نکلتا تہا۔ آزاد بلگرامی سے محبت کہتا تہا۔ آزاد شاہ مجھو کے تکیہ مین رہتے تہے۔ اُسوقت شہید نے ایک رقعہ لکھا۔ سر رقعہ یہہ بیت تہی ؎

اے صبا بہر خدا کن گوش فریاد مرا یعنی از من بندگی گو سرو آزاد مرا

بعد ازان زمانہ دراز گذرا کہ اتفاق ملاقات ہوا۔ پہر یہہ بیت آزاد کی خدمت مین بہیجی

ع میان اہل سخن سد آمد و رفت ست ٭ مگر سخن برود بہر بازدید سخن

پہر جناب آزاد شہید کے پاس گئے اور ملے اور باہم خوش ہوئے۔ اور مین بہی ایکوقت

شہید کی ملازمت سے مشرف ہوا انتہی کلامہ

شہید سخنور صاحب اصلاح درویش کامل تہا۔ تارک الدنیا۔ طالب فقر و فنا تہا۔ خوش

گفتار و خوش کردار تہا۔ آخر ۱۱ تاریخ رجب ۱۱۶۷ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین

فوت ہوا۔ اپنے مکان کے صحن مین دفن کیا گیا۔ جناب آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت کہی

ع کرد رحلت مقیم گوشۂ فقر ٭ تیز در فن شاعری ماہر

گفت تاریخ فوت او آزاد ٭ گشت نابود مولوی باقر

شہید مغفور صاحب دیوان ہے۔ دیوان ضخیم ہے۔ لچہمی نراین گل رعنا مین لکہتے مین

کہ آپکے اکثر اشعار اصلاح طلب تہے۔ جناب آزاد نے درست کئے۔ لیکن فقیر مولف نے

طوالت کی وجہ سے اشعار اصلاح شدہ و اصلاح طلب کو نظر انداز کیا۔ اگرچہ مولف گل رعنا

نے تمثیلاً چند اشعار اصلاح طلب و اصلاح شدہ بہی نقل کئے۔ انتہی کلامہ

من اشعارہ الفارسی

الہی استقامت در شہادت دہ دل مارا ٭ ہمیشہ سرخ رو از خون ما کن قاتل مارا

ولہ

جز صبا نیست درین گلشن ایجاد شہید ٭ کہ بیابد نفسے بہر ہوا خواہی ما

ولہ

مرا صحبت مدام آن نرگس بیمار می بخشد ٭ چو مژگان برنگردانم ازین در اشتفا خود را

سر تمکین او گردم نمی بیند بعجز من ٭ مکرر گرچہ می بندم بپایش چون حنا خود را

ندارم بہتر از تسبیح دست آویز محشر ٭ بصد رہ می رسانم تا شہید کربلا خود را

اے ماہ تابان یک شبے ہمرہ جانان کن مرا | چون ہالہ گردم گرد تو بر خویش قربان کن مرا
گوید شہید تو ہمین با نالہ و آہ حزین | گر از شہیدان نیستم خاک شہیدان کن مرا
جان محبوس تن بسکہ تنگ است اینجا | نمی توان گفت کہ در قید فرنگ است اینجا

وله
از تو تا دور کردہ اند مرا | زندہ در گور کردہ اند مرا
با دل سرد گرم می سوزم | شمع کافور کردہ اند مرا
من کجا شوکت سلیمان کو | کمتر از مور کردہ اند مرا

وله
جدا ز آتش لعل تو شد کباب شراب | بیا کہ چشم براہ است از حباب شراب
خم سپہر تہی نیست از می حیرت | ہنوز می چکد از چشم آفتاب شراب

وله
فہمیدہ راہ رو کہ رہ یار نازک ہست | آہستہ پا گذار سرہا ز نازک ہست
دارم دلے کہ خود بخود آزردہ می شود | مانند طبع یار چہ بسیار نازک است
پژمردہ می شود ز نسیم سخن شہید | از گل زیادہ لعل لب یار نازک است

وله
کار دنیا ہمہ ناساختہ می باید رفت | ہمچو اشک از نظر انداختہ می باید رفت
حسرتے بدتر ازین باز چہ خواہد بودن | کہ رہ کوئے تو نشناختہ می باید رفت

وله
ہستی و بخت مرا کلک قضا توام ریخت | بلب یار رسیدیم سیاہی باقیست
نہ اشک بر رخ و نے آہ در جگر باقیست | شدہ است زاد سفر آخر و سفر باقیست

وله
بیہودہ دست بر سر خود عمرہا زدم | کارے ز من نیامد و دستم ز کار ماند

وله
در خیالش رفتہ ام از خود خبردارش کنید | بخت من عمریست تا خوابیدہ بیدارش کنید

وله
از شکست دل صدا بیرون نیاید جز خدا | تا بود ممکن ز خود ہرگز دلے را نشکند

وله
حاصل زندگانیم نیست بجز انفعال | ہمچو حباب میروم کیسہ تہی و چشم تر

مرا لیاقت این کو که با تو چهره شوم | وله | همین بروی تو گریه و دزدنگاهی بس
زداغ من دل بلبل اگر بسوخت بجاست | وله | برنگ گل زده ام آتشی بخانهٔ خویش
غافل مشو چو شمع ز سوز دلت شهید | وله | در خنده هم ملاحظه کن گریه های خویش
در جهان هرگز ندیدم هیچکس کمتر ز خویش | | هرکرا من وا رسیدم یافتم بهتر ز خویش
زلف او خود را ز من تا میتواند میکشد | | چون پریشانی که می بیند پریشان تر ز خویش
ز خود بخود شو و مستانه بهر رقص | وله | بگرد شمع چون پروانه بهر رقص
روشن سواد مردمک دیده می کند | وله | هر لحظه مصحف رخ تو از غبار خط
پی نیاز تو جان دگر بکف دارم | وله | سرم چو شمع گر از تن جدا کنند چه باک
جان من غم مخور از بی سر و سامانی دل | وله | زیادگار سر زلفیست پریشانی دل
بره عشق تو در هر قدمی می ماند | | پر تبنگ آمدم از دست گرانجانی دل
در بحر زندگی چه سبک راه میروم | وله | از خویش چون حباب بیک آه میروم
چون حبابی اعتبارم پایمال گشتنم | وله | من ندارم حرمتی خون حلال گشتنم
جا بچشم خویش میدادند این مردم مرا | وله | همچو نرگس پیش خود گر سیم و زر میداشتم
از گدا کار گدا صورت نمیگیرد شهید | وله | هرچه خواهی یافتن از شاه خواهی یافتن
ز فرق تا بقدم از ادا نئی خالی | وله | خمیر مایهٔ نازست سرو قامت تو
از بسکه داشت شوق در مهر آئینه | وله | چون جان کشید عکس ترا در بر آئینه
از وضع شیخ و برهمن از بس ملول شد | | بر رخ کشید قشقهٔ خاکستر آئینه
قربان آن دمم که ز ابرو کمان کنی | وله | مژگان خدنگ سازی و دل را نشان کنی

من اشعاره الهندی

بہار درد کو اس غنچۂ دلمین تو مخفی رکھہ	نکہ پر ہر گل خرابی چہرۂ راز نہان میرا
شہید اوراق ہستی جمع کر تو بہ بیرازن ہو	یہ رنگین ہیں سے شاید کہ لعل یار کو پہنچے
تو قانون عمل یا رہت توڑ	کمر طاعت سے خم چنگ ہو جا
شہید اس نفس کافر کیش کو مار	حقیقت کا مظفر جنگ ہو جا

شریف ۔ مرزا شریف کاشانی

شریف تخلص ۔ مرزا شریف نام ۔ کاشانی الاصل ہے ۔ اوائل شباب مین علوم وفنون مین کمال حاصل کر کے فقیری اختیار کی ۔ اور سیاحت کا ارادہ کیا وطن سے نکل کر چند مدت ہرات وسیستان مین رہا ۔ عبداللہ خان اوزبک نے سنہ ہجری مین ہرات کا محاصرہ کیا ۔ اسوقت ہرات سے فرار کر کے ہند مین آیا ۔ گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین پہنچا ۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی خدمت مین تا عمر رہا ۔ قطب شاہ نے شریف کے لئے منصب عمدہ مقرر کر دیا تہا ۔ مدت تک خوشحال فارغ البال رہا آخر سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین فوت ہوا ۔ گولکنڈہ مین مدفون ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

چون نے زبسکہ سینہ تنگ از فغان پرست	گر تا بروز حشر بنالم ہمان پرست
حاشا کہ شریف در رہ عشق	تا سر نہ نہد ز پا نہ شیند
خزان مباش کہ برگ و برِ چمن ریزی	بہار باش کہ شاخ گلے ببار آری

بعقل کعبہ نوردم بعشق دیر نشین
چراغ ہر دو زیکقطرہ خون من سوزد

ششدر - عباس حسین خان حیدرآبادی

ششدر تخلص - نواب عباس حسین خان نام - آپ نواب میر عاشق حسین خان مرحوم کے فرزند ہین - آپ حیدرآباد دکن کے مشاہیر امرا سے ہین - نواب مختار الملک مرحوم کے قرابتداروں مین سے ہین - آپ فارسی مین لائق ہین اور عربی مین بھی صرف نحو سے واقف ہین - شعر گوئی مین کامل استاد - اور اس فن مین آپکے اکثر شاگرد مین آپ کی ذات چشمۂ فیض ہے - آپ مولوی حافظ میر شمس الدین فیض المتوفی ۱۲۸۳ ہجری کے شاگرد رشید ہین - اور حافظ مشتاق شاگرد میر درد سے بھی استفادہ کیا ہے آپ صاحب دیوان ہین - خوش مزاج و شگفتہ طبع ہین - ہمدرد قوم مہمان نواز و دوست پرور ہین - فی الحال آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی ہوگی - بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ الہندی

طوفان اٹھا ہے خنجر قاتل کی آب کا
چشمہ ابل پڑے نہ کہین آفتاب کا

اغیار بوسۂ شیرین نہ پائین گے
یہ انگبین تو رزق نہوگا ذباب کا

وله

اے سدرہی وحشتین تری مجنون کی آپ ہی
جو آبلہ ہے آنکھ ہے جنگلی غزال کی

کیا کر سکے گا اس گل رعنا سے ہمسری
ہے گل کی پاس ایک قبا سرخ شال کی

وله

رقم کرتا ہون مین اوصاف گیسوے دوتا تیرے
قلم چٹکی مین ہجا تا ہے اژدر زبان ہوکر

ہما کو جب ہوس ہوتی ہے اسکے دست بوسی کی
لپٹ جاتا ہے قوس بازوے تیغ کمان ہوکر

وله

جامہ گل پر یہ اتنا بہولنا اے عندلیب
ململجی اتری ہوئی تن سے قبائے یار ہے

لب پہ لب ہنستا ہے ششدر خنجر زہر آب ہے
منہ لگانا منع ہے جسکو وہ یہ مردار ہے

شیفتہ محمد کاظم حسین کنتوری

شیفتہ تخلص۔ محمد کاظم حسین نام۔ آپ مولوی خادم حسین مرحوم کنتوری کے فرزند ہین۔ صاحب علم وفضل ہین۔ شعر وسخن کے شیفتہ اور مضامین رنگین کے فریفتہ ہین آپکو ناسخ مرحوم کے خاندان سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام صاف وشستہ ہے۔ مضامین کی بندش اور الفاظ کی نشست سے شستگی وپختگی نمایان ہے۔ آپکی ہر ایک شعر سے نزاکت ولطافت عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا ایک دیوان جو غزلیات عاشقانہ و رباعیات صوفیانہ پر شامل ہے۔ اور دوسرا دیوان قصائد نعتیہ مین ہے سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین ہند سے حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے تہے۔ مدت تک مقیم رہے۔ اب معلوم نہین کہ فی الحال کہان ہین۔ یا یہین سرکار عالی نظام مین کسی خدمت پر مامور ہین۔ جہان ہو اسد تعالی انکو خوش وخرم رکہے۔

من اشعارہ الہندی

دیوانہ ترا صبح سے ٹکراتا ہے آج
ابرو سے کرین قتل وہ ہم آنکہہ لڑائین
حسن رخ دلدار یہ یون محو ہوی ہے
خوشبوے جان فزا جو تمہارے بدن مین ہے
پہولون نہین سماتے ہین غنچے سرور سے
ہے رنگ روز حشر کا فرقت کی رات مین
اے شیفتہ نماز ہے واجب کسوف کی

ولہ

ٹوٹین گئے نئی سیکڑون دیوارین ودر آج
تلوار ٹیڑہی لیے یہہ ہے مد نظر آج
پہر تی نظر آتی نہین آنکہون مین نظر آج
یہہ بو بہلا کہان سمن ونسترن مین ہے
آمد بہار کی جو دوبارہ چمن مین ہے
غربت کی شام صبح دیار وطن مین ہے
رخسار زلف مین ہے کہ سورج گہن مین ہے

شوق ـ غلام محمد حیدرآبادی

شوق تخلص ـ غلام محمد نام ـ آپ حیدرآبادی المولد ہین آپکے آباو اجداد کا اصلی وطن ملک یمن تھا یمن سے حیدرآباد مین آئے ـ اور سرکار عالی کی پاسبانی مین ملازم ہوئے ـ خانی و بہادری کے خطاب سے ممتاز و سرفراز ہوئے ـ آپ بھی خاندانی اعزاز کے لحاظ سے مدار المہام سرکار عالی کی عدالت مین ملازم ہین ـ لائق و ہوشیار ہین تخمیناً پینتالیس برس کی عمر ہوگی ـ شعر و شاعری کے شائق شگفتہ مضامین رنگین و تازہ کے فریفتہ ہین ـ فارسی و اردو دونون زبان مین کہتے ہین فارسی مین مولوی عبد العلی والا اور اردو مین محمد سلطان عاقل دہلوی المتوفی سنہ ۱۳۰۳ ہجری کے شاگرد ہین ـ خوش مزاج و پسندیدہ سیرت ہین ـ میانہ قد و گندمی رنگ و چیچک رو ہین ـ اللہ تعالی خوش و خرم رکھے ـ

من اشعارہ الفارسی

آئینہ بند قصر تو جلوہ عکس جا بجا	من ہمہ تن بحیرتم خانہ چنان مکین چنین
نام تو اے نگار من کندہ شدہ بلوح دل	آفرین بر نوشت من نقش چنان نگین چنین
گفتہ گم شدہ است دل با زز دل نگاہ تے	شوق چہ آفت است این ہم حیا یقین چنین

من اشعارہ الہندی

بدر کامل تو ہوا عارض تابان نہوا	ماہ نو گھٹکے ہوا ابروے جانان نہوا
لاکھون فتنے اُٹھے ہنگامہ ہوا صور بپا	عرصۂ حشر مگر کوچۂ جانان نہوا
جلوہ افروز کوئی مہر یہان سے ہوتا	صبح کی طرح مرا چاک گریبان نہوا

قامت یار سے کیا سرو چمن کو نسبت	سامنے اسکے وہ اک گام خراماں نہوا

شکیب۔ نواب مرزا دہلوی

شکیب تخلص۔ نواب مرزا نام۔ آپ دلی کے باشندہ ہین۔ مدت سے حیدر آباد دکن مین آئے ہین قانون دانی مین ہوشیار و لائق ہین۔ خوش طبع و شگفتہ جبین ہین۔ فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہے۔ طبیعت مین ذکاوت و فطانت خداداد ہے۔ شعرگوئی مین اولاً منشی محمد کاظم کنتوری کے شاگرد ہوئے۔ ثانیاً حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کی خدمت مین مشق کرتے رہے۔ اور کبھی کبھی محمد کاظم حسین شیفتہ سے بھی اصلاح لی ہے۔ کلام دلچسپ مرغوب ہوتا ہے۔

من اشعارہ الہندی

یوسف کی چاہ چھوٹی ممکن نہین تھا یہ	زنجیر عشق کی تھی زلیخا کی پاؤن مین
لوخون آرزو بھی کیا ہے رقیب نے	مہندی لگا کے اس گل رعنا کے پاؤن مین
کافی اُسکو سایۂ گیسو ہے آپکا	زنجیر ڈالئے گا نہ شیدا کے پاؤن مین
آتے ہی اُسکے دور ہوا کیون مرض مرا	پنہان نہ تھی شفا جو مسیحا کے پاؤن مین
کیون اپنے پاؤن توڑ کے بیٹھے ہوا ہے شکیب	خار الم چبھے ہین تمنا کے پاؤن مین

شعلہ۔ محمد عبد الوہاب خان مدراسی

شعلہ تخلص۔ محمد عبد الوہاب خان نام۔ نواب نعمت الملک رئیس مدراسی کے فرزند۔ اور نواب عظیم جاہ رئیس ارکاٹ کے نواسہ ہین سن شعور کے بعد آپ نے

مدراس کے علما سے کتب درسیہ پڑھین - لائق و مستعد ہوئے - شعر و شاعری مین شریف مدراس کے شاگرد خوش فکر خوش طبع ہین - آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - الفاظ سلیس با محاورہ ہوتے ہین -

من اشعارہ الہندی

پروبیسے یہہ پیدا ہے کہ میخانہ ہے اُسکا
ہر آنکھہ سے ظاہر ہے کہ پیمانہ ہے اُسکا

آبادی مین لگتا نہین رہتا ہمارا دل
شاید کہ بیابان جنون خانہ ہے اُسکا

اللہ رے اُس شمع شب افروز کی گرمی
شعلہ کی طرح دیکھئے پروانہ ہے اُسکا

پھر کیا ہے مجھے ہجر مین رونیکے سوا کام
زیبا ہے پس مرگ کفن آب رو ان کا

آنکھین جو کھلی تہین تو بس مرگ اُٹھی ہے
پھر دیسے کفن سر اٹھا کر وہین ڈوبا کا

سینہ کے چمن مین ہین گل داغ شگفتہ
یہان دخل نہین کچھہ خلش خار خزان کا

شادان - راجہ راجایان راجہ چندو لعل بہادر

شادان تخلص - چندو لعل نام - راجہ راجایان - وہاراجہ بہادر خطاب ہے خود مہاراجہ اپنی کتاب عشرت کدۂ آفاق مین لکھتے ہین کہ میرے آبا و اجداد قوم کہتری نہرہ دار الخلافہ لاہور مین متوطن تھے - شاہان متقدمین کے عہد مین خدمات مناسب پر مامور رہے - اکبر بادشاہ ہند کے عہد تک ہمارے خاندان سے کوئی بزرگ وطن سے برآمد نہین ہوا - جب راے تو ڈرمل کہتری تن دان اکبر کے ملازمون مین خدمت دیوانی و وزارت کو پہنچے - پس راے مذکور نے وزارت کے زمانہ مین اپنے برادران قوم کو بلایا - ہر ایک کو حسب لیاقت مناسب خدمت پر مقرر کرایا - چونکہ میرے بزرگون ورراے کے ہو قوم تھے

درمیان علاوہ قومی تعلق قرابت سببی کا سلسلہ قائم تھا۔ بناءً علیہ آصف جاہ رائے صاحب نے میرے بزرگان سلف کو اپنے پاس بلایا۔ اور خدمات لائقہ پر مقرر فرمایا۔ تمام بزرگان سلف نسلاً بعد نسلٍ دہلی میں محمد شاہی زمانہ تک آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب حضرت نواب فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر عازم دکن ہوئے۔ اسوقت میرے جد اعلیٰ مول چند نے ایک معروضہ پیش کیا۔ اور اسمیں حضور کے ہمرکاب ہونیکی درخواست کی۔ نواب مغفرت مآب نے درخواست منظور کی۔ پس میرے جد اعلیٰ حضور کے ہمراہ روانہ ہوئے انتہی کلامہ مولف فقیر کو ہمراہی کی درخواست کی اصل کیفیت بجز نقل مہاراجہ ممدوح ترجمہ کسی تاریخ آصفیہ سے معلوم نہیں ہوئی۔ عجب نہیں کہ یہ روایت مہاراجہ بہادر کو سینہ بسینہ پہنچی ہوگی حضور کے دکن میں کامیابی و فیروزی کے بعد آپکے جد اعلیٰ کو حیدرآباد کی کروڑگیری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ تا بہ زندگی تعلقداری کروڑگیری پر مامور رہے۔ جد اعلیٰ کے فوت ہوتے ہی مہاراجہ کے دادا لچھمی رام بن مول چند کو تعلقہ کروڑگیری موروثی پر مقرر فرمایا پھر مہاراجہ کے جد نواب ناصر جنگ شہید کے ہمراہ سفر و حضر میں رہے۔ اور امیر الممالک نواب صلابت جنگ کے عہد میں بھی بدستور موروثی خدمت کروڑگیری پر آگئے۔ آپکے جد بزرگوار اپنے والد مرحوم کی طرح خدمت مفوضہ کا کام امانت و دیانت کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ آخر آصفجاہ ثانی کے عہد میں بسبب واقفت دیوان نوکری ترک کر کے گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ چند مدت بیکاری گوشہ نشینی میں بسر کئے۔ جب رکن الدولہ بہادر دیوانی کی خدمت پر معین ہوئے تب راجہ صاحب کے جد بزرگوار کو بذریعہ شمشیر جنگ بہادر خدمت موروثی پر بحال و برقرار فرمایا۔ پھر آپکے جد بزرگوار چند ہی ایام کے بعد فوت ہوئے۔ مرحوم کے باقیات الصالحات پانچ فرزند مندرجہ ذیل تھے۔

اسماے فرزندان لچھمی رام مرحوم

راجہ

راے نانک رام - راے نرائن داس - راے رگھناتھ داس - راے بھوانی داس

راے موہن لعل - یہہ تمام لڑکے صاحب استعداد تھے - ہر ایک منشی بے نظیر تھا حساب

وکتاب مین فرد فرید - اولا سرکار عالی کی عنایت و بندہ پروری سے نانک رام جو تمام

بھائیون مین بزرگ و لائق تھا - تعلقۂ موروثی مذکورہ سے سرفراز ہوا - اٹھارہ برس تک

تعلقہ کا کام نہایت دیانت و امانت کے ساتھہ ادا کرتا رہا - عیش پسند و عشرت دوست تھا

رات دن عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتا تھا - فیاض و فراخ دست تھا - فقرا پرست تھا

فقراے اہل اسلام و اہل اصنام کی خدمت حسن اعتقاد سے بجا لاتا تھا - براہمہ گوسائیون

و جوگیون کی زیادہ خدمت کرتا تھا - ہنود کے متبرک مقامات یعنے جگناتھہ بالاجی

و بنارس - و بندرابن - و پراگ و گیا - وغیرہا مین لنگر خانے و سدابرت قائم کر دے

تھے - لنگر خانون وغیرہ کے صرف کیلئے اٹھارہ لاکھہ روپیہ ساہوکارون کے نزدیک

جمع رکھہ دیا تھا - جو نفع رقم سے حاصل ہوتا تھا خرچ کئے جاتا تھا -

صوفی مشرب علم دوست تھا علما و فقرا کی صحبت مین اکثر رہتا تھا - تذکرۃ الاولیا و نفحات الانس

سنتا تھا - اور پڑھتا تھا -

مہاراجہ صاحب ترجمہ کی ولادت ۱۱۹۰ سنہ ہجری مین واقع ہوئی - اعزہ و اقارب نے بہت

خوشی منائی - تربیت و تعلیم دکن کی آب و ہوا مین ہوئی - کسی مورخ نے صراحتا یہہ نہین لکھا

کہ آپکا مسقط الراس و مولد و منشا کس خاص مقام مین ہوا مگر بزرگان سالخوردہ کی زبانی

سینہ بسینہ منقول ہے کہ آپکا مسقط الراس دار السرور برہانپور ہے - اور آپکی نشو و نما بھی

بلدہ مذکور مین ہوئی آپکی والدہ ماجدہ مدت تک برہانپور مین تھے - بھہ نانک رام کے تعلقداری

کروڑگیری کے زمانہ مین بلدہ حیدرآباد مین آئے۔ چند سال کے بعد ۸۹ھ ہجری مین
فوت ہوئے۔ تم النقل۔

مہاراجہ بہادر عشرت کدہ آفاق مین لکھتے ہین جب میرے والد ماجد نے دنیائے فانی سے عالم بقا رحلت کی اُسوقت میری عمر دہ سالہ تھی۔ ہماری تربیت و تعلیم کے سرپرست عم بزرگ نانک رام ہوئے۔ اور ہمارے حال پر نہایت محبت و الفت رکھتے تھے۔ پدرانہ ہمارے ناز اُٹھاتے تھے۔ ہم کو ایسے آرام و عیش سے رکھا کہ ہم باپ کو بھول گئے۔ ہم چچا ہی کو باپ سمجھتے تھے۔ انتہی کلامہ۔ آپ کی طبیعت فطرۃً چست و چالاک تھی۔ ابتدا ہی سے ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ عم بزرگ کی تربیت و تعلیم سے عین عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوئے تحریر و تقریر و حساب و کتاب مین لائق مانے گئے۔ اور آپ فارسی مین منشی بے مثل تھے۔ نثر و نظم کے لکھنے مین قوت مستحضرہ رکھتے تھے۔ عم بزرگ کی توجہ سے ملکی انتظامات کی مشق خوب حاصل کی تھی۔ آپکو انتظام امور کا عمدہ سلیقہ و بہتر ملکہ ہو گیا تھا۔ چچا کی زندگی مین کروڑگیری کے محکمہ مین کسیقدر کارآموزی کرتے تھے۔ یا کوئی صیغہ مین مختارانہ کام فرماتے تھے جب آپکے عم بزرگ کے فوت ہونیکے بعد اُن کے لخت جگر لکپت رائے۔ بجائے پدر کروڑگیری کی خدمت موروثی پر مامور ہوئے۔ دو برس کروڑگیری کا کام انجام دیکے فوت ہوئے نواب اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ بہادر ناظم بلدہ حیدرآباد کی سفارش سے مہاراجہ بہادر صاحب جمہ خدمت موروثی کروڑگیری پر مقرر ہوئے۔ آپ کام مفوضہ کو ایک زمانہ دراز تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ ۱۲۱۲ھ ہجری مین ارسطو جاہ کی توجہ و سفارش سے راجہ بہادر خطاب سے مخاطب ہوئے۔ اور ممالک مفتوحہ کڑپہ و سدہوت و قلعہ گنجی کوٹہ کے انتظام کے لئے مع جمعیت سواران و تجمل و نشان امیرانہ بھیجے گئے۔ اور خدمت کروڑگیری بھی

آپ ہی کے نام ہو رہی۔ نیابتاً آپکے برادر حقیقی راجہ گوبند بخش کروڑگیری کا کام انجام دینے لگے۔ آپنے ممالک مفتوحہ کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ اکثر باغیان سرکش کو خوب سزائے واجب دیکے دائرہ اطاعت مین لاکے حلقہ بگوش بنایا۔ اور ملک کو سرکشون کے ہنگامہ فساد سے پاک و صاف کیا۔ رعایا کو بلا کی کے دلدل سے کنارہ عاقبت پر پہنچایا۔ اُسی زمانہ مین قحط سالی کے آثار نمایان تھے۔ غلہ کی قلت تھی آپنے فراہمی غلہ مین بے انتہا کوشش و جانکاہی کی بیحد غلہ جمع کردیا۔ آپ کی اس کوشش و عرقریزی سے حضور لامع النور بہت خوش ہوئے۔ ہر وقت بیحد نوازش و لطف شاہانہ سے سرفراز و ممتاز فرمانے لگے۔ بعدازین ۷ تاریخ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین حضرت غفرانمآب آصفجاہ ثانی بہشت برین روانہ ہوئے۔ حضور سکندرجاہ نظام الملک آصفجاہ ثالث تخت نشین ہوئے۔ اور ارسطوجاہ مدارالمہام۔ ایک سال نہین گذرا کہ تاریخ ۲۸ ماہ محرم سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ راجہ اندر بہادر جو مدارالمہام کے پیشدست تھے انتظام کرنے لگے۔ مگر اس بارگران کے متحمل نہین ہو سکتے تھے۔ گورنر جنرل بہادر کی سفارش سے سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین میر عالم بہادر خلعت مدارالمہامی سے سرفراز ہوئے۔ اور مہاراجہ بہادر صاحب ترجمہ حسب سفارش صاحب عالیشان سدنہم صاحب رزیڈنٹ بہادر خدمت پیشکاری پر مامور ہوئے۔ اور میر عالم کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین منیر الملک بہادر داماد میر عالم عہدہ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ منیر الملک بہادر اگرچہ دیوان تھے لیکن ملکی و مالی مہمات کے مختار کل مہاراجہ بہادر صاحب ترجمہ تھے سنہ ۱۲۳۵ ہجری مین سکندرجاہ بہادر کے عہد مبارک مین آپکو مہاراجہ بہادر خطاب ملا۔ اور سنہ ۱۲۳۷ ہجری مین ہفت ہزاری منصب و ہفت ہزار سوار و پیادہ و نوبت۔ و گھڑیال و جواہر گرانبہا

و جاگیر سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ اور ۱۲۹۵ ہجری مین ناصرالدولہ بہادر کے عہد مین راجایان راجہ مہاراجہ چندو لعل بہادر خطاب سے سربلند ہوئے۔ حضرت غفران منزل ناصرالدولہ بہادر آپکے حال پر بہت ہی نظر رحمت مبذول فرماتے تھے۔ اکثر تقریبات مین خود راجہ صاحب کے مکان پر رونق افزا ہوتے تھے۔ راجہ صاحب کو اس ریاست مین ایسا اقتدار و اختیار حاصل تھا کہ مقدمات مالی و ملکی و فوجداری خود ہی فیصلہ کردیتے تھے۔ کوتوالی و عدالت کی پروا نہین فرماتے تھے۔ جسکو چاہتے تھے صاحب جاہ و حشمت و ذی نقارہ و نوبت و جاگیردار کردیتے تھے۔ حیدرآباد مین قوم عرب و افاغنہ مہدویہ و سکہان نانک شاہیہ کا عروج آپ ہی کی توجہ و عنایت سے تہا۔

آپ سخی المزاج تھے۔ روز ازل مین قضا و قدر نے آپکا خمیر جود و کرم کے مادہ سے بنایا تہا آپنے لاکھون روپیہ بلکہ کرڑون روپیہ فقرا و علما و مشائخ و براہمہ و صاحبان علم و ہنر وغیرہم پر تقسیم کردیا۔ آپکا معمول تہا علاوہ بذل و کرم روزانہ فقرا و مساکین کو نقد دو ڈہائی ہزار روپیہ۔ اور چند پلے غلہ بھی تقسیم فرماتے تھے۔ اور خاص ہر دوشنبہ کو خود تین ہزار روپیہ تقسیم فرماتے تھے۔ واقع مین یہہ سخاوت و بخشش ہماری سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ ہی کی تہی۔ اسلئے کہ اگر حضور مہاراجہ کو ایسا اقتدار و اختیار ندیتے تو اس بذل و جود کا وجود عالم شہود مین جلوہ افروز نہ ہوتا۔ مہاراجہ کیا کرتے محدود آمدنی مین حد سے باہر قدم نہین رکہہ سکتے۔ اور غفران منزل لاکھون روپیہ کے جواہر وقتاً فوقتاً عنایت فرماتے تھے۔ مہاراجہ جواہر بےبہا و آمدنی جاگیرات و نذرانہ و پیشکشہا کو بھی فقرا و مساکین کے حوالہ کردیتے تھے۔ ذخیرہ و گنجینہ نہین فرماتے تھے۔ سخاوت و کرم کی بدولت آپنے ایسی نیکنامی و شہرت پائی کہ تمام دنیا مین مشہور ہوگئے۔ اور آپکی شہرت

سخاوت و قدردانی علم و ہنر نے برامکہ و اکاسرہ کے نام کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ جو کوئی مسافر نابلد و غریب نا آشنا شہر مین وارد ہوتا تہا۔ تو آپ کے چشمہ فیض سے سیراب و معدن جود سے کامیاب ہو کے جاتا تہا۔ آپ علم و ہنر کے نقاد تہے۔ ہر ایک کے کمال کو عقل کے ترازو مین تول کے امتحان کی کسوٹی پر خوب پرکہتے تہے۔ اور ہر ایک کے کمال کی داد دیتے تہے۔ حسب لیاقت انعام و صلہ و ماہوار و ظیفہ سے سرفراز فرماتے تہے۔ آپکے دربار مین پہنچا کیا تہا گویا اقبال کے درجہ پر عروج کرتا تہا۔ جو دربار مین باریاب ہوا فوراً کامیاب ہوا۔ کبہی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ باریاب شدہ محروم ناہو۔ اسیطرح ہمارے ظل اللہ حضور افضل الدولہ مرحوم کی باریابی بہی قطعی کامیابی تہی۔ مرحوم نے مقرر کر دیا تہا۔ جو باریاب ہوا اور اس سے تکلم کیا جائے تو اس باریافتہ کو ہزار روپیہ صلہ دیا جائے۔ تا بہ زندگی یہی طریقہ جاری رہا۔ باقی ظل اللہ مرحوم کے پورے حالات فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین مفصل لکہے ہین ابہی یہہ حصہ طبع نہین ہوا ہے۔ زیر تجویز طبع ہے۔ انشاء اللہ تعالی بشرط زندگی زمانہ قریب مین جلوہ نما ہوگا۔

نقل بابت کرم و جود مہاراجہ

فقیر مولف نے پیران سن رسیدہ و سالخوردہ کی زبانی سنا کہ ایکوقت راجہ صاحب کے ملازم خادم نے یہہ مصرع پڑہا ع ترا دیدہ و حاتم را شنیدہ ۔ فوراً خادم کو ایک لاکہہ روپیہ عنایت کیا۔ بعض نے روایت کی کہ لاکہہ سے کم دیا تہا۔ ثانی قول صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ منقول ہے کہ ایکروز مہاراجہ عالم خوشی و سرور مین فرمارہے تہے۔ کہ مجہے دنیا مین ایک آرزو باقی رہگئی۔ اگر وہ برآئی تو مین خدا کا شکر بجالاتا۔ مقربین نے

دریافت کیا وہ آرزو کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ یہہ ہے کہ مین چاہتا تہا کوئی سائل مجہہ سے ایک لاکہہ روپیہ طلب کرتا تو مین اُسکو دیتا۔ اور دلی آرزو بر کامیاب ہوتا

آپ کی شعر و شاعری

آپ علم دوست تہے۔ اور شعر و شاعری کے میدان مین سبقت کرتے تہے۔ شعرا و علما کی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپ کے عہد مین ایران و ہندوستان کے اکثر شعرا آپکے دربار مین مجتمع تہے۔ تمام شعرا ماہوار و وظیفہ معقول پاتے تہے۔ شعرا کی ماہوارین معتد بہ ہوتی تہین کسی کی ہزار۔ کسی کی پانسو و دوسو و سو ہوتی تہی۔ یعنے ہزار سے زائد و سو سے کم نہین ہوتی۔ آپ کے دربار مین تین سو شعرا سے زائد تہے۔ آپ مشاعرہ نصف شب کے بعد فرماتے تہے۔ آپ شعر فہم و سخن سنج کامل تہے۔ آپکا کلام نہایت سنجیدہ و مضامین شگفتہ و معانی پسندیدہ کا ذخیرہ ہے۔ آپ کی ذات مجمع کمالات تہی آپ صاحب دیوان ہین آپ کے تین دیوان ایک فارسی اور دو اردو مین مطبوع ہو چکے ہین۔ آپ کو ہر ایک علم و فن سے دلچسپی تہی۔ آپ علما کی مجالست مین علم و فضل کا ذکر فرماتے تہے۔ اور علما سے متفرق مسائل تحقیق کرتے تہے۔ اور صوفیان کرام سے وحدت و طریقت کے مسائل مین بحث و تکرار فرماتے تہے کبہی اولیاء عظام کے خرق عادت و کرامت کی بابت سوال فرماتے تہے۔ شعرا سے قافیہ و ردیف اور شعر کی خوبی و لطف و محاورہ و استعارہ کا تذکرہ۔ اور شعرائے متقدمین کے حالات کا چرچا ہوتا تہا۔ اور سماع کے وقت راگ و نغمہ و رود و زمزمہ کا دور چلتا تہا۔

مورخین سے بزرگان سلف و خلف کے حالات و واقعات سنتے تہے۔ اسلاف کے نمایان کامون سے سبق لیتے تہے۔ اور اُن کے ظلم و ستم کے مضامین سے عبرت کرتے تہے۔ اور

منجمین سے ستارون کی گردش اور اُن کے آثار نحس و سعد کی بابت گفتگو فرماتے تھے
جس فن کا ماہر ہوتا تھا اُس سے اُسی فن کے متعلقات مین بحث و تلاش کرتے تھے
اسی بحث و تکرار اور باہمی اقرار و انکار مین دو ڈہائی ساعت گذر جاتی تھین۔ آخر جلسہ
برخاست کر کے دولتخانہ مین رونق افزا ہوتے تھے۔ اور بستر خواب پر لیٹ جاتے تھے
اور صبح اول ہی وقت بیدار ہو کے بدستور قایم ورد و ظائف سے فارغ ہو کے امور مذکورہ
کے انتظام مین مشغول ہوتے تھے۔

آپ کے فرزند بالاپرشاد کی شادی کا ذکر

۱۲۲۷ھ ہجری مین آپنے اپنے لخت جگر کی شادی کی تیاری کی۔ شادی کی تیاری مین
زر و جواہر۔ دینار و درم بیشمار خرچ کئے۔ شادی مین قسم قسم کے تکلف ہوئے۔ امرا و وزرا
ریاست و خاص و عام مملکت کو جوڑے و توڑے تقسیم کئے گئے۔ تمام شہر آرائش و زیبائش
سے رشک ارم ہو گیا تھا۔ روشنی و آتش بازی کا وہ رنگ تھا کہ تمام شہر کے کوچہ بازار
نمونہ گلزار ہو رہے تھے۔

تشریف آوری حضور ناصر الدولہ بہادر بمکان مہاراجہ بتقریب شادی

آپ کے فرزند کی شادی مین اعلیحضرت مع محلات مجلس نشاط مین رونق افزا ہوئے
محلات مین کمخواب و اطلس کا فرش بچھایا گیا تھا۔ جب حضور دولتخانہ مین تشریف لائے
مہاراجہ نے چند کشتیان جواہر و اشرفی سے بھری ہوئین اور متعدد کمخواب و اطلس کے
طاقنے نذر گذرانے۔ حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔ مجلس نشاط مین بہت دیر تک
نشست رہی۔ لولیان حور وش و پریزادان دلکش کا رقص و سرود و نوائے نغمہ درود کو کھیا

وسُنا۔ پھر خوان نعمت پر آئے۔ اقسام اقسام کے کہانے و طرح طرح کے حلوے و میوے ترتیب و حسن اسلوب سے چنے ہوئے تھے۔ نوش و تناول فرماکے مبارکباد ی خوشی کا اظہار فرمایا۔ چند جواہر و خلعتہائے زرین مرحمت کئے۔ مہاراجہ بہادر نیازمندانہ آداب و تسلیم بجالائے۔ پھر حضور مع الخیر دولتخانہ شاہی پر مراجعت کرکے آئے۔ مہاراجہ نے تشریف آوری کی خوشی مین بیشمار دینار و درم غربا و فقرا کو دئے۔ اور مہاراجہ نے امرا و غیر امرا کو بھی جوڑے دئے۔ اور شعرا کو صلات و انعامات و تحائف نوادر عطا کیے۔ شعرا نے قصائد تہنیت مین پیش کئے۔ طوالت کیوجہ سے قلم انداز کیا

آپ کے زمانہ کے عمارتین

آپنے متعدد مکانات خوشنما بنوائے۔ محلسرا۔ چینی خانہ۔ آئینہ خانہ۔ تصویر خانہ و بہجت محل وغیرہ مکانات قابل دید ہین۔ اگرچہ مکانات پر فی زماننا اُس عہد کا عالم شباب نہین ہے لیکن اب بھی خوبی و خوشنمائی سے خالی نہین ہے۔ فی زماننا کی عمارات سے بہتر معلوم ہوتی ہین۔ ۱۲۴۸ھ ہجری مین منیرالملک کے بعد اُن کے فرزند سراج الملک دیوان ہوئے۔ پھر ۱۲۶۰ھ ہجری مین کوئی ایسی بات واقع ہوئی کہ مہاراجہ بہادر خدمت مفوضہ سے مستعفی ہوئے۔ آپکا استعفا حضور مین پیش کیا گیا۔ نواب ناصرالدولہ بہادر نے استعفا منظور فرمایا اور آپکے لئے تیس ہزار روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اور راجہ رام بخش بن راجہ گوبند بخش ۱۱ شعبان ۱۲۶۱ھ ہجری روز یکشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفراز ہوئے آخر مہاراجہ بہادر نے ۷ تاریخ ربیع الثانی ۱۲۶۱ھ ہجری روز سہ شنبہ بعمر ۸۲ سالہ بقول بعض ۸۶ سالہ اس دار فانی سے بعالم بقا روانہ ہوئے۔ مہاراجہ بہادر پیشکاری عہدہ کو کم و بیش پچاس برس تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ دکن کی پیشکاری بمنزلہ

دیوانی تہی۔ آپ کو تالیف کا شوق تہا۔ آپ کی تالیف سے ایک کتاب مسمی عشرت کدہ آفاق ہے آپنے کتاب مین اپنے خاندان و ملازمت کا حال لکہا ہے۔ اور چند حکایتین مختلف المضامین بطور پند و نصائح لکہے ہین۔ اور ہر ایک حکایت کے آخر ایک شعر لکہے ہین جس سے حکایت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ کتاب مطبوع ہو چکی ہے۔
فقیر مولف نے آپکے حالات کتاب مذکور و دیگر تذکرون و تواریخ سے لکہے ہین۔

آپکے دربار مین مشاہیر شعرا مندرجہ ذیل تہے

شیخ حفیظ دہلوی۔ مولوی ابو تراب مولوی محمد حسین۔ و مولوی غلام حسین۔ و ملا محمد فائض و حاجی محمد علی ساغر و میرزا محمد طاہر شہیری۔ و حسین علیخان ایما۔ و حافظ تاج الدین مشتاق۔ و ذوالفقار علیخان صفا و میر عنایت علی و خواجہ ہمت علیخان ہمت و میرزا عابد بیگ خان ظہور۔ و غلام ضامن اکرم۔ و میر مفتون و غیرہم تہے۔ گلزار معاصرین مین راجہ بالا پرشاد مخاطب بہ دہراج بن مہاراجہ نے اکثر شعرائے مشاہیر کا تذکرہ لکہا ہے۔ چونکہ فقیر مولف ہر ایک شاعر کا حال کلام اس تذکرہ مین گزارش کرتا ہے لہذا یہان اسما پر اکتفا کیا۔

مہاراجہ بہادر کی تقسیم اوقات مرتبہ ۱۲۴۷ھ ہجری

قریب چار بجے خواب راحت سے بیدار ہوکے عبادت الٰہی تا طلوع آفتاب	عبادت سے فارغ ہونیکے بعد فقرا کو طعام و دام تقسیم فرماتے تہے۔
خیرات سے فارغ ہوکے دربار مین حاضر ہوتے تہے۔	دربار سے مراجعت کرکے ملکی انتظام مین مشغول ہوتے تہے اُسیوقت امرا و سپاہ کا سلام و مجرا بہی ہوتا تہا۔

قیلولہ ایک گھنٹہ فرماتے تھے	قیلولہ سے فارغ ہو کے نماز مغرب تک حاجتمندان خاص و عام کی حاجت روائی فرماتے تھے۔
شام کیوقت وردو وظائف پڑھ کے نصف شب تک سرکاری امور مین مصروف رہتے تھے۔	نصف شب سے آخر شب تک مشاعرہ و مذاکرہ علوم و فنون وحل عقد مسائل مشکلہ۔ و سماع و سرود

آخر شب سے صبح کاذب تک آرام فرماتے تھے۔

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد جو ۱۲۲۴ سے ۱۲۳۳ تک شہر میں تھے

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد دکن نے اپنے سکونت کے زمانہ (۱۲۲۴ سنہ سے ۱۲۳۳ سنہ ہجری تک) مین مہاراجہ کی لائف لکھی ہے۔ فقیر اس سے مختصراً گزارش کرتا ہے ھو ھذا

صاحب بہادر لکھتے ہین کہ مہاراجہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ فریس و فہیم تھے نہایت ہی مستعد و تجربہ کار و ہوشیار تھے۔ سرکاری کام مین چست و چالاک تھے۔ محنتی و جفاکش تھے۔ ہر ایک کام کو بذات خود انجام دیتے تھے۔ صبح سے بارہ بجے رات تک مہمات سلطنت کے انتظام مین مصروف رہتے تھے۔ بارہ بجے رات کو مہمات سے فارغ ہو کے شعرا و علما کے ساتھ مشاعرہ و مذاکرہ فرماتے تھے۔ شعرا اشعار شیرین و علما مضامین رنگین سناتے تھے آپ رغبت سے سنتے تھے ہر ایک کی داد دیتے تھے۔ اسی گفتگو مین دو ڈھائی بج جاتے تھے پھر آپ جلسہ برخاست کر کے خوابگاہ مین آرام فرماتے تھے۔ آپ سرکار مین بیچے سرکار عالی نظام و سرکار انگلشیہ کے خیر خواہ تھے۔ اور سچے وفادار آپنے ملکی انتظامات مین اپنے عمر کا بڑا حصہ یعنے تیس برس صرف کئے۔ آپ ہی کے زمانہ مین اہم مہمات کا تصفیہ ہوا مثلاً آپ ہی کے

عہد مین مرہٹے پامال ہوئے۔ اور برار رکھوجی بہونسلہ لیا گیا۔ پنڈہارونکا فتنہ دور کیا گیا آپ ہمیشہ اسبات کی کوشش کرتے رہے کہ سرکار انگریزی وسرکار عالی نظام مین باہم اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم و مستحکم رہے اور حکام انگریزی و اہل دکن نے آپکو لائق تحسین مانا انتہی کلامہ۔ واقعی مہاراجہ بہادر کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے۔ مہاراجہ کی ذات جامع الصفات تہی اعظم الصفات یہہ تہی کہ سخی المزاج و فراخ دست تہے آپکی داد و دہش سے فقرا مالامال تہے۔ اسی صفت کی وجہ سے مہاراجہ بہادر کو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ بعض حکمانے اس صفت مین مبالغتاً کہا ہے۔ کہ یہہ صفت انسان کے لئے ستار العیوب و غفار الذنوب ہے۔ اب مین آپکے دیوان فارسی و ہندی سے اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ آپکے دونون دیوان مطبوع ہو چکے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

نہ چون بید لرزد اگر رہے داد بود پیشۂ ما
کہ پی دفع ستم کار کند تیشۂ ما

بسکہ در ناز و نعیم جان و دلم پرورد ست
تاب ہر رنگ ندارد کہ برو شیشۂ ما

ماکہ در ذکر تو باشیم ہمین می خواہیم
غیر یادت نبود در اندیشۂ ما

قول سعدی است کہ در بیشہ گمان خالی
نبری شیر بود خفتہ درین بیشۂ ما

شکر شادان بچہ عنوان بقلم نظم کند
دائم از لطف تو مملو است رگ و ریشۂ ما

ولہ

درکوئے تو یکدم گذر فتدہ مارا
بزیر پائے گزارم حصول دنیا را

تمام دولت دنیا نثار وے سازم
اگر بدام من آرد غزال رعنا را

شبے ز لطف ہم آغوشم از شود دلبر
شب برات نمایم تمام صحرا را

ز عشق و لولہ دارم ہیاے می پویم
کہ کے بدست آرم وصال لیلی را

ز لطف و دولت جاوید عمرے شادان | کجا خیال که نامے برم مسیحا را

وله

قاصد مپرس تا بکجا می فرستمت | در کوئے یار بهر دعا می فرستمت

ابریست و سبزه زار درین موسم بهار | اے یار گلعذار قبا می فرستمت

من شرح راز عشق چگونه بیان کنم | اے پیک خوشخرام پیامی فرستمت

دست تو نازک است و دلم جوش میزند | بهر نگار دست حنا می فرستمت

وله

چو بهر دل ربودن راه خود سوے وطن گیرد | مشام عالمی از زلف و بوئے ختن گیرد

بزلف تو گرفتارم نمی خواهم رها گشتن | رقیبم را هوس باشد که خود راه بمن گیرد

ز لطف بے نهایت آنقدر مسرور شادانم | هوس از فرحت من خاطر شاه زمن گیرد

وله

آنانکه راه دوست بما آشنا کنند | صد لطف و صد کرامت و احسان بما کنند

در راه دوست جان و دل خود فدا کنند | آنها ز فخر خاک رهش توتیا کنند

سیر چمن نمودم چون غنچه گل شدم | هر برگ بهر دست تو رنگ حنا کنند

شادان مدام شاد بود در ثنائے او | امیدوار اینکه مرادم عطا کنند

وله

در چمن دست حریفانه که سنبل زد و برد | هوش مینا ز ظریفان و سر قلقل زد و برد

این نسیم از چمن رفت بمن کرد گذر | پیرهن چاک بدست دگر گل زد و برد

وله

دلبرم دارم زهے صنوبر | زانرو جانم گداز دارد

دارم هردم خط غلامی | دانی که دگر ایاز دارد

وله

صنمے اگر بیاید به بهار خواهی آمد | قدمے اگر گزارد بشمار خواهی آمد

نه قرار با تو باشد نه شکیب بے تو یکدم | اگر از کشش نیائی بچکار خواهی آمد

وله

قطره دریاست ولے دور افتاده است | همچو گرداب تمنائے دریا می گردد

موسم بهار است مرا میل بها — دل درین وقت خیال می و مینا می کرد
فضل نوروز هر شود یا که بهر سو نهم — شکر بجا آورم گوهر دل را نثار
وی که شادان شو از غیب بشارت آمد — فی الحقیقت کرمش بود که ایما می کرد

وله

دستم که رسد بگردن یار — در چشم رقیب می خلد خار
پروانه که گرد شمع گردد — جانم شده مبتلای دلدار

وله

دانی چه گویم من ترا ای جان جانان در بغل — باشی مدام اندر برم چون پاسبانان در بغل
قربان احسانت شوم کی می توانم شکر تو — شاهد بر آن دارم عیان صد گونه احسان در بغل

وله

بیا در محفل ای جانان که در پایت سر اندازیم — اگر آئی پی جلوه برهنه گوهر اندازیم
مکان لامکانی را بجز دل جا کجا آرم — ندا از غیب می آید که اینجا لنگر اندازیم

وله

آن ماه شد میسر و سیه بهار هم — ساقی پیاله آر و می غمگسار هم
دل را فراغتیست چو سیماب روز و شب — یارب پیاله ده بمن و گلعذار هم

وله

سر من زیر پایت اوفتاده — دلم در ظل رایت ایستاده
زبان را کی بود یارای وصفت — نگو شادان زیاده بر زیاده

وله

من نخواهم که تو با یاد من از یاد روی — بر دلم جور روا داری و آزرده روی
ولوله شوق تو از جاده برون می آرد — نگهی دار تو ای جان تو بیجا در روی

من اشعاره الهندی

بندہ ہون دل و جان سے مین اپنے صنم کا — سایہ ہے مرے سر پہ تو اسکے ہی قدم کا
خورشید مین ہے نور زری مہر و عطا سے — یہ جب ہے ہر ذرہ جو خورشید سے چمکا
شادان ہون اسی واسطے مین صبح سے تا شام — بندے کو بھروسہ ہے ترے فضل و کرم کا

جب غنچے نے سر اپنا گریبان سے نکالا
صانع نے خط لب جو زمرد سا کیا سبز
صوفی کو عطا جس نے کیا مذہب صافی
چہرہ اسکا کیا کہون مین ہے وہ شعلہ نور کا
نور تہا یا شعلہ تہا یا برق یا خورشید تہا
صبح کو جو کچہہ وہ کہتا تہا سراسر لاف تہا
ہر کسی کو کسطرح معلوم ہو کہوٹا کہرا
حسن قامت کا بیان ہو کہ نزاکت اسکی
نہین دیکہا ہے کہین اور نہ سنا ہے ہمنے
آفرین اسکو محبت کی جس سے ہوئی
یاد اللہ کی کرتا ہے جہان مین شادان
آتا ہے کس ادا سے بت نازنین مرا
اے دوستو مین کیا کہون کسکی تلاش ہے
شادان ماہ پردے سے اگر دلدار ہو پیدا
اگر غواص ساحل پر ہے تو ہاتہہ کیا آئے
سخن کی منزلت وہ ہے ملے ہی مرتبہ جس سے
کہتے ہین کرے ہے ذکر دل سے
ہوتا ہے سرور سو طرح کا
شادان تو سنا یار کو اک مطلع رنگین

ولہ
بلبل نے قدم پہر نہ گلستان سے نکالا
کیا رنگ نیا لعل بدخشان سے نکالا
نخوت کو اسی نے سر یزدان سے نکالا

ولہ
مین تو ہون عاشق اسی معشوق رشک حور کا
کچہہ تو اے موسیٰ کہو کیا تہا وہ جلوہ طور کا

ولہ
کیون نہ آیا رات کو گر دلمین ہم سے صاف تہا
جس نے پرکہا نقرہ خالص کو وہ صراف تہا

ولہ
ہے گلستان مین بہلا سرو خرامان ایسا
کیون نہ حیران رہین دیکہہ کے جانان ایسا

ولہ
کیا پسندیدہ زمانے مین یہ اسلوب ہوا
صوفیون مین وہ اسیواسطے محبوب ہوا

ولہ
کرتا ہے مہر و ماہ کو خجل یہ جبین مرا
مین ڈہونڈتا ہون یار ملے یان کہین مرا

ولہ
زمین و آسمان سے روشنی اکبارہ ہو پیدا
ہزارون کہائے غوطے جب در تنہا ہوا پیدا

ولہ
مزہ جو کچہہ تہا اسے شادان وہ مین نے در سخن دیکہا

ولہ
ہر برگ درخت پر ملے جب
طے ہوتے ہین سارے مرحلے جب
گر آج کرے تجہسے وہ گفتار محبت

ہے کام یہان عاشق صادق کا وگرنہ
اٹھتا ہے کسی سے یہہ بھلا بار محبت

وله

کرتا ہے کوئی خیر تو ایمان کے باعث
ایمان ملا اسکو یہ قرآن کی باعث
ایمان دیا جان بھی دی کیون نہون ممنون
انسان ہوے ہم ترے احسان کے باعث

وله

اگر ہو دیدۂ بینا تو ہر طرف دیکھے
اسی کا نور چمکتا ہے بحر و بر مین آج
یہان عاشق و معشوق کہہ گیا شادان
پڑا ہے رشتۂ محبت کا جون گہر مین آج

وله

دل کو فرصت ہو رنج و غم سے آج
یہہ خوشی ہے ملے وہ ہم سے آج
کر رہا ہے جو بات ہم سے آج
دل ہے خوش اسکے اس کرم سے آج
باغبان خود لٹا رہا ہے دیکھہ
بھرے جھولی کو تو ثمر سے آج

وله

جامۂ یار کو کیا جامۂ گل سمجھا ہے
خار کی طرح سے دامن دلدار نہ کھینچ
ہے یہی بات نصیحت کی اگر گوش کرے
رنج تو کھینچ مگر منت اغیار نہ کھینچ

وله

جگا دیتی ہے یکسر غافلون کو
بڑا احسان کرتی ہے مگر صبح
نہ دل سے ہو تو صرف مناجات
دعا ہوتی ہے اکثر با اثر صبح

وله

کہا ہے مرشد کامل نے گوش دل مین مرے
تو ڈھونڈتا ہے کہان سنگ ریز مین وہ شوخ
بغل مین بچہ ہے اور شہر مین ڈھنڈورا
نہ ڈھونڈ اسکو کہ تیرے ہی بر مین ہے وہ شوخ

وله

اے مرے بادشاہ اسکندر
تیری دولت سدا رہے آباد
کیون نہ مداح ہو ترا دل سے
کہ بدولت تری ہے شادان شاد
اس نے بھیجا ہے مجکو ب کاغذ
لطف ہے اپنے بے طلب کاغذ
دلکو جب تک نہ کچھہ علاقہ ہو
کوئی لکھتا ہے بے سبب کاغذ

وله

یا الٰہی یہی عاشادان کی ہے شام و سحر
شاہ اسکندر رہے آباد تا دور قمر

بات مین ادنی کو وہ اعلی بنا دیتے ہین اب
ہے شہنشاہ دکن کی بات مین ایسا اثر

وله

بہہ گنہگار سنا نام ترا ہے غفار
حشر مین فاش نہ پردہ ہو کہ تو ہے ستار

وله

سخن اقرب ہے یہ سمجہے کہ عجب بہول پڑی
دلمین تو بستا ہے پر تجکو نہ دیکہا دلدار

تو ہر اک شے مین ہے اور پہر ہے منزہ سب سے
کبہو شادان کو دکہاویگا تو اپنا دیدار

وله

منتظر ہون نہین آیا ہے مرا یار ہنوز
کیون نہ خورشید ہوا آج نمودار ہنوز

پردہ غفلت کا مگر آنکہہ مین چہایا ہے یہی
تو جو ہوتا ہی نہین خواب سے ہشیار ہنوز

وله

جسے کہ ڈہونڈتے ہو تم وہ ہی تمہارے پاس
تمہارے پاس جو ہے ہے وہی ہمارے پاس

ترے بغیر گزرتی نہین ہماری رات
اگر تو جان ہماری ہے آ ہمارے پاس

وله

نکرون کیون مین بار بار تلاش
دل کو رہتی ہے تیری یار تلاش

وہ جو پنہان ہے سب کی آنکہون سے
کب ملے ہے کرین ہزار تلاش

وله

کیا کر ذکر ہے وقت سحر خاص
مگر تجہپر پڑے اُسکی نظر خاص

وله

رکہنا نہ زینہار تو اغیار سے غرض
کیا کام دوسرے سے جو ہو یار سے غرض

غفلت نہ دون سے کام رکہے جہان مین
رکہے غرض تو عاقل و ہشیار سے غرض

وله

کیونکر رہے نہ اُسکو ہر انسان کی احتیاط
رہتی ہے باغبان کو گلستان کی احتیاط

لازم ہے اُسکو ہووے جو دنیا مین ہوشمند
رکہے ہر ایک خار سے دامان کی احتیاط

وله

کیون نہون سنکے ترے نام کو ہر دم محظوظ
ایک مین ہی نہین محظوظ ہے عالم محظوظ

آرزو بس یہی شادان کی ہے کچہہ اور نہین
ہم سے محظوظ ہو تو تجہسے ہین ہم محظوظ

وله

دلکو سمجہہ رہا ہون مین دلدار کی متاع
اپنی جو ہے متاع وہ ہے یار کی متاع

حنظل کا جسطرح سے ثمر کام کا نہین
جائے ہے رائگان جو ہے بیکار کی متاع

وله
دیکھنے مین گرچہ ہے خوشتر اجی روئے چراغ — مغز کرتی ہے پریشان یار مین بوئے چراغ
خوبرو معشوق پر شادان کا یون آتا ہے دل — جسطرح جائے پتنگا دوڑ کر سوئے چراغ

وله
شیرین کی طبع آئی جو بیداد کی طرف — جز عشق بتھا نہ کوئی بھی فرہاد کی طرف
شادان وہان بھی کیا ہے حسینونکی انجمن — جاتے ہین لوگ کیون عدم آباد کیطرف

وله
اُس سے اسے باد صبا کہیو سلام عاشق — طول دے دیکے بیان کیجیو پیام عاشق

وله
سبکدوش آپکو رکہنا ہے بہتر یار دنیا مین — نہین کوئی اُٹھا سکتا جو پہنچا بار گردن تک

وله
کس طرح سے فدا نہو یہ دل — دل مرا تجھپہ ہو گیا مائل
کیون بھٹکتا ہے دربدر بیجا — ہو ہدایت اگر ملے کامل

وله
ہو کل کی خبر آج کسیکو نہین ممکن — کیا ہو نیکو ہے ہوویگا کیا کچھ نہین معلوم
نیکی کا کوئی کام بن آیا نہین مجھسے — کیا ہوویگا انجام مرا کچھ نہین معلوم
شادان طلب یار کچھ آسان نہین ہے — ہم ڈھونڈین کہان اُسکو پتا کچھ نہین معلوم

وله
نہین معلوم مجکو مین کدہر ہون — تجھے دیکھا ہے جیسے بے خبر ہون
تو ہی غفار ہے مجرم ہون تیرا — خطا کیونکر نہو آخر بشر ہون
اجی بچہ بغلمین اور ڈھنڈورا — تجھے مین ڈھونڈتا اِدہر اُدہر ہون

وله
خداوندا ترا فضل و کرم مجھپہ کماہی ہو — مرے دلکا جو مطلب ہے تجھی پایا الٰہی ہو
خدا نے دی ہے کیا تاثیر وقت صبح صادق کو — اثر رکھتی ہے اکثر جو دعائے صبح صادق ہو
دعا شادان کی ہردم ہے یہ درگاہ الٰہی مین — کہ زمیندم مرے آقا کے سر پر تاج شاہی ہو

وله
کیون نہ دن رات کرے خلق کی مہمانداری — سب مین مہمان اُسی کے وہ ہے صاحب خانہ
پردۂ چشم اُٹھا دیدۂ تحقیق سے دیکھ — جب یگانہ وہ ہوا کوئی نہین بیگانہ

جدہر دیکھو اُدہر جلوہ ترا ہے | نہین خالی ہر اک شے مین بھرا ہے
موحد ہے تو یکتائی سے مت ٹل | نہ کہہ اپنی زبان سے دوسرا ہے
برائی مین نہ رکھہ ہرگز قدم تو | بھلائی کر کہ آخر کو بھلا ہے
ہمین کیا کام ہے دونون جہان سے | ترا ملنا ہمارا مدعا ہے
سکندر شاہ تم دنیا مین دائم | رہو قائم ہماری یہ دعا ہے
ارے شادان نہ ڈر ہرگز کسی سے | کسی کا کوئی ہے تیرا خدا ہے

شاد - راجہ کشن پرشاد

شاد تخلص - راجہ کشن پرشاد نام - راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر جی - سی - آئی - ئی - یمین السلطنہ پیشکار و مدار المہام سرکار عالی خطاب ہے آپ راجہ ہری کشن بہادر کے فرزند اور راجہ نرندر بہادر کے نواسہ ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین ہوئی - آپکا مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی تربیت و نشو و نما یہان کی ہی آب و ہوا مین ہوئی - چونکہ راجہ نرندر بہادر لاولد تھے - آپ ہی گویا اُنکے فرزند تھے - جد بزرگوار نے آپکی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام کر دیا - آپنے نانا کی حسن توجہ سے فارسی عربی علمائے ادیب سے پڑہی - دونون زبان مین لائق ہوئے - مدرسہ عالیہ مین انگریزی زبان کی تکمیل کی - علاوہ این مرہٹی و تلنگی مین بھی لیاقت حاصل کی - خوشنویسی مین بھی ماہر ہوئے - جب آپنے عالم شباب مین قدم رکھا اسوقت آپکے دل مین شعرگوئی و سخن سنجی کا ولولہ پیدا ہوا - طبیعت مین موزونی و جولانی [illegible] کیطرح عروج کرنے لگی - زور طبیعت و جولانی خداداد سے کلام موزون

کرنے لگے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے - سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا - ابتدا مین رائے بچو لعل
تمکین سے اصلاح لیتے رہے - کلام مین روز بروز شستگی و پختگی نظر آنے لگی - تھوڑی ہی
مدت مین درجہ کمال کو پہنچ گئے - آپ شاعری مین متعدد اساتذہ مشاہیر سے مشورہ
فرماتے رہے آخر آپنے اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کی خدمت مین شاگردی کا شرف
اور شاعری مین تکمیل کی سند حاصل کرکے سخن سنجی کے انتہائے درجہ پر جلوہ افروز ہوئے
آپکا کلام صوفیانہ توحید و وحدت الوجود کے بیان مین ہوتا ہے آپکے ہر ایک شعر کے مضمون سے
صوفیان کرام و مشائخ عظام وجد و حال مین رقص کرتے ہین اور عالم خودی سے بیخود
ہوتے ہین - اور اپنی ہستی کو عین نیستی سمجھتے ہین - آپ صحیح فی المشرب صلح کل مذہب ہین
اہل اللہ و اہل کمال کے طالب درویشی و خدا طلبی کے راغب ہین - آپکے نزدیک
اہل اسلام و اہل اصنام دونون آنکھون کی طرح مساوی ہین - ہر امر مین مساوات کا لحاظ
فرماتے ہین - خوش اخلاقی مین مجسم اخلاق ہین - خوش اخلاقی کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک
ادنی و اعلی آپ سے براہ راست ملسکتا ہے - ہفتہ مین ایکروز آپکا دربار بارگاہ عام
ہے کسیطرح کی روک ٹوک نہین ہے - آپ نہایت اخلاق سے ملتے ہین - حاضرین دربار
کی تالیف قلوب فرماتے ہین - جو دردمند ہو اسکو دوا سے جو محتاج ہو اسکو دینا و درم
سے سرفراز فرماتے ہین - حاجتمند کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے - بعض شعرا
و مولفین آپکے پاس گئے - اور آپسے درخواست کی کہ سرکار آپ ہمارے دیوان یا رسالہ
کی تاریخ کہدیجئے یا تقریظ لکھدیجئے - آپ سائل کی درخواست منظور کرکے تاریخ و تقریظ
لکھدیتے ہین - عذر و بہانہ نہین فرماتے - اس امر سے آپکی نیک نیتی و ہمدردی ثابت
ہوتی ہے اس لئے کہ آپنے تاریخ و تقریظ لکھنے مین دریغ نہین کیا - آپ [illegible]

تقریظ و تاریخ لکھدیتے ہین کہ میری تقریظ سے مولف کی تالیف خلائق کی نظر مین معتبر ہوگی۔ بیچارہ غریب کو فائدہ ہوگا۔ آپ علما دوست و فقرا پرست ہین۔ دونون فریق کے بزرگون کو مرشد مانتے ہین آپ انگریزی و فارسی و عربی مین استعداد کامل رکھتے ہین۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر ہین۔ اہل زبان کے ساتھہ بے تکلف مکالمہ و مکاتبہ کرتے ہین۔ فقیر مولف نے آپکی فارسی نظم دیکھی ہے۔ نہایت ہی درست و بامحاورہ و رنگین بامزہ ہوتی ہے۔ عربی مین بھی لکھہ پڑہ سکتے ہین۔ اردو بھی آپکی اہل زبان کیطرح صاف و شستہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپ کے دونون دیوان ایک فارسی دوسرا اردو مطبوع ہوچکے ہین۔ فی الحال دواوین فارسی و اردو کے علاوہ آپکا ایک دیوان مسمی بہ خمکدۂ رحمت مطبوع ہوچکا ہے۔ یہہ دیوان حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت مین ہے۔ مین نے اسکو شروع سے آخر تک دیکھا۔ آپکا کلام نعتیہ کے دیکھنے اور سننے سے دلمین جوش جمال محمدی صلعم و ولولۂ عشق جلال احمدی موجزن ہوتا ہے۔ اور آتش آرزوئے زیارت مدینہ آتشکدۂ دلمین مشتعل ہوتی ہے۔ بیساختہ دل بھی چاہتا ہے کہ سفر مدینہ کا احرام باندہنا۔ اور ناقہ شوق پر کجاوہ رکھہ کے سفر کرنا یہہ جوش و خروش ثابت کرتا ہے کہ آپکا کلام صدق دل سے ہے۔ اور اثر رسانی بھی صداقت قلبی کا موئید ہے۔ ضرور ہے کہ مہاراجہ صاحب دل ہین۔ اور رموز باطنی کے عالم و عامل ہین مین ایسی حالت مین مہاراجہ کو موحد کامل سے ملقب کرتا ہون اور مہاراجہ کا شعر تائید مین لکھتا ہون ؎

کافر کہو شاد کو ہے عارف و صوفی　　شیدائے محمد ہے وہ شیدائے مدینہ

میرے نزدیک اگر عارف و صوفی کے مقام مین عارف کامل کہین تو بیجا نہوگا۔

آپکے ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہوتے ہین اور ہر ایک فقرہ و لفظ سے کنوز وحدانیت و معرفت عیان۔ آپکا کلام کیا ہے۔ دریائے معرفت ہے۔ یا بحر مواج حقیقت ہے۔ آپنے مسائل تصوف و نکات تعرف کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا ہے۔ یا عالم اکبر کو عالم اصغر مین نمود کیا ہے۔ عالم تصوف کا خاکہ صفحۂ کاغذ پر ایسا کہینچا کہ جام جم کی طرح مسائل و نکات کا نقشہ دکہا دیا۔ ہر ایک طالب مبتدی و منتہی آسانی سے مسائل مشکلہ کو سمجہہ لیتا ہے۔ ہمارے مہاراجہ کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ موحد کامل ہین۔ اور مذہب صلح کل کے سالک۔ فقرائے کملا کے پیرو حکمائے فلاسفہ کے قدم بقدم ہین۔ پیر کامل کے جویا۔ کلام حق کے گویا رہتے ہین۔ جہان پاتے ہین بمصداق خذ ما صفا اخذ فرماتے ہین۔ آپ قال کو دیکھتے ہین۔ من قال سے اغماض کرتے ہین۔ آپکے علم و فضل کا دائرہ نہایت وسیع ہے دائرہ علم مین علوم و فنون کا ذخیرہ بیشمار ہے آپ کو متعدد علوم خاص علم تصوف و تاریخ و شعر و شاعری سے دلچسپی ہے۔ باوجود کثرت مہمات اہل علوم سے مجالست فرماتے ہین۔ آپکی مجلس مین اکثر علوم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ آپ ہر ایک صاحب علم و فن سے اُس کے مذاق کے موافق مکالمہ فرماتے ہین۔ مثلاً طبیب سے اسباب و مرض و شاعر سے قافیہ و ردیف عیوب شعریہ و محاورات فارسیہ مین اور صوفی با صفا سے تصوف و تعرف مین گفتگو کرتے ہین۔ فقرائے کملا خواہ اہل اسلام سے ہون خواہ اہل اصنام سے ہون ہر ایک فریق کے ساتہہ اعتقاد رکہتے ہین۔ اور [illegible] و خدمت مین دریغ نہین کرتے۔ بعض کوتاہ بین متعصب آپ پر نکتہ چینی کرتے ہین میرے نزدیک آپکی نسبت نکتہ چینی کرنا فضول ہے۔ بیفائدہ تعصبانہ [illegible]

خاک ڈالنا ہے۔ فقیر مولف جو کچھہ لکھتا ہے مشاہدہ ہے نہ خیالی فسانہ ہے۔ اولاً مشاہدہ سے کام لیتا ہے ثانیاً قرائن حالات سے معانی کیطرف سبقت کرتا ہون جو کچھہ خیال ناقص مین صورت متخیلہ کو ظاہری صور متشکلہ سے مقابل کرکے میزان عقل مین خوب تولتا ہون جب دونون مین مطابقت پاتا ہون تب زبان قلم سے بیان کردیتا ہون اسیطرح مین نے مہاراجہ کے حالات ظاہری کو آنکھون سے دیکھے اور کانون سے سنے۔ اور انکی باطنی کیفیات کو کلام بلاغت التیام سے اخذ کیا۔ اور دیدۂ دل وگوش باطن سے خوب دیکھا وسنا۔ مجھے یقیناً ثابت ہوا کہ مہاراجہ صوفی مشرب وصلح کل مذہب ہین۔ اکثر کوتاہ بین میری تحریر کو تملق وخوشامد پر محمول کرینگے اور مجکو نشانۂ ملامت بنائینگے۔ یہہ نہین کرینگے کہ فقیر کی تحریر کے مطابق مہاراج کے کلام اور ان کے عادات کو منصفانہ دیکھین اگر عقل وشعور سے کام لین تو مجھپر کبھی اعتراض نہین کرینگے۔ اور نہ مجکو حقارت سے دیکھینگے۔ مین سچ کہتا ہون مین تملق وخوشامد سے کوسون دور رہتا ہون۔ گوشۂ گمنامی مین بیٹھہ کے دکن کے بزرگان سلف کو زندہ کرتا رہتا ہون۔ بزرگان کرام وامرائے باخیر کے حالات دیکھہ کے تازہ دل ہوتا ہون اور ان کے باقیات صالحات کو اسبات کی ترغیب دیتا ہون کہ بزرگان متقدمین کی پیروی کرین اور ان کے اخلاق وعادات کو اختیار کرین اگرچہ فقیر مولف نے آپکا تفصیلی حال بابتہ انتظام ملک جلد چہارم محبوب الزمن تذکرہ امرا ووزرائے دکن مین شرح وبسط کے ساتھہ لکھا ہے۔ لیکن یہان بھی انتظام ملک کی بابت قدرے از کثیر گزارش کرتا ہون۔ عہد وحدہ

آپ حسن تدبیر ورائے صائب سے موصوف مین۔ ملکی انتظام مین ہوشیار وتجربہ کار ہین

چست و چالاک و کارگزار ہین سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین موروثی خدمت پیشکاری پر مشاہرہ چھہ ہزار روپیہ سکہ محبوب شاہی ممتاز ہوئے۔ اور وزارت فوج کی خدمت سے بہی معزز ہوئے۔ اور سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک ؁ جاپان راجہ و مہاراجہ بہادر۔ ہفت ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار۔ و چھہ عدد جواہر سے سربلند ہوئے۔ اور آپکو جاگیرات مین دیوانی و فوجداری کا کامل اختیار ملا۔ اور نانا کے تمام جاگیرات پر وراثتہً قابض و متصرف ہوئے۔ نواب سر وقارالامرا مرحوم مدارالمہام کے رخصت کے وقت منصرمانہ آپنے وزارت کا کام عمدہ طرح انجام فرمایا تہا۔ چونکہ آپ کی ذات بابرکات مین مالک کی اطاعت و تابعداری فطرۃً متمکن ہے کبہی اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین کہا آپ کی تابعداری و اطاعت اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے دل مبارک پر موثر مثل نقش کالحجر ہوئی۔ جب سنہ ۱۳۱۹ ہجری مین وقارالامرا بہادر مرحوم نے رخصت لی اعلیحضرت نے آپکو دس تاریخ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین بموجب حکم مندرجہ ذیل منصرم مدارالمہام فرمایا۔ پہر آپ سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین حسب الحکم اعلیحضرت مستقل وزیر ہوئے۔ آپ منصرمی کے زمانہ مین وزارت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتے ملک کی سرسبزی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین۔ آپنے موجب حکم اعلیحضرت تابعداری و فرمانبرداری مین سرمو فرق نہین کیا۔ آپ کو مالک کی اطاعت و رعایا کی رعایت کی برکت سے قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ اور آپ کی شہرت عالمگیر ہو رہی ہے۔ اللہم زد فزد

نقل احکام سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

چونکہ نواب قارالامر بہادر نے چھہ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ کی درخواست کی ہے
اور خدمت مدار المہامی سے اپنی سبکدوشی چاہی ہے۔ لہذا بذریعہ ندا وہ بعطائے
رخصت ششماہ بلا تنخواہ سبکدوش کئے گئے۔ انکی جگہ پر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر
بالفعل بماہوار موجودہ امتحاناً تا حکم ثانی پیشکار و منصرم مدار المہام مقرر کئے گئے ہین
چنانچہ مہاراجہ بہادر پندرہ مہینہ تک خدمت مدار المہامی کو منصرانہ عمدہ طرح سے
انجام دیتے رہے اور اس منصرمی حالت مین حضرت اقدس و اعلی کی فرمانبرداری و اطاعت مین
ذرہ برابر فرق نہین کیا۔ اور داد گستری و رعایا پروری مین مستعد و سرگرم رہے۔ وقتاً
فوقتاً رعایا کی بہتری و ملک کی آبادی مین دلسوزی و عرق ریزی فرماتے رہے
آپ کی عرق ریزی و دلسوزی درجۂ مقبولیت کو پہنچی یعنے آپ ۲۶ رجب سنہ ۱۳۲۰ ہجری
مین حسب فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ عہدۂ وزارت
پر مستقل ہوگئے۔ چنانچہ اب تک مدار المہامی کی خدمت پر مقرر ہین۔ مہمات مدار المہامی
کو نہایت دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے ہین۔ اعلیحضرت قدر قدرت
اسی فرمان استقلال مین فرماتے ہین۔ ؟ مجھے کامل اطمینان ہوگیا ہے کہ آئندہ بھی
ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرائض کو ادا کرکے اپنے کو میری خوشنودی کا مورد
بناتے رہین گے لہذا مین آپ کو میری ریاست کے عہدۂ مدار المہامی پر باضابطہ
طور سے مستقل کیا چاہتا ہون اور بالکل یقین کے ساتھہ امید کرتا ہون کہ آپ
اسکا شکریہ صدق و وفاداری کے ساتھہ میری ریاست و رعایا کی ترقی و بہبودی کے
کاموں مین مصروف رہکر ہمیشہ عملاً ادا کرتے رہین گے انتہی خلاصہ احکامات
اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی۔

پھر اعلیحضرت نے آپکو بروز عید الضحی سنہ ۱۳۲ ہجری مین یمین السلطنتہ خطاب سے سرفراز فرمایا
آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ساتہہ خادمانہ نیازمندی و وفاداری حاصل ہے
آپ ہمیشہ دیانت وامانت کیساتہہ خدمت مدار المہامی کا کام ادا کرنا اور ملک و رعایا کی آبادی
و بہبودی کا خیال رکہنا مد نظر رکہتے ہین. علم دوست و ہنر پرور اور غریب پرست
و داد گر ہین. اخلاق و سیر مین برامکہ سے کم نہین ہین. آبا و اجداد کے طریقہ پر قدم بقدم
چلتے ہین. آپ مین اکثر صفات مہاراجہ چندو لعل بہادر کے پائے جاتے ہین. آپکو
دیکہنے سے مہاراجہ مرحوم یاد آہی جاتے ہین. کیون نہون اسی درخت کے پودے
ہین اور اسی چراغ کی روشنی ہین. شاعری مین اگرچہ مہاراجہ مرحوم کے قائم مقام ہین
لیکن آپکے پاس شعرائے مشاہیر کا مجمع نہین ہے. مہاراجہ کے دربار مین اکثر شعرائے
نامور مصاحبین کے زمرہ مین داخل تہے. مہاراجہ بہادر متوفی کی زرپاشی بیحد و بیشمار تہی
فی زماننا اس زرریزی کا عشر عشیر بہی نہین ہے. جو کچہہ ہے غنیمت ہے. اب مین
یہان آپکے بوارق طبع و نتائج فکر بطور نمونہ گزارش کرتا ہون

من اشعاره الہندی

عرش عظیم پرکہ تہ آسمان نہ تہا … یارب ترے حبیب کا جلوہ کہان نہ تہا
معراج مین حضور ہوے جبکہ بار یاب … بس آپ تہے اکیلے کوئی اور وان نہ تہا
احمد کے در پہ اس لئے ہین جبہہ سا رہا … سجدے کے لائق اور کوئی آستان نہ تہا
معراج مین حضور جو مدعو خدا کے تہے … خلوت تہی کوئی اور شریک مہمان نہ تہا
حضرت کے دم قدم سے یہ رونق بڑہی ہے سب … اسلام کا جہان مین پہلے نشان نہ تہا

سازگار اپنا زمانا ہو گیا — ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا
دفن یثرب مین ہوا لاشہ مرا — اب مسافر کا ٹھکانا ہو گیا
بت پرستی اب کہان باقی رہی — اُسکو چھوڑے اک زمانا ہو گیا
کفر چھوڑا پی کے مے توحید کی — رنگ شاد اب عاشقانہ ہو گیا

ولہ

جنکو کہتے ہین محمد وہ ہین اپنے سلطان — جسکو کہتے ہین مدینہ وہ ہے کشور اپنا
کیون نہین روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی — کیون بگڑ جاتا ہے بن بن کے مقدر اپنا
نعت گوئی کا شرف ہمکو خدا نے بخشا — اوج پر بخت ہے یا اور ہے مقدر اپنا

ولہ

آپ ہی کے نام ہین شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ — آپ ہی کا ہے لقب خیر البشر یا مصطفیٰ
کچھ تو بیچارہ جدائی کو تسلی چاہیے — خواب ہی مین لیجیے آکر خبر یا مصطفیٰ
یا نبی صل علیٰ صل علیٰ صل علیٰ — ورد میرا ہے یہی آٹھون پہر یا مصطفیٰ
شاد ہے اک عمر سے امیدوار پابوس — حال پر اُسکے ہو رحمت کی نظر یا مصطفیٰ

ولہ

مین دور رہون مدینے سے فریاد یا نصیب — اب تک حضور مین نہوئی یاد یا نصیب
تو اور مدینے جائے رہے طالع بلند — مقبول شاد تیری ہو فریاد یا نصیب

ولہ

میرے آقا مرے مولا مرے سلطان عرب — میرے محبوب خدا پیارے نبی جان عرب
لاکھون مبعوث پیمبر ہوے اس عالم مین — کون حضرت سا ہوا شان عجم جان عرب
بلغا مان گئے سارے بلاغت کو تری — اور قائل ہین فصاحت کے فصیحان عرب
ہندی رومی مکی مدنی سب ہے شاد — جان و دل سے ہین مطیع شہ ذیشان عرب
سوئے طیبہ مجھے بلوائین آپ — یا کبھی خواب ہی مین آئین آپ
ارنی کہنے کی طاقت نہ رہی — اب تو خادم کو نہ ترسائین آپ

ولہ

کیا کرے لیکے جو ہو عاشق حضرت جنت
واعظا تیرے لئے ہے یہ غنیمت جنت

کیا کرین لیکے مکان گرنہ ملے ہمکو مکین
کہ نہین طالب مولی کو یہ دولت جنت

جسکو حاصل ہو مدینے کی زیارت ایدل
اسکی طاعت کے عوض ہوگی عنایت جنت

بیٹھکر تنہا ذکر کرو گوشے مین اللہ اللہ
مل ہی جائیگی تمہین روز قیامت جنت

ولہ

یا نبی بیچین ہون بہر زیارت الغیاث
مہر اوج معرفت ماہ رسالت الغیاث

آپ ہی کا ہے وسیلہ عاصیون کیواسطے
الغیاث اے شافع روز قیامت الغیاث

ق

کہتے ہین اکثر مسلمان مجھکو کافر یا نبی
مجھپہ تہمت دہرتے ہین اہل شریعت الغیاث

میرا مسلک اور ہے اور انکا مذہب اور ہے
کیا یہہ جانین گے بہلا رمز طریقت الغیاث

ولہ

کیا تم سے کہون راز کہ کیا تہا شب معراج
تہا عرش پہ وحدت کا تماشا شب معراج

کہتے ہین احد کسکو کسے کہتے ہین احمد
عالم پہ ہوا حل یہ معما شب معراج

خود ذات ہی تہی احمد و محمود و محمد
آئینۂ عرفان مین جو دیکہا شب معراج

اک قرب نوافل ہے دگر قرب فرائض
یہ دونون گئے دونون ہوئے یکجا شب معراج

ارواح کا اجماع تہا افلاک پہ اس شب
وحدت مین تہا کثرت کا تماشا شب معراج

عاشق مجھے احمد کا نہین کہتے مسلمان
دے آکے گواہی تو خدارا شب معراج

ولہ

بطحی کو جائیکے لئے ہے تیری کیا صلاح
اے بیقرار دل تو خدارا بتا صلاح

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست
واعظ سے جاکے کیا نہین پوچہا صلاح

سوئے مدینہ کہینچ رہا ہے یہ جذب شوق
ایدل بتا تو کوئی بہی بہر خدا صلاح

پیر مغان سے چلکے کرو [illegible] مشورہ
مجھکو یقین ہے کہ وہ دیگا بجا صلاح

ولہ

اسعد کا دربار ہے دربار محمد
اعلی سے بہی اعلی ہے [illegible] محمد

ہین پہول اسی باغ کے سب گل فرو مومن
یہ گلشن ایجاد ہے گلزار محمد

جو بندے ہین خاص وہی جانتے ہین کچھہ
ہر کوئی نہین جانتا اسرار محمد

وله

رضائے خدا ہے رضائے محمد
ثنائے خدا ہے ثنائے محمد

کہلا عقدہ قرب نوافل کا دلپر
صدائے خدا ہے صدائے محمد

وجود ایک ثابت ہوا جب تو پہر کیا
لقائے خدا ہے لقائے محمد

وله

یا محمد ہے غم الفت لذیذ
تیرے سودائی کو ہے وحشت لذیذ

دیکھنے والے جو ہین صورت تری
انکو ہر دم ہے فقط حیرت لذیذ

چاہنے والون کو تیرے یا حبیب
ہو نہ کیونکر عشق کی دولت لذیذ

وله

افسوس یہ فقیر ہو شاہ زمن سے دور
بلبل پہ ہے ستم کہ رہے وہ چمن سے دور

عاشق ہے شمع روئے محمد کا دل مرا
پروانہ ہوکے حیف یہ ہے انجمن سے دور

جب مین نے کہدیا کہ تمہارا غلام ہون
ہو جاؤنگا بہلا مین کب اپنے سخن سے دور

پہونچون گا جب مدینے تو مصرع پڑہونگا یہ
نزدیک ہون وطن سے مگر ہون دکن سے دور

وله

نبوت کو ہے جیسے حضرت پہ ناز
مجہے آپکی ہے محبت پہ ناز

تجہے چارہ سازی پہ ہے چارہ ساز
مرے دلکو ہے درد الفت پہ ناز

وله

جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کے پاس
رہتی ہے اپنی جان رسول خدا کے پاس

کہتا ہے بار بار یہی مجھہ سے شوق دید
اٹھو چلو مدینے کو اب مصطفے کے پاس

عقدہ نہین کہلا شب معراج کا ہمین
فرمایا کیا خدا نے نبی کو بلا کے پاس

وله

دلدادہ ہون مین مجھکو ہے دلدار کی تلاش
مشتاق کو ہے احمد مختار کی تلاش

پایا ہے جسکو مین نے اسے جانتا ہون شاد
تہی اک زمانہ سے اسی سرکار کی تلاش

وله
مرے نالے مین ہو یارب اثر خاص | که کہین شاہ دین مجھپر نظر خاص
جہان پہونچے وہین بستر جمایا | فقیرون کا نہین ہے کوئی گھر خاص
خیال طیبه مین خود رفته ہونا | یه ہے عشاق احمد کا سفر خاص
نه کیون ہون ذکر مین مصروف طائر | که سب وقتون مین ہے وقت سحر خاص

وله
دلکو ہے روئے پیمبر سے غرض | آئینے کو ہے سکندر سے غرض
دولت عشق نبی درکار ہے | مال سے کیا کام کیا زر سے غرض
دل کو اپنے یاد حضرت سے ہے کام | لب کو اپنے ذکر سرور سے غرض

وله
ہجر مین رکھتا ہے دل رو نہان سے ارتباط | آنکھه رونے سے زبان آہ و فغان سے ارتباط
گلشن طیبه سے میری روح یون مانوس ہے | جیسے ہو بلبل کو اپنے آشیان سے ارتباط
یاد احمد کیون نه آئے میرے دلمین بار بار | جو مکین ہے اسکو لازم ہے مکان سے ارتباط

وله
پند تیری سنون مین کیا واعظ | ہے محبت مری غذا واعظ
ذکر حور و قصور تا بکجا | وصف محبوب کچھه سنا واعظ
ہے جو مطلوب منزل مقصود | لے مدینه کا راستا واعظ
کیا کرے لیکے تیری جنت کو | در محبوب کا گدا واعظ
قصد طوف مزار اقدس ہے | اسمین ہے رائے تیری کیا واعظ

وله
شوق پابوس یه کہتا ہے که چل یثرب کو | کیا کرون بس نہین چلتا که ہو قسمت مانع
آپ نے سکو بلایا نه کیا یاد مجھے | ہوگی اسمین کوئی الله کی حکمت مانع
لیچلے تجھے مرے اعمال سوئے نار مجھے | ہو گئی دوڑکے الله کی رحمت مانع
نعت کے باغ لگاتا مین ہزارون اے شاد | مجھکو ہوتی نه اگر تنگی فرصت مانع

جو حضرت نے محبت کا دیا داغ
خیالِ روئے احمد کا ہے یہ فیض
یہ بود ہے لگا عشق نبی کی
جب آیا ہمکو طیبہ کا چمن یاد

ہے آپکی جو گرمئی بازار ہر طرف
کوچہ نبی کا یاد جو آتا ہے بار بار
قیدی تو بیشمار ہیں زنجیر ایک ہے
دیوانہ وار پھرتے ہیں عشاق رات دن

کبھی نہان ہے کبھی شکبار ہے عاشق
صبا یہ اُس شہ حجبی سے عرض کر دینا
خدا کرے کہ ہو میری طلب ملنے سے
وہ شہسوار عرب ہیں وہ تاجدار عجم

رنج و غم درد و الم دلپہ اُٹھائیں کبتک
دیکھئے وہ مجھے شکل اپنی دکھائیں کبتک
اے فلک رو کہ نہ تو کوچہ احمد سے ہمین
دیتا جو روز اک مجھے پرورد گار دل

اے شہسوار عرصۂ طیبہ ترے سوا
پروا نہیں اگر نہیں کوئی شریک حال
ملتی مجھے جو دولت دیدار جو آپکا

ولہ

ہین سمجھا ہے چراغ مدعا داغ
چمک کر مہر انور بنگیا داغ
رہے یارب سدا پھولا پھلا داغ
ملا اسے ثنا دو لکو اک نیا داغ

ولہ

یوسف سے پھرتے ہین خریدار ہر طرف
پیشِ نظر ہے خلد کا گلزار ہر طرف
زلفِ رسول کے ہین گرفتار ہر طرف
پھر لائش احمد مختار ہر طرف

ولہ

تمہارے واسطے کیا بیقرار ہے عاشق
نگاہ لطف کا امیدوار ہے عاشق
اسی خیال مین لیل و نہار ہے عاشق
خدنگ ناز کا جنکے شکار ہے عاشق

ولہ

ہجر مین آپکے ہم شور مچائین کبتک
میری بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کبتک
طالب یار ہین جنت مین نجائین کبتک

ولہ

کرتا خوشی سے مین شہ دین پر نثار دل
کسکے خدنگ ناز کا ہوتا شکار دل
مین غمگسار دل ہون مرا غمگسار دل
ہوتا نہ اسطرح سے مرا بیقرار دل

فرقت کے صدمے ہند میں کتنے اٹھائیں ہم
جی میں ٹھنی ہے یہ کہ مدینے کو جائیں ہم

اپنی نظر میں جو ہے تعین ہے شان ہے
کسطرح اپنے ازکو ظاہر میں لائیں ہم

کحل البصر ہے خاک مدینے کی اے صبا
لادے ذرا کہ آنکھوں میں اسکو لگائیں ہم

ہو بخت سازگار تو پھر دیکھیے گا لطف
چلکر مدینے حال سب اپنا سنائیں ہم

وله

یا محمد کی ہم اس پہ صدا دیتے ہیں
حاضری اپنی انھیں روز سنا دیتے ہیں

ہو کے محتاج جو آتا ہے حضور میں کوئی
وہ جہان سے وہ غنی اسکو بنا دیتے ہیں

دستگیری وہ کیا کرتے ہیں مجھ بیکس کی
میری کشتی کو وہی پار لگا دیتے ہیں

بخشواتے ہیں گنہگار کو اللہ سے وہ
شان یوں اپنی کریمی کی دکھا دیتے ہیں

وله

جسکو ہم سب شہ مکی مدنی کہتے ہیں
اہل جنت اسے سرچمنی کہتے ہیں

اسکے دھوکے میں جو آنا نہ لگانا دل کو
اہل دانش اسے دنیائے دنی کہتے ہیں

شاد کو طنز سے کہتے ہیں مسلمان کافر
اسے بہتان اسے طعنہ زنی کہتے ہیں

وله

پیمبروں میں کوئی ایسا آفتاب نہیں
حضور احمد مختار کا جواب نہیں

نبی کے عشق میں جس نے کہ موت پائی ہو
لحد میں اسکے لئے عیش ہے عذاب نہیں

وله

ہاتھ آجائے جو محشر میں تمہارا دامن
مجھ گنہگار کو ہو جائے سہارا دامن

پھر یا دامن امید کو میرے اے شاد
رو برو آپ کے جس وقت پسارا دامن

وله

پیش جب پھر شفاعت کریں احمد مجھکو
میرا اللہ کریگا نہ کبھی رد مجھکو

مشغلہ نعت نبی کا ہے مجھے شکر خدا
بعد مدت کے یہ ہاتھ آیا ہے مقصد مجھکو

ثروت و جاہ و مراتب کی کسے خواہش ہے
یہی کافی ہے کہ ہے الفت احمد مجھکو

خادم غوث بھی ہوں اور غلام خواجہ
میرے مولا نے دیا رتبہ بجد مجھکو

تری ذات ایک ہے یا خدا تری شان جل جلالہ — نہین تجھسا ہے کوئی دوسرا تری شان جل جلالہ
تو کریم بھی تو رحیم بھی تو عزیز ہے تو معز بھی ہے — ترے نام پر دل و جان فدا تری شان جل جلالہ

وله

اس دل مین ہے مدت سے تمنائے مدینہ — یارب کبھی مجھکو بھی نظر آئے مدینہ
زاہد کو ہے جنت کی تمنا تو مبارک — ہمکو بھی حسرت ہے کہ ملجائے مدینہ
پتھر پڑین اس دل پہ وہ پتھر سے ہے بدتر — جس دل مین نہو شوق تمنائے مدینہ
کسطرح سے سرسبز نہو مزرع امید — دیکھون جو کبھی گنبد خضرائے مدینہ

وله

اپنی خودی کو کھوکے اسے پایا آپ مین — یہ سیر کی ہے آکے عدم سے وجود کی
صل علی نہ کیون کہین احمد کے نام پر — پڑھنے کی ہے جگہ تو یہی ہے درود کی

وله

احمد کے سوا عشق کسی کا نکرین گے — ہم عاشق صادق ہین تو ایسا نکرینگے
دیتا ہے مزہ عشق محمد مین تڑپنا — اس درد کا زنہار مداوا نہ کرینگے
مومن نہین کہتے نہ کہین لوگ ہمین شاد — کافر ہی کہے کوئی تو پروا نکرینگے

وله

مدینہ بھی خدا کا در عجب پر نور بستی ہے — جہان ہر وقت اور ہر دم تری رحمت برستی ہے
ترے رتبہ مین کسکو دخل ہے کیا کوئی دم مارے — جو محبوب خدا کا رتبہ پائے کسکی ہستی ہے

وله

تاج لولاک ہے شایان رسول عربی — پرتو شان خدا شان رسول عربی
انبیا جتنے ہین آپ انکے بھی شافع ہونگے — سب کے سب بانٹینگے احسان رسول عربی
باغ احمد کے ہین دو پھول حسین اور حسن — یہی دو ہین گل و ریحان رسول عربی

محمد پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے — ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے
خدا دہر عالم ہے جسطرح واحد — حبیب خدا بھی تو یکتا ہوا ہے
فقط نعت گوئی سے اے شاد تجھکو — یہ عزت ملی ہے یہ رتبا ہوا ہے

شہید۔ مولوی غلام امام

شہید تخلص۔ غلام امام نام۔ آپ شاہ غلام محمد مرحوم کے فرزند ہین آپکے والد نامدار مشاہیر مشائخ سے تہے۔ آپکا وطن اصلی قصبہ امیٹھی ضلع لکھنو ہے۔ آپ سن شعور کے ابتدا مین کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے۔ کتب متداولہ درسیہ مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی مولف منتہی الکلام کی خدمت مین تحصیل کین۔ اور زبان فارسی مین بہی استعداد کامل پیدا کی۔ شعرگوئی مین ابتداءً مرزا قتیل و مصحفی و شیخ غلام مینا ساحر سے اصلاح لیتے رہے آغا سید اسمعیل ماژندرانی سے فن شاعری مین تعلیم کامل پائی۔ آپکی طبیعت برق درخشان تہی آغا سید محمد اصفہانی و میرزا ناطق مکرانی کے ہم طرح و ہمسر تہے۔ ہر مشاعرہ مین سخنوران معاصر سے میدان سبقت مین بڑہجاتے تہے۔ آپ مداح حضرت سالتمآب و حاجی بیت اللہ و عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہے۔ اکثر آپکے قصائد و غزلیات نعت و حمد مین مشہور و معروف ہین۔ اور رسائل میلاد شریف بہی متداول ہین آپکے قصائد نعتیہ مضامین شیرین و معانی رنگین مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین ہر ایک شعر سے خوبی و خوش اسلوبی مترشح ہوتی ہے اور ہر ایک لفظ و فقرہ سے تازگی و شادابی واضح علاوہ این آپکا کلام نہایت درد آمیز و رقت انگیز ہوتا ہے کہ عاشقان جمال محمدی اسکے سننے سے وجد و حال مین نیم بسمل کیطرح پہڑکتے ہین اور ماہی بے آب کی مثل تڑپتے ہین۔ کلام پر تاثیر شیفتگان محمدی کے قلوب پر موثر ہوتا ہے ہر ایک عالم بیخودی مین سے تا بانہ واحمدا واحمدا چلاتا ہے۔ مجلس میلاد مین آپکے قصائد خوانی سے وہ اثر ہوتا ہے کہ سامعین دل سے بیدل و خودی سے بیخود ہوجاتے ہین۔ آپ الہ آباد مین عہدہ میر منشیگری صدر دفتر پر

امور تھے۔ تقریباً بیس بائیس سال تک خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے ادا کرتے رہے حکام وقت آپ کے کام سے بہت خوش تھے۔ آپکی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آپ حالت ملازمت مین بھی اکثر مجلس میلاد منعقد فرماتے تھے۔ اور مجلس مین عمدہ عمدہ کھانے اور اقسام کے حلوے مہیا کرتے تھے۔ بزرگان کرام و فقرا و غربا و احبا کو مدعو فرماتے تھے۔ اور مجلس مین خود قصائد نعتیہ کو نہایت خوش اندازی سے پڑھتے تھے۔ آپکے پڑھنے سے مجلس مین حیرت کا عالم قائم ہو جاتا تھا۔

نواب محی الدولہ بہادر جو شیدائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپکے رسائل میلاد و کلام نعتیہ کو دیکھکر آپکے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ ایکہزار روپیہ زاد راہ بھیجکے شہر حیدرآباد دکن مین بلائے۔ آپ حسب طلب نواب صاحب موصوف نوکری ترک کرکے شہر مین آئے۔ معزز و مکرم ہوئے۔ سرکار عالی نظام سے چار سو تیس روپیہ ماہانہ بلا شرط خدمت مقرر ہوا۔ شہر مین نہایت آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب آپ دکن سے حرمین شریفین گئے۔ اسوقت راجہ گردھاری پرشاد باقی نے زاد و راحلہ اپنے جیب خاص سے عطا فرمایا۔ اور نواب سالار جنگ مرحوم نے بھی پانسو روپیہ اعانت کی آپ حرمین مین پہنچ گئے۔ وہان مجالس میلاد متعدد مراتب مکہ و مدینہ مین منعقد فرمائے۔ لکھنؤ و آگرہ و مراد آباد و رام پور و الہ آباد و حیدرآباد وغیرہ مین آپ کے مریدین تقریباً ہزار سے زیادہ تھے۔ نواب سر سالار جنگ مرحوم و نواب کلب علیخان والی رام پور و سعید عالم خان رئیس سورت آپکی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آخر سنہ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے رسائل و دیوان نعتیہ متداول و معروف ہین۔ مین نے انہین رسائل و دیوان سے چند اشعار تبرکاً ہدیہ

ناظرین کرتا ہون ھو ھذا

بخشد شکر بکام معانی بیان ما ‌‌ — گویا زبان تو بود اندر دهان ما
بسکه از نقش دوئی گشته تهی سینهٔ ما — عکس ما نیز نگنجد در آئینهٔ ما
چون بوی گل بدوش کسی نیست بار ما — بر دامن صبا نه نشیند غبار ما

وله

نباشد از نزاکت تاب احسان طبع عالی را — حباب از آب پر یا پر نسازد جام خالی را
در آغوش تصور میکشم ساقی ترا هردم — فروزان می کنم زین شمع فانوس خیالی را

وله

غیرت عاشقی ببین رشک نگر خدائی را — سایه نیافریده اند آن قد دلربائی را
خسته دلان تو هر طرف منتظرند ضعف — رخصت یک نظاره ده نرگس مه رسائی را

وله

آن شوخ ستمگاره بما هست و بما نیست — چون عکس که از آئینه جدا هست و جدا نیست
گر زنده کند گاه کشد خسته دلان را — طرز نگهش حکم قضا هست و قضا نیست

وله

دلرا بیک کرشمهٔ دلکش گرفت و رفت — سرگرم عشوه آمد و آتش گرفت و رفت
شمیم زلف تو در آستین صبا وزید — تبسم دهنت غنچه در قبا دزدید
چو نافه بود نهان بوی زلف او بدلم — نسیم صبح نمیدانم از کجا دزدید
حنا بران کف پابسته بخون جگر — شهید دست تو مضمون پیش پا دزدید

وله

مرا بگوشهٔ ابرو سلام کرد و نکرد — وزان دو چشم سخنگو کلام کرد و نکرد
مرا بگوشهٔ چشمی ز ناز دید و ندید — به نیم جرعه سیه مست جام کرد و نکرد

وله

ببر درش دیدم دل خود را بسوی من ندید — بسکه مصروفش بشغل بوسه چیدن یافتم
وقت پیری شد لقای آن بت سرکش نصیب — چون کمان پابوسی تیر از خمیدن یافتم
جان وقف سر راه کسی کردم و رفتم — همپای بانگ جرسی کردم و رفتم

میرفت سحر قافلۂ بوے بہاران	من نیز چو شبنم ہوسے کردم و رفتم
گلبانگ زدم بر قدم جان چو سپندے	خوش ہمرہے ہم نفسے کردم و رفتم
صد شکر کہ صید ملک الموت نگشتم	جانرا ہدف تیر کسے کردم و رفتم
ہر جا کہ ازان لعل شکر خا سخنے رفت	پرواز بہ بال مگسے کردم و رفتم

شہید - میر احمد علیخان دہلوی

شہید تخلص - میر احمد علیخان نام - آپ سید جعفر علیخان بہادر کے فرزند دلبند ہین - آپ کے والد ماجد کے جد بزرگوار سید نوازش علیخان کا حسبی سلسلہ نواب سربلند خان بہادر دلاور جنگ مبارز الدولہ مبارز الملک صوبہ دار گجرات سے منتہی ہوتا ہے محمد شاہی امرا مین تھے - جاگیر و انعام سے سربلند - میر احمد علیخان کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی - اور دہلی کی سرزمین مین تربیت و تعلیم پائی - علوم عربیہ مین فراغت حاصل کرکے فن شاعری و انشا پردازی کیطرف متوجہ ہوئے - چند ہی مدت مین کامل ہوگئے - آپکو حضرت شاہ نصیر دہلوی مغفور سے تلمذ تہا - علاوہ علوم عربیہ و شاعری و رمل و عملیات مین بہی مہارت کاملہ رکھتے تہے - فارسی مین ناظم و ناثر تہے - آپکی نثر منشیانہ فاضلانہ و نظم شاعرانہ شیرین و رنگین ہوتی تہی - نقادان سخن کو آپکے کلام بلاغت نظام سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا - اور آپ فارسی و اردو زبان مین بہی کلام موزون فرماتے تہے - آپکے اشعار نہایت ہی سنجیدہ و برجستہ ہوتے مین ہر ایک کا مضمون نازک خیالی شیرین مقالی سے مملو ہوتا ہی کوئی شعر نزاکت و لطافت سے خالی نہین - آپکے جملات و فقرات گویا شکر پارے ہین

ناظرین وسامعین کو دیکھنے وسننے سے حلاوت تازہ ولذت بے اندازہ بہت ہوتی ہے
آپ وطن میں امثال واقران میں لائق وفائق مانے جاتے تھے۔ آپ بکشش آب وخورش
ہند سے حیدرآباد دکن میں آئے اسوقت نواب سکندرجاہ بہادر کا آخر عہد تھا۔ بارگاہ سکندر جاہی
میں باریابی کے اہل مناسب کے سلسلہ میں منصب مناسب پر مقرر ہوگئے غفران منزل
نواب ناصرالدولہ بہادر کی خدمت میں معین ہوئے۔ جب سنہ ۱۲۴۴ ہجری میں سکندرجاہ
بہادر بہشت بریں روانہ ہوئے۔ اور نواب ناصرالدولہ بہادر مسند نشین ہوئے تو
نواب ناصرالدولہ بہادر نے آپکو خلعت وخطاب میرالشعراء و اضافہ منصب سے سرفراز پایا
آپ تا زندگی عہدۂ منصب داری پر معزز ومکرم رہے آخر آپنے سنہ ۱۲۹۲ ہجری میں اس
دارفنا سے عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ آپ خوش خلاق وبزرگان سلف کی طرح وضع داری
وخاکساری کے پابند تھے۔

من اشعارہ الفارسی

ساقیا معجزۂ حضرت موسی داری
ساغر بادہ بکف چون ید بیضا داری

ایدل اندیشۂ آن زلف چلیپا داری
در سر خویش ندانم کہ چہ سودا داری

ایدل از داغ چو طاؤس تماشا داری
نہ سر باغ نہ اندیشۂ صحرا داری

نعل و منیخ است زکفش تو ہلال و انجم
آسمان دگری زیر کف پا داری

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا و آنے
چشم بد دور کہ در خود ہمہ یکجا داری

دل من شاد کہ چون تو گل رعنا دارم
وقت تو خوش کہ چو من بلبل شیدا داری

تا زلب حرف زنی مردہ صد سالہ زید
کہن مرا زندہ کہ اعجاز مسیحا داری

بسراغ کمرش نیست نشانت ایدل
گوشہ گیری بجہان شہرت عنقا داری

لب اظهار تو چون غنچه نه از هم وا شد
ایدل غمزده آخر چه تمنا داری

نظر آنجا که فتد باز نگردد ور چشم
همچو آئینه چه در جیب سراپا داری

کم ز فردائے قیامت نبود فردایت
که بفردا متعلق پس فردا داری

دل صد پاره ام البته گلوگیر تو شد
نه حمایل بگلو از گل حمرا داری

بخیه کردی دل مجروح مرا از مژگان
بهتر است به که بکف سوزن عیسا داری

روئے تو روشن و آویزهٔ دُر در گوشت
جلوهٔ حسن مه و عقد ثریا داری

اے شهید از مے عشق است ترا مدهوشی
نه غم دین و نه اندیشهٔ دنیا داری

من اشعاره الهندی

مانگ کا خورشید رو کے خط جو پیدا ہو گیا
دن دسے ظلمات کا موجود رستا ہو گیا

کیا کمال نسان مین تہا عشق کی تاثیر سے
سجدہ گاہ عرشیان مٹی کا پتلا ہو گیا

ولہ

گدا کو سایۂ بال ہما سے کیا مطلب
درخت خشک کو نشو و نما سے کیا مطلب

مریض عشق کو دار الشفا سے کیا مطلب
ہمارے درد کو عیسیٰ دوا سے کیا مطلب

ولہ

وصل ہے زلف و رخ یار مین اب
ربط ہے کافر و دیندار مین اب

ولہ

جو دیر لگتی ہے صاحب تمہارے آنے مین
تو باقی کچھ نہین رہتا ہے جان جانے مین

تو کس لئے مرے درپے ہوا ہے ایصیاد
حصول کیا تجھے اک مشت پر کے پانے مین

ولہ

پان کہا کر ہونٹھ دکھلانے لگے
مین شہید اور رنگ تم لانے لگے

نہ فکر زر کی نہ پروائے مال و جاہ رہی
فقط نظارۂ یوسف لقا کی چاہ رہی

سیاہ بختی مجنون خوش آئی لیلی کو
بنا کے آپ بہی اک خیمہ سیاہ رہی

شہید فکر کرو ورنہ آگے مشکل ہے
جو ایسا عشق رہا اور ایسی چاہ رہی

شہیر حکیم محمد عبداللہ خان صاحب

شہیر تخلص۔ محمد عبداللہ خان صاحب نام۔ آپ حکیم اللہ خان کے خلف الصدق ہین۔ آپ کے بزرگ خوانین بہکر سے ہین ملازمت کی وجہ سے ناگور مین آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے والد با جد کی ولادت ناگور مین واقع ہوئی تہی اسوجہ سے ناگوری کہلاتے ہین۔ ناگور سے برار مین آئے۔ اور برار مین متوطن ہوئے۔ اور اسی ملک مین قضاۃ کے خاندان کی لڑکی سے شادی کرلی۔ آپکی ولادت برار مین واقع ہوئی اور نشو نما بہی اسی ملک کی آب و ہوا مین ہوئی۔ عالم شباب کے قریب آپنے مولانا مولوی عبداللہ صاحب بل هراوتی کی خدمت مین تعلیم پائی۔ کتب درسیہ متعارفہ کچھہ اُن سے اور دیگر استادون سے پڑہین صاحب فضل و کمال ہوے انشا پردازی مین بے نظیر نظم و نثر مین آفتاب منیر ہوئے۔ طبیعت مین جولانی اور دماغ مین نازکخیالی خداداد تہی۔ دل مین بینائی و دانائی کا دریا موجزن اور دماغ مین ذکاوت و فطانت برق افگن تہی۔ زور طبیعت سے شعر گوئی کے میدان مین قدم رکہا اقران و امثال سے کئی قدم آگے بڑہ گئے۔ اور سبقت مین بازی لیگئے۔ جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سے شستگی و پختگی نمایان نازکخیالی و شگفتہ بیانی عیان ہے۔ آپ دونون زبان یعنی فارسی و اردو مین کہتے تہے ہر ایک زبان مین کلام بامحاورہ ہوتا تہا۔ آپکا ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکے کلام رنگین و اشعار نمکین کے مطالعہ سے اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکی کلام رنگین و اشعار نمکین کے مطالعے سے

اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے۔ آپ علم طب مین مہارت کامل رکہتے تہے۔ آپ کی
تشخیص نہایت درست تہی۔ مریض کی بیماری مین خوب غور و فکر کرتے تہے اور تمام
حالات جزئیات سے واقف ہوکے سونچ سمجھکر نسخہ تجویز کرتے تہے۔ ادویہ کے اوزان
مزاج کے موافق لکہتے تہے۔ آپکا نسخہ سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا تہا۔ جو بیمار آپکی ہدایت
کے موافق ادویہ کو استعمال کرتا دنون مین شفا پاتا تہا۔ آپ دیگر اطبا کیطرح بغیر سونچے
سمجھے نسخہ نہین لکہتے۔ نہ کسیکو دوا دیتے۔ بیمار کے مزاج کا بڑا لحاظ رکہتے تہے۔ آپکے
پاس اکثر مریض ایسے آئے ہین جنکو ڈاکٹرون اور اطبانے نا امیدی کا جواب دیا۔ آپنے
نبض و قارورہ ملاحظہ کرکے نسخہ دیا۔ عنایت الٰہی سے تیسرے دن ہی صحت کے آثار معلوم
ہونے لگے۔ چند روز کے معالجہ مین صحت کامل پا جاتے تہے۔ لوگ کہتے تہے کہ آپکے
ہاتہہ مین شفا ہے۔ یہہ قبولیت عامہ خداداد تہی۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء
آپ ملکی انتظام مین عقل کل تہے۔ جب تک سرکاری ملازمت کے صیغہ مین تہے
اپنی خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے کبہی آپکے کام پر حرف گیرون
کو حرف گیری کا موقع نہین ملا۔ ہمیشہ پاک و صاف رہے کسی سے کوئی تعلق نہین
فرمایا۔ پیشتر نواب میر عالم علیخان بہادر جاگیردار جاموڑ کے خانگی مین ملازم تہے اور انکی خدمت مین
مدت تک رہے۔ آپ سُنّی اور جاگیردار صاحب امامیہ تہے۔ معاملہ ضدّین تہا۔ مگر
آپکی لیاقت و قابلیت اس درجہ کی تہی کہ نواب صاحب آپکو عزیزون سے زیادہ عزیز
رکہتے تہے۔ نواب کی رحلت کے بعد چند مدت انگریزی عہد مین برار مین عدالت
منصفی مین ہیڈ منشی گری کی خدمت پر مامور رہے۔ عدالت برخاست ہونیکے بعد
انگریزی ملازمت مین داخل ہوئے۔ چند مدت تک داروغگی کی خدمت پر مامور رہے

پہر داروغگی سے علیحدہ ہوکر نواب کے داماد میر محمد یعلیخان کی خدمت مین بسر کرتے رہے
تمام نواب کی جاگیرات آپکی اختیار مین تہین۔ سفید و سیاہ کے آپ مالک تہے محمد یعلیخان
مرحوم کے بعد اُنکی اولاد کے نزدیک بہی رہے۔ اُن کے فرزندون نے آپکی کچہہ قدر نہین
کی اور نہ آپکے کام کی داد دی۔ آپ استعفا دیکر الگ ہوئے۔ نواب مختار الملک اول
کا زمانہ تہا آپنے نواب سے منصب کی درخواست کی۔ نوابصاحب نے قدردانی سے
۶۰ روپے ماہوار مقرر کردئے۔ آپکی گذر اوقات کا مدار اُسی تنخواہ پر تہا۔

اوائل مین آپکے خیالات فلاسفانہ تہے۔ صوفیانہ طریق کے جویا تہے۔ صلح کل کے پیرو تہے
کیا ہندو کیا مسلمان سب سے ایک ہی طریق سلوک فرماتے تہے۔ آپ سب سے خوش تہے
آپکا کوئی شاکی نہین تہا۔ آپ بزرگان دین و صوفیان یقین کے معتقد ہی۔ اطیعو اللہ
و اطیعو الرسول کے مہتدی۔ آپ متشرع متدین متقی و پرہیزگار تہے۔ پاکیزہ دین و پاکیزہ
دل صوم صلوۃ کے پابند۔ قال اللہ و قال الرسول کے کاربند۔ رات دن عبادت الٰہی مین
مصروف تلاوۃ قرآن و وظائف و اذکار مین مشغول رہتے تہے۔

خوش مزاج۔ و خوش خلق ہر ایک سے نہایت کسر نفسی سے ملتے تہے۔ نیک سیرت پاکیزہ
صورت تہے۔ حلیم الطبع سلیم الوضع استقلالی و وضع داری مین بے بدل زمانہ بدلجائے
مگر وہ اپنی وضع سے نہین بدلین گے۔ ہزار آفتین و گردشین ہر پر آجائین وہ استقلال سے
ذرا نہین ہٹین گے۔ آپ متوکل و قانع تہے۔ کسی سے خواہان نہین ہوے۔ کیا امیر کیا فقیر
آپکو کسی سے پروا نہین تہی۔ عزلت گزین تہے۔ گہر سے باہر نہین جاتے تہے۔ فقیر مؤلف
کے اُستاد ہین اوائل مین کتب فارسیہ اور ابتدائی عربیہ آپ سے پڑہین اور مجکو آپ ہی کی فیض
صحبت کی برکت سے طالب علمی کا شوق ہوا۔ اولاً آپ ہی کی ترغیب سے بمبئی گیا اور

اور تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوا ایک مدت مین تکمیل کتب سے مشرف ہوا۔ مین آپکی توجہ وعنایت کا مشکور رہون۔ آپ حیدرآباد دکن محلہ مستعد پورہ مین سکونت پذیر تھے

آپکی رحلت کی کیفیت

آپکا خاتمہ بخیر ہوا۔ اُن کے اعمال و افعال اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ وہ بہشت برین مین داخل ہوئے ہون گے۔ آپکو تین روز تک سکرات کی شدت رہی۔ تیسرے دن اعزہ واقارب آپکے گرد جمع تھے۔ آپنے حاضرین سے پوچھا اسوقت کیا وقت ہے۔ حاضرین نے جوابدیا کہ ظہر کا وقت ہے۔ آپ سنتے ہی اُٹھہ کھڑے ہوئے قریب تھا کہ زمین پر گرین حاضرین نے آپکو تھاما۔ اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین۔ فرمایا ظہر کی نماز ادا کرنا چاہتا ہون بعدازان آپ فرش پر بیٹھہ گئے۔ تکیہ پر تیمم کیا بسمت قبلہ متوجہ ہوکے تکبیر تحریمہ شروع کی سورۂ فاتحہ وضم سورہ سے فارغ ہوکے رکوع کرکے سجدہ مین سر زمین پر رکھا۔ فوراً حالت سجدہ مین آپکی روح نے جسم عنصری سے عالم بقا کو پرواز کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاضرین نے آہ وزاری کی اور مرحوم کی رحلت پر افسوس وحسرت ظاہر کیا بعدازان تجہیز وتکفین کرکے آپکو کمر کی گلبند کے قریب دہول پیٹہ مین دفن کیا۔ یہہ واقعہ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ ہجری مین واقع ہوا۔

آپ کی عمر تقریباً اسی سال سے متجاوز تہی۔ آپکی باقیات الصالحات سے تین دختر نیک اختر مین تینون کی شادیان آپکی زندگی مین ہوگئی تہین۔ سرکار عالی نظام کے اتیازی منصبدارون کے صیغہ مین ملازم تہے۔ ساٹھہ روپئے وظیفہ پاتے تہے۔ مرحوم کی بیوی صاحبہ کوشش کر رہے ہے کہ مرحوم کی تنخواہ اون کے نام پر منتقل ہوے ابتک فیصلہ نہین ہوا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے خدا اُنکو کامیاب کرے۔ آپکا ذاتی مکان مستعد پورہ مین ہے۔

آپکے جسقدر اشعار میرے پاس تھے۔ وہ تمام موسی ندی کی طغیانی مین تلف و برباد ہوگئے۔ اسوجہ سے صرف حال پر اکتفا کیا گیا اگر ملجائینگے تو آیندہ ضمیمہ مین لکھونگا۔

شفیق لچھمی نرائن اورنگ آبادی

شفیق تخلص۔ قوم کہتری کپور سے ہے۔ اورنگ آبادی المولد۔ آپکے جد بزرگوار ہمراہ سپاہ عالمگیری لشکر کے ہمراہ لاہور سے دکن مین آئے۔ اور اورنگ آباد مین متوطن ہوئے۔ نوکر پیشہ تھے۔ زندگی بصیغۂ نوکری بسر کرتے تھے۔ صاحب اولاد ہوئے۔ اُنکا متوسط فرزند رائے منسا رام تھا۔ جب منسا رام دس برس کا ہوا جد مذکور فوت ہوا انہیں مذکور لالہ جسونت رائے ہم قوم کے سایۂ عنایت مین رہا لالہ کی سرپرستی مین تعلیم و تربیت پائی۔ نواب آصف جاہ غفران پناہ کے زمانہ مین چھہ صوبجات دکن کا پیشکار رہا۔ چالیس برس تک خدمت مفوضہ پر مامور رہا۔ امانت و دیانت سے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ جناب آزاد نے نواب صمصام الدولہ بہادر مرحوم سے سفارش کرکے منصب سے سرفراز کرایا۔ اور دکن کے بخشی الممالک کی پیشکاری پر بھی مامور۔ منسا رام دونون خدمتون کو عمدہ طرح سے ادا کرتا تھا۔ محنتی و جفاکش تھا۔ مالک کی تابعداری مین سر مو فرق نہین کرتا تھا۔ رسالہ آصفی نام کا ایک رسالہ مختصر لکھا ہے۔ اسمین مغفرت مآب آصفجاہ اول کی تعریف اور اُن کے عہد کے قوانین لکھے۔ رسالہ مذکور مطبوع ہو چکا ہے۔ اور ایک دکن کا گوشوارہ بھی لکھا ہے۔ پس دوم صفر ۱۱۵۸ھ ہجری مین شفیق صاحب ترجمہ کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابتدا تمیز سے حضرت میر غلام علی آزاد کے خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ آزاد کی توجہ سے صاحب استعداد ہوا۔ سفید و سیاہ سے واقف نواب

صمصام الدولہ کے زمانہ مین منصب و خطاب دولی چند سے سرفراز ہوا۔ اور آزاد بلگرامی شفیق کے حال پر نظر شفقت و محبت رکہتے تہے۔ چنانچہ خود شفیق حضرت آزاد کی شان مین لکہتا ہے ؎

لامکان است مقام آزاد	فوق عرش است خرام آزاد
سبحہ گردان ز کواکب ہر شب	فلک رہبرست بنام آزاد
خرمن ہستی اعدا سوزد	برق رخشان حسام آزاد
در گلستان جہان ہر گل و خار	مورد رحمت عالم آزاد
جدا و ساقی کوثر باشد	آب خضر است بجام آزاد
گل شود گوش ہمہ تن بچمن	کہ برد باد پیام آزاد
پیش آئینہ ضمیر آن طوطی	میکند وصف کلام آزاد
اے خداوند جہان بادمدام	ساغر عیش بکام آزاد
صاحب ہر دو جہانست شفیق	ہر کہ گردید غلام آزاد

ابتدا مین شفیق کم کم کلام موزون کرنے لگا۔ اور کلام مین تخلص صاحب کرتا تہا۔ جب آزاد اس تخلص سے واقف ہوئے تو اسکو سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین شفیق تخلص عطا فرمایا اور آپنے فرمایا کہ میر محمد مسیح صاحب تخلص فارسی مین ایک شاعر گذرا ہے۔ چونکہ شفیق ہندی و فارسی دونون زبان مین کہتا ہے۔ زبان ریختہ مین تخلص صاحب بحال رکہا۔ اور فارسی مین شفیق۔ تاریخ مرحمت تخلص ؎

حضرت فیض بخش آزاد	کردند مرا تخلص انعام
گفتم تاریخ این عنایت	امداد شفیق شد مرا نام

شفیق صاحب ترجمہ آزاد کے ارشد تلامذہ سے ہے۔ شاعری و سخن سنجی و تاریخ نویسی و تالیف مین فرد کامل تہا۔ اُسکے نتائج طبع نہایت صاف و شستہ و شگفتہ و برجستہ ہوتے ہین پرگو ہے آپکا دیوان فارسی و اردو ضخیم ہین۔ ابہی تک مطبوع نہین ہوئے ہین گل امر مرہون باوقاتہا کے انتظار مین گوشہ گمنامی مین پڑے ہین۔ فقیر نے اکثر تذکرون مین اُن کے اشعار چیدہ چیدہ دیکہے ہین۔ انہین منتخبہ سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون آپ کی تالیفات سے۔ مآثر آصفی۔ و مآثر حیدری۔ و تذکرہ گل رعنا۔ و تذکرہ شام غریبان و بساط الغنائم۔ و مرآت الہند۔ و نخلستان۔ و تذکرہ گرو بانانک۔ و چمنستان شعرا وغیرہا ہین۔ تذکرہ نویسی مین میر غلام علی آزاد کے قدم بقدم چلتا ہے۔ جو کچھہ لکہتا ہے نہایت تحقیق کے ساتہہ لکہتا ہے جس شخص یا جس چیز کی حالت اگر لکہتا ہے تو پورا پورا اسکا ما لہ و ما علیہ صاف صاف بیان کردیتا ہے شفیق کو یہہ لیاقت آزاد کی توجہ و عنایت کی بدولت حاصل ہوئی تہی۔ ورنہ گرچہ آزاد کے اکثر تلامذہ صاحب تالیف ہین لیکن شفیق ارشد تلامذہ سے ہے۔

من اشعارہ الفارسی

مصرع ابروے او بسم اللہ عنوان ما
بسکہ از گفتار ما ریزند یاران رنگہا
بردل ما التفاتی ہست چشم یار را
چشم او بر ما نگاہے گرندارد غیبت
گر خود آرائی ہوس داری شنو عرض شفیق
تعالی اللہ چہ دولت شد میسر ناگہان امشب

ولہ

مصحف رخسارہ او دین ما ایمان ما
گردہ صورت گران شد صفحۂ دیوان ما
الفتی بسیار با مینا بود میخوار را
می شود پرہیز لازم مردم بیمار را
اندکے تحریف باید چہرۂ گلنار را
کہ آمد بر سر بالین من آن جان جان امشب

ہم آغوش شد بجانان طالع بیدار نازم
اگر در خواب نوشین است چشم آسمان امشب

غنچہ ناشگفتہ و طفل گلعذارم برگشت
صد گریبان پارہ شد دامن شہسوارم برگشت

گریہ می آید مرا بر حال خود در فصل گل
گشت آب فتنام در جو نگارم برگشت

ہر کسے را میرسد نوبت بدور آسیا
برمراد خاطر من روزگارم برگشت

چہ ستمہا بدل از چشم سیہ مست تو رفت
شیشۂ تحفۂ افسوس کہ از دست تو رفت

شکست توبہ مارا بہار شد باعث
ہزار بار نوائے ہزار شد باعث

خدا گواہ کہ می را لب نیالودم
برائے مستی من چشم یار شد باعث

شعلہ۔ میر کاظم علیخان دہلوی

شعلہ تخلص۔ میر کاظم علیخان نام۔ آپ میر احمد علیخان شہید دہلوی کے فرزند رشید ہین۔ آپکے بزرگان سلف شرفا و امرا کے زمرہ سے تھے۔ چنانچہ مؤلف فقیر نے خاندانی شرافت حسبی و نسبی کا ذکر شہید کے ترجمہ مین پورا بیان کر دیا ہے۔ اب یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ صاحب ترجمہ کا ذاتی حال لکھتا ہون۔ آپکی ولادت ۸ تاریخ شہر رجب ۱۲۵۲؁ ہجری مین واقع ہوئی۔ مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی نشو و نما بھی یہان کی آب ہوا مین ہوئی۔ مدرسہ دارالعلوم مین پانچ چھہ سال تک تعلیم پائی۔ کتب درسیہ متداولہ فارسی عربی سے فراغت حاصل کی۔ امتحان دیگر مدرسہ سے لیاقت نامہ و سند کامل ہدست کی۔ علاوہ فارسی عربی بقدر ضرورت انگریزی بھی پڑھ لی۔ آپکی طبیعت فطرۃً شعلۂ جوالہ کی طرح ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تھی۔ تحریر و تقریر کے دریا مین موجزن ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مین موروثی شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی۔ ذاتی استعداد

ولیاقت خداداد سے کلام موزون کرنے لگے۔ اور والد یا جد سے اصلاح لینے لگے۔ والد کی اصلاح سے روز بروز کلام کی خوبی بڑہنے لگی۔ چند ہی ایام کی مشق و اصلاح مین کلام سنجیدہ وپسندیدہ ہوگیا۔ پس آپ شعرا کے مشاعرے مین جانے لگے۔ معاصرین کے ہمطرح وہم سنگ ہوئے۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے مملو ہوتا ہے۔ اور صنایع وبدایع لفظی ومعنوی مین ڈوبا ہوا۔ فارسی وار دو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے ماہر وکامل تھے۔ کلام سے اہل زبان کی شان دکھلائی دیتی ہے۔ آپ باوجود ملازمت سرکاری طلبہ کو درس و تدریس سے بہی مستفید فرماتے تھے۔ اکثر طلبہ و نوآموز شعرا آپکی خدمت مین استفادہ کرتے تھے۔ آپ اساتذہ جہاندیدہ مین شمار کئے جاتے تھے۔ آپ عدالتی امور مین بہی نہایت ہی لائق وفائق تھے۔ متعدد محکمون مین حکام بالادست کی زیر دستی مین کام کرتے رہے۔ حکام نے وقتاً فوقتاً آپکے انتظام وخوبی کام کی بابت خوشی کا اظہار کیا ہے۔ مولوی نصیر الدین خان خورجوی ناظم عدالت فوجداری نے اپنے مولفہ تاریخ دکن مین آپکی کارگزاری تجربہ کاری وہوشیاری کی بہت تعریف لکہی ہے۔ مدۃ العمر آپ سرکاری خدمات کو امانت ودیانت کے ساتہہ ادا کرتے رہے۔ نیک محض وخدا ترس تھے۔ وضعداری وملنساری کے پابند تھے۔ طلبہ کے ساتہہ ہمدردی سبقاً وطبقاً فرماتے تھے۔ فقیر مولف کو آپ سے شناسائی تہی۔ بعض محافل مین کبہی کبہی باہم ملاقات ہوجاتی تہی۔ آخر آپنے بتاریخ ۲۰ ماہ جمادی الاخری ۱۳۱۸ھ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے باقیات صالحات سے دو خلف الصدق ہین ایک حکیم سید نواز ش علی صاحب متخلص بہ لمعہ دوسرے حکیم سید نذر علی صاحب

المتخلص بہ رعد ہیں۔ ماشاء اللہ دونوں ہی بمصداق الولد سر لابیہ لائق و فائق ناظم و ناثر ہیں اللہم سلمہما اللہ بالخیر والعافیہ۔ اب میں شعلہ صاحب مرحوم کے چند اشعار فارسی و ہندی بطور نمونہ گزارش کرتا ہوں۔

من اشعاره الفارسی

در گلشن عشق است چو بلبل وطن ما — خرم چو بہشت است بہار چمن ما

خون در دل یاقوت بود از لب لعلش — زانست کہ رنگین شدہ شیرین سخن ما

بہار آمد بیا ساقی در میخانہ را بگشا — بزن مستانہ ساغرہا و مہر شیشہ ہا بگشا

نہان تا کے بماند شمع اندر پردہ فانوس — نقاب از چہرہ ات اے شعلہ رو بہر خدا بگشا

آنکہ بخشید بتو حسن خود آرائی را — او عطا کرد بمن صبر و شکیبائی را

اسم حق ورد کن ای دل کہ ہمہ ذکر کنند — صبحگاہان بنگر طائر صحرائی را

سید ہاشمی و منبع جود و کرمی — نبی مکی و امی و شفیع الامی

نظر لطف شہا بر من مسکین فرمائے — کہ منم ذرہ بیتاب تو مہر کرمی

چند اشان براقت کہ ز نہ چرخ گذشت — مرحبا شاہسوار عربی و عجمی

سائلے از حرم پاک تو محروم نگشت — بارک اللہ چہ کریمی و چہ عالی ہممی

زان سبب آمدہ در شان تو لولاک لما — کہ تو بر جملہ رسل اکرمی و محترمی

ہستند از پرتو انوار تو عالم روشن — آفتاب رسل و معنی لوح و قلمی

چند اشان رفعت کہ رسیدی تا عرش — شب معراج ز اعجاز زیادہ ز کمی

مہر دارم در دلے دارم و بس رنجورم — دارو ئے درد عطا کن کہ تو باب حکمی

کن عطا خدمت جاروب آن روضہ پاک — یا حبیب الصمدی انت ولی النعمی

گر وصل بھی ہو جاتا اکبار تو کیا ہوتا
دامن مجھے قاتل کا دامان قضا ہوتا

دامن کش قاتل گر خون شہید ہوتا
یون قتل پر آمادہ ظالم نہوا ہوتا

وہ شوق شہادت ہے سو بار اگر مرتا
قاتل ہی کے جانب کو لاشہ بھی پہرا ہوتا

کیون رشتہ محبت کا توڑا ہی عبث ظالم
یون قتل کیا ہوتا کچھہ تسمہ لگا ہوتا

پائی نہ شہادت جب دعوی ہے دیت کا کب
گر خون بہا ہوتا تب خون بہا ہوتا

اے ابر کرم گر تو رحمت سے برس جاتا
بہشت غبار اپنا ہرگز نہ اڑا ہوتا

گر قلقل مینا کو مجھکو نہ سنایا تھا
تربت پہ مری ظالم اک پھول تو توڑا ہوتا

اس شکل بدلنے پر عشق کے آجاتی
تصویر مین بھی رخ سے گر رنگ اڑا ہوتا

سننے کہ نہ سنتے وہ کہنا تھا ہمین لازم
آتے کہ نہ آتے وہ شکوہ تو کیا ہوتا

اُس شعلہ بہبوکہ کی تشکو جو کہلین رنگین
سورہ کو و خان کی دم بشعلہ کیا ہوتا

شہیدی - مرزا شہید قمی

شہیدی تخلص - مرزا شہید نام - آپکا وطن اصلی شہر قم ہے - جامع علوم و فنون تھا - فن شاعری مین استاد کامل - میدان سخن سنجی مین اقران و امثال پر سبقت کرتا تھا - اپنے مقابلہ مین کسی شاعر کو ہم سنگ و ہم پلہ نہین سمجھتا تھا - اپنی شاعری و شگفتگی سے کلام پر نازان رہتا تھا . سلطان یعقوب والی تبریز کا مقرب و مصاحب تھا . سلطان اسکی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا - بادشاہ کی قدردانی سے ملک الشعرا خطاب سے مخاطب تھا . معاصرین اُسکے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کو دیکھہ کے رشک و حسد کرتے تھے . لیکن بادشاہ کی عنایت و توجہ کے سبب اُسکو کچھہ ضرر

نہین پہنچا سکتے تھے ۔ ہمیشہ قابو جو رہتے تھے ۔ بادشاہ کے فوت ہوتے ہی حاسدین کے وجہ سے وہان قیام دشوار ہوگیا بامر لاچاری ہند کا سفر اختیار کیا ۔ تبریز سے اوّلاً گجرات مین آیا ۔ چند روز وہان قیام کرکے اسمعیل عادل شاہ کے عہد مین شہر بیجاپور مین پہنچا عادل شاہ نے اسکی نہایت خاطر و مدارات کی اور مقربین کے زمرہ مین شریک فرمایا تا بزندگی بیجاپور مین عیش و آرام کے ساتھہ بسر کرتا رہا ۔ تقریباً صد سالہ عمر ہوکے فوت ہوا ۔ فرشتہ و گل غرائب کے مولف تمنّا کے قول سے ۹۳۶ سنہ ہجری مین فوت ہوکے بیجاپور کی زمین مین مدفون ہوا ۔ محمد عارف بقائی نے لکھا کہ اسکی وفات ۹۳۵ سنہ ہجری مین واقع ہوئی ۔ اور ملا قاطعی نے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ اسکا مدفن سرکہیج گجرات ہے ۔ فقیر مولف کے نزدیک فرشتہ و گل غرائب کا قول وسنہ وفات و مدفن کی بابت صحیح ہے ۔ اس لئے کہ دونون مولف دکنی الاصل تھے ۔ انکا لکھنا گویا مشاہدہ ہے اور بقائی و قاطعی کا مدار سماعت پر ہے ۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال ۔ شہیدی صاحب دیوان تہا ۔ اسکا دیوان ضخیم ہے کئے ہزار ابیات پر شامل ہے فقیر مولف کے مطالعہ مین گذرا ہے ۔ کلام بحبستہ و برجستہ ہے ۔ نزاکت و لطافت سے بھرا ہوا ہے ۔ ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے ۔ انہین صاحب ترجمہ کے دیوان سے چند اشعار گذارش کرتا ہون ۔

من اشعارہ الفارسی

بلطوف میکند ہا روز بے نوائی ما	سفال چرخ بود کاسہ گدائی ما
چو تاج بر سر ما کو سبوئے بادہ ہمین	کسے کہ طعنہ زند بر برہنہ پائی ما
نثار سر خم بدست بادہ فروش	شکست شیشۂ تقوی و پارسائی ما
بیک قدح کہ کشیدیم صبح مخموری	ہم اندرون و برون شستنے صفائی ما

بآب تلخ چو ما آشنا مباد کسے ‌ ‌ کہ رو بقعر فنا دارد آشنائی ما
نہفتہ بزم غم ما ز چشم تیرہ دلان ‌ ‌ توان مشاہدہ کردن بروشنائی ما
شہیدی ز نظر فروشش دور مرو ‌ ‌ کہ او ز قید خودی میدہد رہائی ما

ولہ

زاشک لالہ گون تا چند در خون افکنم خود را ‌ ‌ نمیدانم کہ چون زین ورطہ بیرون کنم خود را
خیال چشم جادویش چنانم ساخت دیوانہ ‌ ‌ کہ خواہم از سر کوئے بہامون افکنم خود را
اگر بر تربت مجنون مرا روزی گذار افتد ‌ ‌ درم پیراہن و بر خاک مجنون افکنم خود را

ولہ

خوش آن سوار کزو شد بلند پستی ما ‌ ‌ بتازیانہ فشاند گرد ہستی ما
ز دست چرخ ربایم بہ ساغر خورشید ‌ ‌ بود بدولت عشق این دراز دستی ما
تہی نگشت دمے کاسہ سر از می عشق ‌ ‌ ز سر چگونہ رود مستی الستی ما
چنان ز شوق تو سرمست و پیرہن چاکم ‌ ‌ کہ محتسب بغلط می فتد ز مستی ما
یکے مشاہدہ کن اے شہیدی آن بت را ‌ ‌ بشوئے صفحہ انکار بت پرستی ما

ولہ

بہیچ سر لایق نباشد بند فتراک ترا ‌ ‌ چون کسے آلودہ سازد دامن پاک ترا
باغبانا غم مخور وز خشک سال آزاد باش ‌ ‌ می پرستان پرورند از چشم تر تاک ترا
یار اگر یابد شہیدی بر سر خاکت قدم ‌ ‌ گو منہ شمع و چراغے ہیچکس خاک ترا

ولہ

بیا اے عشق و آتش زن دل افسردہ ما را ‌ ‌ بنور خویش روشن کن چراغ مردہ ما را
ملولیم از کدورتہائے مخموری بیا ساقی ‌ ‌ بجامی تازہ گردان چہرہ پژمردہ ما را

ولہ

رفتم نگشت باغ ازان نازنین جدا ‌ ‌ افتاد گل بخندہ جدا یاسمین جدا
بے لعل یار تیرہ شد چشم روشنم ‌ ‌ مانند خاتمی کہ بود از نگین جدا
تیغ فراق بند ز بندم جدا کند ‌ ‌ از یار خود مباد کسے ہمچنین جدا

پامال رخش کن سرم از خاک بر مدار
می ترسم ای سوار که گردی ز زین جدا

منشین جدا ز یار شهیدی چو عاشقی
صدپاره شو به تیغ وی انگه نشین جدا

وله

داغ بتان چو لاله بود در سرشت ما
ماییت پرست و روسیهی سرنوشت ما

ترسم که زیب تربت ارباب بین کنند
خشت منقشی که فتد از کنشت ما

تخم نشاط از دل ما سبز کی شود
زینسان که پایمال غمت گشت کشت ما

عالم گرفت شور شهیدی و کو بکن
چون نیست بی غم نمکینان سرشت ما

وله

رسیدم اینک آنجا که روزی دیده ام او را
درین منزل بسی برگرد سر گردیده ام او را

مرا باور نشود هر دم بیازی گرچه گویندم
که اکنون رفت ازین ره هر کجا پرسیده ام او را

وله

بر لب آمد جان من ز مهجوری من بیمار را
خون چکان رخساره بنما تشنه دیدار را

وله

صورتی چون روی تو در کارگاه حسن نیست
ای پری چند انکه می بینیم روی کار را

وله

از تو من دور و دل از تیغ غمت چاک آنجا
بی تو من خون خورم اینجا دل غمناک را

جای پاکان بود آن کوی از آن بیم دارم
چشم پاک و دل چاک و نظر پاک آنجا

وله

ما گنهگار و ز یاری نرسد یاری ما
خلق محشر همه حیران سیه کاری ما

گرچه از جرم گناهیم گرانبار آنجا
کوه بر باد رود چیست گرانباری ما

ناامید از کرم دوست شهیدی مشوی
بشگفاند گل امید جگرخواری ما

وله

عکس رخش در جام می دیدم کشیدم جام را
خوردم بروی دوست می از می گرفتم کام را

وله

صد عیب اگر می را بود بس باشد این یک هنر
کو میدهد رنگ گل رخساره گلفام را

وله

هر چند بتوانی چو گل پوشی رخ گلرنگ را
مکشا بروی هر کسی آن چشم شوخ و شنگ را

از غمزه میزنی وز خنده لب را میگزی
در یکزمان کس چون کند هم صلح را هم جنگ را

دامن پاکت زمی گشت نمناک از کجا | در گریبان تو افتاد دست این چاک از کجا
خاک بر سر کرده سرجا داد خواهی بنگرم | میمرم از غیرت که بر سر کرده این خاک از کجا

وله

در چمن آن دست نازک سوی شاخ گل مبر | ترسم آزاری رساند کز گل چیدن ترا
ریختی خون شهیدی چند مردم میکشی | عاقبت خواهد خونی پای نغزیدن ترا

وله

عزت عشق چون بود خواری خویش است هم | برده سلطنت نگر بندگی ایاز را
ناز ترا بجان خرند ای پری بر همه کس چه افکنی | سر بدبند شاه من بر همه صید باز را

وله

نهادم سر براه عشق و کردم قطع منزلها | ز سر بگذشتم آسان ساختم بر خویش مشکلها
سر دگر خوشه خوشه شعله آتش برون آید | بخاک کوی خوبان بس که شد دانهٔ دلها

وله

چشمت به تیر غمزه دل و جان من نواخت | خوش باد وقت مردم مسکین نواز را
خوشخویی شو که بیشتر از خوی نیک بود | چندین قبول خاطر محمود ایاز را
برهمن که سجدهٔ صنمی میکنم مخند | آگه نهٔ حقیقت عشق مجاز را
در باخت هرچه داشت شهید از ره عشق | سرمایه درد و داغ تو بس پاکباز را

وله

بشام عید کنم ساغر شراب طلب | طلب کنند همه مه من آفتاب طلب
هلال عید کنم کنج نامه که آن | کنند گنج می از خانه خراب طلب

وله

کمتر از پروانه نتوان بود در جان باختن | گر نه هوای آتشین خسارهٔ خود پاک سوخت
فارغست از دوزخ و گر ای روز رستخیز | هر ماهی هر که در غمخانهٔ افلاک سوخت
صحرا خوش است و باغ خوش است و چمن خوش است | جامی به جا خورده احمد و بت من خوش است
بس با خموشی که عاشق بیچاره خوش کند | دشنام خوش است لیکن [illegible]

وله

ز خواب نازه چو آن مه نازنین برخاست | علمی شهید [illegible] ز زمین [illegible] خاست

ز بوم لاله رخان چند عرق خون خیزم ‌ ‌ نشست هرکه باین قوم همچنین برخاست

وله

پی برده ام که منزل جانان من کجاست ‌ ‌ آرامگاه سرو خرامان من کجاست

نا خوانده در رود همه جا همچو آفتاب ‌ ‌ خود رای و سرکش است نفس من کجاست

وله

جواب طعنهٔ نا اهل چیست خاموشی ‌ ‌ فرمان بیهوده کردن دراز کاری نیست

میان خلق شهیدی چه میکنی خانه ‌ ‌ ترا مقام به از گوشهٔ مزاری نیست

وله

ای محتسب مکن همین ورد خوار بحث ‌ ‌ غوغا میار بر سر ما و گزار بحث

پروای بحث دینی و عقبی نباشدم ‌ ‌ آنجا که حیرتست نیاید بکار بحث

وله

گر بوسه خواستم ز تو شیرین دهن مرنج ‌ ‌ معذور دار عاشق و هستم ز من مرنج

رنجه بار پیرهن ای تازه گل مشو ‌ ‌ پوشند زغیر چون تنت از پیرهن مرنج

وله

کلید میکده را یافتم بوقت صباح ‌ ‌ بر آمد از دل من بیخبر که یا فتاح

قدم نهادم و میخانه را گشادم در ‌ ‌ در آمد پی من هزار اهل صلاح

وله

من دوزخی ز سوز جگر تو بهشتی ‌ ‌ مشکل نهم بروی تو مالم زیاده رخ

از خون دیده روی شهیدی منقش است ‌ ‌ ماه وا ماند از رخت ای ترک ساده رخ

وله

خرم کسی که در چمن لاله میرود ‌ ‌ می دیگری گرفت ز دنباله میرود

از مدرسه بمیکده هر شب که میروم ‌ ‌ در کار می وظیفه یکساله میرود

وله

فغان که میگذرد سوی ما نمی بیند ‌ ‌ کشید سرمه بگو از حیا نمی بیند

بسر خروی بیگانگان نظر دارد ‌ ‌ سیاه روی یک آشنا نمی بیند

وله

ندارم کس که پیش یار حال زار من گوید ‌ ‌ غم تنهائی و درد دل افگار من گوید

بتلخی جان شیرین میکنم شیرین زبانی کو ‌ ‌ که بی رنجاندن خاطر شیرین کار من گوید

میروی ای شاه خوبان جانب شهر وزیر — وله — میکنی خوارزم را بی جرم زندان بر فقیر
نیست بازیگوی سر در عشق بازی باختن — کار سربازان میدان بلا آسان مگیر
ز غم گداخت تنم جان ز غم نرسته هنوز — وله — خدنگ آه کشم بی جسته جسته هنوز
بر آستان تو عمرم بنامرادی رفت — در مراد بروی نشست بسته هنوز
خوش آنزمان که مرا همنشین تو باشی و بس — وله — رقیب فتنه بکار است همین تو باشی و بس
چنانکه هست بر افلاک آفتاب یکی — بر اوج حسن بروی زمین تو باشی و بس
سجاده ریا که بود بار اهل هوش — وله — ولال معصیت نیم انداختم ز دوش
پیمانه که ماند شب از وجه خرقه ام — بهر خمار صبح سحر دم بمی فروش
بحال مرغ بستم نامه سر دادم سوی یارش — وله — گران بارست می ترسم که نگشاید بمنقارش
میسر گر شود بوسم کف پای گل اندامی — بمالم دیده ترسم ز مژه در پا رود خارش
کی از سفال سگانت بما دهند آبی — وله — عوام را نبود بهره ز فیض خواص
غزل سرائی خاصم قبول خاصانست — خوشست نظم شهیدی که نیست خالص الخواص
خوش آنکه من بسفال سگت بریزم خون — وله — بمن شراب بستی برون ز خانه عوض
برفت مرغ دلم بار پس نمی آید — درین خرابه از و ماند آشیانه عوض
تا بیفتند را ز عشقش در زبان اینان — وله — خبری از من بهرزه چون حلقه افتاده در
شد شهیدی سربلند از دولت نظم بلند — بیست کی گردد اگر گوید کسی نظم بدی
سفر گزیدم و کردم هر که بود وداع — وله — شنیدم منتهیه طوق رکاب دشمنی جات
هوای خدمت او گر بدارم از سر شوق — چو گرد باد چرا او میروم بسمت
چو رد باکش بلا و طعنه دشمن بلا — وله — بهر سر من عنایت نیابد بسر نه

بی بلا هرگز نیم گر از بلای نیکوان ‌ ‌ درکشم دامن رساند روز از هر طرف

وله

گفتی که بهترست ترا مرگ یا فراق ‌ ‌ کارم اگر بمرگ فتد به که با فراق

شد روشنم که داغ جدائی چه بوده است ‌ ‌ تا جان من بسوخت جدا دل جدا فراق

وله

عاشق زروی شاهدم هیچو زدم ساغر بسنگ ‌ ‌ چهره زرد از عشق نیکوتر که از می لاله رنگ

این غزل مطرب بهر مجلس که مستانه خواند ‌ ‌ شد شهیدی سرخ روی دل سیه آمد بجنگ

وله

عجب دارم ز استغنای این ترک ‌ ‌ که می آید چنین هیچ است در دل

ز غیرت خون آن ساغر خورم من ‌ ‌ که عکس آن رخش پیداست در دل

وله

بی تو هر شب خون دل از چشم خونبار آورم ‌ ‌ گر نیاز و سر نهم گرد و بدیوار آورم

گر بگویم درد خود با کوه بی آن سنگدل ‌ ‌ کوه را از درد دل با خود از شب تار آورم

وله

چو ابر من بهوای تو از جهان رفتم ‌ ‌ گلی نچیدم و گریان ز گلستان رفتم

منم شهیدی و باشم علم بروز جزا ‌ ‌ ز چشم خلق چه نقصان اگر نهان رفتم

وله

آزرده ز طعنهٔ مردم برای من ‌ ‌ خوبی تو بلای تو هم شد چه جای من

دامن بکش ز صحبت بیگانگان عشق ‌ ‌ تا آشنا کجا تو کجا آشنای من

وله

وحشی غزال من بکسی آشنا مشو ‌ ‌ ترسم که صید کس شوی از من جدا مشو

بگسل ز ما بغیر مشو رام شرم دار ‌ ‌ یکبارگی باهل وفا بی وفا مشو

آهسته ز خانه بناز ار در میا ‌ ‌ بالا بلند من همه کس را بلا مشو

تا چند بر شهیدی مسکین جفا کنی ‌ ‌ یکره ترحمی همه جور و جفا مشو

وله

غرق عرق شده رخ چون آفتاب تو ‌ ‌ طوفان حسن همه عالم خراب تو

پاکان کشند بادهٔ حسنت بجام جم ‌ ‌ آلوده را خبر نبود از شراب تو

پرسی ز من که بیدل و شیدا چرا شدی — اغیار حاضرند چه گویم جواب تو
گر در دل تو عشق شهیدی اثر کرد — وقت نظاره چیست همه اضطراب تو

وله

تنی داریم در بارِ شکسته — ولی در زیر دیوارِ شکسته
زبان دل شهیدی او فتاده — رسن بگسسته و داری شکسته

وله

تا کی باشم بداغ انتظاری سوخته — مانده چون خاکستری بر رهگذاری سوخته
اهل ناموس از کجا و بهرهٔ عشق از کجا — عشق هر جا خرمن بی اعتباری سوخته

وله

مرا بغیر دیار حبیب ماوا نه — غریب جائی و آنجا غریب را خانه
براه کعبه وصلت بقطع یک منزل — ز پا فتادم و منزل هنوز پیدا نه

وله

منم رسوای شهری گشته دست از آبرو شسته — همی زخرقهٔ رنگ تقوی به تقوی فرو شسته
گرفته گشتی و مستغرق دریا کسی گشته — بپای خم فتاده دست از جام و سبو شسته

وله

نگوئی از غرور حسن با من یک سخن روزی — بروز بد گرفتارم بپرس احوال من روزی
چو افتد در غریبی نامرادی از دیار من — نگو نشناسم او را چون بنوعی دم ز وطن روزی
بکام دل همه جا باده بی حجاب خوری — چه وقت تست که با هر کسی شراب خوری
خمار شرب مبادا که درد سر بدهت — از این شراب که در عالم شباب خوری
گذر به یاری من آمده خبر میداشتی — جانب افتاده گاهی گذر میداشتی
خوش آن ساعت که میرم بر بالین من نشستی — زبانم رفته از کار و تو با من در سخن باشی
نگیری پای تابوت مرا خود در زنجانی — که من باشم گران از درد تو نازک بدن باشی
مرا در بزم خود ره دادی و باز هم بدر کردی — بهر یک جام می صد کاسه خونم در جگر کردی
براهم هر قدم صد خار غم بی گل خو فشاندی — چرا از ره مرا بردی با خود هم سفر کردی

من رباعیاته

رباعی

ای با تو درست عهد و پیمان دلم　　وانع طلب وصل تو درمان دلم
آسوده چگونه با مدامن چشم　　آلوده بلای چشم دامان دلم

رباعی

عشاق دل از دو کون آزاده کنند　　تا آینهٔ رخ یکی ساده کنند
آلوده و ستم ازان سحر و تیم　　در ساغر آلوده کجا باده کنند

رباعی

جست و جو کرد سنگ پاره ز من　　یک ذره کاتی بملک اسکندر
دست سوی آزار برد و گرفت　　چیزی از سنگ پاره محکم تر

رباعی

مردی چه بود خاک را افتادن　　پا بر سر دنیای خود بنهادن
ملک دو جهان بجته نگرفتن　　خود را دادن بآنچه باید دادن

من مراثیه

صافی دلان که جام محبت کشیده اند　　زهر فنا چشیده و تلخی ندیده اند
چیدند ز باغ میوه که بخت است باغبان　　وا مانده ماز خامی و آسان رسیده اند
بنما بجای ما همه تا بنگری نشان　　پنهان ز دیده باشد چون نور دیده اند
دشوار نیست مردن ارباب انقطاع　　آسان ز جان برند که در تن بریده اند
گشته بباغ صورت و بیرون شده ز باغ　　برگ هوس ز هیچ نهالی نچیده اند
جا ساخته ز راه تصرف بهر سی　　خود گفته اند راز دل و خود شنیده اند
بر اوج عرش بال زند مرغ روح شان　　تن مانده بر زمین خور زمین آرمیده اند

دریای علم حضرت جامی جهان عشق
تن را گذاشت رفت سوی آشیان عشق

شایان - محمد اسلم خان

شایان تخلص - محمد اسلم خان نام - آپ علی محمد خان ناعط کے فرزند ہین آپ کی
ولادت بلدۂ محمد پور عرف ارکاٹ مین ہوئی - نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے زمانہ مین
کتب درسیۂ فارسیہ اپنے والد ماجد محمد جیناسے تمام کین - فارغ التحصیل ہو کے مدراس مین
وارد ہوئے - مولوی سید شاہ عبد القادر مہربان مخرجی مولوی محمد باقر آگاہ کی خدمت
مین کتب عربیہ ابتدا سے انتہا تک ختم کین - عربی مین بھی کامل ہوئے - نواب امیر الامرا
بہادر کے میر منشی ہوئے - فارسی مین عبارت چست و درست با محاورہ مثل اہل زبان
لکھتے تھے - تحریر مین ظہوری طغرا کا طرز اختیار فرماتے تھے - آپکا ہر ایک فقرہ
برجستہ و شائستہ اور ہر ایک جملہ شگفتہ و شستہ ہوتا تھا - امیر الامرا آپکی عبارت
شیرین کو دیکھہ بہت محظوظ ہوتے تھے - اور آپکی لیاقت کی تعریف فرماتے تھے
آپ نواب صاحب کی زندگی تک میر منشی گری کی خدمت پر مامور رہے - نواب کی
رحلت کے بعد مختلف خدمات مثلاً باغات کی داروغگی اور دار الضرب کی امینی
و جاگیرات نیاز حرمین شریفین کی تحصیلداری پر مامور ہوتے رہے - ہر ایک خدمت
مفوضہ کو امانت و دیانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے - حکام بالا دست آپکے
کام سے بہت خوش ہوتے تھے - آپ حکام کی تابعداری سے سر مو فرق نہین کرتے تھے
آپ موزون الطبع تھے - شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تھے - جو کچھہ موزون
فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا - صاحب التالیف و التصنیف بھی تھے - متعدد رسائل
لکھے ہین - مسائل التعلیم شرح منہج التقویم و شرح فارسی منہاج و مثنوی گداز دل

و مثنوی ظفرنامہ و وقایع حیدری و عین المصادر و گلدستہ مناقب وغیرہا۔ اور آپکا دیوان غزلیات و قصائد پر شامل ہے۔ آخر آپ ۱۲۳۴ھ ہجری مین واصل حق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ

آفتابیست کہ از شام قیامت پیداست		یعنے آن عارض تابان بخم گیسو ہا
نو بہار گلشن عشق تو تا افروخت شمع	ولہ	سوخت یکجا بلبل و یکسو پر پروانہا
خط موج ست انگشت تحیر بر لب ساغر	ولہ	ندانم گردش چشم کہ حیران سکندر را
چشم او از بسکہ داد مستی می دادہ است		بجام محو بیخودی و سجدہ مینا کردہ است
خندہ برق جنون دیدن پنہان کسے		فتنہ وام پری سایہ مژگان کسے
اشک دریا دل شایان سر طوفان دارد		کمند چشم ترش ہمت دامان کسے

شائق۔ غلام محی الدین

شائق تخلص۔ غلام محی الدین نام۔ شائق علیخان خطاب ہے۔ آپ شاہ احمد انور اﷲ قادری کے فرزند ہین۔ آپکے نسب کا سلسلہ تین واسطہ سے جناب مولوی محمد حسین شہید المعروف بامام صاحب مدراس سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے خاندان مین اکثر بزرگان روشن ضمیر گذرے ہین۔ آپکا اصلی وطن بیدر ہے۔ آپکے جد و پدر کا مولد قصبہ اُدگیر ہے آپکا بھی مسقط الراس قصبہ مذکور ہے۔ آپکی ولادت ۱۲۰۲ھ ہجری مین واقع ہوئی ایام طفلگی مین والد ماجد کے ہمراہ کالستری مین آئے اور وہان سکونت اختیار کرکے مدراس مین پہنچے۔ علمائے عصر کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ ختم کرکے فضیلت کی سند

حاصل کی۔ اور کتب فارسیہ مولوی محمد باقر آگاہ و مولوی سید خیر الدین فائق سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین مرزا علی بخت اظفری و میر شاہ حسین حقیقت سے مشق کرتے تھے۔ آپکا کلام سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا ہے۔ معاصرین پر بڑھ گئے۔ اور آپ انشا پردازی مین ظہوری و طغرا کے ہم سنگ تھے بدیہہ گوئی مین ضرب المثل تھے۔ ایکدو ساعت مین قصائد موزون کردیتے تھے۔ چنانچہ حسب الحکم نواب والا جاہ تیرہ روز مین (۳۷) غزل نعت مین موزون کردئے۔ نوابصاحب بہت خوش ہوئے۔ آپکے کلام کی داد دہی بیحد تعریف و تحسین کی۔ آپکو اپنے ماموں سید شاہ منصور قادری سے بیعت تھی طریقت مین ثابت قدم و راسخ دم تھے۔ ۱۲۳۳ھ ہجری مین بتقریب شادی اودگیر گئے شادی سے فارغ ہوکے مدراس مین واپس آئے۔ اُسوقت نواب کا آخر عہد تھا تا بزندگی نواب کے ملازمین مین رہے۔ انعام و خطاب مذکورہ سے سرفراز ہوئے۔ حسب الحکم نواب مدرسہ فارسی سرکاری مین ملازم ہوئے۔ شعر و شاعری مین مستغرق رہتے تھے آپکی تصنیف سے ایک دیوان مسمی مرج البحرین و روضہ قدسیان و مثنوی رشک بہشت وغیرہ ہین۔ فارسی و اردو زبان مین کلام موزون فرماتے تھے۔ کلام درست و صاف ہوتا ہے حشو و زوائد سے پاک۔ آخر آپکی رحلت ۱۲۴۹ھ ہجری مین واقع ہوی۔ آپکے بھائی واقف نے رحلت کی تاریخ کہی ھو ھذہ

بیدل عصر حضرت شائق	قدس اللہ السرہ السامی
کام دل جست چون بقرب الہ	کہ جہانست جائے ناکامی

ہاتفم سال رحلتش فرمود
رفتہ ہیہات ہمدم جامی
۱۲ ۴۹

من کلامہ

بوسۂ قند لب یار بسیر مہتاب | سیدہد ذوق دگر چون شکر و شیر مرا

ولہ

صفائے جوہر ذاتم ز چشم تر شود پیدا | برین دعوی دلیل روشن از گوہر شود پیدا

ولہ

عشق عاشق در دل معشوق آخر جا کند | گل گریبان چاک را ز ولائے عندلیب

ولہ

عالمی برگشتہ از سودائے زلف و لب ست | سطرہا کے راست آید چون کجی در مسطر است

ولہ

تنہا بگرفت ملک عالم ہمہ خدیو عشق | ہر نو نہال می نگرم خاک بر سر است

ولہ

گر ز خاک نشان سواری جو بہ | وگرنہ چیست این کندن فرس بدوست

ولہ

ز سودا چون بہار از شال پر داغ خود برہم | بگفتا کس نمیگیرد متاع داغدار اینجا

در حجاب زلف کن نظارۂ روئے یار را | صبح امید از سواد این شب یلدا طلب

نمیدانم کدامی شعلہ در سینہ جا دارد | کہ می جہد شرر از چشم گریانی کہ من دارم

شمع انجمن کے مولف نے لکھا کہ آپکا حسبی تعلق حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز سے منتہی ہوتا ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے صرف نسبی سلسلہ لکھا۔ اور حسبی سلسلہ سے سکوت کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شوقی مولوی غلام غوث

شوقی تخلص غلام غوث نام۔ وطنًا گوپاموی۔ آپکا حسبی سلسلہ قاضی مبارک شارح سلم العلوم سے منتہی ہوتا ہے۔ کتب متداولہ فارسیہ عربیہ مین مہارت کامل رکھتا تھا ادیب فاضل تھا۔ انشاپردازی سخن سازی مین خوشنود کا شاگرد تھا۔ ہندوستان سے سیاحت کرتا ہوا مدراس مین وارد ہوا۔ ضلع کنٹور مین افتا کی خدمت پر مقرر ہوا۔

مدت تک افتا کی خدمت کو عمدہ طرح سے انجام دیتا رہا۔ خوش اخلاق و ذی مروت تھا سخن سنج و سخن پرداز تھا۔ رسائی طبیعت سے کلام پسندیدہ موزون کرتا تھا۔ شعرائے عصر آپکے کلام کو پسند فرماتے تھے۔ انصافانہ داد دیتے تھے۔ قدرت اللہ خان صاحب مؤلف نتائج الافکار کے دوستون سے تھا۔ خان موصوف نے آپکی رحلت کے بعد ایک مرثیہ آپکے رنج مین لکھا ہے تذکرہ مین مذکور ہے۔ آخر عمر مین آپکو عارضہ لاحق ہوا۔ مرض روز بروز بڑہتا گیا ہرچندکہ معالجہ کرتے تھے۔ لیکن مفید نہین ہوتا تھا۔ معالجہ کے لئے حیدرآباد دکن روانہ ہوئے۔ حیدرآباد کے قریب پہنچکے سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ کو تجہیز و تکفین کرکے شہر مین لائے بہبود علی شاہ صاحب مجذوب شاہ کے تکیہ مین دفن کئے۔ ھو ھذہ

سر در بر من آرکہ نازی بہ از ین نیست	گو ہم سخن بوسہ کہ رازے بہ ازین نیست
کارم آخر شدہ از درد و گشتی آگہ	شیشہ شکست بگو شمع چہ دیر رسید

شفیع میر محمد شفیع

شفیع تخلص۔ میر محمد شفیع نام۔ آپ میر عسکری باقری مشہدی آبادی کے فرزند ہین گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکے اجداد سلف سے میرن باقری مشہد آباد کے سلطان عبداللہ قطب شاہ والی تلنگانہ کے عہد مین وارد دکن ہوکے قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوئے۔ قطب شاہ نے بلحاظ سیادت و نجابت تعظیم و تکریم کی۔ اور اکثر اوقات مین انعام و جاگیر و منصب سے سرفراز فرمایا۔ اور جاگیر موضع گنٹہ علاقہ حیدرآباد مین بطور التمغا مرحمت کیا۔ مولف مذکور لکہتا ہے کہ اب تک جاگیر انکی اولاد پر بحال ہے

انتہی کلامہ۔ شفیع صاحب ترجمہ کے والد ابتدا مین تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔ اور انکا مستقر تجارت مچھلی بندر تھا۔ چند مدت کے بعد ضلع نیلور کے محکمہ مین منشی گری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ شفیع کی ولادت ۱۲۳۸؁ ہجری مین ضلع مذکور مین واقع ہوئی سن شعور کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب متداولہ فارسی عربی ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین آپ کو تلمذ میر محمد حسن غریب تخلص سے ہے۔ جب آپ مدراس مین آئے میرزا عبد الباقی وفا کے بہی شاگرد ہوئے۔ مدت تک وفا کی خدمت مین تحقیق محاورات و اصطلاحات فارسی و اصلاح سخن مین مصروف رہے۔ پہر چند روز سیر و سیاحت مین گزارے آخر والد ماجد کے انتقال کے بعد دیوانی محکمہ مین خدمت سررشتہ داری پر مقرر ہوے تا بہ زندگی خدمت مفوضہ پر مامور رہے۔ آپکا سنہ وفات ستیاب نہین ہوا۔ آپ علاوہ زبان فارسی عربی تلنگی و ہندی مین بہی مہارت کامل رکہتے تھے شعرگوئی و سخن سنجی مین مستعد تھے۔ آپکا کلام فصیح و بلیغ ہوتا ہے۔ صاحب التالیف و التصنیف تھے۔ سوائے دیوان فارسی کوئی رسالہ یا نسخہ مولفات سے نہین دیکھا گیا۔ نہ کسی صاحب تذکرہ نے لکھا شاید گوشۂ گمنامی مین ہون گے۔ واللہ اعلم بالصواب من اشعارہ

خال بر عین صنم بس بہر انداز ست	الضاً	الف کرد ست نگر حسن الف قامت را
بتائید خال رخش سربلندم	؍؍	اعانت را ختر نباشد نباشد
مردمک ست تہی شد ز در و لعل شریک	؍؍	لعل خندان مدوی گوہر دندان مدوی
نرگس و غنچہ و گل چشم و دہان و رخ تست	؍؍	عاشق شد روم جانب بستان کسے
ساقی ز فیض جام جہانی شدہ است مست	؍؍	ما نیز آمدیم خبر دار اند کے

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

تاریخ طبع زاد مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبد الجلیل صاحب
المتخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالیٰ

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد از برائے سال تالیف و شیوع	یادگارے ہمچو محبوب زمن تذکرہ گفتم از روئے دکن ۱۳۲۹ ہجری
مولوی صوفی ملکاپوری تذکرہ بنوشت بہر شاعران کلک حیاتی رقم زد سال آن	از کمال جامعیت علم و فن جامع اشعار تحقیق سخن خوب پیدا شد بحیثیت محبوب زمن ۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے اتمام تالیف و اشاعت کا سنہ نکلتا ہے

اعلان

چونکہ اس کتاب کا حق تالیف محفوظ ہے بغیر اجازت راقم
کسوئی صاحب قصد طبع نفرمائین بعوض نفع نقصان اٹھائین
اُن جسقدر نسخے مطلوب ہون راقم سے طلب فرمائین ۔

نوٹ

جس کتاب پر مولف کی مہر یا دستخط نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جاوے

المشتہر

محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس
فارسی و عربی مدرسۂ اعزہ